Maktaba Tul Ishaat.com

نیل السائرین فی طبقات المفسرین

تالیف

[illegible]

شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں مفسرین قرآن کریم کی تاریخ اور ان کے درجات و مراتب اور ان کی تصنیفات کا مبسوط تذکرہ کیا گیا ہے

ناشر مکتبہ [illegible]

دار القرآن پنج پیر

(صوابی) پاکستان

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احادیث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ ودعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نيل السّائرين في طبقات المفسّرين

تالیف

مرشد العلماء رئیس المفسرین محی السنۃ ماحی البدعۃ
شیخ القرآن مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اس کتاب میں مفسرین قرآن کریم کی تاریخ اور ان کے درجات و مراتب اور ان کی تصنیفات کا مبسوط تذکرہ کیا گیا ہے

ناشر
مکتبۃ الیمان ○ دار القرآن پنج پیر (صوابی) پاکستان
فون :۔ ۰۹۳۸-۲۲۱۸۰۳

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کتاب کے تمام حقوق محفوظ ہیں

کتاب : نیل السائرین فی طبقات المفسرین (اُردو)

مؤلف : حضرت شیخ القرآن مولانا علامہ محمد طاہرؒ

مترجم : پروفیسر علامہ غلام ربانی عزیزؒ

ناشر : مکتبۃ الیمان دارالقرآن پنج پیر (صوابی)

زیر نگرانی: شیخ القرآن مولانا محمد طیب مدظلہ

طبع اول : شعبان ۱۴۲۲ ھ / نومبر ۲۰۰۱ء

طابع : المطبعۃ العربیہ، ۳۰ لیک روڈ لاہور

Maktaba Tul-Ishaat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
ناشریہ	۵	قرن چہارم کے مفسرین	۱۱۹
گذارش مترجم	۸	قرن چہارم کی خصوصیات	۱۵۰
مقدمہ	۱۰	قرن پنجم کے مفسرین	۱۵۵
قرن اول کے مفسرین	۱۳	قرن پنجم کی خصوصیات	۱۸۸
اولیں مفسر آخریں نبی ﷺ	۱۴	قرن ششم کے مفسرین	۱۹۲
فضلیت صحابہ کرامؓ	۱۷	قرن ششم کی خصوصیات	۲۳۱
مفسر صحابہ کرامؓ	۲۰	قرن ہفتم کے مفسرین	۲۳۳
فضلیت تابعین	۲۹	قرن ہشتم کے مفسرین	۲۹۳
مفسر تابعین	۳۰	تتمہ	۳۲۴
مشاہیر قدمائے تابعین	۳۱	قرن نہم کے مفسرین	۳۲۶
قرن اول پر مختصر اور جامع تبصرہ	۴۲	قرن نہم کی خصوصیات	۳۸۴
قرن دوم کے مفسرین	۴۳	قرن دہم کے مفسرین	۳۸۷
قرن دوم پر تبصرہ	۷۲	بعض سورتوں کی تفاسیر	۴۱۰
قرن دوم کی خصوصیات	۷۹	قرن دہم کی خصوصیات	۴۱۵

Maktaba Tul Ishaat.com

عنوانات	صفحہ
قرن سوم کے مفسرین	۸۴
قرن سوم کا تفسیری جائزہ	۱۰۹
قرن سوم کی خصوصیات	۱۱۴
قرن دوازدہم کے مفسرین	۳۲۱
بعض سورتوں کی تفاسیر	۳۸۴
قرن دوازدہم کی خصوصیات	۳۹۸
قرن سیزدہم کے مفسرین	۳۹۴
قرن یازدہم کے مفسرین	۴۲۹
بعض سورتوں کی تفاسیر	۴۵۴
قرن یازدہم کی خصوصیات	۴۵۷
بعض سورتوں اور آیات پر تعلیقات	۵۱۹
قرن سیزدہم کی خصوصیات	۵۲۹
قرن چہاردہم کے مفسرین	۵۳۰
اسمائے مفسرین	۵۳۵

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناشریہ

بنام آنکہ دل کاشانۂ اوست

نفس گردمتاع خانۂ اوست

اللہ کریم نے فضل واحسان فرمایا کہ آج ہم حضرت شیخ القرآن والحدیث والدمحترم مولانا علامہ محمد طاہر رحمہ اللہ الغافر کی عظیم اور نفیس تالیف ''**نیل السائرین فی طبقات المفسرین**'' کا اردو ترجمہ فاضل قارئین تک پہنچانے کے قابل ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ الرحمٰن اپنے دور میں علم تفسیر کے بے بدل امام، عدیم المثال محقق اور بہترین نقاد ماہرفن کی حیثیت رکھتے تھے۔ چنانچہ یہ کتاب اپنے فن کے ذخیرہ کتب میں نہایت ہی حسین وجمیل اور بڑا ہی عجیب وغریب اضافہ ہے۔ جس میں قرن اول سے لے کر قرن چہاردہم تک کے اہم مفسرین کے حالات، ان کی تصانیف اور خصوصاً قرآنی خدمات کا مختصر تعارف اور ان کے طرز تفسیر کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے، اہل تحقیق مفسرینؒ کی نشاندہی کردی گئی اور صفحہ بہ صفحہ اغلاط و مکذوبات کے ڈھیر لگا دینے والوں کی پہچان کرادی گئی ہے۔ جس سے مطالعہ تفسیر کا شوق رکھنے والوں کے لئے محض صفحات کالے کرنے والوں میں سے اہل تحقیق اور قابل اعتماد حضرات مفسرین کو پہچان لینا آسان ہوگیا ہے۔

اس عظیم کتاب کی ایک نادر خصوصیت ہر قرن کے آخر میں رقم فرمودہ عنوان مزیۃ ھذا القرن (اس قرن کی خصوصیات) ہے۔ جس کے تحت اُس قرن میں عمومی طور پر موجود تفسیری رجحانات اور انداز تفسیر پر کلام کیا گیا ہے اور اس عہد کے محقق علماء اور صوفیاء وزہاد کے ساتھ ساتھ اس دور کے سلاطین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ عنوان طبقات مفسرین کے تعین میں اپنے قارئین کی بہترین

Maktaba Tul Ishaat.com

رہنمائی کرتا، عہد بہ عہد بدلتے ہوئے تفسیری رجحانات اور ہر دور کے انداز تفسیر اور تقاضوں سے نقاب کشائی کرتا ہے۔ یہ عنوان اس کتاب کی وہ منفرد خصوصیت ہے جو اس فن کی دیگر کتب میں بالکل نہیں ملتا۔ یہی عنوان تفسیر و حدیث، اسماء رجال اور تاریخ میں اپنے جلیل القدر مصنف رحمہ اللہ کی مجتہدانہ مہارت اور کمال اخذ و استنباط کی خداداد صلاحیت کا زبردست مظہر بھی ہے۔

حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ الرحمٰن تمام اسلامی علوم اور درسی فنون میں زبردست مہارت اور مجتہدانہ بصیرت سے نوازے گئے تھے۔ چنانچہ آپ اس کتاب میں جا بجا مختلف علوم کے لطیف اشارات اور نفیس نکات سے بہرہ یاب ہوں گے اور حضرت شیخؒ کی اپنے معاصرین میں ممتاز انفرادیت اور ان کی نابغۂ روزگار شخصیت سے بھی کسی حد تک روشناس ہوسکیں گے۔

حضرت مصنف رحمہ اللہ کے مختصر حالات کتاب کے آخر میں خود مصنف کے اپنے قلم سے آگئے ہیں۔ البتہ مترجم کا مختصر تذکرہ ضروری سمجھتے ہوئے چند سطور سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

نیل السائرین کے ترجمہ کے سعادت حضرت علامہ پروفیسر غلام ربانی عزیز رحمہ اللہ کے حصہ میں آئی جو اس دور کے ایک گمنام لیکن عظیم محقق عالم اور بلند پایہ نقاد، ادیب، مؤرخ، مترجم اور معلم تھے۔ وہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۸ء کو ضلع اٹک میں پیدا ہوئے اور مختلف مدارس و مکاتب میں زیر تعلیم رہنے کے بعد ۱۹۲۰ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے۔ ان کے اساتذہ میں حضرت شیخ المحدثین مولانا انور شاہ کشمیری، حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی، حضرت مولانا میاں سید اصغر حسین، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا رسول خان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے افاضل روزگار وا کابر امت شامل تھے۔

۱۹۲۰ء سے لیکر ۱۹۵۵ء تک مختلف سرکاری سکولوں اور کالجوں میں مدرس جبکہ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۰ء تک مختلف پرائیویٹ اداروں میں بطور سربراہ ادارہ ملازم رہے۔ ان کی تصانیف و تراجم کی تعداد ۹۲ ہے جن میں سے ۷۶ مطبوعہ اور باقی ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔

مزاج میں شگفتگی، دھیماپن اور غایت تواضع و انکساری کے عناصر غالب تھے۔ بڑی بھرپور

Maktaba Tul Ishaat.com

علمی وعملی زندگی گزار کر ۲ فروری ۲۰۰۰ء کو ایک سو دو (۱۰۲) سال کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے اور اٹک شہر میں دفن کئے گئے۔ فرحمه الله رحمة واسعة و ادخله الله في الجنة بغير حساب۔

کتاب کے متن کی تصحیح، ترجمہ کی تصحیح وتکمیل اور مختلف ماخذوں کی طرف مراجعت کے لئے میرے عزیز شاگرد اور دار القرآن کے فاضل سید کفایت بخاری نے بڑی محنت وتندہی سے کام لیا۔ بہت کم مقامات پر ضروری اضافات کئے اور متن سے ممتاز رکھنے کے لئے انہیں بین القوسین درج کیا جبکہ اس سے بھی کم مقامات پر بعض ضروری باتیں حاشیہ میں لے آئیں۔ نیز زمانی اور الف بائی ترتیب سے الگ الگ فہرستیں تیار کیں۔ اس ساری مبارک سعی وکاوش کا اجر اللہ کریم ہی کے ذمہ ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ کریم ان کی عمر اور علم وعمل میں برکت دے اور انہیں فلاح دارین سے نوازے آمین۔ حدیث پاک میں آتا ہے من لم يشكر الناس لم يشكر الله (جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا)۔ وصلى الله على سيدنا محمد واله واصحابه اجمعين۔

ابو الیمان محمد طیب طاہری

مدیر مکتبۃ الیمان دار القرآن پنج پیر (صوابی)

و امیر اشاعۃ التوحید والسنۃ العالمیہ

Maktaba Tul Ishaat.com

گزارش مترجم

نیل السائرین کا اردو ترجمہ مولانا محمد طیب طاہری مدظلہ کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ سمط الدرر کا ترجمہ میں پیشتر ازیں مولانا کی اجازت کے بغیر مکمل کر چکا تھا۔ جب میرے رفیق کار سید کفایت بخاری مسودہ ترجمہ لے کر مولانا کی خدمت میں بغرض اجازت اشاعت حاضر ہوئے تو مولانا نے ترجمے کو پسند کیا اور نیل السائرین ان کے حوالے کر کے کہا کہ یہ کتاب لے جائیے اور ترجمہ کیلئے مترجم کو دیجئے اور کہیے کہ ہم خود ہی دونوں تراجم کی اشاعت کا اہتمام کرینگے۔ مترجم سالہا سال کی خامہ فرسائی بالخصوص معجم البلدان کی ابتدائی چار جلدوں کی تلخیص سے حد درجہ خستہ و درماندہ ہو چکا تھا، مولانا کے ارشاد کی پذیرائی پر آمادہ نہ ہو سکا۔ انہوں نے میرے اس عذر کو کوئی وقعت نہ دی اور ۱۹ جولائی ۱۹۹۵ء کو مجھے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایبٹ آباد تشریف لے آئے اور دونوں کتابوں میں فرق بیان کرنے کے بعد اپنے ارشاد کو پھر دہرایا۔ میری جسمانی کمزوری اور ذہنی درماندگی آمادہ کار نہ ہونے دیتی تھیں، مگر مروت نے گوارا نہ کیا کہ اپنے محترم اور عزیز مہمان کے حکم کی تعمیل سے جی چراؤں۔ دو دن بعد ۲۱ جولائی کو میں نے کام شروع کر دیا اور اللہ کے فضل و کرم سے دس ماہ اور دس دن کی محنت کے بعد اس مہم کو سر کر لیا۔ اس عرصے کے دوران میں وقفے وقفے سے چار بار صاحب فراش بھی ہوتا رہا، بالخصوص آخری پندرہ دنوں کی تھکان اور بیزاری سخت تکلیف دہ تھی مگر پریشانی اور دل گرفتگی کا ہر ہمت شکن دور بھی گزر ہی گیا اور تھکا ماندہ مسافر لنگڑاتا لڑکھڑاتا منزل پر پہنچ گیا۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے:

چلے تو کٹ ہی جائیگا سفر آہستہ آہستہ

اس علمی سفر میں میرے رفیق کار سید کفایت بخاری نے ہر سرد و گرم میں میرا ساتھ دیا۔ جب تک تلخیص معجم البلدان کے پروف آنا شروع نہیں ہوئے تھے، وہ نیل السائرین کا ترجمہ پڑھ لیتے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بیری وصد علت کی وجہ سے مجھ میں یہ نقص پیدا ہو گیا ہے کہ کا، کی، کے، کے علاوہ عبارت میں اسماء بھی چھوٹ جاتے ہیں جس سے عبارت مہمل ہو جاتی ہے۔ ایسے خلاء پر کر دیئے۔ بعض مقامات پر کچھ فروگذاشتیں ہو گئیں جن کی نشاندہی کر کے انہوں نے حق رفاقت ادا کیا جس کیلئے میں ان کا ممنون ہوں۔

ارشاد ہے

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

آخر میں اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر میری اس خدمت میں انہیں کوئی کمی نظر آئے تو عفو و درگزر سے کام لیں اور اگر اس وقت جب یہ کتاب طبع ہو کر ان تک پہنچے، میں سفر آخرت پر روانہ ہو چکا ہوں تو مجھے دعائے مغفرت سے نوازیں، بد کریماں کارہا دشوار نیست۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

طالب دعا

مترجم

غلام ربانی عزیز

بی۔ ۲۔ ۷، اٹک شہر

۱۲ جون ۱۹۹۶ء

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

(از مؤلف کتاب حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ الرحمٰن)

حمد و صلوۃ کے بعد مؤلف لکھتے ہیں کہ یہ کتاب میری ایک دوسری کتاب مرشد الحیران لاصول القرآن کا ایک حصہ ہے اور اس کا نام میں نے نیل السائرین فی طبقات المفسرین تجویز کیا ہے۔ اس میں مفسرین کے مختصر حالات اور واقعات کا ذکر ہے۔ خدا نے مجھے ان کے حالات لکھنے کی، جن کا تذکرہ میرے لئے محبوب بنایا، توفیق ارزانی فرمائی۔ جنھیں امت مرحومہ کے مقتدا ائمہ مفسرین، صحابہؓ و تابعین اور ائمہ متقدمین و متاخرین کے حالات جاننے کا اشتیاق ہو، وہ اپنی متاع گم گشتہ ان اوراق میں پائیں گے۔ اس کتاب کو مرتب کرنے کیلئے میں نے درج ذیل ماخذوں کی ورق گردانی کی ہے:

(۱) طبقات المفسرین (۲) الاتقان (۳) بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ (۴) کشف الظنون (حاجی خلیفہ) (۵) مفتاح السعادۃ (۶) مرآۃ التفسیر (۷) تہذیب التہذیب (۸) لسان المیزان (۹) الدرر الکامنہ فی اعیان القرن الثامنہ (۱۰) البدر الطالع (شوکانی) (۱۱) صفوۃ الصفوۃ (۱۲) المنتظم (ابن جوزی) (۱۳) طبقات الحنابلہ (۱۴) ذیل طبقات الحنابلہ (۱۵) دیباج المذھب (۱۶) دول الاسلام (۱۷) تذکرۃ الحفاظ (۱۸) میزان الاعتدال (۱۹) البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) (۲۰) شذرات الذھب (۲۱) طبقات کبیر (ابن سعد) (۲۲) نزھۃ الخواطر (۲۳) الجواہر المضیہ (۲۴) الفوائد البھیہ (۲۵) کتاب الجرح والتعدیل (۲۶) تاریخ ابن خلکان (۲۷) تاج التراجم (۲۸) الفہرست (۲۹) تذکرۃ النوادر من المخطوطات العربیہ (۳۰) نفحات الانس۔

طویل عرصہ سے احباب کا اصرار تھا کہ مفسرین کے حالات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جائے اور واضح کیا جائے کہ مختلف زمانوں اور نسلوں میں علم تفسیر کی ترویج کیسے ہوئی۔ احباب کے اصرار اور اشتیاق نے ہمیں آمادہ کار کیا اور ہم نے مصمم ارادہ کرلیا کہ مفسرین کے بارے میں ایک ایسی جامع کتاب مرتب کی جائے جس میں ان کی ولادت و وفات کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ان کے علم و فضل

Maktaba Tul Ishaat.com

کا تذکرہ اور ان کی علمی کاوشوں کی تفصیل درج ہو۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

فصل

انسان کے علمی سرمایے میں حق و باطل، راستی و ناراستی اور صحیح و غلط کا امتیاز سب سے زیادہ اہم ہے اور امن و سلامتی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق و ضبط علوم کا جو راستہ سلف صالحین کو دکھایا تھا، ہم اسے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ ان بزرگوں نے حضور اکرم ﷺ کی احادیث، بالخصوص ان روایات کو جو تفسیر قرآن کے متعلق تھیں، اپنے دل و دماغ میں محفوظ رکھا، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین اور جلیل القدر علماء کی روایات کو ترزجان بنائے رکھا، نیز ان روایات کو بیان کرنے والے راویوں کے حالات جاننے کیلئے سلف صالحین کی بے مثال کاوشوں کو سامنے رکھا جائے۔

جب روایات میں ملاوٹ شامل ہونے لگ گئی تو دین قویم کی حفاظت کیلئے ائمہ کرام اٹھ کھڑے ہوئے۔ راویوں کے حالات سے پردہ اٹھایا، ان کی روایات کے قابل قبول ہونے یا نہ ہونے کی بنا پر ان کا مقام متعین کیا، حتیٰ کہ جن راویوں نے صرف ایک حدیث روایت کی تھی، ان کو بھی اسی کسوٹی پر پرکھا گیا۔ چنانچہ جو راوی غفلت، سستی یا کسی اور خرابی کی وجہ سے اس مرتبہ جلیلہ کے سزاوار نہ تھے، ان پر جرح کی گئی اور انہیں ناقابل اعتماد قرار دے دیا گیا۔

غرض حفاظت احکام دین راوی اور مخبر پر جرح و تعدیل حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین اور ائمہ متبوعین سے ثابت ہے۔ یہ طرز عمل نہ طعن ہے، نہ حسد اور نہ غیبت۔ جس طرح دیوانی اور فوجداری مقدمات میں گواہوں پر والشگاف جرح کی جاتی ہے اور بال کی کھال اتاری جاتی ہے لیکن کوئی آدمی اسے غیر ضروری نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح دینی معاملات میں ان کاوشوں پر کون انگشت نمائی کی جرأت کر سکتا ہے اس لئے جو شخص بھی کسی روایت پر اعتبار کرنا چاہے، اس کیلئے ناگزیر ہے کہ وہ راوی کے حالات سے مکمل واقفیت حاصل کرے، اس کا زمانہ، احکام دین پر اسکا عمل، اس کا علمی مقام، حافظہ، ثقاہت اور اس کے اساتذہ کے پوست کندہ حالات دریافت کرے اور اسے اصول و قواعد پر پرکھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مؤلف فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب اس علم پر غور و فکر کرنے والوں کیلئے بطور ایک رہنما کے تحریر کی ہے۔ مقام حیف ہے کہ قرآن حکیم کی تفاسیر کا ایک حصہ من گھڑت قصوں اور نا قابل یقین روایات کا (ایک سزاوار نفرت) طومار ہے۔ مثلاً ایک روایت میں حضرت آدم علیہ السلام سے شرک کو منسوب کیا گیا ہے۔ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے متعلق نا قابل یقین بہتان تراشے گئے ہیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (جن کے بارے میں قرآن حکیم کہتا ہے وانك لعلیٰ خلق عظیم) حضرت زید بن حارثہؓ کی بیوی جناب زینبؓ کے متعلق افسانہ گھڑ کر متہم کیا گیا ہے۔

اس مصیبت سے وہ لوگ زیادہ متاثر ہوئے جو ہر لکھے ہوئے حرف کو سند سمجھ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم عادل اور ثقہ راویوں کی تمیز کریں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ کون قوت حافظہ، استقامت اور پختگی کے اوصاف سے متصف ہے اور کون غفلت، وہم، خرابی حافظہ، جھوٹ اور فرضی روایات گھڑ لینے کی بیماری میں مبتلا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن اول

صحابہ کرامؓ

(١) حضور اکرم ﷺ
(٢) ابو بکر صدیقؓ
(٣) عمرؓ بن خطاب
(٤) عثمانؓ بن عفان
(٥) علیؓ بن ابی طالب
(٦) ابن مسعودؓ
(٧) ابیؓ بن کعب
(٨) زیدؓ بن ثابت
(٩) ابن عباسؓ
(١٠) ابو موسیٰ اشعریؓ
(١١) عبداللہ بن زبیرؓ
(١٢) ابو ہریرہؓ
(١٣) عبداللہ بن عمرؓ
(١٤) جابر بن عبداللہؓ
(١٥) عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ
(١٦) سالمؓ بن عتبہ

تابعین عظامؒ

(١) سعید بن جبیر
(٢) مجاہد بن جبر
(٣) ابراہیم نخعی
(٤) ابو العالیہ ریاحی
(٥) علقمہ بن قیس
(٦) ابو مسلم خولانی
(٧) عبیدہ بن عمرو
(٨) اسود بن یزید
(٩) زر بن حبیش
(١٠) عمرو بن ذر
(١١) ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوفؒ
(١٢) ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث
(١٣) مرۃ الطیب
(١٤) کعب احبار
(١٥) علقمہ بن وقاص
(١٦) عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ
(١٧) زہری، محمد بن مسلم بن عبداللہ
(١٨) ابو عبدالرحمن سلمی
(١٩) شریح بن حارث
(٢٠) شریح بن ہانی
(٢١) ابو وائل اسدی
(٢٢) عمرو بن میمون
(٢٣) ابو ادریس خولانی
(٢٣) زید بن وہب
(٢٤) عبید بن عمیر
(٢٥) عمرو بن شرحبیل
(٢٦) ربیع بن خثیم
(٢٧) حبیب بن حب
(٢٨) عبید بن فضلہ
(٢٩) نصر بن عاصم
(٣٠) شعبی
(٣١) ابو الاسود دؤلی
(٣٢) مسروق بن اجدع
(٣٣) سعید بن مسیب الامام

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) اولیں مفسر آخریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے سب سے پہلے مفسر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کیلئے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بیان ووضاحت کے مقام پر فائز فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم (النحل : ۴۴)

اور ہم نے آپ پر یاددھانی (قرآن) اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں پر
اس چیز کو اچھی طرح واضح کردیں جو ان کی طرف اتاری گئی ہے۔

لہذا اللہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر قرآن پر مامور ہیں۔

ارشاد باری ہے: وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ (النحل : ۶۴)

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اسلئے اتاری ہے تاکہ آپ ان پر اس چیز کو
اچھی طرح واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کرنے لگے ہیں۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے مراد الہیہ کے بیان فرمانے والے، کتاب اللہ کے معانی ومراد کے کھولنے والے، دین وشریعت کے احکام، فرائض وواجبات، آداب ومستحبات اور سنت الہیہ کے واضح فرمانے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب باری تعالیٰ کے نازل کردہ احکام اور بیان فرمودہ آثار کی وضاحت فرمانے والے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت کے بعد مکہ اور مدینہ میں مجموعی طور پر تیئس سال تشریف فرما رہے اور لوگوں کیلئے دین کے روشن نشانات راہ قائم فرمائے، فرائض وسنن واضح فرمائے، احکام جاری فرمائے، حلال وحرام کی وضاحت فرمائی اور اپنے قول وعمل سے لوگوں کو سیدھے راستے پر کھڑا فرماتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھالیا، صلی اللہ علیہ وآلہ افضل صلوۃ وازکاھا واکملھا واذکاھا واتمھاوا وفاھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ ﷺ لوگوں پر اللہ کی حجت تمام ہو گئی کہ آپ نے اللہ کی طرف سے عائد شدہ فریضہ تبلیغ رسالت ادا کر دیا، کتاب اللہ کے محکم و متشابہ، خاص و عام اور ناسخ و منسوخ کو اچھی طرح واضح فرما دیا، کتاب اللہ کے ذریعہ سے لوگوں کو خوشخبری دی اور انھیں ہوشیار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل (النساء : ۱۶۵)

اللہ نے رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ہوشیار کرنے والے بنا کر بھیجا

تاکہ لوگوں کیلئے ان رسولوں کے بعد اللہ کے سامنے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ اس کے راستے میں اپنی تمام توانائیاں صرف فرما دیں (اور ان سلسلے میں ایسے ایسے مصائب سے دوچار ہوئے کہ، تم و سراب جیسے پہاڑ روں کے بچے وحشت سے پانی ہو جاتے مگر آپ ﷺ کے استقلال میں سر مو فرق نہ آیا)۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی اور اپنے رب کی عبادت میں لگے رہے تاآنکہ آپ ﷺ کے پاس اللہ کی طرف سے موت کا یقینی فیصلہ آ گیا۔ اللہ نے آپ ﷺ کے لئے اپنا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تمام کر دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

(المائدہ : ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند فرمایا۔

مزید ارشاد ہوتا ہے :

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین

(آل عمران : ۸۵)

اور جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہے گا تو وہ اس سے ہرگز

قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نامرادوں میں سے ہوگا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نبی کریم ﷺ کی وفات تریسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔ یہ حادثہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز سوموار کو پیش آیا جبکہ آدھا دن گزر چکا تھا۔ آپ ﷺ کو ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے لئے بنائے گئے اپنے حجرے میں دفن کیا گیا۔ آپ ﷺ کی پیدائش مکہ میں حادثہ فیل کے سال ۹ ربیع الاول کی صبح کو ہوئی تھی۔ شمسی حساب سے تاریخ ولادت ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ہے اور وفات ۶۳۳ء میں ہوئی۔ عمر مبارک قمری حساب سے ۶۳ سال اور تین دن جبکہ شمسی حساب سے ۶۱ سال اور ۸۴ دن ہوتی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

(فضیلت صحابہ کرامؓ)

صحابہ کرامؓ میں سے دس حضرات تفسیر کے سلسلہ میں زیادہ مشہور ہوئے:
خلفائے اربعہ[(۴)]، عبد اللہ[(۵)] بن مسعود، عبد اللہ[(۶)] بن عباس، ابی بن[(۷)] کعب،
زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ بن[(۱۰)] زبیر رضی اللہ عنہم۔

خلفائے اربعہؓ میں سے سب سے زیادہ روایات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں جبکہ خلفائے ثلاثہؓ کی روایات بہت کم ہیں۔ اس کا ایک سبب ان حضرات کا بہت پہلے وفات پا جانا ہے اور یہی سبب حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی قلت روایت کا ہے۔ صدیق اکبرؓ سے تفسیر میں بہت ہی کم روایات منقول ہوئی ہیں جو شاید دس سے زیادہ نہیں ہوں گی جبکہ حضرت علیؓ سے زیادہ روایات منقول ہیں۔

ابن ابی حاتمؒ (المتوفی ۳۲۷ھ) کہتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ وہ لوگ ہیں جن کے سامنے وحی اتری اور قرآن نازل ہوا، انہوں نے (براہ راست آپ ﷺ سے) تفسیر و تاویل کو سیکھا۔ یہی وہ خوش بخت لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کی رفاقت و مصاحبت کیلئے منتخب فرمایا، نصرت نبی اعظم ﷺ، اقامت دین اور غلبہ حق کو ان کا مقدر بنایا۔ انہیں اپنے نبی ﷺ کا ساتھی بننے کیلئے پسند فرمایا اور ہمارے لئے نشان ہدایت اور نمونہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر شرع، احکام، قضاء، امر و نہی غرض جو کچھ بھی نازل فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ تک پہنچایا اور آپ ﷺ نے جو بھی سنت قائم فرمائی وہ سبھی کچھ صحابہؓ نے محفوظ فرمایا۔ انہوں نے وہ سب کچھ یاد رکھا اور اس پر پختگی دکھائی، انہوں نے دین میں تفقہ پیدا کیا،

Maktaba Tul Ishaat.com

کتاب اللہ کی تفسیر و تاویل میں اللہ کے اوامر و نواہی اور مراد ربانی کو تعلیمات نبویہ سے سیکھا اور عملی نمونہ نبوی کو براہ راست ملاحظہ کیا۔ انہوں نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا اور اس سے اخذ نتائج و مسائل کا علم بھی آپ ﷺ سے پایا۔ اس طرح اللہ نے ان پر فضل و احسان فرما کر انہیں شرافت و کرامت سے نوازا اور انہیں وہ مقام رفیع عطا فرمایا کہ انہیں ہر شک و ریب، جھوٹ، غلطی اور طعن وغیرہ کی آلودگی سے بلند کر دیا اور انہیں عدول الامہ (امت کے عادل ترین افراد) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب محکم میں ارشاد ہے:

و كذلك جعلنكم امة و سطا لتكونوا شهداء على الناس (البقرة: ۱۴۳)

اور اس طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہی دینے والے بنو۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں "وسط" کی تفسیر عدل (افضل) سے فرمائی۔ پس وہ امت کے عادل ترین وافضل ترین افراد، امام ہدایت، حجت دین اور کتاب و سنت کے محافظ تھے۔ اسی لیے اللہ نے انکے اتباع، انکے منہاج کی پیروی، ان کے راستے پر چلنے اور ان کی اقتداء کا حکم دیا اور اس پر ابھارا۔ ارشاد ربانی ہے:

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدىٰ ويتبع غير سبيل المو منين نوله ما تولىٰ الخ (النساء: ۱۱۵)

اور جو کوئی راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا اور مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی دوسرے راستے کی پیروی کرے گا تو ہم اس کو اسی راہ پر ڈالیں گے جس پر وہ چلا............

نبی کریم ﷺ نے کثیر التعداد مواقع پر صحابہ کرامؓ کو تبلیغ دین پر ابھارا اور ان کیلئے دعا فرمائی: نضرا لله امرأ سمع مقالتی فحفظها ووعاها حتى يبلغها غيره.

Maktaba Tul Ishaat.com

اللہ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے میری
بات کو سنا، یاد کیا اور اسے محفوظ رکھ کر دوسروں تک پہنچایا۔
آپ ﷺ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

فلیبلغ الشاھد منکم الغائب .

تم میں سے جو یہاں موجود ہے وہ میرے بیان کو اس تک پہنچائے جو یہاں موجود نہیں۔

مزید فرمایا : حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج .

بنی اسرائیل سے روایات (قصص وامثال) لے لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

(ان ہدایات مقدسہ کی تعمیل کے سلسلہ میں) عہد خلافت کے دوران میں صحابہ کرامؓ فتوحات و غزوات اور امارت وقضا کیلئے مختلف علاقوں اور شہروں تک پھیل گئے، جہاں وہ آثار نبویہ کا ذخیرہ بھی اپنے ساتھ لے کر گئے۔ انہوں نے حکم ربانی کے مطابق اپنے منصب کی ذمہ داریوں کو نبھایا اور سنت نبویہ کے مطابق امور کو نمٹایا۔ انہوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں پیش آمدہ مسائل کو حل کیا۔ نیز حسن نیت اور تقرب الی اللہ کے جذبے سے لوگوں کو فرائض، احکام، سنن اور حلال وحرام کی تعلیم دینے میں اپنی جانوں کو کھپا دیا"

جزاھم اللہ خیر الجزا (مقدمۃ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم المتوفی: ۳۲۷ھ)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تیمی تھا اور کنیت ابوبکر تھی۔ مردوں میں آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے روایات کے قبول کرنے میں احتیاط کا پہلو اختیار کیا۔ ائمہ ستہ میں سے ہر ایک نے آپ کی روایات کو درج کتاب کیا ہے۔ آپ سے کل ایک سو بیالیس روایات منقول ہیں۔ ان میں سے چھ پر امام بخاری اور امام مسلم دونوں متفق ہیں، گیارہ حدیثیں ایسی ہیں جنہیں صرف امام بخاری نے بیان کیا ہے اور ایک حدیث کا صرف امام مسلم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ اس امت کے راست گوؤں کے امام اور صدیق ہیں۔ چنانچہ وہ روایت کو قبول کرنے نیز روایت کرنے میں حددرجہ محتاط تھے۔

آپ نے تریسٹھ برس کی عمر پائی اور ۲۴۔ جمادی الاخری ۱۳ھ (۶۳۴ء) کو وفات پائی۔

(۳) سید نا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

آپ کا سلسلہ نسب ابن نفیل بن عبدالعزیٰ تھا۔ خدا نے آپؓ کے ذریعہ اسلام کو قوت عطا فرمائی۔ آپ نے کثیر التعداد شہر فتح کیے۔ متعدد بار حضور کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی سے آپؓ کے الہام کی تصدیق ہوئی۔ آپ نے تیسویں سال ہجرت کے آخر میں شہادت پائی اور اگلے سال کی پہلی تاریخ کو تریسٹھ برس کی عمر میں حجرہ نبویہ میں مدفون ہوئے، نماز جنازہ حضرت صہیب رومیؓ نے پڑھائی۔ آپ سے ۵۳۹ احادیث مروی ہیں۔ دس پر دونوں ائمہ کا اتفاق ہے، نو صرف امام بخاری نے اور پندرہ صرف امام مسلم نے بیان کی ہیں۔

جب حضرت عمرؓ کی تدفین ہو چکی تو حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا: آج علم کے نو حصے اس قبر میں دفن ہو گئے ہیں۔ آپ نے راویان حدیث کیلئے الفاظ حدیث پر پختگی کا اصول مقرر فرمایا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ سے کم احادیث روایت کیا کرو تاکہ لوگ اس شغل میں پڑ کر

Maktaba Tul Ishaat.com

کر قرآن کے حفظ سے غافل نہ ہو جائیں۔

آپ صائم الدھر تھے۔ آپ کو بدھ کی صبح ۲۶ ذوالحجہ کو خنجر گھونپا گیا اور پہلی محرم اتوار کی صبح کو مدفون ہوئے۔

(۴) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

یہ وہ مقدس ہستی ہے جس سے فرشتے بھی شرماتے تھے، جس نے امت محمدیہ کو ایک قرآن پر جمع کیا تھا، جس کے نائبین نے اقلیم خراسان اور اقلیم مغرب کو فتح کیا تھا اور وہ ان تمام لوگوں سے افضل تھے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ سے قرآن کریم پڑھا تھا۔ آپ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں میں شریک تھے۔ آپ سے ۱۴۶ احادیث مروی ہیں، جن میں سے تین احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں، آٹھ کا صرف امام بخاری نے ذکر کیا ہے اور پانچ کا صرف امام مسلم نے۔ ان سے ان کے بیٹوں عمرو، ابان اور سعید، ان کے آزاد کردہ غلام حمران، انس بن مالکؓ، ابو امامہ بن سہلؓ، احنف بن قیسؒ، سعید بن مسیب، ابو وائل، طارق بن شہاب، ابو عبدالرحمن سلمی، علقمہ بن قیس اور مالک بن اوس کے علاوہ بھی کئی حضرات نے روایت کی۔

آپ کو جمعہ کے دن ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ (۶۵۶ء) کو شہید کیا گیا۔ قاتل سودان بن حمران تھا۔ آپ کا عرصہ خلافت بارہ سال تھا اور عمر اسی (۸۰) برس سے چند سال زیادہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ اور ابو بکرؓ کے ہم عمر حضرات میں سے تھے۔ صائم الدھر تھے اور اپنے عہد خلافت میں مسجد نبوی میں سر کے نیچے چادر رکھ کر سو جاتے تھے۔

(۵) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بچوں میں سب سے پہلے آپؓ نے اسلام قبول فرمایا۔ ہجرت کے چالیسویں برس جمعہ کی رات ۱۷ رمضان کو آپ نے شہادت پائی۔ آپ اس وقت روئے زمین پر سب سے بلند مرتبہ انسان تھے اور عمر ساٹھ برس یا ایک دو سال کم و بیش تھی رضی اللہ عنہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آپ سے ۵۸۶ احادیث مروی ہیں۔ان میں سے بخاری اور مسلم کا بیس احادیث پر اتفاق ہے۔صرف بخاری نے نو کا اور صرف مسلم نے پندرہ کا ذکر کیا ہے۔

کثیر راوی نے آپ سے بواسطہ ابو الطفیل روایت کی، کہ ابو الطفیل کہتے ہیں: میں ایک موقع پر حضرت علیؓ کے خطبے میں موجود تھا، کہنے لگے، مجھ سے پوچھو، بخدا تم مجھ سے جو کچھ دریافت کروگے، بتاؤں گا۔ مجھ سے قرآن کریم کے بارے میں پوچھو، اللہ کی قسم! مجھے ہر آیت کے بارے میں علم ہے کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، ہموار زمین میں اتری یا پہاڑ میں۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا اللہ کی قسم! میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کس معاملے میں نازل ہوئی اور کس مقام پر اتری۔میرے رب نے مجھے بات کو پا جانے والا دل عطا فرمایا ہے اور سوالات دریافت کرنے والی زبان عنایت فرمائی ہے۔

آپؓ نے فرمایا: میں خواہشات کے اتباع اور طول امل (لمبی لمبی امیدوں) سے بہت ڈرتا ہوں کیونکہ اول الذکر راستی تک نہیں پہنچنے دیتا، اور ثانی الذکر سے آدمی قیامت کو بھول جاتا ہے۔

(۲) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ ہیں ابو عبدالرحمان عبداللہ بن مسعود وابن ام عبد۔وہ سابقین اولین اور کبار اصحاب بدر سے تھے، اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا نمبر چھٹا تھا۔نیز دو بار ہجرت حبشہ کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ فقیہ اور معلم قرآن تھے۔ حضرت علیؓ کی نسبت آپؓ سے زیادہ روایات منقول ہیں۔ ابن جریر وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جو آیت بھی اتری، مجھے اس کے متعلق علم تھا کہ کس کے بارے میں اتری اور کہاں اتری۔ اگر مجھے کسی شخص کے متعلق علم ہو جائے کہ وہ مجھ سے قرآن کا زیادہ عالم ہے اور سواری اس کے مکان تک پہنچ سکتی ہے تو میں ضرور وہاں جا پہنچو نگا۔ان سے آٹھ سو اڑتالیس احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے چونسٹھ احادیث کو امام بخاری اور امام مسلم ہر دو نے روایت کیا ہے، اکیس احادیث ایسی ہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

جنہیں صرف امام بخاری نے اور پینتیس (۳۵) کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ابن مسعودؓ سے صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ علقمہ، مسروق، اسود اور قیس بن ابی حازم نے روایت کی۔ انہوں نے ۳۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ عمر ساٹھ برس سے کچھ زیادہ تھی۔ لوگ ان کے پیچھے چلتے تو وہ اس سے منع فرماتے کہ اس میں پیچھے چلنے والوں کی ذلت ہے اور آگے چلنے والے کا امتحان ہے۔

ان کے بعض اقوال یہاں قابل ذکر ہیں:

(۱) جہاں قرآن تجھ سے انکسار کا تقاضا کرے، تعمیل کر۔

(۲) جو شخص تجھ سے سچی بات کہے، مان لے، خواہ وہ اجنبی ہو اور تو اسے ناپسند ہی کرتا ہو۔

(۳) اگر کوئی شخص جھوٹ کہے تو اس کی تردید کر دے، خواہ وہ تیرا قریبی دوست ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) علم کثرت روایات کا نام نہیں بلکہ علم تو خشیت الٰہی کا نام ہے۔

(۵) جب تم عوام کو نعمت علم سے نوازنا چاہو تو قرآن حکیم کی اشاعت کرو کہ اس میں اولین و آخرین کا علم محفوظ ہے۔

(۶) موت اور فقر دونوں ناپسندیدہ سمجھے جاتے ہیں حالانکہ وہ اس قابل ہیں کہ انہیں خوش آمدید کہا جائے۔

(۷) حامل قرآن کو چاہیے کہ وہ اللہ کے ڈر سے روئے، غمگین، حلیم، حکیم اور مطمئن ہو۔ اور کسی حامل قرآن کو متکبر، غافل، شور و شغب کرنے والا اور سنگ دل نہیں ہونا چاہیے۔

(۷) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابن قیس ابو المنذر انصاری، خزرجی، نجاری۔ تمام صحابہؓ میں سب سے بڑے قاری قرآن شمار ہوتے تھے اور ان لوگوں میں بلند مقام رکھتے تھے جنہوں نے بکثرت سماع کیا اور علم و عمل کے جامع بنے۔ ان سے ایک سو چونسٹھ احادیث مروی ہیں، تین پر بخاری اور مسلم متفق ہیں جبکہ بخاری نے

Maktaba Tul Ishaat.com

انفرادا چار کا اور مسلم نے سات کا ذکر کیا ہے۔ان سے ابن عباسؓ، انسؓ، سہل بن سعدؓ، سوید بن علقمہ اور مسروق نے روایت کی۔

حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے تلاوت کروں۔ نیز حضورؐ نے ان سے فرمایا: اے ابو المنذر! علم تمہیں سعادت مند بنا دیگا۔

ان کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے، کسی نے ۱۹ھ، کسی نے ۲۰ھ، کسی نے ۲۲ھ، کسی نے ۳۰ھ، کسی نے ۳۲ھ اور کسی نے ۳۳ھ (۶۵۳ء) بیان کیا ہے۔

(۸) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

ان کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے: ابن ضحاک بن زید بن لوذان ابن عمرو بن عبد عوف بن مالک بن نجار ابو سعید نجاری، خزرجی انصاری۔

ان کے والد جنگ بعاث میں، جو خزرج واوس کے درمیان لڑی گئی تھی، مارے گئے تھے۔ زید اس وقت بچے تھے ذکی اور نجیب۔ وہ کاتب وحی اور حافظ و جامع قرآن تھے۔ ان سے ۹۲ احادیث مروی ہیں، پانچ پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے، بخاری نے انفرادا چار اور مسلم نے صرف ایک بیان کی ہے۔

ان سے ابن عمرؓ، انسؓ، سلیمان بن یسار اور ان کے اپنے بیٹے خارجہ بن زید نے روایت کی۔

حضور اکرم ﷺ نے انہیں یہود کی زبان کے سیکھنے کی ہدایت فرمائی جسے انہوں نے پندرہ دن میں ازبر کر لیا تھا۔ ان سے عبد اللہ بن عباسؓ اور ابو عبد الرحمان السلمی نے قرآن پڑھا تھا۔ ان کا سال وفات ۴۵ھ اور ۵۵ھ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ زید بن ثابتؓ کی رائے کو باقی صحابہؓ کی آراء پر ترجیح دیتے تھے۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں وہ راسخ العلم فضلاء سے تھے۔

(۹) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

اپنے زمانے کے عدیم المثال فاضل تھے اور خلفائے عباسی کے جد امجد۔ حضور اکرم ﷺ کے انتقال پر تیرہ برس کے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں دعا دی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں تفقہ فی الدین

Maktaba Tul Ishaat.com

سے مالا مال فرمائے اور علم تاویل عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور حکمت کی دعا سے نوازا۔

ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے انہیں ایک بار کاروان حج کا عامل بنا کر بھیجا۔ انہوں نے حج کا ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اگر رومیوں اور ترکوں کو سننے کا موقع ملتا تو وہ سب مسلمان ہو جاتے۔ بعد از خطبہ سورۂ نور کی قراءت فرمائی۔

ان سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ (۱۶۶۰) احادیث مروی ہیں۔ ۷۵ پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ ۲۸ بخاری نے اور ۴۹ مسلم نے انفرادا ذکر کی ہیں۔ ان سے ابو الشعثاء، ابو العالیہ، سعید بن جبیر، ابن المسیب اور عطاء بن یسار کے علاوہ بھی کئی گروہوں نے روایت کی ہے۔

جب وہ خواتین کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتیں کہ کستوری کا گزر ہو رہا ہے یا ابن عباسؓ ہیں۔ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت اور بڑے بلند پایہ عالم تھے۔ انہوں نے حضور کریم ﷺ سے پچیس احادیث روایت کیں اور باقی صحابہ کرامؓ سے۔ انہوں نے ۷۱ برس کی عمر میں ۶۸ھ میں طائف میں وفات پائی۔ حضورؐ نے ان کے متعلق دعا فرمائی تھی "اے اللہ! اسے حکمت عطا فرما"۔

ان سے پوچھا گیا آپ نے اتنا علم کیسے حاصل کیا؟ فرمایا دریافت کرنے والی زبان اور صاحب عقل و فہم دل سے۔ ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ ابن عباسؓ قرآن کے بہترین ترجمان ہیں۔ مجاہد کا قول ہے کہ ابن عباسؓ علم و فضل کا سمندر تھے۔ ان سے اس کثرت سے آیات قرآن کی تفاسیر بیان کی گئی ہیں کہ گنی نہیں جا سکتیں۔

ان سے روایت کا بہترین سلسلہ وہ ہے جو علی بن ابی طلحہ ہاشمی (متوفی ۱۴۳ھ) سے مروی ہے، اور جس پر امام بخاری نے اعتماد کیا ہے۔ ان سے مروی دوسرے عمدہ طریقے قیس بن مسلم اور ابن اسحاق سے ہیں اور سب سے کمزور سلسلہ وہ ہے جو الکلبی نے ابو صالح سے روایت کیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۰) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

ان کا نام عبداللہ بن قیس بن سلیمان بن حضار اشعری تھا۔ مہاجر حبشہ تھے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں کوفے اور بصرے کے حاکم رہے۔ انہوں نے تستر اور کئی دوسرے شہر بھی فتح کئے تھے۔ وہ اہل بصرہ میں سب سے بڑے اور قاری اور فقیہ تھے۔ قرآن حکیم کی تلاوت میں خوش الحانی ان پر ختم تھی۔ ان سے طارق بن شہاب، ابن مسیب، اسود، ابو وائل، ابو عبدالرحمٰن سلمی، ربعی بن حراش، ابو عثمان نہدی اور کافی لوگوں نے روایت کی۔

ان سے ۳۶۰ احادیث مروی ہیں، پچاس پر بخاری اور مسلم متفق ہیں جبکہ انفراداً بخاری نے چار اور مسلم نے ۲۵ کا ذکر کیا ہے۔

ذوالحجہ ۴۲ھ یا ۴۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابن جوزی نے صفوۃ الصفوہ میں لکھا ہے کہ مورخین نے ان کا سال وفات ۵۲ھ (۶۷۲ء) بتایا ہے جبکہ بعض نے ۴۲ھ (۶۶۲ء) اور ۴۴ھ (۶۶۴ء) بھی کہا ہے۔ وہ مکہ میں مدفون ہیں اور ایک دوسری روایت کے مطابق کوفے سے دو میل کے فاصلے پر بمقام ثوبہ ان کی قبر ہے۔

ابو کنانہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت بیان کی کہ انہوں نے قاریوں کو ایک مجلس میں جمع کیا۔ جب ان کی تعداد تین سو ہو گئی تو انہوں نے قرآن حکیم کی عظمت بیان کی اور کہا کہ یہ قرآن تمہارے لئے باعث اجر بھی بن سکتا ہے اور باعث زجر بھی، اس لئے تم احکام قرآن کی پیروی کرو، قرآن تو تمہاری پیروی سے رہا۔ بے شک قرآن کی پیروی تمہیں باغات جنت تک پہنچائے گی اور جو قرآن کو پس پشت ڈال دے گا قرآن اس کی ٹھوڑی میں نیزہ پیوست کر دے گا اور قعر جہنم اس کا ٹھکانا ہو گا۔

امام احمدؒ نے اس روایت کو اپنی تالیف مسند احمد میں بیان کیا ہے۔

(۱۱) عبد اللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما

ان کی والدہ جناب اسماءؓ حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ مہاجرین کے یہ پہلے بچے ہیں جو مدینہ

Maktaba.Tul.Ishaat.com

میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کے کان میں آذان دی اور حضور اکرم ﷺ نے کھجور چبا کر اس کا رس ان کے منہ میں ڈالا۔ اس طرح سب سے پہلی چیز جو ان کے منہ میں گئی وہ حضور اکرم ﷺ کا لعاب دھن تھا۔ حالت قیام میں خشوع سے گڑھی ہوئی لکڑی کی طرح ہوتے اور جب سجدہ میں جاتے تو چڑیاں ان کی کمر کو دیوار سمجھ کر اوپر آبیٹھتیں۔ ایک بار ایک سانپ ان کے بیٹے ہاشم پر گرا اور پیٹ پر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جناب عبداللہؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ اہل خانہ نے سانپ سانپ کا شور مچایا اور سانپ کو مار ڈالا۔ مگر جناب عبداللہؓ نماز میں منہمک رہے اور کسی پریشانی یا عجلت کا اظہار نہ کیا۔ فراغت کے بعد پوچھا کہ تمہیں کیا مشکل پیش آئی تھی۔ بیوی نے بتایا کہ خدا تم پر رحم کرے یہ حادثہ ہو گیا تھا۔

جناب عبداللہؓ ۱۷۔ جمادی الاولی ۷۳ھ (۶۹۲ء) کو منگل کے دن ۷۲ برس کی عمر میں شہید ہوئے۔

(۱۲) ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ

ان کا نام عبدالرحمان بن صخر الدوسی تھا۔ ان سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں، ۳۲۵ احادیث پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ بخاری نے انفرادا ۹۳ اور مسلم نے ۱۸۹ بیان کی ہیں۔ ان سے ابراہیم بن حسین، انسؓ، بسر بن سعید، سالم، ابن مسیب اور تمام کے علاوہ آٹھ سو ثقہ راویوں نے روایت کی۔

ابن سعد سے مروی ہے کہ وہ ہر روز بارہ ہزار بار تسبیح کا ورد کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک دھاگا تھا جس میں ہزار گرھیں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ اس پر تسبیح پڑھے بغیر سوتے نہیں تھے۔ ان کی وفات ۷۸ برس کی عمر میں ۵۷ھ میں مدینہ یا عقیق میں ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔

مروان بن عبدالملک کے عہد میں جب وہ مدینہ کے والی تھے تو لکڑیوں کا گٹھا بازار سے سر پر اٹھا کر لاتے تھے۔ ایک بار کہنے لگے: اے ابن ابی مالک! حاکم کیلئے آسان طریقہ یہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے۔ یہی کافی ہے مزید کچھ ارشاد نہ فرمایئے۔ لیکن آپ نے اپنی بات پوری کی اور

Maktaba Tul Ishaat.com

فرمایا : حاکم کیلئے آسان راستہ یہی ہے کہ اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا ہو۔

(۱۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آپ سے ایک ہزار چھ سو تیس (۱۶۳۰) احادیث مروی ہیں، ان میں سے ایک سو ستر احادیث ایسی ہیں جنہیں امام بخاری اور امام مسلم ہر دو نے روایت کیا ہے۔ اکیاسی (۸۱) کو صرف امام بخاری نے اور اکتیس (۳۱) کو صرف امام مسلم نے بیان کیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ سے ان کے بیٹوں سالم، حمزہ اور عبداللہ کے علاوہ ابن مسیب اور ان کے آزاد کردہ غلام نافع نے روایت کی۔ آپ صادق القول امام حدیث تھے۔ آپ نے چوراسی (۸۴) برس کی عمر میں ۷۳ھ (۶۹۲ء) یا ۷۴ھ (۶۹۳ء) میں وفات پائی۔

(۱۴) جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہما

ان سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ۵۸ احادیث کو بخاری اور مسلم ہر دو نے بیان کیا ہے۔ بقیہ احادیث میں سے بخاری نے ۲۶ اور مسلم نے ۱۲۶ کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے مدینہ میں ۷۸ھ (۶۹۷ھ) میں ۷۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان سے ان کے بیٹوں، طاؤس، شعبی، عطا اور کافی لوگوں نے روایت کی۔

(۱۵) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما

یہ اپنے والد سے ۱۱ سال بعد ۶۵ھ (۶۸۴ء) میں فوت ہوئے تھے۔ ان سے ۷۰۰ احادیث مروی ہیں، ان میں سے ۱۷ ایسی ہیں جنہیں بخاری اور مسلم ہر دو نے بیان کیا ہے۔ بقیہ میں سے بخاری نے ۸ اور مسلم نے ۲۰ کا ذکر کیا ہے۔ ان سے جبیر بن نفیر، ابن المسیب، عروہ، طاؤس اور کثیر لوگوں نے روایت کی۔

(۱۶) سالم بن عتبہ بن ربیعہ مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما

ابو عبداللہ ان کی کنیت تھی۔ وہ جلیل القدر صحابہ سے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں قرآن کے بارے میں کچھ دریافت کرنا ہو تو عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم بن عتبہ سے پوچھو۔ انہوں نے جنگ یمامہ میں ربیع الاول ۱۲ھ (۶۳۳ء) میں شہادت پائی، رضی اللہ عنہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

فضیلت تابعین

ابن ابی حاتم ؒ لکھتے ہیں :

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بعد تابعین حضرات نے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے اقامت دین، فرائض وحدود کی پاسبانی، اوامر و منہیات احکام اور حضور اکرم ﷺ کی سنت کے احیا کیلئے منتخب فرمایا تھا، ان کی مسند سنبھالی، اور جن آثار و سنن کو اصحاب رسول کریم ﷺ نے رواج دیا تھا، انہیں سیکھا اور اپنے عہد کے لوگوں کو سکھایا اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کی خدمت کو سر انجام دیا۔

انہوں نے احکام دین اور اوامر و منہیات ربانی کا اس شان سے خیال رکھا جس شان سے اللہ نے انہیں والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه کے ذریعہ سر فراز فرمایا تھا(یعنی کمال درجہ کے اخلاص اور اتباع کا نمونہ پیش کیا)۔

تابعین کے اقوال کی حجیت کے بارے میں امام احمد سے دو قول مروی ہیں اور ابن عقیل (عبداللہ بن عقیل جنہیں ابن سعد نے طبقات میں تابعین مدینہ کے چوتھے طبقہ میں ذکر کیا ہے) نے عدم حجیت کا قول اختیار کیا ہے۔ محدثین شعبہ سے بھی یہی مسلک روایت کرتے ہیں۔ لیکن مفسرین کا عمل اس کے خلاف ہے۔ وہ اپنی کتب میں ان کے اقوال بیان کرتے ہیں جیسے ضحاک بن مزاحم، سعید بن جبیر، مجاہد، قتادہ، ابوالعالیہ ریاحی، حسن بصری، ربیع بن انس، مقاتل بن سلیمان، عطا بن ابی سلمہ خراسانی، مرہ ہمدانی، علی بن ابی طلحہ والبی، محمد بن کعب القرظی، ابوبجر اصم، عبدالرحمان بن کیسان، اسماعیل ابن عبدالرحمٰن السدی، عکرمہ مولی ابن عباسؓ، عطیہ عوفی، عطا بن ابی رباح اور عبداللہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

(مفسر تابعین)

(۱) تابعین مفسرین میں بعض وہ حضرات ہیں جو اصحاب عبداللہ بن عباسؓ میں سے ہیں اور علمائے مکہ کہلاتے ہیں، مثلاً سعید بن جبیر ۹۴ھ (۷۱۳ء)، مجاہد بن جبر ۱۰۳ھ (۷۳۱ء)، عکرمہ مولی ابن عباسؓ ۱۰۵ھ (۷۳۳ء)، طاؤس بن کیسان یمانی ۱۰۶ھ (۷۲۴ء) اور عطاء بن ابی رباح مکی۔

(۲) اصحاب ابن مسعودؓ جو علمائے کوفہ کہلاتے ہیں، مثلاً اسود بن یزید ۷۵ھ (۶۹۴ء)، ابراہیم نخعی ۹۵ھ (۷۱۴ء)، علقمہ بن قیس ۱۰۲ھ (۷۳۱ء) اور شعبی ۱۰۵ھ (۷۳۳ء)۔

(۳) اصحاب زید بن اسلم مثلاً عبدالرحمن بن زید اور مالک بن انس۔

انہی میں سے حسن بصری (۱۲۱ھ۔۷۳۹ء)، عطاء بن ابی سلمہ خراسانی اور محمد بن کعب قرظی بھی ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مشاہیر قدمائے تابعین

(۱۷) سعید بن جبیر والبیؒ

اہل کوفہ کے آزاد کردہ غلام اور مشاہیر ائمہ میں سے تھے۔ حضرات ابن عباس، ابن عمر، عبداللہ بن مغفل اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر دو راتوں میں قرآن حکیم ختم کر لیا کرتے تھے۔ انہیں حجاج بن یوسف کے حکم سے واسط میں قتل کیا گیا۔ یہ واقعہ ۹۳ یا ۹۴ ہجری (۷۱۳ء) میں پیش آیا جب وہ ۵۹ برس کے تھے۔

میمون بن مہران کا قول ہے کہ جناب سعید کو ایسے حالات میں قتل کیا گیا جبکہ ہر شخص ان کے علم و فضل کا محتاج تھا۔ لوگ انہیں جہبذ العلماء (علماء میں سب سے زیادہ قول کرنے والا) کہتے تھے۔

حجاج بھی ان کی شہادت کے بعد پندرھویں دن یا بقول بعض تیسرے دن مر گیا تھا۔

(۱۸) مجاھد بن جبرؒ

وہ سائب بن ابی سائب کے آزاد کردہ غلام اور امام تفسیر تھے۔ انہوں نے حضرات ابن عباس، ابو ھریرہ، جابر، ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنھم سے روایت کی، جبکہ ان سے عکرمہ، عطاء، قتادہ، حکم بن عتبہ، ایوب اور خلق کثیر نے روایت کی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے ان سے تیس مرتبہ قرآن پڑھا۔ ابن معین اور ابو زرعہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ انہوں نے مکہ میں ۱۰۲ھ (۷۲۱ء) یا ۱۰۳ھ (۷۲۲ء) میں بہ حالت سجدہ وفات پائی۔ بقول قتادہ زندہ مفسرین میں مجاہد سب سے بڑے مفسر تھے۔ ان سے فیض یاب ہونے والوں میں ابن کثیر الداری، ابو عمرو بن العلاء اور ابن محیصن شامل ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۹) نخعیؒ

ابراہیم بن یزید کوفی۔ مشہور صالح، امام، زاہد اور صاحب علم بزرگ تھے۔ انہوں نے اسود بن یزید اور علقمہ سے قرآن کا علم حاصل کیا اور ان سے اعمش اور طلحہ بن مصرف نے پڑھا۔ ان کی وفات ۹۵ھ یا ۹۶ھ میں ہوئی۔ انہیں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل تھا جن میں ابو سعید خدری، سیدہ عائشہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنھم بھی شامل ہیں، جن سے اکثر تابعین نے فائدہ اٹھایا تھا۔ انہوں نے ۴۹ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی عمر پچاس اور ساٹھ برس کے درمیان تھی۔

(۲۰) ابو العالیہ ریاحیؒ، بصری، فقیہ

ان کا نام رفیع تھا۔ وہ بنو تمیم کی ایک شاخ بنو ریاح کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انہیں حضرت ابو بکرؓ کی ملاقات اور حضرت ابی بن کعبؓ سے قراءت قرآن کا شرف نصیب ہوا۔ انہیں حضرات عمر، ابن مسعود، علی اور عائشہ رضی اللہ عنھم سے سماع کا موقع ملا اور ان سے قتادہ، خالد الحذاء، داؤد بن ابی ہند، عوف الاعرابی، ربیع بن انس اور ابو عمرو بن العلاء نے اکتساب فیض کیا۔ انہوں نے ۹۰ھ (۷۰۸ء) یا ۹۳ھ (۷۱۲ء) کے ماہ شوال میں سوموار کے دن وفات پائی۔

بقول ابو بکر بن ابی داؤد، صحابہ کرامؓ کے بعد ابو العالیہ اور سعید بن جبیر کے پائے کا کوئی اور ایسا فاضل قرآن نہیں تھا۔

(۲۱) علقمہ بن قیسؒ، فقیہ عراق

وہ ابراہیم نخعی کے ماموں تھے۔ اور اپنے احوال و اطوار اور فضل و کمال میں ابن مسعودؓ کا نمونہ تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے دوران حیات میں پیدا ہوئے۔ حضرات عمر، عثمان، ابن مسعود اور ابو الدرداء رضی اللہ عنھم سے سماع کیا اور قرآن حکیم کو ابن مسعودؓ سے تجوید کے ساتھ پڑھا۔ خود صحابہؓ ان سے استفتاء کرتے اور فتاویٰ طلب کرتے تھے۔ ان سے ابراہیم نخعی، ابراہیم بن یزید اور شعبی وغیرہ سے بھی استفادہ کیا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بقول ذہبی، علقمہ بڑے پرہیز گار، امام، بلند پایہ فقیہ اور خوش آواز قاری تھے۔ نقل روایت میں حد درجہ محتاط، صاحب خیر اور پارسا شخص تھے۔ ۶۲ھ (۶۸۰ء) میں وفات پائی۔

(۲۲) ابومسلم خولا نیؒ، فقیہ اور امام

انہیں اسود عنسی (جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا) نے آگ میں ڈال دیا تھا مگر بفضلہ بہ خیر و عافیت آگ سے نکل آئے تھے۔ انہوں نے حضرات عمر، معاذ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم سے سماع کیا اور ان سے ابو ادریس خولانی، ابو العالیہ ریاحی، جبیر بن نفیر، عطا اور ابو قلابہ نے اکتساب فیض کیا۔ ابو مسلم صاحب فضیلت و کرامات تھے اور اس امت کے حکیم۔ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہجرت کی تھی۔ ۶۲ھ کے لگ بھگ وفات پائی۔

(۲۳) عبیدہ بن عمرو سلمانی کوفیؒ

فتح مکہ کے زمانے میں یمن میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قریب تھا کہ وہ صحابی ہوتے۔ حضرات علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اکتساب فیض کیا۔ ابن مسعودؓ سے بکثرت روایات بیان کرتے ہیں۔ ان سے ابن سیرین، شعبی، نخعی اور سبیعی مستفیض ہوئے۔ ان کا سال وفات ۷۲ھ ہے۔ بقول عجلی عبیدہ ان اصحاب عبداللہؓ سے تھے جو لوگوں کو پڑھاتے اور فتاوی دیتے تھے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے بڑھ کر کوئی متقی نہیں دیکھا۔

(۲۴) اسود بن یزید نخعی، امامؒ

ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ وہ کوفہ کے مرکز خاص و عام عالم اور علقمہ کے برادر زادے تھے۔ انہوں نے حضرات معاذ، ابن مسعود، حذیفہ اور بلال رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا تھا۔ ان سے انکے بیٹے عبدالرحمن، ابراہیم اور ابو اسحاق سبیعی نے حدیث بیان کی۔ وہ صائم الدھر تھے۔ کوفے میں ۷۵ھ (۶۹۵ء) میں وفات پائی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۵) زربن حبیش کوفیؒ

وہ امام اور مرجع انام تھے۔ انہوں نے حضرات عمر، ابی بن کعب ، عبداللہ، علی اور حذیفہ رضی اللہ عنھم سے سماع کیا۔ ان سے عاصم بن بھدلہ نے قرآن پڑھا اور اخذ روایت کیا۔ جناب زر کو عربی ادب میں خصوصی درخور حاصل تھا۔ چنانچہ ابن مسعودؓ ان سے عربیت میں استفسار کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی تھی اور ۸۲ھ (۷۰۱ء) میں فوت ہوئے۔

(۲۶) عروہ بن زبیر بن العوامؒ

علمائے مدینہ میں امامت کے درجے پر فائز تھے۔ انہوں نے حضرات زید بن ثابت، اسامہ ابن زید، سعید بن زید، حکیم بن حزام ، ام المومنین عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنھم سے استفاضہ کیا اور اپنی خالہ جناب عائشہ صدیقہؓ سے فقہ کا علم حاصل کیا ۔ ان کی ولادت خلافت عمرؓ کے آخری دور میں ہوئی۔ اور ۹۴ھ (۷۱۲ء) میں وفات پائی۔ ان سے ان کے بیٹوں ہشام، محمد، عثمان، یحیی ، عبداللہ، اور ان کے پوتے عمر بن عبداللہ، زھری، ابو الزناد، ابن منکدر ، صالح بن کیسان اور ابو الاسود نے روایت کی۔ وہ صائم الدھر تھے۔ اور روزانہ مصحف سے قرآن کے چوتھے حصے کی تلاوت کرتے تھے۔

(۲۷) ابو سلمہ بن عبدالرحمان بن عوفؓ

زہری ، مدنی اور حافظ الحدیث تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے چند روایات نقل کی ہیں۔ بعدہ حضرات عثمان، ابو قتادہ، ابو اسید، جناب عائشہ ، ابو ہریرہ، اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنھم سے اخذ روایت کیا۔ ان کا شمار کبار ائمہ تابعین میں ہوتا ہے۔ امام زہری نے عروہ بن زبیر ، ابن المسیب ، ابو سلمہ اور عبید اللہ بن عبداللہ چار اشخاص کو قرآنی علوم کے اتھاہ سمندر قرار دیا ہے۔ ابو سلمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فقہ حاصل کرتے اور ان کے ساتھ بحث مباحثہ کیا کرتے تھے۔ وہ ۹۴ھ (۷۰۴ء) ، اور ایک ضعیف قول کے مطابق ۱۰۴ھ (۷۲۲ء)، میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۸) ابو بکر بن عبدالرحمان بن الحارثؒ

ان کا پورا نام ابن ہشام بن مغیرہ قرشی، مخزومی، مدنی ہے۔ انہوں نے اپنے والد کے علاوہ حضرات عمار بن یاسر، ابن مسعود بدری، عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے اور ۹۴ھ (۷۰۲ء) میں وفات پائی۔ وہ اپنے عہد کے سات فقہاء میں سے تھے۔ ان کا نام ایک روایت کے مطابق محمد تھا اور ان کے کئی بھائی تھے۔

ان سے حکم بن عتیبہ، ان کے آزاد کردہ غلام سمیؒ، زہری، عمرو بن دینار اور ان کے بیٹوں عبداللہ اور عبدالملک، عمرو بن سلمہ اور ان کے بھتیجے قاسم بن محمد بن عبدالرحمان اور عبدالواحد بن ایمن نے سماع کیا۔

(۲۹) مرۃ الطیبؒ

انھیں مرۃ الخیر بھی کہا گیا ہے۔ ان کا نام مرہ بن شرحبیل ہمدانی تھا۔ وہ کوفی تھے اور مفسر و عابد۔ انہوں نے حضرات ابوبکر، عمر، ابوذر، ابو موسیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ اور ان سے اسلم کوفی، اسماعیل السدی، زبید الیامی اور عطاء بن سائب نے روایت کی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اس قدر دیر تک سجدے میں پڑے رہتے تھے کہ مٹی نے ان کی پیشانی کو چاٹ لیا تھا۔ انھیں تفسیر میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ ۹۰ھ (۷۰۹ء) کے لگ بھگ فوت ہوئے۔

(۳۰) کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ

ان کا پورا نام کعب بن ماتع الحمیری تھا۔ وہ علم کا خزانہ اور اہل کتاب کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں اسلام قبول کیا اور حضرت عمرؓ کے عہد میں مدینہ آئے۔ چنانچہ صحابہؓ اور دوسرے لوگوں نے ان سے انبیاءؑ گزشتہ کے حالات دریافت کئے۔ اور انہوں نے صحابہؓ سے قرآن و سنت کا علم حاصل کیا۔ خلافت عثمانی کے دوران میں وفات پائی۔

صفوۃ الصفوۃ میں ہے کہ وہ یمنی تھے پھر اسلام لائے اور حضرات عمرؓ و صہیبؓ سے اخذ کیا

Maktaba Tul Ishaat.com

دین کا علم حاصل کیا۔ خلافت عثمانی کے دوران میں ۳۲ھ (۶۵۳ء) میں حمص میں فوت ہوئے (صفوة الصفوة ۱۸۶/۴)۔ کہتے تھے کہ ایک مومن عالم شیطان اور اس کے حواریوں پر ایک لاکھ عابدوں کے مقابلے میں اس لئے زیادہ موثر ہے کہ خدا اس عالم کی وجہ سے امت کو ناجائز کاموں کے ارتکاب سے بچالیتا ہے (صفوة الصفوة ۱۷۶/۴)۔

(۳۱) علقمہ بن وقاص لیثیؒ

وہ مدنی ہیں۔ انہوں نے حضرات عمر، عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنھم سے کسب علم کیا اور ان سے ان کے بیٹے عمر، عبداللہ، زہری، محمد بن ابراہیم اور ابن ابی ملیکہ یمنی نے فیض پایا۔ ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ انہوں نے ۸۰ ھجری کے بعد وفات پائی۔

(۳۲) عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ

یہ ہیں امام ابوعیسیٰ انصاری کوفی جو فقیہ تھے۔ ان کے بیٹے کا نام قاضی محمد تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ حجاج نے انہیں اس لیے پٹوایا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کی شان میں بدگوئی کے لیے تیار نہ تھے۔ ان کا سال وفات ۸۳ھ (۷۰۲ء) یا ۸۲ھ (۷۰۱ء) ہے۔ انہوں نے ابن الاشعث کے ساتھ مل کر بغاوت کی تھی۔ اور (اسی کے ساتھ) ایک رات کو دریائے دجیل میں ڈوب گئے تھے۔

(۳۳) زھری، محمد بن مسلم بن عبیداللہؒ

ابن عبداللہ بن شہاب ابوبکر زھری، جو حجاز کے ائمہ میں سے تھے اور انس بن مالکؓ کے فیض یافتہ۔ ان کا سال ولادت ۵۰ھ یا ۵۱ھ ہے اور سال وفات ۱۲۳ھ، ۱۲۴ھ یا ۱۲۵ھ ہے۔ ان کی وفات حدود حجاز کی آخری گھاٹی میں ہوئی تھی۔

انہوں نے ابن عمرؓ، سہل بن سعدؓ، محمود بن ربیعؓ، سعید بن مسیب اور ابوامامہ بن سہل سے سماع کیا۔ ان سے عقیل، یونس، الزبیدی، صالح بن کیسان، معمر، شعیب بن ابی حمزہ، اوزاعی، سفیان بن عیینہ، مالک، ابن ابی ذئب، عمرو بن حارث اور ابراہیم بن سعد کے علاوہ کئی اور گروہوں نے۔ امام مالک کہتے تھے کہ دنیا میں

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی کوئی مثال نہیں۔ امام ذہبی نے تذکرہ میں ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

(۳۴) ابو عبدالرحمن سلمیؒ

یہ ہیں عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ کوفی۔ انہوں نے حضرات عثمان، علی و ابن مسعود رضی اللہ عنھم سے قرآن پڑھا اور ان کے ساتھ ساتھ حضرت عمرؓ سے بھی سماع کیا۔ ان سے ابراہیم نخعی، سعید ابن جبیر، علقمہ بن مرثد، عطاء بن سائب اور اسماعیل بن عبدالرحمن السدی نے علم حاصل کیا۔ یہ بزرگ بلند مرتبہ اور ثقہ عالم تھے۔ ان کا سال وفات ۷۰ھ (۶۸۹ء) یا ۷۳ھ (۶۹۲ء) ہے۔

(۳۵) قاضی شریح بن حارثؒ

یہ ہیں ابو امیہ کندی کوفی فقیہ، جنہیں شریح بن شرحبیل بھی کہا گیا ہے۔ انہوں نے حضرات عمر، علی وابن مسعود رضی اللہ عنھم سے سماع کیا اور ان سے شعبی، نخعی اور ابن سیرین نے فیض حاصل کیا۔ ان کا انتقال ۷۸ھ میں ہوا۔ وفات سے ایک سال پہلے حجاج کے ہاں عہدہ قضاء سے استعفاء دے دیا تھا۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۳۶) شریح بن ھانیؒ

ابو المقدام مذحجی کوفی۔ انہوں نے حضرات عمر، علی و عائشہ رضی اللہ عنھم سے فیض حاصل کیا۔ حضرت علیؓ کے لشکری امراء سے تھے۔ انکی عمر بھی ۱۲۰ سال تھی۔ سال وفات ۷۸ھ ہے۔ سجستان میں مارے گئے تھے۔ اصحاب صحاح ستہ میں سے امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہ نے ان کی روایت لی ہے۔

(۳۷) ابو وائل اسدی کوفیؒ

ان کا نام شقیق بن سلمہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے، سال وفات ۸۲ھ ہے۔ کوفے کے جلیل القدر عالم اور ان کے شیخ تھے۔ حضرات عمر، عثمان، علی، ابن مسعود و عائشہ رضی اللہ عنھم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے دو ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن پڑھا جو ان کی انتہائی ذہانت کا ثبوت ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۸) عمرو بن میمونؒ

کوفے میں سکونت اختیار کرلی تھی۔انہوں نے حضرات عمر، علی، ابن مسعود، حذیفہ بن یمان و اسامہ بن زید رضی اللہ عنھم سے روایت کی اور حضرت سلمان فارسیؓ کی صحبت میں رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں مدینے وارد ہوئے تھے۔ ۷۴ھ یا ۷۵ھ میں فوت ہوئے۔بقول ابواسحاق انہوں نے ایک سوحج اور عمرے ادا کیے تھے۔ابراہیم کہتے ہیں کہ جب وہ بہت بوڑھے ہوگئے تو دیوار میں لکڑی کا ایک کھونٹا ٹھونک لیا تھا۔جب قیام کے دوران تھکان محسوس کرتے تو اس پر سہارا لیتے تھے۔

(۳۹) زید بن وھب جھنیؒ

انہوں نے حضرات عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، ابوذر و حذیفہ رضی اللہ عنھم سے سماع کیا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی ملاقات کیلئے روانہ ہوئے تھے لیکن ابھی راستے ہی میں تھے کہ حضور ﷺ فوت ہوگئے۔وہ قصہ جماجم کے بعد ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

(۴۰) عبید بن عمر بن قتادہؒ

یہ ہیں ابو عاصم اللیثی المکی۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور ۷۴ھ (۶۹۳ء) میں وفات پائی ۔ انہوں نے حضرات عمر بن خطاب و ابی بن کعب رضی اللہ عنھما سے سماع کیا ۔ اُن سے مجاہد، عطا اور عمرو بن دینار نے فیض حاصل کیا۔ مجاہد کا قول ہے کہ ہم اپنے عہد کے فقیہ اور قاضی پر ناز کرتے تھے۔فقیہ ابن عباسؓ اور قاضی عبید بن عمیر تھے۔

(۴۱) عمر بن شر حبیلؒ

یہ ہیں ابو میسرہ ہمدانی کوفی، جلیل القدر تابعی۔انہوں نے ابن مسعودؓ کے سامنے قرآن پڑھا اور حضرات عمرؓ و علیؓ سے روایت کی ۔ ان سے ابو وائل اور ابواسحاق سبیعی نے سماع کیا۔ان کی وفات عبید اللہ بن زیاد کے عہد میں ہوئی۔

Maktaba Tul-Ishaat.com

(۴۲) ربیع بن خثیمؒ

یہ ہیں ابو یزید کوفی، ثوری، جلیل القدر تابعی۔ انہوں نے ابن مسعودؓ سے علم قراءت سیکھا۔ ابن سے ابن مسعودؓ کہا کرتے کہ اگر آپ حضور اکرم ﷺ کے عہد میں ہوتے تو حضور ﷺ کے پسندیدہ افراد میں ہوتے۔ انہوں نے عبید اللہ بن زیاد کے عہد میں ۶۵ھ سے پہلے وفات پائی۔

(۴۳) وھب بن منبہؒ

انہوں نے حضرات جابر بن عبد اللہ، نعمان بن بشیر وابن عباس رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا اور حضرات معاذ بن جبل وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ساتھ بے شمار کبار تابعین مثلاً طاؤس کے شاگرد ہوئے۔ اسی طرح ان سے بھی تابعین کی ایک جماعت مثلاً عمرو بن دینار، ابان بن ابی عیاش اور موسیٰ بن عقبہ نے روایت کی۔ ان کا سال وفات ۱۱۰ھ (۷۲۸ء) یا ۱۱۴ھ (۷۳۲ء) ہے۔ صنعا میں فوت ہوئے۔

انہیں ایک شخص نے کہا کہ فلاں آدمی آپ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ فرمایا کیا شیطان کو تیرے بغیر اور کوئی قاصد نہیں ملا!

ان کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ جو شخص تمہارے ایسے اوصاف بیان کرے جو تم میں نہیں ہیں تو بلا شبہ وہی شخص ایک دن تم میں ان برائیوں کا ذکر بھی کریگا جو تم میں نہیں پائی جاتیں۔

ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے وہب بن منبہ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے ۷۲ عدد آسمانی صحائف کا مطالعہ کیا ہے۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ انہوں نے وہب بن منبہ کی ایک کتاب دیکھی جس میں ملوک حمیر کے حالات وواقعات، ان کے مقابر اور اشعار کا ذکر ہے۔ یہ کافی مفید کتاب ہے اور ایک جلد پر مشتمل ہے۔

ان کے بڑے بھائی کا نام ہمام بن منبہ تھا۔ انہوں نے نوے برس کی عمر میں وفات پائی۔ یہ ان ایرانی سواروں کی اولاد میں سے ہیں جو ابو مرہ سیف بن ذی یزن شاہ حمیر کی درخواست پر نوشیروان نے یمن

Maktaba Tul Ishaat.com

کے لئے اس وقت روانہ کئے گئے تھے جب حبشیوں نے وہاں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ لوگ بعد از فتح وہیں آباد ہوگئے۔ طاؤس بن کیسان بھی انہی کی اولاد سے تھے۔

(۴۴) عبید بن فضلہؒ

یہ ہیں ابو معاویہ خزاعی کوفی۔ انہوں نے قرآن کریم ابن مسعودؓ اور علقمہ سے پڑھا۔ یہ اہل کوفہ کو قرآن پڑھاتے تھے۔ انہوں نے بشر بن مروان کے عہد میں وفات پائی۔

(۴۵) نصر بن عاصم لیثیؒ

وہ ازلی، بصری، نحوی ہیں، وہ تابعی تھے۔ انہوں نے علم قرآن ابو الاسود سے حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن میں حروف پر نقطے لگائے اور اسے پانچ اور دس برابر حصوں میں تقسیم کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے ہی قواعد عربیت وضع کیے۔ خارجی تھے۔ امام نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ان سے زہری، عمرو بن دینار اور حمید بن ہلال نے روایت کی ہے۔ ایک روایت کے مطابق ۹۰ھ (۷۰۹ء) سے پہلے جبکہ ایک دوسری ضعیف روایت کے مطابق ۱۰۰ھ (۷۱۹ء) سے پہلے فوت ہوئے۔

(۴۶) امام شعبیؒ

یہ عامر بن شراحیل کوفی ہیں جو مشہور اور اپنے عہد کے امام کبیر تھے۔ انہوں نے ابو عبد الرحمان سلمی اور علقمہ سے قرآن کریم پڑھا اور ان سے محمد بن ابی لیلی نے پڑھا۔ انہوں نے ۷۷ سال کی عمر میں ۱۰۵ھ (۷۲۳ء) میں وفات پائی۔ ۷۷ سال عمر پائی۔

امام شعبی نے حضرت عمر کے عہد میں ولادت پائی۔ وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں جسے بعض نے مرسل بھی کہا ہے۔ نیز عمران بن حصین، جریر بن عبد اللہ، ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر، عدی بن حاتم، مغیرہ بن شعبہ، فاطمہ دختر قیس اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھم کے علاوہ کافی لوگوں سے فیض حاصل کیا۔ ان سے امام ابو حنیفہ (جو ان کے تلامذہ میں شیخ اکبر ہیں)، اعمش، داؤد بن ابی ہند، زکریا ابن زائدہ اور

Maktaba Tul Ishaat.com

وغیرہ نے اخذ علم کیا۔

(۴۷) ابو الاسود دؤلیؒ

یہ ہیں ظالم بن عمرو بن سفیان بن عمرو بن جندل بن یعمر بن حلس بن نفاثہ بن عدی بن الدئل کے۔ بقول ابن سعد شاعر تھے اور شیعی، مگر روایت حدیث میں ثقہ تھے انشاء اللہ۔ جب عبداللہ بن عباسؓ بصرہ سے نکلے تو ابو الاسود کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے انہیں ہی برقرار رکھا۔ انہوں نے ۶۹ ھ (۶۸۸ء) میں جارف کے طاعون میں وفات پائی۔

(۴۸) مسروق بن اجدعؒ

یہ ہیں ابو عائشہ ہمدانی کوفی امام۔ ان کے والد اہل یمن کے شاہ سوار تھے۔ اور یہ خود اپنے دور کے جلیل عمرو بن معدی کرب کے بھانجے تھے۔ انہوں نے حضرات عمر، علی، معاذ، ابن مسعود والی رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا۔ ان سے ابراہیم، شعبی، ابوالضحیٰ اور ابو اسحاق مستفیض ہوئے۔ ان کا سال وفات ۶۳ ھ (۶۸۳ء) ہے۔

امام شعبی سے مروی ہے کہ عائشہ صدیقہؓ نے انہیں متبنیٰ بنا لیا تھا۔

(۴۹) سعید بن مسیب، امامؒ

حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنے دو برس ہوئے تھے کہ شیخ الاسلام سعید بن مسیب پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابو ہریرہؓ کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے دوران خطبہ کچھ سماعت کیا اور حضرات عثمان، زید بن ثابت، سعد، عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سماع کیا۔ انکے سال وفات کے بارے میں کئی روایات ہیں۔ ۹۱ ھ اور ۹۲ ھ کے اقوال بھی ہیں لیکن اکثر کے نزدیک ۱۰۵ ھ (۷۲۳ء) ہے۔ جب ان کی عمر ۸۴ برس تھی تو مدینہ میں فوت ہوئے۔ پچاس برس انہوں نے متواتر صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔ وہ سلطان وقت کے تحائف قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کا کل سرمایہ چار سو دینار تھا جس سے زیتون کے تیل وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۰) ابو ادریس خولانی دمشقیؒ

ابو ادریس اہل شام کے سب سے بڑے عالم تھے ۔ان کی ولادت سال حنین میں ہوئی۔انہوں نے حضرات ابو الدرداء، ابوذر، حذیفہ، عبادہ بن صامت، عوف بن مالک وابو ہریرہ رضی اللہ عنھم سے استفادہ کیا۔ان سے زہری، مکحول، ربیعۃ القصیر، یحیی بن یحیی غسانی اور یونس بن میسرہ نے اخذ علم کیا۔وہ ابو الدرداءؓ کے بعد اہل شام کے بڑے عالم تھے ۔ان کی وفات ۸۰ھ (۶۹۹ء) میں ہوئی ۔

قرن اول کے مفسرین کے بارے میں صاحب کتاب کا مختصر اور جامع تبصرہ

اس عہد کے مفسرین میں ایسے حضرات کا جم غفیر تھا جو بڑے پارسا اور متقی تھے۔روایات تفسیر کے اخذوبیان میں حفظ واتقان اور راست گوئی سے کام لیتے تھے۔یہ بزرگ امین اور دیانت دار تھے اور غفلت و وہم کا شکار نہیں ہوتے تھے۔ اپنی روایات سے تمسک کرنے والے تھے، نقل روایت میں ضبط وعدالت کے ساتھ احتیاط کادامن تھامے رہتے اور کتاب وسنت کے زبردست عادل ناقلین تھے، جنھوں نے اس میں اپنی طرف سے ہرگز کوئی ملاوٹ نہ کی بلکہ وہ وحی اور تنزیل کے راست گو شاہد تھے اور تفسیر وتاویل کے عارف تھے ۔

واللہ علی ما نقول وکیل .

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن دوم

(۱) حسن بصری
(۲) ابن سیرین
(۳) ابورجاء عطاردی
(۴) قتادہ بن دعامہ
(۵) عطاء بن ابی رباح
(۶) زید بن اسلم
(۷) عبدالرحمان بن زید بن اسلم
(۸) امام مالک
(۹) عطاء بن ابی مسلم
(۱۰) عطاء بن سائب
(۱۱) عکرمہ بربری
(۱۲) ابوصالح باذام
(۱۳) محمد بن مروان سدی صغیر
(۱۴) محمد بن اسحاق
(۱۵) معمر بن راشد
(۱۶) طاؤس بن کیسان
(۱۷) عطیہ عوفی
(۱۸) عطاء خراسانی
(۱۹) ربیع بن انس
(۲۰) وکیع بن جراح
(۲۱) محمد بن ثور
(۲۲) عطاء بن دینار
(۲۳) سدی کبیر
(۲۴) شبل بن عباد
(۲۵) ثوری سفیان بن سعید
(۲۶) سفیان بن عیینہ
(۲۷) شعبہ بن حجاج
(۲۸) قیس بن مسلم
(۲۹) مقاتل بن سلیمان
(۳۱) مقاتل بن حیان
(۳۲) عبدالرحمان بن محمد
(۳۳) ابوجعفر رازی
(۳۴) زائدہ بن قدامہ
(۳۵) اسماعیل بن علیہ
(۳۶) ابن المبارک
(۳۷) ابن ابی نجیح
(۳۸) ابوروق ہمدانی
(۳۹) اسباط بن نصر
(۴۰) کلبی
(۴۱) علی بن ابی طلحہ ہاشمی
(۴۲) محمد بن کعب قرظی
(۴۳) خارجہ بن مصعب
(۴۴) شیبان بن عبدالرحمان
(۴۵) معاویہ بن صالح
(۴۶) جویبر بن سعید
(۴۷) ضحاک بن مزاحم
(۴۸) ابن جریج
(۴۹) ابوعثمان نہدی
(۵۰) ربعی بن حراش
(۵۱) مسلم بن جندب
(۵۲) ابومالک
(۵۳) ابن وہب
(۵۴) ابوعثمان عمرو بن عبید
(۵۵) واصل بن عطاء
(۵۶) معبد جہنی
(۵۷) جہم بن صفوان

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دوم کے مفسرین

(۵۱/۱) ابو سعید حسن بصری بن ابی الحسن یسار

اپنے عہد کے امام اور سردار تھے۔انہوں نے حطان بن عبداللہ رقاشی، ابو موسیٰ اشعریؓ اور ابو العالیہ سے قرآن کریم پڑھا۔ان سے ابو عمرو بن العلاء اور سلام بن سلیمان الطویل روایت کرتے ہیں۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے اگر میں یہ کہوں کہ قرآن کا نزول حسن بصری کی زبان میں ہوا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کے الفاظ میں بھی وہی فصاحت پائی جاتی ہے۔ان کی ولادت اس زمانے میں ہوئی جب حضرت عمرؓ کے دور خلافت کے دو برس باقی تھے۔یہ ہجرت کا اکیسواں سال تھا۔ ان کی وفات ۱۱۰ھ (۷۲۸ء) یا ۱۲۱ھ (۷۳۹ء) میں ہوئی۔

اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا: ایک حصہ جہاد کیلئے، دوسرا حصہ حصول علم کیلئے اور تیسرا حصہ عبادت کیلئے تھا۔ امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں والی خراسان ربیع بن زیاد کے میر منشی ہوگئے تھے۔

امام ذہبی نے ان کے بارے میں ایک کتاب موسوم بہ الزخرف القصری فی ترجمۃ الحسن البصری تحریر فرمائی ہے۔ امام حسن علامہ، حافظ، علوم کے بحر بے کنار اور پارسائی و بھلائی کی جملہ شاخوں کا سرچشمہ تھے۔

(۵۲/۲) ابن سیرینؒ

محمد بن سیرین نام، انس بن مالکؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ان کی والدہ کا نام صفیہ تھا، جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔بصرے میں امام حسن بصری کی رفاقت اختیار کرلی تھی۔ ان سے مروی ہے کہ خلافت عثمانؓ کے دو برس باقی تھے کہ میرے بھائی پیدا ہوئے اور ایک سال بعد میں پیدا ہوا۔انہوں نے اپنے آقا انس بن مالک، زید بن ثابت، عمران بن حصین، عائشہ صدیقہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنھم سے روایت کی ۔ نیز ان سے اپنی تمام جلالت شان کے باوصف امام شعبی نے

Maktaba Tul Ishaat.com

اور ثابت، قتادہ، ایوب اور مالک بن دینار وغیرہ بے شمار حضرات نے استفادہ کیا۔

انہوں نے ۷ شوال ۱۱۰ھ (۷۲۸ء) کو، امام حسن بصری کی وفات کے ایک سو دن بعد، وفات پائی۔ ابن سیرین اپنے عہد کے فقیہ، امام، گہرے علم کے مالک اور رئیس علم التعبیر شمار ہوتے تھے۔ وہ حفظ روایات میں حسن بصری سے زیادہ پختہ (اثبت) تھے۔

(۵۳/۳) ابو رجاء عطاردیؒ

ان کا نام عمران بن تیم یا ابن ملحان تھا۔ وہ بصرہ کے کبار تابعین میں سے تھے۔ ہجرت سے گیارہ برس پہلے پیدا ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کی زندگی ہی میں اسلام قبول کر لیا۔ پہلی بار ابن عباسؓ سے اور دوبارہ ابو موسیٰؓ سے قرآن مجید پڑھا۔ حضرت ابوبکرؓ سے شرف ملاقات حاصل تھا۔ حضرت عمرؓ اور ایک جماعت صحابہؓ سے سماع کیا۔ انکی وفات ۱۳۵ھ (۷۵۲ء) میں ہوئی۔ انہوں نے ۱۲۷ برس زندگی پائی تھی۔

(۵۴/۴) قتادہ بن دعامہؒ

یہ ہیں ابوالخطاب سدوسی بصری، جو نابینا تھے۔ انہوں نے ابوالعالیہ، ابوالطفیل، انس بن مالک اور سعید بن مسیب وغیرہ سے قراءت کا علم حاصل کیا۔ ان کی قوت حافظہ کی مثال دی جاتی تھی۔ ان سے ایوب، شعبہ اور ابو عوانہ وغیرہ نے روایت کی۔ انہوں نے ۱۱۷ھ (۷۳۵ء) یا ۱۱۸ھ (۷۳۶ء) میں وفات پائی۔ انہوں نے شعبی، مجاہد، سعید بن جبیر، نخعی اور ابو قلابہ سے مرسلاً روایت کی لیکن ان سے سماع کا موقع نہیں ملا۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ قتادہ عالم بالتفسیر اور اختلاف علماء کے ماہر تھے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ حافظ تھے۔

(۵۵/۵) عطاء بن ابی رباحؒ قرشی

ابو محمد جندی یمانی جو مکے میں بس گئے تھے، قریش کے مولیٰ تھے اور ائمہ فقہاء میں شمار ہوتے

Maktaba Tul Ishaat.com

تھے۔انھوں نے حضرات عثمانؓ و عتاب بن اسیدؓ سے مرسلاً اور حضرات اسامہ بن زید، عائشہ، ام سلمہ، ابو ھریرہ و عروہ بن زبیر رضی اللہ عنھم سے براہ راست روایت کی۔ان سے ایوب، حبیب بن ابی ثابت، جعفر بن محمد اور جریر بن حازم نے اخذ روایت کیا۔

بقول ابن سعد وہ بڑے ثقہ اور کثیر الحدیث عالم تھے اور مکہ کے مفتی اعظم۔امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے کہ میں نے عطاء سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ابن عباسؓ سے کسی مکی نے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا: اے اہل مکہ! تم میں عطاء جیسا فاضل موجود ہے، پھر مجھ سے کیوں پوچھتے ہو! کہتے ہیں کہ انھوں نے ۷۰ سے زیادہ حج کئے تھے۔ وہ ۱۱۴ھ (۷۳۲ء) میں فوت ہوئے اور صحیح روایت یہ ہے کہ وہ رمضان میں فوت ہوئے۔

امام ذہبی کہا کرتے تھے کہ علم و فضل اور زہد و پارسائی میں عطاء بڑے اوصاف کے جامع تھے۔

(۵۶/۶) زید بن اسلمؒ

عدوی تھے، حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام اور مدینے کے بڑے فضلاء سے تھے۔اپنے والد، ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنھم سے ان کی روایات ابوداؤد میں جبکہ ابو ہریرۃؓ سے ان کی روایت ترمذی میں ہے۔لیکن بقول ابن معین انھوں نے نہ ابو ھریرۃؓ سے سنا اور نہ جابرؓ سے۔ان سے ان کے بیٹوں، داؤد بن قیس، معمر اور روح بن قاسم نے سماع کیا۔

امام مالک کہتے ہیں کہ زید حدیث زبانی بیان کرتے تھے اور جب وہ خاموش ہوتے اور کھڑے ہو جاتے تو کسی کو ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ پڑتی۔امام احمد اور یعقوب بن شیبہ انھیں ثقہ کہتے ہیں۔ان کی وفات ۱۳۶ھ (۷۵۳ء) میں ہوئی۔

مسجد نبوی میں ان کا ایک اپنا علمی حلقہ تھا۔امام ذہبی کا قول ہے کہ زید بن اسلم کی ایک تفسیر قرآن تھی جسے ان کے صاحبزادے عبدالرحمان ان سے روایت کیا کرتے تھے۔ وہ بھی عالم اور پارسا آدمی تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۷/۷) عبدالرحمان بن زید بن اسلمؒ

انھوں نے اپنے والد سے فیض پایا۔ اور ان سے وکیع، ابن وھب اور قتیبہ وغیرہ نے۔ انھیں امام احمد، ابن المدینی اور نسائی وغیرہ نے ضعیف شمار کیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ نادانستہ طور پر روایات میں ردوبدل کر دیتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اکثر مرسل روایات کو مرفوع بنا دیا۔ ابن سعد کہتے ہیں: وہ کثیر الروایت تھے اور حد درجہ ضعیف۔ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ سوءِ حفظ کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اہل علم ان کی روایات سے حجت پکڑیں۔ انھیں تقشف اور کثرت عبادت نے کہیں کا نہ چھوڑا۔ وہ ماہر حدیث نہ تھے۔ بقول الساجی وہ منکر الحدیث تھے۔ علامہ ابن جوزی انھیں باجماع محدثین ضعیف کہتے ہیں۔ انھوں نے کتاب التفسیر کے علاوہ کتاب الناسخ والمنسوخ بھی لکھی۔ وہ ۱۸۲ھ (۷۹۸ء) میں فوت ہوئے۔

(۵۸/۸) امام مالک بن انسؒ

امام ۹۳ھ (۷۱۲ء) میں پیدا ہوئے۔ سترہ برس کی عمر میں مسند افتاء پر فائز ہوئے اور قاضی بنا دیے گئے۔ انھوں نے نافع، مقبری، نعیم بن عبداللہ، ابن المنکدر، محمد بن یحییٰ بن حبان، اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، ایوب، زید بن ابی طلحہ اور زید بن اسلم سے روایت کی۔ بقول ابن المدینی ان سے تقریباً ایک ہزار حدیث مروی ہے۔ بقول ابن فرحون انھوں نے تفسیر غریب القرآن لکھی تھی جسے ان سے ان کے ماموں ابن عبدالرحمان روایت کیا کرتے تھے۔

۱۷۹ھ (۷۹۵ء) میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

(۵۹/۹) عطاء بن ابی مسلمؒ

یہ ہیں ابو ایوب خراسانی، جو مہلب بن ابی صفرہ کے مولیٰ تھے۔ شام میں مقیم ہو گئے تھے اور مشاہیر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ابو الدرداءؓ، معاذؓ اور ابن عباسؓ سے مرسلاً روایت کی۔ اور یحییٰ بن عمر، نافع اور عکرمہ سے سماع کیا۔ ان سے ابن جریج، اوزاعی، مالک، شعبہ اور حماد بن سلمہ نے اخذ

Maktaba Tul Ishaat.com

روایت کیا۔ انہوں نے ۸۵ برس کی عمر میں ۱۳۵ھ (۷۵۲ء) میں وفات پائی۔

(۶۰/۱۰) عطاء بن سائبؒ

کوفی اور ائمہ میں سے تھے۔ انہوں نے انسؓ، ابن ابی اوفیٰؓ اور عمرو بن الحریثؓ وغیرہ بہت سے حضرات سے سماع کیا۔ اور ان سے شعبہ، سفیان، دونوں حمادوں اور یحیی القطان نے روایت کی۔ ہررات کو قرآن حکیم ختم کر لیا کرتے تھے۔ سال وفات ۱۳۶ھ (۷۵۳ء) یا ۱۳۷ھ (۷۵۴ء) تھا۔ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

(۶۱/۱۱) عکرمہ بربریؒ

ابن عباسؓ کے مولی اور ائمہ اعلام میں سے تھے۔ انہوں نے حضرات ابن عباس، عائشہ صدیقہ، ابوہریرہ، ابو قتادہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی، اور ان سے شعبی اور ابراہیم نخعی وغیرہ نے۔ بقول شعبی عکرمہ سے بڑھ کر اس دور میں کوئی مفسر قرآن نہ تھا اور ان پر بلاوجہ بدعت کا الزام لگایا گیا تھا۔ عجلی کہتے ہیں وہ اس الزام سے بری تھے۔ امام نووی فرماتے تھے کہ چار آدمیوں سے تفسیر کا علم حاصل کرو، ان میں عکرمہ کا نام بھی لیتے تھے۔ مصعب زبیری کہتے تھے کہ عکرمہ خوارج کی رائے کے حامل تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے کہا تھا: اللہ سے ڈرنا اور میری طرف جھوٹ منسوب نہ کرنا، جس طرح عکرمہ نے ابن عباسؓ سے منسوب کیا۔ سعید بن مسیب نے بھی اسی طرح اپنے غلام کو کہا تھا۔ امام مالک عکرمہ سے روایت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

عکرمہ ۱۰۵ھ (۷۲۳ء) میں فوت ہوئے۔

(۶۲/۱۲) ابو صالح باذامؒ

ام ھانیؓ کے مولی تھے۔ انہوں نے ام ھانی، علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی اور ان سے سماک بن حرب اور عاصم بن بہدلہ نے۔ وہ مدلس تھے۔ امام نسائی انہیں غیر ثقہ کہتے تھے۔ ابن ابی خیثمہ نے ابن معین کی رائے بیان کی ہے کہ وہ کہتے تھے لیس بہ بأس (ان سے روایت لینے میں

Maktaba Tul Ishaat.com

کوئی حرج نہیں) مگر جب کلبی ان سے کوئی روایت بیان کرے تو وہ لاشئی ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں عموما ان سے تفسیر قرآن ہی روایت کی جاتی ہے، مگر ان میں روایات مسندہ کم ہی ہیں اور ان کی تفسیر میں علمائے تفسیر کیطرف سے ان کی متابعت بھی نہیں کی جاتی۔ میں متقدمین میں سے کسی ایسے عالم کو نہیں جانتا جو ان کی تفسیر سے خوش ہو۔ امام شعبی ان کی تفسیر کی غلطیاں پکڑ کر طعن کرتے اور کہتے تمہیں قرآن حفظ تک نہیں اور قرآن کا مفسر بننے کی جسارت کرتے ہو۔ علامہ جوزقانی انہیں متروک کہتے ہیں۔ ابن جوزی نے ازدی کا قول بیان کیا ہے کہ باذام کذاب تھا۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ باذام ابن عباسؓ سے روایت بیان کرتے ہیں مگر انہوں نے ان سے سماع نہیں کیا۔

اسماعیل السدی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

(۶۳/۱۳) محمد بن مروان بن عبداللہ

ابن اسماعیل بن عبدالرحمن السدی الصغیر۔ اس نے محمد بن سائب الکلبی صاحب التفسیر سے روایت کی۔ جزرہ کہتے ہیں کہ محمد بن مروان اپنے پاس سے روایتیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ الخلاصہ میں اسی طرح مذکور ہے۔ ابو حاتم نے اسے ذاہب الحدیث اور متروک الحدیث کہا ہے۔ جریر بن عبدالحمید اسے کذاب کہتے ہیں۔ ابن معین نے غیر ثقہ کہا ہے۔ ابن نمیر لاشیئی کہتے ہیں اور صالح بن محمد کہتے ہیں وہ ضعیف تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔ محدثین کہتے ہیں کہ اسکی روایت نہ لکھی جائے۔

(۶۳/۱۴) محمد بن اسحاق بن یسار مطلبیؒ

مغازی میں بالخصوص مشاہیر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے انس بن مالکؓ کو دیکھا تھا۔ انہوں نے اپنے والد، عطاء، زہری اور کئی آدمیوں سے روایت کی۔

سال وفات ۱۵۱ھ (۷۶۸ء) ہے۔

ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابراہیم بن سعد کے پاس ابن اسحاق کی شرعی احکام کے بارے

Maktaba Tul Ishaat.com

میں، مغازی کے علاوہ، سترہ ہزار احادیث تھیں۔ ان سے ثوری، نخعی، ابن عیینہ، اور یحیی بن سعید وغیرہ نے روایت کی۔

انہوں نے بغداد میں روایت کی اور وہیں فوت ہوئے۔

(۶۵/۱۵) معمر بن راشد ازدی، بصری، یمانی ؒ

مشاہیر سے تھے، زہری، ھشام بن منبہ اور قتادہ کے علاوہ بھی کئی آدمیوں سے روایت کی۔ ان سے ایوب اور ثوری نے، جو ان کے معاصر تھے، اور عبداللہ بن مبارک نے روایت کی۔ نسائی نے انہیں ثقہ اور قابل اعتماد کہا ہے۔ ابن معین ضعیف کہتے ہیں۔

وہ کہتے تھے کہ میں چودہ برس کی عمر میں قتادہ کی مجلس میں بیٹھنے لگا۔ ان کا انداز بیان ایسا ہوتا کہ وہ جو کچھ کہتے میرے دل پر نقش ہوتا چلا جاتا۔

بہ عمر ۵۸ برس ۱۵۳ھ (۷۷۰ء) میں وفات پائی۔

(۶۶/۱۶) طاؤس بن کیسان جندی ؒ

کہتے ہیں کہ امام العلم طاؤس ہمدان کے آزاد کردہ غلاموں کے نسب سے تھے۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے پچاس صحابہؓ کی زیارت کی۔ ان سے مجاہد، عمرو بن شعیب، حبیب بن ابی ثابت اور زہری روایت کرتے ہیں۔ چالیس حج کیے۔ ابن عباسؓ کہتے تھے میں سمجھتا ہوں کہ طاؤس جنتی ہیں۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ مکہ میں ۱۰۱ھ (۷۱۹ء) میں یا ۱۰۵ھ (۷۲۳ء) یا ۱۰۶ھ (۷۲۴ء) میں وفات پائی۔ بہ روایت ابن عیینہ ابو ذرؓ، ثوری اور طاؤس تین اشخاص اپنے اپنے دور میں سلاطین زمانہ کی مجالس میں نہیں جاتے تھے۔

(۶۷/۱۷) عطیہ عوفی بن سعید بن جنادہ ابو الحسن الجدلی کوفی ؒ

انہوں نے ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کی۔ وہ اکثر الکلبی کے پاس آتے اور دربارہ تفسیر سوالات کرتے۔ وہ کوفی شیعوں میں شمار ہوتے تھے اور ضعیف الروایت تھے۔ کلبی کو انہوں

Maktaba Tul Ishaat.com

نے ابو سعید کی کنیت دی ہوئی تھی اور جب بھی ان سے کوئی روایت بیان کرتے تو یہ کنیت استعمال کرتے ۔ اس طرح سننے والوں کو وہم ہوتا کہ وہ ابو سعید خدریؓ سے روایت بیان کر رہے ہیں حالانکہ وہ کلبی کی روایت بیان کر رہے ہوتے تھے ۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن الاشعث کیساتھ مل کر حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ حجاج نے محمد بن قاسم کو لکھا کہ عطیہ عوفی کو کہو وہ حضرت علیؓ کو سب کریں اور اگر انکار کریں تو انہیں چار سو درے لگاؤ اور داڑھی مونڈ ڈالو۔ محمد بن قاسم نے انہیں بلا بھیجا ۔انہوں نے سب سے انکار کیا تو حجاج کے حکم کی تعمیل کی گئی ۔وہ حضرت علیؓ کو تمام صحابہؓ پر فضیلت دیتے تھے۔

ان کی وفات ۱۱۱ھ (۷۲۹ء) یا ۱۱۲ھ (۷۳۵ء) میں ہوئی ۔

(۶۸/۱۸) عطاء خراسانیؒ

ابو ایوب یا ابو عثمان یا ابو محمد یا ابو صالح بلخی ۔انہوں نے شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ مہلب ابن ابی صفرہ ازدی کے مولی تھے۔ صحابہؓ سے مرسل روایت کی۔ ابن عباسؓ سے ان کی ملاقات نہیں ہو سکی۔ ابن معین اور ابن ابی حاتم نے انہیں ثقہ لکھا ہے ۔ابن ابی حاتم اپنے والد سے ان کی توثیق نقل کرتے ہیں۔وہ ۵۰ھ (۶۷۰ء) میں پیدا ہوئے۔ سال وفات ۱۳۵ھ (۷۵۲ء) ہے۔

بخاری نے اپنی کتاب میں تفسیر سورہ نوح اور کتاب الطلاق میں ان سے روایت لی ہے۔ عطاء نے ابن جریج سے سماع نہیں کیا ۔ سو اس لئے یہ دونوں حدیثیں منقطع ہیں۔ مگر بخاری نے دونوں حدیثوں کو بیان کرتے وقت ابن جریج کو ابن ابی رباح سمجھا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ کیونکہ بخاری نے عطاء خراسانی کو ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے اور یہی بات درست ہے۔ کیونکہ دارقطنی، باجی، حاکم، لالکائی اور الکلاباذی وغیرہ نے عطا کو بخاری کے راویوں میں شمار نہیں کیا۔

(۶۹/۱۹) ربیع بن انس بصریؒ

ان کا سال وفات ۱۳۹ھ (۷۵۶ء) یا ۱۴۰ھ (۷۵۷ء) تھا۔ اہل بصرہ میں سے تھے اور

Maktaba Tul Ishaat.com

تعلق بنو بکر بن وائل سے تھا۔انہوں نے ابن عمر ، جابر اور انس بن مالک رضی اللہ عنھم سے ملاقات کی۔ حجاج کے ڈر سے بھاگے اور مرو کے ایک گاؤں میں سکونت اختیار کرلی۔ ابن معین کے مطابق غالی شیعہ تھے۔ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ لوگ ان کی روایت سے بچتے تھے۔

(۷۰/۲۰) وکیع بن جراحؒ

کہتے ہیں کہ نیشاپور یا سندھ میں پیدا ہوئے۔امام شافعی، امام احمد اور اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔وہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت میں گزار دیتے۔ سال وفات ۱۹۷ھ (۸۱۳ء) ہے۔

ابن ندیم نے ان کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔

(۷۱/۲۱) محمد بن ثور صنعانیؒ

انہوں نے ابن جریج اور معمر سے روایت کی۔ان سے انکے بیٹے عبدالجبار، فضیل بن عیاض (جو ان کے ہم پلہ تھے)، عبدالرزاق، زید بن مبارک اور محمد بن عبدالاعلی وغیرہ نے روایت کی۔ ابو حاتم نے ان کی تعریف کی ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ بقول ابو حاتم وہ اہل فضل، عابد اور راست باز تھے ۔ سال وفات ۱۹۰ھ (۸۰۶ء) ہے۔

(۷۲/۲۲) عطاء بن دینار ھذلیؒ

بنو ہذیل کے موالی اور ثقات مصر میں سے تھے۔ان کی تفسیر، جسکی روایات وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں، ایک صحیفہ ہے لیکن اسکی کوئی دلیل نہیں کہ انہیں سعید بن جبیر سے سماع کا موقعہ ملا ہو۔بقول ابو حاتم وہ راست گو تھے مگر انہوں نے تفسیر (سماع سے حاصل نہیں کی بلکہ دیوان (سرکاری خزانے) سے لکھی ہوئی پائی۔ عبدالملک بن مروان نے سعید بن جبیر کو تفسیر لکھنے کا کہا تھا۔سعید بن جبیر نے تفسیر لکھی اور وہی تفسیر دیوان میں سے عطاء کے ہاتھ لگ گئی۔

سال وفات ۱۳۲ھ (۷۴۴ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۷۳/۲۳) سدی کبیر، اسماعیل بن عبدالرحمن کوفی

قریش کے مولی اور متھم بالتشیع تھے۔ انہوں نے انسؓ، ابن عباسؓ اور باذان سے روایت کی اور ان سے اسباط بن نصر، اسماعیل اور حسن بن صالح نے۔

عجلی اسے ثقہ اور عالم تفسیر لکھتے ہیں، امام احمد فرماتے ہیں کہ حدیث میں حسن درجہ کا ہے لیکن تفسیر میں بیان کردہ روایات کی سند خود بنائی ہے۔ جوزجانی اسے کذاب اور بدگو کہتے ہیں۔ امام شعبی سے کسی نے کہا کہ السدی کو قرآن کا علم حاصل تھا تو امام نے جواب میں کہا وہ عالم قرآن نہیں بلکہ جاہل بالقرآن تھا۔

سال وفات ۱۲۷ھ (۷۴۵ء) ہے۔

(۷۴/۲۴) شبل بن عباد القاریؒ

مکی ہیں، انہوں نے ابو الطفیلؓ، عمرو بن دینار اور ابن المنکدر سے روایت کی، اور ان سے ابن عیینہ، روح بن عبادہ اور ابن مبارک وغیرہ نے۔ ابن معین، امام احمد اور دارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے۔ آجری کہتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے مگر قدریہ کی رائے پر تھے۔

کہا جاتا ہے کہ ۱۴۸ھ (۷۶۶ء) میں فوت ہوئے۔

(۷۵/۲۵) ثوری سفیان بن سعیدؒ

کہا گیا ہے کہ ثور ھمدان کے باشندے تھے اور فاضل اجل۔ انہوں نے زید بن اسلم اور حماد بن ابی سلیمان سے روایت کی۔ امام ثوری کا قول ہے کہ جب تم کسی قاری (عالم) کو ہمسایوں کا محبوب و پسندیدہ دیکھو تو جان لو کہ وہ مداہن ہے۔ وہ ۷۷ھ (۶۹۶ء) میں پیدا ہوئے اور ۱۶۱ھ (۷۷۸ء) میں بصرے میں وفات پائی۔ مسلمانوں کے عظیم المرتبت اماموں میں سے تھے۔ ان سے تیس ہزار احادیث مروی ہیں۔ جلیل القدر نقاد ائمہ نے ان کی تعریف کی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۷۶/۲۶) سفیان بن عیینۃ

یہ اپنے عہد کے ناقد، امام اور حافظ تھے۔ بقول ابن ندیم ان کی تفسیر اہل علم کے ہاں معروف ہے۔ ان کی وفات ۱۹۸ھ (۸۱۴ء) میں ہوئی۔

(۷۷/۲۷) شعبۃ بن حجاج

موالی میں سے تھے، ائمہ اسلام سے ہیں اور اُمت کا ان کی امامت پر اتفاق ہے۔ بصرے میں مقیم ہو گئے تھے۔ انہوں نے معاویہ بن قرہ، انس بن سیرین، ثابت بنانی، حکم اور حماد بن ابی سلیمان سے روایت کی۔ ان سے ایوب اور ابن اسحٰق نے جو ان کے شیوخ میں سے تھے اور عبداللہ بن مبارک اور عفان بن مسلم وغیرہ نے روایت کی۔ بقول ابن المدینی انہوں نے تقریباً دو ہزار احادیث بیان کیں۔

ان کی ولادت ۸۰ھ (۶۹۹ء) میں اور وفات ۱۶۰ھ (۷۷۷ء) میں ہوئی۔

(۷۸/۲۸) قیس بن مسلم جدلی

کوفی تھے، سعید بن جبیر وغیرہ سے روایت کی اور ان سے ثوری اور شعبہ نے۔ ۱۲۰ھ (۷۳۸ء) میں فوت ہوئے۔

(۷۹/۲۹) مقاتل بن سلیمان ازدی

مفسر تھے، ضحاک اور مجاہد سے روایت کی اور ان سے ابن عیینہ اور ابن جعد نے۔

امام شافعی کا قول ہے کہ تمام لوگ تفسیر میں ان کے دست نگر ہیں۔ ابن مبارک کا قول ہے کہ اگر مقاتل ثقہ ہوتے تو ان کی تفسیر کتنی عمدہ ہوتی! الحربی کہتے ہیں کہ مقاتل کو مجاہد سے سماع حاصل نہیں ہوا۔ امام ابو حنیفہ انہیں مشبہ کہتے جبکہ وکیع ان کی تکذیب کرتے تھے۔ ابن حبان کے مطابق مقاتل نے یہود سے علم کتاب اخذ کیا تھا اور وہ مشبہ تھے۔

ابن حبان نے انہیں جھوٹا کہا ہے۔

ان کی وفات ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے مندرجہ ذیل کتب لکھیں :

(۱) کتاب التفسیر (۲) کتاب الناسخ والمنسوخ
(۳) پانسو آیات کی تفسیر (۴) کتاب القراءات
(۵) کتاب متشابہ القرآن (۶) کتاب نوادر التفسیر
(۷) کتاب الوجوہ والنظائر (۸) کتاب الجوابات فی القرآن
(۹) کتاب الرد علی القدریہ (۱۰) کتاب الاقسام واللغات
(۱۱) کتاب التقدیم والتاخیر (۱۲) کتاب الآیات والمتشابہات۔

مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ میری نظر میں تمام لوگوں کا علم مقاتل بن سلیمان کے علم کے مقابلے میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو بحر ہند کی باقی تمام سمندروں کے مقابلے میں ہے۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ جب بھی تفسیر کے متعلق ان کی کوئی بات نظر سے گزرتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے ۔کاش ضحاک بن مزاحم سے ان کی روایت صحیح ہوتی کہ وہ تو مقاتل کی پیدائش سے چار سال پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ مقاتل نے لوگوں کی تفاسیر جمع کر کے ان سے روایت شروع کر دی حالانکہ ان سے سماع نہیں کیا تھا ۔ کلبی اور مقاتل کی تفاسیر کا ایک ہی مقام ہے۔

اسحاق بن ابراہیم نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرق سے دو خبیث رائے والے اٹھے :

اول جہم جو معطلہ میں سے تھا۔ اور دوسرا مقاتل جو مشبہ تھا۔

محمد بن سماعہ نے قاضی ابو یوسف سے امام ابو حنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ :

جہم نفی صفات میں ہر حد کو عبور کر گیا حتیٰ کہ خدا کا بھی منکر ہو گیا۔

اور مقاتل نے اثبات میں اتنا غلو کیا کہ خدا کو مخلوق کی مانند بنا دیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے مروی ہے کہ خراسان نے تین ایسے آدمی پیدا کیے کہ بدعت اور کذب میں اپنی نظیر آپ تھے :(۱) جہم (۲) مقاتل (۳) عمر بن صبح۔

ائمہ حدیث نے اس کی مذمت کی ہے اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اس کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔امام ذہبی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔

(۸۱/۳۱) مقاتل بن حیانؒ

نبطی تھے اور بکر بن وائل کے آزاد کردہ غلام۔ مجاہد وغیرہ سے روایت کی۔ابن معین وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔بلخ کے باشندے تھے۔ابو مسلم کے ڈر سے بھاگ کر کابل چلے گئے۔وہاں کے لوگوں نے ان کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔حسن بن مسلم کے مطابق کابل میں فوت ہوئے۔

سال وفات ۱۵۰ھ(۷۶۷ء) ہے۔

انہوں نے اپنی پھوپھی عمرہ، سعید بن مسیب ،ابوبردہ بن ابی موسیٰ، عکرمہ، سالم بن عبداللہ بن عمرؓ، شہر بن حوشب، قتادہ، مسلم بن ہیصم، ضحاک بن مزاحم، عمر بن عبدالعزیز اور ایک بڑی جماعت سے روایت کی۔ان سے ان کے بھائی مصعب بن حیان، علقمہ بن مرثد ،ابن مبارک ،ابراہیم بن ادھم، ابوعصمہ نوح بن ابی مریم وغیرہ نے سماع کیا۔

ابن حبان وغیرہ نے انہیں ثقہ شمار کیا ہے اور ائمہ محدثین نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔امام ذہبی نے التذکرہ میں لکھا ہے کہ ان پر تجسیم کا الزام لگایا گیا تھا، حالانکہ وہ علم کا بہت بڑا خزانہ اور بالخصوص علم تفسیر کا سمندر تھے۔

(۸۲/۳۲) ابو یحییٰ عبدالرحمان بن محمد بن مسلم رازیؒ

بہت بڑے حافظ حدیث اور جامع اصفہان کے امام تھے۔ ابوالشیخ، طبرانی اور دیگر محدثین اُن سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے۔ایک مسند اور ایک تفسیر کے مصنف ہیں۔

۱۹۱ھ(۸۰۷ء) میں وفات پائی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۸۳/۳۳) ابو جعفر رازی

انہوں نے ربیع بن انس سے، انہوں نے ابو العالیہ سے اور انہوں نے ابی بن کعب سے روایت کی۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور امام احمد نے اپنی کتابوں میں ان کی روایات کو اس سلسلہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ سند صحیح ہے۔

ابو جعفر کی وفات ۱۶۰ھ (۷۷۷ء) کے حدود میں ہوئی۔

(۸۴/۳۴) زائدہ بن قدامہ ثقفی

وہ بد عقیدوں اور قدریوں سے روایت نہیں لیتے تھے۔ محدثین کہتے ہیں: زائدہ سنت پر پختگی سے عمل کرتے تھے۔

امام احمد کے مطابق حدیث میں یہ چار آدمی نہایت پختہ ہیں: (۱) سفیان (۲) شعبہ (۳) زہیر اور (۴) زائدہ۔

مؤلفات: (۱) کتاب السنن (۲) کتاب القراءات (۳) کتاب التفسیر (۴) کتاب الزھد (۵) کتاب المناقب۔

حسن بن عطیہ کی جنگ میں، جو روم میں ۱۶۱ھ (۷۷۸ء) میں لڑی گئی، مارے گئے تھے۔

(۸۵/۳۵) اسماعیل بن علیۃ

بنو اسد کے مولی تھے۔ ۱۱۰ھ (۷۲۸ء) میں پیدا ہوئے اور ذی قعدہ ۱۹۳ھ (۸۰۹ء) میں بغداد میں وفات پائی جب کہ ان کی عمر ۸۳ سال اور کچھ مہینے تھی۔

تصنیفات: (۱) کتاب الطہارۃ (۲) کتاب الصلوۃ (۳) کتاب المناسک (۴) کتاب التفسیر۔

ابن الجعد لکھتے ہیں کہ اسماعیل فقہاء میں خوشبودار پھول اور محدثین کے سردار تھے۔ امام احمد کہتے ہیں بصرہ سے بحر میں ان کے پائے کا کوئی ثقہ آدمی نہ تھا۔ کہتے تھے کہ محدثین کے نزدیک چار آدمی حدیث کے بے مثل حافظ ہیں:

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) اسماعیل بن علیه (۲) عبدالوارث (۳) یزید بن زریع (۴) وهیب۔

ابوداؤد کا قول ہے کہ محدثین میں اسماعیل بن علیه کے علاوہ اور کوئی محدث ایسا نہ تھا جس سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو۔

جب انہیں قضا کا منصب عطا ہوا تو ابن مبارک نے انہیں ذیل کے اشعار لکھ کر بھیجے:-

یا جاعل العلم له بازیا — یصطاد اموال المساکین

اے اسماعیل! تم اپنے علم کو ایسا باز بنا رہے ہو جس سے مساکین کے اموال کا شکار کیا جاسکے۔

احتلت للدنیا و لذاتها — بحیلة تذهب با لدین

تم نے دنیا اور لذات دنیا کو قابو کرنے کیلئے ایک ایسا حیلہ تلاش کیا ہے جس سے دین ضائع ہو جاتا ہے۔

فصرت مجنونا بها بعد ما — کنت دواء للمجانین

تم خود ہی دنیا کی محبت میں دیوانے ہو گئے ہو حالانکہ بیشتر ازیں تم توان دیوانوں کے معالج تھے۔

این روایاتك فیما مضی — عن ابن عون وابن سیرین

تمہاری وہ روایات کہاں گئیں جو تم ابن عون اور ابن سیرین سے بیان کیا کرتے تھے!

این روایاتك فی سردها — فی ترك ابواب السلاطین

تمہاری وہ مسلسل روایات کدھر گئیں جن میں سلاطین کے درباروں میں جانے سے روکا گیا تھا۔

ان قلت اکرهت فذا باطل — زل حمار العلم فی الطین

اگر تم کہو کہ مجھے مجبور کیا گیا ہے، تو یہ غلط ہے۔ بلکہ علم کا گدھا دلدل میں پھنس کر رہ گیا ہے۔

جب یہ اشعار ان کی نظر سے گزرے تو رو پڑے اور فوراً مستعفی ہو گئے۔

حافظ ابن حجر نے تهذیب التهذیب (۱/۲۷۸) میں، ابن جوزی نے صفوۃ الصفوہ (۴/۱۱۶) میں اور ابن حبان نے روضۃ العقلاء (۲۳) میں ان اشعار کا ذکر کیا ہے۔

(۸۶/۳۶) عبداللہ بن مبارکؒ

ابن مہدی کے بقول حدیث کے چار امام ہیں: مالک، ثوری، حماد بن زید اور ابن مبارک۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن معین انہیں بکارامت کو (ثقہ ثبت) شمار کرتے ہیں۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ان مردوں کے مناقب بے شمار ہیں جو تاریخ دمشق، تاریخ نیشاپور، حلیۃ الاولیاء اور تاریخ خطیب میں مذکور ہیں۔ مؤلف کہتے ہیں کہ ابن جوزی نے ان کے اوصاف صفوۃ الصفوہ میں، ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ذہبی نے تذکرہ میں اور ابن خلکان نے وفیات میں بیان کئے ہیں۔

امام عبداللہ بن مبارک نے درج ذیل کتب تالیف کی ہیں: (۱) کتاب السنن فی الفقہ (۲) کتاب التاریخ (۳) کتاب الزہد (۴) کتاب البر والصلۃ (۵) کتاب التفسیر۔

انہوں نے اپنی کتابوں میں تقریباً بیس ہزار احادیث بیان کی ہیں۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا اور ایک ہزار سے روایت کی۔

ذیل کے اشعار ابن مبارک کی یادگار ہیں:

قد یفتح المرء حانوتا لمتجره ... وقد فتحت لك الحانوت بالدين

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی بہ غرض تجارت دکان کھولتا ہے، مگر تو نے دکان دین فروشی کیلئے کھول رکھی ہے۔

بين الاساطين حانوت بلاغلق ... تبتاع بالدين اموال المساكين

چند ستونوں کے درمیان تو نے دکان کھول رکھی ہے، جس پر تالا نہیں لگایا گیا، تو دین بیچ کر مساکین کا مال ہڑپ کر رہا ہے۔

صيرت دينك شاهينا تصيد به ... وليس يفلح اصحاب الشواهين

تو نے اپنے دین کو شاہین بنا لیا جس سے تو شکار کھیلتا ہے اور جو شاہینوں سے شکار کھیلتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے۔

امام کا یہ قول مشہور ہے: ہم نے حصول دنیا کیلئے علم حاصل کیا۔ پھر اسی علم نے ہمیں ترک دنیا کا راستہ دکھایا۔

امام سے کہا گیا کہ آپ نماز ہمارے ساتھ پڑھتے ہیں۔ لیکن نماز سے فارغ ہو کر اٹھ جاتے ہیں اور ہمارے پاس بیٹھتے نہیں! فرمایا کہ میں تمہارے پاس سے اٹھ کر صحابہؓ و تابعینؒ کی محفل میں شریک ہو جاتا ہوں۔ عرض کیا گیا یہ کیسے ممکن ہے؟ اب صحابہ و تابعین کہاں؟ فرمایا کہ میں اپنی جمع شدہ روایات میں ان کے آثار و اعمال کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ مجھے تمہارے ساتھ کیا کام! تمہاری محفلیں تو لوگوں کی غیبت سے آباد ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فرمایا کہ جب ہجرت کی دو صدیاں گزر جائیں تو لوگوں کی بھیڑ سے علٰحدہ ہو کر خدا کا قرب حاصل کرو۔ اور انسانوں سے اس طرح بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو۔اور دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو بچ جاؤ گے۔

ان سے گھٹیا پن کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: سفلہ وہ لوگ ہیں جو دین کی قیمت پر زندہ رہتے ہیں اور دین بیچ کر کھاتے ہیں۔

امام شیخ الاسلام، فخر المجاہدین اور قدوۃ الزاہدین تھے۔ انکے والد ترک اور والدہ خوارزمی تھیں اور وہ کسی مروزی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ان کی ولادت ۱۱۸ھ (۷۳۶ء) میں ہوئی۔ ساری زندگی سفروں میں گزاردی جو حج، جہاد اور تجارت کے لئے کئے تھے۔ انہوں نے علم کو ابواب میں مدون کیا اور فقہ، غزوات، زہد اور رقاق کے الگ الگ شعبوں میں حدیثوں کو جمع کیا۔

امام کی وفات فرات کے قریب، انبار سے اوپر، ھیت نامی ایک گاؤں میں، رمضان ۱۸۱ھ میں اس وقت ہوئی جب وہ ایک جہاد سے واپس آرہے تھے۔

(۷/۳۷/۸)ابن ابی نجیح

ان کا نام عبداللہ تھا، بنو ثقیف کے موالی سے تھے اور ابو یسار مکی کے نام سے مشہور تھے ۔۱۳۱ھ (۷۴۸ء) میں وفات پائی۔

طاؤس اور مجاہد سے روایت کی۔ان سے عمرو بن شعیب (جو ان سے بڑے تھے)، ابو اسحاق فزاری، ابن عیینہ اور شعبہ نے روایت کی۔ امام احمد انہیں ثقہ کہتے ہیں۔یحیی بن سعید سے مروی ہے کہ انہیں مجاہد سے تفسیر کے سماع کا موقع نہیں ملا۔ابن معین کہتے ہیں کہ وہ بطور قدری مشہور تھے۔

ابن حبان لکھتے ہیں کہ ابن ابی نجیح قاسم بن ابی بزہ کی کتاب سے مجاہد کی تفسیر روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں کو مجاہد کا سماع میسر نہیں آیا۔انہیں عمرو بن عبید کی روایت نے خراب کیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۸۸/۳۸) ابو روق ہمدانیؒ

یہ عطیہ بن حارث کوفی ہیں۔ انہوں نے انسؓ، ابراہیم تیمی، شعبی، عبدالرحمن سلمی اور ضحاک بن مزاحم سے روایت کی۔ ان سے ان کے دو بیٹوں یحیی اور عمارہ اور ابو حاتم نے روایت کی۔

ابن سعد نے انہیں پانچویں طبقے میں شمار کیا ہے اور صاحب تفسیر کہا ہے۔

(۸۹/۳۹) اسباط بن نصر ہمدانی کوفیؒ

ان کی کنیت ابو یوسف اور ابو نصر تھی۔ انہوں نے سماک بن حرب سے روایت کی اور ان سے عمرو بن حماد نے۔ ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ جوزجانی ابو حاتم ابو نعیم انہیں ضعیف کہتے تھے۔ ابو نعیم یہ بھی کہتے تھے کہ ان کی احادیث عموماً گری پڑی اور مقلوب الاسانید ہوتی ہیں۔ نسائی نے کہا کہ وہ قوی راوی نہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"بخاری نے ان کی حدیث کو باب الاستسقاء میں تعلیقات میں لیا ہے۔
امام احمد اور بیہقی نے السنن الکبری میں اسے متصل روایت کیا ہے۔
یہ حدیث منکر ہے، جیسا کہ میں نے التعلیق میں وضاحت کی ہے"۔

(۹۰/۴۰) کلبیؒ

محمد بن سائب الکلبی کوفہ میں تفسیر، اخبار اور ایام عرب کے عالم شمار ہوتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سلیمان بن علی نے انہیں کوفے سے بصرہ بلایا اور اپنے مکان میں ٹھہرایا تھا۔ انہوں نے وہاں مطالب قرآن بیان کرنا شروع کیے، تا آنکہ وہ سورہ براءت کی ایک آیت تک پہنچے جس کا مطلب مروج مطلب کے خلاف بیان کیا۔ لوگوں نے شور مچا دیا کہ ہم اسے نہیں لکھتے۔ کلبی نے کہا کہ خدا میں اس سے آگے ایک حرف بھی نہیں بولوں گا جب تک تم (اس آیت کی میری بیان کردہ تفسیر حرف بہ حرف) قلم بند نہیں کرو گے، جس پر کہ اللہ نے اسے نازل کیا ہے۔ جھگڑا سلیمان بن علی تک پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے، لکھ لو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی وفات کوفے میں ۱۶۴ھ (۷۸۱ء) میں ہوئی۔

کتاب تقسیم القرآن ان سے یادگار ہے۔

معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ کوفے میں دو کذاب راویوں میں سے ایک کلبی تھا۔ لیث بن ابی سلیم سے یہی ابن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ کوفے میں دو جھوٹے تھے: ایک کلبی اور دوسرا السدی۔ اصمعی نے ابو عوانہ سے روایت کی کہ میں نے کلبی کو ایسی بات کہتے سنا جس کے کہنے سے آدمی کافر ہو جائے۔ امام ثوری کہتے تھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس سے روایت کرتے تھے۔ ابو عاصم سے منقول ہے کہ انہیں سفیان ثوری نے بوثوق کہا ہے کہ کلبی نے ان سے کہا تھا جو کچھ میں نے بواسطہ ابو صالح، ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، وہ کذب ہے۔ اسے روایت نہ کرو۔

(تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۷۳)

ابن عدی کہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے ذکر کیا، اس کے علاوہ ان کی اچھی روایات بھی ہیں، بالخصوص وہ احادیث جو انہوں نے ابو صالح سے روایت کیں۔ کلبی مشہور مفسر ہیں اور آج تک ان کی تفسیر سے ضخیم تر تفسیر کسی نے نہیں لکھی۔ ثقہ لوگوں نے ان سے روایت لی ہے اور انکی تفسیر کو پسند کیا ہے۔ رہا معاملہ ان کی احادیث کا تو بعض احادیث منکر ہیں۔ بقول ابن حبان، ان روایات کا کذب اتنا واضح ہے کہ وہ اپنے اس وصف میں کسی مبالغہ کی محتاج نہیں۔ انہوں نے تفسیر میں ابو صالح سے روایت کی ہے اور چونکہ ابو صالح کو ابن عباسؓ سے سماع نہیں مل سکا۔ اس لئے اس سے استدلال بھی جائز نہیں۔

الساجی کلبی کو متروک الحدیث اور بوجہ تشیع میں غلو کے حد درجہ ضعیف شمار کرتے ہیں اور تمام ثقہ محدثین کلبی کی مذمت اور احکام و فروع میں اس کے متروک الروایت ہونے پر متفق ہیں۔

ابو عبداللہ حاکم کا قول ہے کہ کلبی نے ابو صالح سے موضوع احادیث روایت کیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ وہ ابن الاشعث کے ساتھ جماجم میں موجود تھا اور تفسیر کا عالم تھا۔

زائدہ، لیث اور سلیمان تیمی کے مطابق وہ کذاب تھا۔ یحیی نے اسے لیس بشئی، کذاب اور ساقط قرار دیا ہے۔ حافظ ابن تیمیہ نے اسے شیعہ اور اکذب الناس کہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کلبی

Maktaba Tul Ishaat.com

کے بارے میں علماء کے اقوال نقل کئے ہیں (منہاج السنہ ۳/۱۹)۔

کلبی عبداللہ بن سبا کے پیروکاروں میں سے تھا۔ ابن سبا کہا کرتا تھا کہ حضرت علیؓ مرے نہیں، وہ پھر دنیا میں لوٹ آئیں گے۔

جمل اور صفین کی جنگوں میں کلبی کا دادا اپنے تین بیٹوں سائب، عبید اور عبدالرحمان سمیت حضرت علیؓ کے لشکر میں موجود تھا۔

(۹۱/۳۱) علی بن ابی طلحہ ہاشمی

انہوں نے ابن عباسؓ سے مرسلاً روایت کی، نیز مجاہد اور قاسم سے۔ ان سے ثور بن یزید، معمر اور ثوری نے روایت کی ہے۔ امام احمد کے مطابق ان سے کئی منکر روایات مروی ہیں۔ فسوی نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ نسائی کے مطابق ان میں کوئی حرج نہیں۔

امام احمد کے مطابق مصر میں تفسیر کا ایک نسخہ تھا جو علی بن ابی طلحہ نے بیان کیا تھا۔ اگر کوئی شخص اس نسخے کیلئے مصر کا سفر کرے تو یہ اس کی چنداں بڑی قربانی نہیں ہو گی۔ ابو جعفر نحاس نے اسے اپنی ناسخ میں باسند بیان کیا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ نسخہ ابو صالح کاتب لیث کے پاس تھا، جسے اس نے معاویہ ابن صالح کے ذریعہ علی بن ابی طلحہ سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا تھا۔ یہی نسخہ بخاری کے ہاں ابو صالح کی روایت سے ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں بہت سارے مقامات پر ابن عباسؓ سے معلق روایات لینے کے لئے اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے۔

جویبر، ابن ابی حاتم اور عبدالمنذر نے کئی روایات ان ذرائع سے یہ سند بیان کیں جو ان کے اور ابو صالح کے درمیان تھے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ ابن ابی طلحہ کا تفسیر میں ابن عباسؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے مجاہد یا ابن جبیر سے علم تفسیر حاصل کیا۔ چونکہ یہ درمیانی واسطہ قابل اعتماد ہے، اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علی بن ابی طلحہ نے ۱۴۳ھ (۷۶۰ء) میں وفات پائی۔

ابن عباسؓ سے روایت کا بہترین سلسلہ وہ ہے جو قیس بن مسلم کوفی (متوفی ۱۲۰ھ /۷۳۸ء) از عطاء بن سائب مروی ہے اور اسی طرح ابن اسحاق صاحب سیرت کا سلسلہ سند۔

(۹۲/۴۲) محمد بن کعب قرظیؒ مدنی، کوفی

مشاہیر سے تھے۔ انہوں نے ابو الدرداءؓ سے مرسلاً اور فضالہ بن عبیدؓ، عائشہؓ اور ابو ھریرۃؓ سے روایت کی۔ اور ان سے ابن المنکدر، یزید بن الھاد اور حکم بن عتیبہ نے روایت کی۔ ابن عون کہتے ہیں میں نے محمد بن کعب القرظی سے بڑھ کر کوئی قرآن کا عالم نہیں دیکھا۔ بقول ابن سعد وہ ثقہ، متقی اور کثیر الاحادیث تھے۔ ان کے والد بنو قریظہ کے جنگی قیدیوں میں سے تھے۔ انہوں نے اولاً کوفے میں سکونت اختیار کی، پھر مدینہ آگئے۔ بقول عجلی وہ مدنی، تابعی، ثقہ اور بڑے صاحب جلالت شان تھے۔

۴۰ھ (۶۶۰ء) میں پیدا ہوئے۔

حافظ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے کئی سندوں سے مروی ہے کہ کاہنوں سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو قرآن کا درس ایسے طریقے سے دیگا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس کا تتبع نہ کر سکے گا۔ ربیعہ نے کہا کہ ہم محمد بن کعب کو اس کا مصداق کہتے تھے۔ کاہنوں سے مراد بنو قریظہ اور بنو نضیر ہیں۔ وہ مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ ایک دن چھت گر پڑی اور محمد اپنی جماعت سمیت دب کر مر گئے۔

ان کا سال وفات ۱۱۷ھ (۷۳۵ء) یا ۱۱۹ھ (۷۳۷ء) یا ۱۲۰ھ (۷۳۸ء) تھا۔

(۹۳/۴۳) خارجہ بن مصعبؒ

انہوں نے بکیر بن الاشج، زید بن اسلم اور کافی لوگوں سے روایت کی۔ اور ان سے وکیع اور ابن مہدی نے روایت کی۔ کئی محدثین نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ امام احمد نے انہیں یاوہ گو کہا۔ ابن نمیر نے انہیں جھوٹا کہا ہے اور ارجاء سے متہم کیا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اہل الرائے امام ابو حنیفہؒ کے فقہی مسائل کے طرفدار ہو گئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور ان کے مسائل کے لئے سند عن یزید بن ابی زیاد عن مجاہد عن ابن عباسؓ گھڑلی۔ پھر ان روایات کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا۔ خارجہ ان روایات کو بیان کرتے تھے۔

انہوں نے ۹۸ برس کی عمر میں ذی قعدہ ۱۶۸ھ (۷۸۳ء) میں وفات پائی۔

(۹۴/۳۴) شیبان بن عبدالرحمانؒ

ابو معاویہ تمیمی، بصری کوفی، بغدادی، نحوی۔ انہوں نے حسن، عبدالملک بن عمیر اور قتادہ سے روایت کی۔ اور ان سے زائدہ، امام ابو حنیفہ، ابن سعدی اور ابو احمد زبیری نے۔

امام احمد کہتے ہیں کہ وہ اپنے تمام مشائخ سے روایت بیان کرنے میں پختہ ہیں۔ ان کی وفات بغداد میں ۱۶۴ھ (۷۸۱ء) میں ہوئی۔ امام احمد نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں شیبان محدثین کے ہاں ثقہ اور صاحب کتاب ہیں۔ بقول یعقوب وہ صاحب قراءات وصاحب حروف تھے۔

(۹۵/۳۵) معاویہ بن صالحؒ

اندلس کے قاضی تھے، مکحول اور ربیعہ بن یزید سے روایت کی۔ اور ان سے ثوری، لیث، ابن وہب اور بہت سے دوسرے لوگوں نے۔ ابن معین اور امام احمد نے انہیں ثقہ شمار کیا ہے۔ ۱۵۴ھ (۷۷۱ء) میں حج کو مکے آئے تو اہل مصر اور اہل مدینہ نے، جو ان دنوں مکے میں تھے، ان کی روایات کو قلم بند کیا۔ ان کی وفات ۱۵۸ھ (۷۷۵ء) میں ہوئی۔

(۹۶/۳۶) جویبر بن سعید ازدی بلخیؒ

انکی کنیت ابوالقاسم تھی۔ انہوں نے انسؓ اور ابو صبیح سے سماع کیا، اور ان سے ثوری اور حماد نے۔ وفات ۱۴۰ھ (۷۵۷ء) کے بعد ہوئی۔

عبداللہ بن علی بن المدینی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے جویبر کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے انہیں حددرجہ ضعیف قرار دیا۔ نیز میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ جویبر نے ضحاک سے بکثرت منکر روایات بیان کی ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یعقوب بن سفیان نے انہیں ان راویوں میں شمار کیا ہے جن کی روایات سے منہ پھیر لینا چاہئے۔

ابو قدامہ سرخسی نے یحیی قطان کا قول نقل کیا ہے کہ جن لوگوں پر روایت حدیث میں اعتماد نہیں کرتے ان لوگوں سے قرآن کی تفسیر کی قبولیت میں بھی تساہل کرو۔ اس کے بعد یحیی قطان نے ضحاک، جویبر اور محمد بن سائب کا ذکر کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے حدیث کی روایت قبول نہیں کی جاتی۔ مگر ان کی تفسیر لکھ لی جاتی ہے۔

احمد بن سیار مروزی کہتے ہیں کہ جویبر بن سعید بلخ کے باشندے اور ضحاک کے رفیق تھے، وہ حدیث اور ایام العرب کا ذوق رکھتے تھے، قرآن کی تفسیر میں حسن درجہ کے راوی تھے، اگرچہ روایت حدیث میں کمزور تھے۔

ضحاک بن مزاحمؒ (۹۷/۴۷)

کسی خراسانی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، ابو سعیدؓ، زید ابن ارقمؓ اور انسؓ سے روایت کی اور ان سے ایک بڑی جماعت نے۔ سال وفات ۱۰۵ھ ہے۔ وہ مشہور مفسر تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں کسی صحابی سے سماع کا موقع میسر نہیں آیا۔

ابو قتیبہ نے شعبہ سے روایت کی کہ میں نے مشاش سے پوچھا کیا ضحاک کو کبھی ابن عباسؓ سے سماع کا موقعہ ملا؟ انہوں نے کہا: انکی باہم ملاقات بھی نہیں ہوئی۔ ابو داؤد طیالسی نے شعبہ سے روایت کی کہ انہیں عبد الملک بن میسرہ نے بتایا کہ ضحاک کو ابن عباسؓ سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہاں البتہ رے میں سعید ابن جبیر سے ان کی ملاقات ہوئی اور ان سے انہوں نے تفسیر پڑھی۔ ابن حبان نے ثقات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ کئی تابعین سے ان کی ملاقات ضرور ہوئی، لیکن کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ اور جس نے ابن عباسؓ سے ان کی ملاقات کا ذکر کیا ہے اسے وہم ہوا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں وہ ایک مفسر تھے لیکن ابن عباسؓ، ابو ہریرہؓ اور دیگر صحابہؓ سے، جن سے وہ روایت کرتے ہیں، ان کی روایت محل نظر ہے۔ ہاں وہ مشہور مفسر تھے۔

Maktaba-Tul-Ishaat.com

البتہ بخاری نے اپنی کتاب میں ضحاک سے ایک موقوف روایت بیان کی ہے، جس میں قرآن حکیم کی ایک آیت :ثلاثۃ ایام الارمزا (۳ :۴۱) کی تفسیر ہے۔ یہ روایت کتاب اللعان میں ہے جس میں ضحاک نے رمز کے معنی اشارہ بتائے ہیں، نیز تفسیر سورۃ الرحمٰن میں بھی بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عجلی نے کہا ہے وہ ثقہ تھے لیکن تابعی نہیں تھے۔

جب حجاج نے علماء کو گرفتار کرنا شروع کیا تو ضحاک کوفے سے بھاگ کر خراسان چلے گئے۔ وہ بچوں کو بلا اجرت تعلیم دیتے تھے۔

جویبر سے مروی ہے کہ ہم تین ہزار غلاموں اور سات سو لونڈیوں نے ان سے مکاتبت کی ہوئی تھی۔ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں دو سال تک رہے تھے۔ اور جب پیدا ہوئے تو دو دانتوں سے ہنس رہے تھے، اسلئے ضحاک کہلائے۔ انکی وفات جیل میں ۱۰۲ھ یا ۱۰۵ھ میں واقع ہوئی۔

(۹۸/۳۸) ابن جریج

یہ ہیں عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی۔ ان کی کنیت ابوالولید تھی، وہ بنو امیہ کے آزاد کردہ غلام، فقیہ اور مشاہیر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے ابن ابی ملیکہ اور عکرمہ سے مرسلا جبکہ مجاہد، نافع اور بہت سے دیگر حضرات سے روایت کی۔ ان سے یحیی بن سعید انصاری نے، جو ان سے بڑے تھے، اور اوزاعی اور دونوں سفیانوں نے روایت کی۔ ان کا سال وفات ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) ہے۔

انہوں نے اول از ہمہ کتاب تصنیف کی۔ امام مالک نے انہیں حاطب لیل (رات کو لکڑیاں جمع کرنے والا یعنی غیر محتاط آدمی) قرار دیا ہے۔ ابن سعد کے مطابق وہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ امام شافعی نے لکھا ہے کہ ابن جریج نے ستر عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ کچھ ان کی ثقاہت کے قائل تھے اور کچھ ضعف کے۔

وہ صائم الدھر تھے اور ہر مہینے میں صرف تین دن روزہ نہ رکھتے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(٩٩/٤٩) ابو عثمان نہدیؒ

ان کا نام عبدالرحمان بن مل بن عمرو بن عدی تھا۔ پہلے کوفے میں تھے۔ پھر بصرے چلے گئے تھے۔ انہوں نے عمرؓ، ابن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ اور اسامہ بن زیدؓ سے سماع کیا۔ سلمان فارسیؓ کے رفیق تھے۔ ان سے قتادہ، خالد الحذاء، داؤد بن ہند اور سلیمان تیمی نے روایت کی۔

انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا اور حضور اکرم ﷺ کے دوران حیات میں اسلام قبول کیا تھا۔ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ساٹھ برس جاہلیت میں بسر کئے تھے۔ یہ کوفے کے سب سے بڑے تابعی ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے خود اپنی عمر ایک سو تیس سال بتائی۔ جب وفات پائی تو ان کی عمر ایک سو چالیس برس تھی۔ انکی وفات ۱۰۰ھ (۷۱۸ء) یا بعد میں ہوئی۔

(١٠٠/٥٠) ربعی بن حراشؒ

انہوں نے عمرؓ، علیؓ، حذیفہؓ اور ابو موسیٰؓ سے سماع کیا۔ ان کی وفات ۱۰۱ھ (۷۱۹ء) یا ۱۰۴ھ (۷۲۲ء) میں ہوئی۔ وہ جلیل القدر، ثقہ اور تابعی تھے، جنہوں نے زندگی بھر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ کوفے کے ایک سچے اور عبادت گزار باشندے شمار ہوتے تھے اور بہترین انسان تھے۔

ان کے دو بیٹے حجاج کے مخالفین میں شمار ہوتے تھے (اور حجاج کے خوف سے روپوش ہو گئے تھے)۔ اسے بتایا گیا کہ ان کے والد نے زندگی بھر میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، تم چاہو تو ان سے ان کے بیٹوں کا پوچھ سکتے ہو۔ حجاج نے بذریعہ قاصد پوچھ بھیجا کہ تمہارے بیٹے کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ دونوں گھر پر ہیں۔ جواب میں حجاج نے کہلوادیا کہ ہم نے آپ کی راست گوئی کے احترام میں دونوں کو معاف کر دیا۔

(١٠١/٥١) مسلم بن جندبؒ

ابو عبداللہ ھذلی۔ وہ تفسیر میں عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد اور نافع کے استاد ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہؓ اور حکیم بن حزامؓ سے روایت کی۔ اور عمر بن عبدالعزیز کی تربیت کی۔ وہ ۱۱۰ھ (۷۲۸ء)

Maktaba Tul Ishaat.com

کے بعد فوت ہوئے۔ ابن حبان نے انھیں ثقات میں شمار کیا ہے اور ان کا سال وفات ۱۰۶ھ (۷۲۴ء) بیان کیا ہے۔

حضرت عمرؓ ان کی تعریف کرتے تھے اور تفسیر میں ان کی فصاحت کے مداح تھے۔

(۱۰۲/۵۲) ابو مالکؒ

یہ ہیں غزوان الغفاری کوفی، جنھوں نے براءؓ اور ابن عباسؓ سے روایت کی۔ اور ان سے سلمہ بن کہیل اور سدی نے روایت کی۔ سورۃ الرحمٰن کی تفسیر میں امام بخاری نے اپنی کتاب میں العصف کے بارے میں ابو مالک سے لکھا ہے کہ العصف اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی پودے کے اگتے وقت پہلی بار زمین سے نکلے۔ چنانچہ اس روایت کو بسند متصل عبد بن حمید نے یحیی حمانی سے، انھوں نے ابن مبارک سے، انھوں نے اسماعیل بن ابو خالد سے اور انھوں نے ابو مالک سے بیان کیا کہ العصف نبطی زبان میں اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی پودے کے اگتے وقت پہلی بار زمین سے نکلے اور غبار غبار ہو۔ طبرانی نے اسی روایت کو ایک دوسری سند سے بیان کیا ہے۔

(۱۰۳/۵۳) ابن وہبؒ

عبداللہ بن وہب بن مسلم فہری قرشی، ابو محمد بصری جو قریش کے آزاد کردہ غلام اور اپنے وقت کے امام تھے۔ انھوں نے یونس بن یزید، حیوۃ بن شریح، اسامہ لیثی، مالک اور ثوری کے علاوہ کئی لوگوں سے روایت کی۔ اور ان سے ان کے شیخ لیث، ابن مہدی، سعید بن ابی مریم، سعید بن منصور اور ایک کثیر جماعت نے روایت کی۔

بقول احمد ان کی حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوتی ہے۔ ابن معین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

ابن حبان کہتے ہیں کہ اہل مصر و حجاز کی احادیث انھیں یاد تھیں۔

احمد بن صالح کے بقول انھوں نے ایک لاکھ احادیث بیان کی تھیں۔ مصر میں ۱۹۹ھ (۸۱۴ء) میں وفات پائی۔ بہ روایت احمد ابن وہب عاقل، متدین اور پارسا آدمی تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن وھب کو قضا کا منصب پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنے اوپر فرضی جنون طاری کر لیا اور خانہ نشین ہو گئے۔ ایک دفعہ ابن وھب کو ان کی اپنی کتاب اھوال القیامہ سے کچھ مقامات پڑھ کر سنائے گئے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے، زبان بند ہو گئی اور کچھ ہی دن بعد فوت ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل کو سخت دھچکا لگا تھا۔

(۱۰۴/۵۴) ابو عثمان عمر و بن عبید

یہ متکلم، معتزلی اور مشہور زاہد تھے۔ اولاً انہوں نے اصول دین ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ سے سیکھے، پھر واصل بن عطاء سے۔ اور حدیث اور فقہ میں حسن بصری کا تلمذ اختیار کیا۔ فی الحقیقت عمرو بن عبید احکام دین کے بارے میں اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم تھے لیکن اعتزال کے لئے ان کی سخت محنت کی وجہ سے لوگ انہیں ناپسند کرتے تھے۔ واصل بن عطاء اور معبد جھنی بھی حسن بصری کے شاگرد تھے۔

عمرو بن عبید بڑے عابد تھے۔ انہوں نے متواتر چالیس برس صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی، پیادہ پا چالیس حج ادا کیے۔ وہ ساری رات ایک رکعت میں گزار دیتے تھے۔ ان کی ولادت ۸۰ھ (۶۹۹ء) میں ہوئی۔ اور سال وفات ۱۴۲ھ، ۱۴۳ھ یا ۱۴۸ھ بیان کیا گیا ہے۔

درج ذیل کتب ان کی یادگار ہیں:

(۱) کتاب تفسیر حسن بصری (۲) کتاب الرد علی القدریہ (۳) کتاب العدل والتوحید۔

عمرو بن عبید حسن بصری کی صحبت میں رہے، ان سے احادیث کو حفظ کیا، انکی صحبت سے شہرت حاصل کی اور کچھ عرصہ کے بعد واصل بن عطاء نے انہیں اہل سنت والجماعۃ کے مسلک سے بیگانہ کر دیا۔ اس طرح انہوں نے قدریہ مسلک اختیار کر لیا اور اسکی طرف دعوت دینے لگے۔ یوں عمرو بن عبید نے حسن بصری کے پیروکاروں سے علحٰدگی اختیار کر لی۔ وہ جھوٹی روایتیں گھڑ کر حسن بصری سے منسوب کرتے تھے۔

وہ کہا کرتے تھے کہ اگر تبت یدا ابی لھب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے تو خدا بندے کو کس

Maktaba Tul Ishaat.com

طرح نافرمانی کا الزام دے سکتا ہے۔

امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں کتاب الفتن میں ایک حدیث حجبفی سے بیان کی ہے۔ انہوں نے حماد بن زید سے، انہوں نے ایک ایسے آدمی سے جس کا نام انہوں نے نہیں لیا اور اس نے حسن بصری سے بیان کی کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اسلحہ سجا کر گھر سے نکلا۔ اس روایت میں مبہم شخص یعنی عمرو بن عبید ہے۔ اس روایت کو امام بخاریؒ نے یہ ظاہر کرنے کیلئے بیان کیا ہے کہ یہ غلط ہے جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں حماد کہتے ہیں" میں نے ان کا ذکر ایوب اور یونس بن عبید سے کیا الخ"۔

لہذا امام بخاری تو اس روایت کو بیان کرنا چاہتے ہیں جو حماد نے یونس اور ایوب سے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے احنف سے اور انہوں نے ابو بکرہؓ سے روایت کی۔ یہ متصل اور صحیح روایت ہے اور ان کا مقصد، منقطع اور مبہم روایت کا ذکر کرنا نہ تھا، جو ضمناً قصے کے دوران میں آ گئی۔

عمرو بن عبید کے مثالب کی فہرست کافی طویل ہے۔ جب اس سے کوئی بات پوچھی جاتی تو زبان کو بل دے کر کہتا کہ حسن کی رائے یہ ہے۔ جب کہا جاتا کہ حسن تو ایسا نہیں کہتے۔ کہہ دیتا کہ میں نے کہا تھا کہ یہ میری حسن (اچھی) رائے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعه و یقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیا بالسنتھم و طعنا فی الدین (۴/۴۶)۔

ترجمہ: اور یہودیوں میں ایک گروہ ایسا ہے جو الفاظ کو ان کی جگہوں سے پھیر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور کہتے ہیں سنو نہ سنتے ہوئے اور راعنا کو زبان کو بل دیکر کہتے اور دین میں طعن کرنے کیلئے۔

(۱۰۵/۵۵) واصل بن عطاء بصری

غزالی، متکلم، جس نے حسن بصری وغیرہ سے سماع کیا۔ بقول ابوالفتح ازدی وہ بد آدمی، کافر اور بلند پایہ معتزلی تھا۔ ۸۰ھ (۶۹۹ء) میں مدینے میں پیدا ہوا۔ وہ رجعت کا قائل تھا اور تمام امت کو کافر کہتا تھا۔ ۱۸۱ھ (۷۹۷ء) میں مرا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اُس نے درج ذیل کتابیں تصنیف کیں:

(۱) اصناف المرجئہ (۲) کتاب فی التوبہ (۳) کتاب معانی القرآن (۴) کتاب المنزلۃ بین المنزلتین (۵) کتاب الخطبۃ التی اخرج منہا الراء (۶) کتاب الخطب فی التوحید والعدل (۷) کتاب السبیل الی معرفۃ الحق (۸) کتاب فی الدعوۃ (۹) کتاب طبقات اہل العلم والجہل وغیرہ۔

(۱۰۶/۵۶) معبد جھنی

ابن عبداللہ بن عکیم۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بصرے میں قدری عقیدہ کے حق میں گفتگو کی۔ قدریوں کا رئیس تھا۔ مدینے آیا اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ امام حسن بصری نے لوگوں کو اس سے بچنے کی ہدایت کی کہ وہ گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

۸۰ھ (۶۹۹ء) اور ۹۰ھ (۷۰۹ء) کے دوران میں مرا۔

(۱۰۷/۵۷) جھم بن صفوان

ابو محرز سمرقندی، گمراہ اور بدعتی تھا اور اپنے پیروکاروں (فرقہ جہمیہ) کا سربراہ۔

۱۱۸ھ (۷۳۶ء) میں قتل ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دوم کے مفسرین اور تفاسیر پر مؤلف ؒ کا تبصرہ

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضور اکرم ﷺ کی احادیث صحابہؓ اور کبار تابعین کے عہد میں دو وجوہ سے مدون اور مرتب نہ ہو پائی تھیں۔ اس کی ایک وجہ جیسا کہ صحیح مسلم میں مذکور ہے، یہ تھی کہ ابتداء میں اس سے منع کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ احادیث قرآنی آیات میں شامل ہو جائیں (اور امتیاز کرنا مشکل ہو جائے)۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ عربوں کو اپنے حافظہ پر کامل اعتماد تھا، اس لئے وہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ نیز فن کتابت سے خال خال لوگ آشنا تھے۔ آخر کار تابعین کے آخری عہد میں احادیث واخبار کی تدوین وتبویب شروع ہوئی جب علماء مختلف شہروں میں پھیل گئے تھے اور خارجیوں، رافضیوں اور قدریوں کی بدعتیں پھیلنے لگی تھیں۔ چنانچہ پہلی بار ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ وغیرہ اخبار واحادیث کی تالیف میں مصروف ہوئے"۔

چنانچہ تفاسیر اور مسانید، جو صحابہؓ اور تابعین کے اقوال پر مشتمل تھیں، مع اسناد تا قائل (مثلاً عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن مسعودؓ) لکھی گئیں۔ ان میں جو حضرات مجاہد، عطا، سعید بن جبیر اور عمرو وغیرہ کی طرح محتاط تھے، انہوں نے زیادہ روایات بیان نہیں کیں۔ بعد میں کچھ لوگوں نے اسناد کو غیر ضروری سمجھ کر صرف متن کے ذکر کو کافی سمجھا۔ بعد ازاں ہجرت کی دوسری صدی میں تالیفات وتصنیفات کا سیلاب آ گیا، حتیٰ کہ ان کی تفصیل بلکہ گنتی بھی ممکن نہ رہی۔

خلفائے ثلاثہ سے جو روایات مروی ہیں، ان کی تعداد اس لئے بہت ہی کم ہے کہ یہ حضرات جلدی وفات پا گئے تھے۔ البتہ حضرت علیؓ سے بکثرت روایات بیان کی گئیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

روایات تفسیر کے مختلف اسناد پر کلام

سب سے زیادہ عمدہ اور پسندیدہ اسناد حسب ذیل ہیں(۱):

(۱) سب سے بہترین علی بن ابی طلحہ ہاشمی کی سند ہے، جسے امام احمد نے بھی پسند فرمایا ہے جیسا کہ سابقہ اوراق میں بیان کیا گیا اور جسے امام بخاری نے اپنی کتاب میں مرویات ابن عباسؓ لیتے ہوئے قابل اعتماد گردانا ہے۔ اگرچہ اس اسناد میں ابن عباسؓ تک مجاہد یا سعید بن جبیر کا واسطہ ہے لیکن بقول ابن حجر چونکہ یہ واسطہ قابل اعتماد ہے، اس لئے اس سند میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) ابن عباسؓ سے دوسرا قابل اعتماد سلسلہ اسناد قیس عن عطاء بن سائب عن سعید بن جبیر ہے، جو امام بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔ الفریابی اور حاکم نے متدرک میں اس سلسلے سے کافی روایات بیان کی ہیں۔

(۳) یہ اسناد ابن اسحاق عن محمد بن ابی محمد (مولی آل زید بن ثابت) عن عکرمہ یا سعید بن جبیر، عن ابن عباسؓ ہے۔ یہ طریق حسن اور اس کی اسناد جید ہے۔ محمد بن اسحاق نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس اسناد سے کافی روایات بیان کی ہیں۔ اور معجم کبیر للطبرانی میں بھی اس سلسلہ سند سے کچھ روایات بیان ہوئی ہیں۔

(۴) یہ اسناد ابی بن کعب سے ہے جسے ابو جعفر رازی عن ربیع بن انس عن ابی العالیہ بیان کرتا ہے۔ یہ صحیح نسخہ ہے جس سے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے کئی روایات بیان کی ہیں۔ اسی طرح حاکم نے متدرک میں اور امام احمد نے مسند میں اس سلسلے سے کام لیا۔

(۵) مذکورہ بالا طرق کے علاوہ بھی بعض صحابہؓ مثلاً انسؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ، جابرؓ، اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے دربارہ تفسیر کچھ روایات مذکور ہیں۔ اسی طرح عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے بعض ایسی

---

(۱) ملخص از مفتاح السعادۃ ۱/۴۰۱، تہذیب التہذیب، الاتقان ۲/۱۸۸۔

Maktaba Tul Ishaat.com

روایات بیان کی گئی ہیں جن کا تعلق قصوں، فتنوں اور آخرت سے ہے اور جو ان روایات سے ملتی جلتی ہیں جو اہل کتاب سے سنی گئی ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ تفسیر قرآن کے بہترین عالم اہل مکہ ہیں، کیونکہ وہ ابن عباسؓ کے حلقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

ناپسندیدہ اسناد

(۱) ناپسندیدہ ترین اسناد کلبی عن ابی صالح عن ابن عباسؓ سے ہے اور اگر اس سند سے محمد بن مروان السدی الصغیر کی روایت آجائے تو یہ وہ سلسلہ کذب وافتراء بن جاتا ہے جس سے واحدی اور ثعلبی نے کافی روایات نقل کی ہیں۔

(۲) مقاتل بن سلیمان عن ابن عباس کا سلسلہ بھی اتنا ہی ناپسندیدہ ہے۔ لیکن کلبی کا سلسلہ اس لحاظ سے بہتر ہے کہ تفسیر مقاتل میں جھوٹے مذاہب ہیں۔ ابو اللیث نصر بن محمد نے ان کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کی یہ رائے بیان کی ہے کہ "جہم اور مقاتل دونوں فاسق ہیں۔ جہم نے نفی میں افراط کیا اور مقاتل نے تشبیہ میں" (الجواہر المضیہ ۲/۱۹۶)۔

بقول احمد بن سیار مقاتل متروک الحدیث اور متہم ہے۔ وہ صفات باری میں اس طرح گفتگو کرتا تھا کہ اسے نقل کرنا بھی ممنوع ہے۔ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی مقاتل کو دجال اور گستاخ آدمی کہتے تھے۔ نسائی کے مطابق حدیثیں بیان کرنے والے جھوٹے چار تھے۔ ان میں مقاتل بھی شامل تھا۔ امام احمد کے مطابق مقاتل یہود اور نصاریٰ سے وہ باتیں نقل کیا کرتا جو قرآن سے ملتی جلتی تھیں۔

(۳) ضحاک بن مزاحم عن ابن عباسؓ کا سلسلہ منقطع شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ ضحاک کو ابن عباسؓ کی ملاقات میسر نہ آسکی۔ اور اگر اس سند سے بشر بن عمارہ عن ابی روق کی روایت مل جائے تو وہ بشر بن عمارہ کی وجہ سے ضعیف ہو جائیگی۔ نیز ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بھی ضحاک سے روایت کی ہے۔ اگر کوئی روایت جویبر عن ضحاک ہو، تو وہ ضعیف تر ہوگی۔ کیونکہ جویبر متروک اور ضعیف تر راوی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہاں اس سے ابن مردویہ، ابوالشیخ اور ابن حیان نے روایت کی ہے مگر ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے روایت نہیں کی۔ عوفی ضعیف ہے مگر واہی تباہی نہیں کہتا۔

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ ابن عباسؓ سے درباره تفسیر بہ مشکل سو کے قریب احادیث ثابت ہوں گی۔

پہلی صدی ہجری میں دینی مراکز

(۱) مرکز مکہ و مدینہ: درج ذیل حضرات ان دو مراکز کے ائمہ تفسیر قرآن تھے:

(۱) سعید بن میسب (۲) عروہ بن زبیر (۳) سالم بن عتبہ (۴) عمر بن عبدالعزیز (۵) سلیمان بن یسار (۶) عطاء بن یسار (۷) معاذ بن حارث (۸) محمد بن مسلم الزہری (۹) مسلم بن جندب (۱۰) عبدالرحمان بن ھرمز (۱۱) زید بن اسلم (۱۲) عبید بن عمیر (۱۳) عطاء بن ابی رباح (۱۴) مجاہد بن جبر (۱۵) طاؤس بن کیسان (۱۶) عکرمہ (۱۷) عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہم اللہ۔

(۲) مرکز کوفہ: (۱) علقمہ بن قیس (۲) اسود بن یزید (۳) زر بن حبیش (۴) ابو عبدالرحمن سلمی (۵) عمرو بن میمون (۶) عبید بن عمرو (۷) ربیع بن خثیم (۸) حارث بن قیس (۹) عبید بن فضلہ (۱۰) سعید بن جبیر (۱۱) ابراہیم نخعی (۱۲) شعبی (۱۳) عامر بن شراحیل (۱۴) فقیہ الامہ امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ۔

(۳) مرکز بصرہ: (۱) حسن بصری (۲) ابو سلیمان عدوانی (۳) محمد بن سیرین (۴) قتادہ بن دعامہ (۵) نصر بن عاصم لیثی (۶) ابو رجاء العطاردی (۷) ابو العالیہ ریاحی (۸) ابو موسیٰ اشعریؓ کے شاگرد (۹) حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد، رحمہم اللہ۔

(۴) مرکز شام: (۱) خلیفہ بن سعد جو ابودرداءؓ کے ساتھی تھے (۲) مغیرہ بن ابی شہاب (۳) عبد اللہ بن عمرو رحمہم اللہ۔

بہر حال اس قرن میں اماموں، زاہدوں، مصلحین اور متقین کی اتنی کثرت تھی کہ اُن کی صحیح تعداد کا علم صرف اللہ کو ہے اور بفضلہ نہی کی وجہ سے اسلام غالب و کامران تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن ثانی کے جلیل القدر فضلاء

(ائمہ اعلام)

(۱) امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؒ: متوفی ۱۱۴ھ (۷۳۲ء)۔

(۲) محارب بن دثار قاضی کوفہ: متوفی ۱۱۶ھ (۷۳۴ء)۔

(۳) عبدالرحمان بن ہرمز صاحب ابی ہریرہؓ: متوفی ۱۱۷ھ (۷۳۵ء)۔

(۴) حماد بن ابی سلیمان (ابو حنیفہؒ کے استاذ) متوفی ۱۲۰ھ (۷۳۸ء)۔

(۵) عبداللہ بن کثیر مقری مکہ: متوفی ۱۲۰ھ (۷۳۸ء)۔

(۶) محمد بن عبدالرحمان بن کثیر مقری مکہ۔

(۷) عاصم بن ابی النجود (سات قاریوں میں سے ایک) متوفی ۱۲۱ھ (۷۳۹ء)۔

(۸) ھشام بن عروہ: پہلا آدمی جو مقبرہ بغداد میں دفن ہوا: متوفی ۱۴۶ھ (۷۶۳ء)۔

(۹) امام جعفر صادقؒ: متوفی ۱۴۸ھ (۷۶۵ء)۔

(۱۰) شبل بن عباد مقری مکہ۔

(۱۱) نافع بن ابی نعیم مدنی (سات قاریوں میں ایک): متوفی ۱۴۹ھ (۷۶۶ء)۔

(۱۲) امام ابو حنیفہؒ: متوفی ۱۵۰ھ (۷۶۷ء)۔

(۱۳) ابو عمرو بن العلاء مقری المازنی: متوفی ۱۵۴ھ (۷۷۱ء)۔

(۱۴) سعید بن ابی عروبہ صاحب التصانیف: متوفی ۱۵۶ھ (۷۷۳ء)۔

(۱۵) حمزہ بن حبیب الزیات مقری کوفہ: متوفی ۱۵۶ھ (۷۷۳ء)۔

(۱۶) امام اوزاعی: متوفی ۱۵۷ھ (۷۷۳ء)۔

(۱۷) زفر بن ہذیل: متوفی ۱۵۸ھ (۷۷۴ء)۔

(۱۸) ابو اسحاق سبیعی: متوفی ۱۵۹ھ (۷۷۶ء)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۹) ابراہیم بن ادھم بلخی سید الزھاد: متوفی ۱۶۲ھ (۷۷۹ء)۔

(۲۰) داؤد بن نصیر الطائی زاہد کوفہ: متوفی ۱۶۲ھ (۷۷۹ء)۔

(۲۱) خلیل بن احمد نحوی: متوفی ۱۷۵ھ (۷۹۱ء)۔

(۲۲) عبدالواحد بن زید، زاہد بصرہ: متوفی ۱۷۷ھ (۷۹۳ء)۔

(۲۳) سیبویہ عمرو بن عثمان، امام نحو: متوفی ۱۸۰ھ (۷۹۶ء)

(۲۴) امام ابو یوسف: متوفی ۱۸۲ھ (۷۹۸ء)۔

(۲۵) امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق: متوفی ۱۸۲ھ (۷۹۸ء)۔

(۲۶) فضیل بن عیاض شیخ حجاز: متوفی ۱۸۷ھ (۸۰۲ء)۔

(۲۷) علی بن حمزہ کسائی: متوفی ۱۸۹ھ (۸۰۵ء)۔

(۲۸) امام محمد بن حسن شیبانی: متوفی ۱۸۹ھ (۸۰۵ء)۔

(۲۹) شقیق بلخی شیخ وقت: متوفی ۱۹۴ھ (۸۱۰ء)۔

(۳۰) ابو مطیع بلخی، صاحب الامامؒ اور سید الزہاد تھے: م ۱۹۹ھ (۸۱۴ء)۔

امام الائمہ امام ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور رجب ۱۵۰ھ میں بغداد کے جیل خانہ میں فوت ہوئے، تدفین مقبرہ خیزران میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دوم کی خصوصیات

جب صحابہ کرامؓ قرب وجوار کی بستیوں اور شہروں میں منتقل ہو گئے اور فتوحات اسلامی کی توسیع سے ملک کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں، تو سیاسی نظام کے سلسلے میں امارت وقضااور ملکی نظم ونسق کو باحسن انداز چلانے کیلئے اسی جماعت کے تربیت یافتہ افراد کو ان مناصب پر مقرر کیا گیا۔ چنانچہ ان حضرات نے جو کچھ حضور اکرم ﷺ سے سیکھا اور اپنے دل ودماغ میں محفوظ کیا، اسے پھیلایا اور مراتب علیا پر فائز ہو گئے۔ انہوں نے امانت کا حق ادا کیا، کتاب وسنت کی عمدہ تدریس کی اور الذین اتبعوھم باحسان کے زمرہ میں داخل ہو کر رضوان باری تعالیٰ سے شادکام ہوئے۔

ان کے بعد تبع تابعین کی جماعت کا دور آیا۔ انہوں نے تابعین سے کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت سید المرسلین ﷺ کو نقل کیا، ان میں مختلف مراتب کے لوگ تھے، بعض متقن، ثبت، ضابط اور حافظ تھے جنہیں نہ سوء حفظ کی شکایت ہوئی، نہ انہیں عبارت روایات میں غلطی لگی۔ ایسے چند اہل کمال کا ذکر سابقہ اوراق میں کیا جا چکا۔ ان میں سے بعض صدوق، ورع اور ثبت تھے جن سے کبھی کبھار اتفاقاً بھول بھی ہو گئی اور وہم کا شکار بھی ہوئے۔ اس لئے ان کی روایات کو ترک کیا جاتا ہے اور ان سے احتجاج نہیں کیا جاتا۔ اسی گروہ میں بعض ایسے اہل غفلت بھی تھے جن پر وہم، خطا اور سہو ونسیان کا غلبہ بہت کم رہا۔ ان کی روایات کو قبول کرنے اور ان سے استدلال کرنے سے قبل انہیں متعلقہ شرائط پر پرکھا جاتا ہے یا ان کا قول لکھ لیا جاتا ہے اور ان کی روایات کو ترغیب وترہیب میں بیان کیا جاتا ہے۔

اسی عہد میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جنہوں نے بلا استحقاق خود کو اہل علم کی اس جماعت میں شامل کر لیا۔ یہ لوگ ثقہ، حفظ اور اتقان میں ان کے ہم پلہ نہ تھے۔ ان سے بغیر نقد وتوثیق کے تجنب اور تحرز ضروری ہے اور محض تحذیر وعبرت کی خاطر ان کی روایات لی جاتی ہیں جیسا کہ ابن ابی حاتم سے مروی ہے کہ عبدالرحمان نے انہیں بتایا احمد بن سلیمان رہاوی نے اپنے مکتوب میں مجھے لکھا، انہوں نے زید بن حباب سے سنا، انہوں نے سفیان ثوری کو یہ کہتے سنا کہ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو کبھی

Maktaba Tul Ishaat.com

سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ امام ثوری کا مقصد بیان روایت نہیں ہے بلکہ وہ تو ازراہ تعجب بیان واقعہ تھا۔ مگر وہاں موجود لوگوں نے اسے روایت بنادیا۔

اسی زمانے میں عمرو بن عبید العابد، واصل بن عطاء، معبد بن عبداللہ بن عکیم جهنی بصری اٹھے۔ انہوں نے تقدیر کو موضوع بحث بنایا اور لوگوں کو اعتزال وقدر کی دعوت دی۔ اسی دوران میں خراسان میں جہم بن صفوان پیدا ہوا، جس نے صفات باری کی تعطیل اور قرآن کے مخلوق ہونے کی طرف دعوت دی۔ اس کے مقابلہ میں مقاتل بن سلیمان مفسر اٹھے جنھوں نے صفات باری کے اثبات میں اتنا مبالغہ کیا کہ ذات مطلقہ کو جسمانی اوصاف سے سجادیا۔ ان مبتدعین کے مقابلے کے لئے علماء تابعین اور ائمہ سلف اٹھ کھڑے ہوئے جنھوں نے ان کی بدعات سے لوگوں کو بچایا اور تدوین سنن، تالیف فروع اور تصنیف عربیت سے ان کے شر اور غیر اسلامی عقائد کے استیصال کی مقدور بھر سعی کی۔ چنانچہ ہارون الرشید کے دور حکومت میں تصنیف وتالیف کو فروغ حاصل ہوا۔ اور کتب لغات مدون ہوئیں۔ اہل علم کی قوت حافظہ کمزور ہوتی گئی، کتابیں مدون ہوتی گئیں اور ان پر تکیہ ہوتا چلا گیا۔ حالانکہ وہی علوم جو کتابوں اور سفینوں میں منتقل کئے گئے، کچھ عرصہ پیشتر علماء صحابہؓ اور تابعین کے دماغوں اور سینوں میں محفوظ تھے۔ اس لئے وہ علم کے خزانے تھے رضی اللہ عنہم۔ اسلام اور اہل اسلام نہایت معزز اور محترم تھے، جہاد کے پرچم بلند تھے، سنتوں کا غلغلہ تھا اور مبتدعین اور ان کی ایجاد کردہ بدعتیں غیر مقبول اور مردود تھیں۔ حق گو حضرات اور دین داروں کی کثرت تھی اور تمام قلمرو میں سکون و اطمینان کا راج تھا۔ حکام احکام دین کے پابند اور حضور اکرم ﷺ کی سنت کے ہواخواہ تھے اور ابراہیم بن ادھم، داؤد طائی اور سفیان ثوری جیسے نیک سیرت اور فرشتہ خصال لوگ موجود تھے، جبکہ ائمہ میں امام اعظم فقیہ الامت امام ابو حنیفہؒ، امام مالک اور امام اوزاعی موجود تھے۔

جب دوسری صدی کے خاتمے پر مامون خلیفہ ہوا تو حالات نے یک لخت پلٹا کھایا، کلامی موشگافیوں کی ابتداء ہوئی، گزشتہ اقوام کے علوم اور یونانیوں کے فلسفے کو ازسر نو زندہ کیا جانے لگا اور رصدگاہیں بنائی گئیں۔ اس نے ایسے جدید علوم و فنون کو رواج دیا جو علوم نبوت سے متصادم اور

Maktaba Tul Ishaat.com

عقیدہ توحید کی نقیض تھے جن سے امت اب تک امن وعافیت میں چلی آرہی تھی۔ چنانچہ روافض اور معتزلہ کی بن آئی۔ مامون نے مسلمانوں کو عقیدہ خلق قرآن پر مجبور کرنا شروع کیا اور اس کی طرف اعلانیہ دعوت دینے لگا۔ اس کی وجہ سے علما نے اسلام ایک زبردست ابتلاء کا شکار ہو گئے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ بڑی مصیبت ہے کہ برائی کو اچھائی اور مشہور اچھائی کو برائی سمجھا جانے لگے، عقول فلاسفہ اور فلسفیانہ موشگافیوں کو سامنے رکھا جائے اور اتباع رسل علیھم الصلوۃ والسلام کو پس پشت ڈال دیا جائے، قرآن میں شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں اور آثار وسنن سے بیزاری کا رویہ اپنا کر اپنے آپ کو حیرت وپریشانی میں سرگرداں کیا جائے۔ لھذا ہلاکت کے عام ہو جانے سے پہلے پہلے اپنی حفاظت کا سامان کر لینا ضروری ہے۔ اس لئے آپ کے لئے گمراہ کن خواہشات اور عقلی مناقشات سے پرہیز لازم ہے اور جو اللہ کی رسی کو مضبوط سے پکڑ لیتا ہے وہی صراط مستقیم تک پہنچایا جاتا ہے (تذکرہ بتغیر)۔

اس قرن سے پہلے قرآن حکیم کی تفاسیر کا دارومدار مسلسل صحیح اسناد سے مزین مستند اور محقق روایات پر تھا۔ بعد میں تفسیر میں روایات کا سلسلہ اسناد بغرض اختصار ترک کر دیا گیا۔ اس مقام پر درست اور صحیح روایات میں نادرست اور غلط اقوال شامل ہو گئے، اور غیر محتاط راوی انہیں نقل کرنے میں اپنے بزرگوں کی تحریرات کی پروا کئے بغیر مکھی پر مکھی مارتے چلے گئے اور تفاسیر بلا سند کا سلسلہ شروع ہو گیا، جس میں نہ اقوال سلف کی سند کو سامنے رکھا گیا، نہ اصول شریعت کا خیال رکھا گیا اور نہ ہی قواعد دینیہ کی پابندی کی گئی۔ چنانچہ اس صدی کے بعد ہر مفسر نے صرف اس موضوع پر گفتگو کی جو اسے اہم معلوم ہوا۔

مثلاً ایک نحوی مفسر نے اعراب کو اہمیت دی اور تمام ان صورتوں کا ذکر کیا جن کا احتمال ممکن تھا اور نحو کے تمام قواعد اور مسائل وفروع وغیرہ کا زمخشری، بیضاوی اور ابن حبان کی طرح ذکر کیا۔ اگرچہ اس طریق کار پر کچھ فواید بھی مرتب ہوئے، بعض مشکلیں حل ہوئیں اور کچھ الجھنیں بھی سلجھائی گئیں، لیکن ان میں سے اکثر کا قرآن کریم کے مطالب سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسی طرح ایک مورخ کا مقصد محض قصص اور تاریخی واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے ۔اسے اس سے غرض نہیں ہوتی کہ جو کچھ وہ لکھ رہا ہے، وہ درست بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی تفاسیر کو باطل اور مخترع قصوں سے بھر دیا جن میں سے زیادہ تر یہود سے ماخوذ تھے جنہوں نے ان قصوں سے انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام پر بہتان لگائے تھے۔ مثلاً ثعلبی، واحدی، خازن اور حسینی وغیرہ۔ انہوں نے عصمت انبیاء علیھم السلام اور شریعت مطہرہ کی پاکیزگی کا بھی خیال نہ رکھا۔

جو مفسر فقیہ اور اصولی ہیں، وہ قرآن سے فقہی مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور بعض اوقات ان فقہی فروع پر ایسے دلائل شروع کر دیتے ہیں جن کا آیت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جیسے قرطبی، ابن عربی اور جصاص وغیرہ ۔وہ آیات کے معانی میں غور وفکر کرتے ہیں اور آیت کے اقتضاء عموم وخصوص ، حقیقت ومجاز، نص، ظاہر ، مجمل، محکم، امر و نہی اور نسخ وغیرہ میں پوری طرح تفکر وتدبر سے کام لے کر اصول وفروع قائم کرتے ہیں ۔اور پھر ان کے بارے میں مستحسن طوالت سے کام لیتے ہیں۔

یہی صورت حال اس وقت پیش آتی ہے جب مفسر صوفی، متکلم یا لغوی ہو۔ ان میں سے ہر ایک قرآن کی تفسیر میں ان علوم کی نمائش کرتا ہے جن میں اسے درخور حاصل ہوتا ہے ۔گویا قرآن کا نزول اسی علم کیلئے ہوا تھا۔

رہ گئے ملحد، قرآن حکیم کی آیات سے جو کافرانہ اور ملحدانہ سلوک وہ روا رکھتا ہے، اس کا ذکر نہ کریں، العیاذ باللہ۔

مبتدع کا مقصد ہی قرآن کی آیات کی تحریف ہوتا ہے۔ تاکہ اپنے فاسد ادعاء کو مدلل بنا سکے، چنانچہ جہاں کوئی قاعدے سے مستثنیٰ لفظ اسے نظر آتا ہے، اس پر جھپٹ پڑتا ہے اور جہاں اسے پاؤں رکھنے کی ذرا سی جگہ ملے، وہاں گھستا ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے :

واما الذین فی قلو بھم زیغ فیتبعون ما تشا به منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تا ویله

(آل عمران : ۷)

Maktaba Tul Ishaat.com

اور جن لوگوں کے دلوں میں فتور ہے وہ ان آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو متشابہ ہوں تاکہ انہیں گڑبڑ کا موقعہ مل سکے، اور تاکہ وہ اس کی۔ حسب منشاء۔ تاویل کر سکیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یلحدون فی ایاتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی آمنا یوم القیامۃ اعملو اما شئتم انہ بما تعملون بصیرO

(حم سجدہ: ۴۰)

جو لوگ ہماری آیات میں گڑبڑ کرتے ہیں ہم سے وہ چھپے نہیں رہ سکتے۔ کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائیگا اس شخص سے بہتر ہے جو قیامت کے دن امن و امان میں ہوگا۔ جو تمہارا جی چاہے کیے جاؤ، وہ تو تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن سوم

(۱)عبدالوھاب بن عطاء
(۲)روح بن عبادہ
(۳)یزید بن ہارون سلمی
(۴)ھشام بن کلبی
(۵)قطرب نحوی
(۶)حجاج بن محمد
(۷)واقدی
(۸)فراء
(۹)ابومروان سلمی
(۱۰)معمر تمیمی
(۱۱)فریابی
(۱۲)عبدالرزاق بن ھمام
(۱۳)اصمعی
(۱۴)اخفش
(۱۵)مروزی
(۱۶)آدم بن ابی ایاس
(۱۷)ابوصالح عبداللہ بن صالح
(۱۸)سنید بن داؤد مصیصی
(۱۹)عبداللہ بن محمد نحوی
(۲۰)ابوعبید قاسم بن سلام
(۲۱)امام احمد بن حنبل
(۲۲) ابوبکر بن ابی شیبہ
(۲۳)السمین محمد بن حاتم
(۲۴) اسحاق بن راھویہ
(۲۵) عثمان بن ابی شیبہ
(۲۶) علی بن حجر سعدی
(۲۷) مازنی
(۲۸)عبد بن حمید بن نصر کشی
(۲۹) سجستانی
(۳۰)الاشج
(۳۱)دارمی
(۳۲)محمود بن احمد سمرقندی
(۳۳)امام بخاری
(۳۵)عبداللہ بن سعید کندی
(۳۶)احمد بن فرات
(۳۷)محمد بن عبداللہ بن حکم
(۳۸)بقی بن مخلد
(۳۹)ابن ماجہ
(۴۰)ابن قتیبہ
(۴۱)زعفرانی
(۴۲)اسماعیل قاضی
(۴۳)ابراھیم بن محمد بن ھلال
(۴۴)حسین بن فضل بن عمیر
(۴۵)سہل تستری
(۴۶)مبرد
(۴۷)خفاف ابویحیی
(۴۸)عبداللہ بن امام احمد
(۴۹)ثعلب
(۵۱)ابراھیم بن معقل بن حجاج
(۵۲)ابوحنیفہ دینوری
(۵۳)مطین
(۵۴)محمد بن عثمان بن ابی شیبہ

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن سوم کے مفسرین

(۱ /۱۰۸) عبدالوهاب بن عطاءؒ عجلی خفاف بصریؒ

ان کی کنیت ابونصر ہے۔تصانیف میں کتاب السنن فی الفقہ اور کتاب الناسخ والمنسوخ شامل ہیں۔

وفات ۲۰۰ھ کے بعد بغداد میں ہوئی، سال وفات امام ذہبی کے مطابق ۲۰۴ھ(۸۱۹ء) ہے جبکہ ایک قول میں ۲۰۶ھ(۸۲۱ء) بھی کہا گیا ہے۔

(۲ / ۱۰۹) روح بن عبادةؒ بن العلاء بن حسان قیسیؒ

حافظ حدیث تھے اور امراء واشراف میں شمار ہوتے تھے۔انہوں نے ایک تفسیر اور کتاب السنن تصنیف کیں۔ان سے امام احمد، ابوقدامہ سرخسی، علی بن مدینی، اسحاق بن راہویہ اور جوزجانی وغیرہ بکثرت لوگوں نے روایت کی۔ان کی وفات ۲۰۵ھ (۸۲۰ء) میں ہوئی جب انکی عمر اسی (۸۰) برس سے کچھ زیادہ تھی۔خطیب کہتے ہیں کہ سنن اور احکام پر کئی کتب تصنیف کیں اور تفسیر بھی مرتب کی۔تہذیب میں اس طرح ہے۔

(۳ /۱۱۰) یزید بن ہارون سلمیؒ

وہ واسطی تھے اور ایک سلمی کے موالی۔انکی ولادت ۱۱۸ھ(۷۳۵ء) میں اور وفات ۲۱۷ھ (۸۳۲ء) میں واسط میں ہوئی۔انہوں نے ایک جماعت سے روایت کی۔اور ان سے امام احمد اور علی بن المدینی نے۔ وہ وارد بغداد ہوئے، وہاں حدیث روایت کی، اور پھر واپس واسط چلے گئے۔

علی ابن المدینی کے مطابق انہوں نے یزید بن ہارون سے بہتر حافظہ کا مالک نہیں دیکھا۔ وہ حدیث کے عالم، ثقہ، حافظ، زاہد اور عابد تھے۔انہیں چوبیس ہزار احادیث بالاسناد یاد تھیں۔کہتے ہیں کہ ان کے آباء بخارا کے تھے۔وہ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ان کی مجلس میں ستر ہزار سامعین ہوتے تھے۔انہوں نے چالیس برس سے کچھ عرصہ زیادہ صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۱۱/۴) ھشام بن کلبی

پورا نام ابو المنذر ھشام بن محمد بن السائب کلبی ہے۔ وہ کوفی، رافضی، نساب اور مورخ تھا۔ بقول ذہبی وہ متروک الحدیث اور غیر ثقہ ہے۔ وہ کہا کرتا کہ میں نے قرآن حکیم تین دن میں حفظ کرلیا تھا۔ وفات ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ جمہرۃ علم انساب میں اسکی تصنیف ہے جو بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ مشہور اہل حافظہ میں سے تھا۔ کہتا تھا کہ جس طرح میں نے یاد کیا ہے کسی نے نہیں کیا ہوگا اور جس طرح میں بھولا ہوں کوئی نہیں بھولا ہوگا۔ میں نے قرآن تین دن میں یاد کرلیا تھا۔ ایک دن میں ڈاڑھی کترنے لگا اور چاہا کہ ڈاڑھی کے اس حصے پر ہاتھ ڈالوں جو مشت سے زاید تھا مگر میرا ہاتھ اس حصے پر پڑا جو مشت سے اوپر تھا اور ڈاڑھی ہی کٹ گئی۔

(۱۱۲/۵) قطرب نحویؒ

یہ ہیں ابو علی محمد بن مستنیر، احمد بن محمد یا حسن بن محمد بھی کہا گیا ہے۔ انہوں نے سیبویہ سے استفادہ کیا تھا۔ قطرب ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو ہر وقت رینگتا رہتا ہے، اور رکتا نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سیبویہ نے انہیں یہ لقب اس لئے دیا تھا کہ وہ ہر روز سحر کے وقت استاد کو جگادیا کرتے تھے۔ ایک دن استاد نے کہہ دیا: **ما انت الا قطرب لیل** (تم تو رات کے قطرب ہو)۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں: (۱) معانی القرآن (۲) کتاب الرد علی الملحدین فی متشابہ القرآن (۳) کتاب اعراب القرآن۔

ابن خلکان نے ان کے علاوہ بھی ان کی بعض کتب کا ذکر کیا ہے۔ ان کی اول الذکر کتاب کو قراء کے یہاں خاص اعتماد حاصل تھا۔ ان کی وفات ۲۰۶ھ (۸۲۱ء) میں ہوئی۔

(۱۱۳/۶) حجاج بن محمد مصیصیؒ

ابو محمد مصیصی، وہ منصور عباسی کے آزاد کردہ غلام سلیمان بن مجالد کے مولیٰ تھے، حافظ حدیث اور نابینا تھے۔ انہوں نے ابن جریج، حریز بن عثمان، شعبہ اور عمر بن ذر سے روایت کی۔ اور ان سے امام احمد اور ابن معین وغیرہ نے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابو داؤد کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابن معین نے ان سے تقریباً پچاس ہزار احادیث لکھیں۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ساری کتب انہوں نے ابن جریج پر پڑھیں سوائے تفسیر کے جو ان سے املاءً سنی۔ محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ آخری عمر میں وہ اختلاط کا شکار ہو گئے تھے (جب وہ بغداد گئے)۔ اسی لیے ابن معین نے اپنے بیٹے کو ان کے ہاں جانے سے منع کر دیا تھا۔

(محمد بن سعد کہتے ہیں: ہمیشہ بغداد میں رہے، پھر اپنے بیٹے اور گھر والوں کے ساتھ مصیصہ چلے گئے، جہاں کئی سال ٹھہرے رہے۔ پھر) کسی ضرورت سے بغداد آئے اور وفات تک یہیں رہے۔ وفات ربیع الاول ۲۰۶ھ (۸۲۱ء) میں ہوئی۔

(۱۱۴/۷) واقدیؒ

محمد بن عمر بن واقد اسلمی۔ امام ذہبی نے انہیں الحافظ البحر لکھا ہے۔ لیکن یہ لقب انہیں بجا نہیں ہے کیونکہ وہ بالاتفاق متروک الحدیث ہیں۔ اور ہر چند وہ علم کا خزانہ تھے مگر حدیث میں پختگی نہیں رکھتے تھے۔ ہاں البتہ مغازی اور سیر میں امام شمار ہوتے تھے اور ہر کسی سے روایت لے لیتے تھے۔

انہوں نے ابن عجلان، ابن جریج اور معمر سے استفادہ کیا۔ وہ بغداد میں محکمہ قضا کے انچارج تھے۔ وہ رئیس بارعب صورت کے مالک اور باوقار آدمی تھے۔ اٹھتر (۷۸) برس زندگی پائی اور ۲۰۷ھ (۸۲۲ء) میں وفات پائی۔ خدا ان پر رحم کرے اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔

(۱۱۵/۸) فراء رحمہ اللہ

یحیی بن زیاد بن عبداللہ بن مروان دیلمی، امام عربیت، ابوزکریا۔ انہیں فراء اس لئے کہتے تھے کہ وہ عجیب وغریب گفتگو کرتے تھے۔ انہوں نے کسائی وغیرہ سے روایت کی۔ تصانیف میں ان کا انداز گفتگو فلسفیانہ تھا، علم کلام کی طرف رغبت رکھتے تھے اور مائل بہ اعتزال تھے مگر متدین اور پارسا تھے۔ انہوں نے معانی القرآن، المصادر فی القرآن اور الجمع والتثنیہ فی القرآن تصنیف کیں۔ انہوں نے ایک تفسیر، جس کا حجم ایک ہزار ورق ہے، بھی لکھی۔ وہ ایسی کتاب ہے جس کی نظیر اب تک کوئی پیش

Maktaba Tul Ishaat.com

کر سکا نہ آیندہ اس پر کوئی اضافہ کر سکے گا۔

کوفے میں پیدا ہوئے اور پھر بغداد کو نقل مکانی کر گئے۔ تنگ دست تھے اس لئے شدید بھوک کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ فراء کے والد زیاد حضرت امام حسینؓ کی جنگ میں شریک تھے اور اسی جنگ میں ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا۔ ابو ثروان کے مولی تھے۔ ۲۰۷ھ (۸۲۲ء) میں مکے کے راستے میں فوت ہوئے۔

ان کے بارے میں ثعلب کی رائے ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو عربی زبان موجودہ خوبی سے محروم ہوتی۔ کیونکہ فراء ہی نے اس کی صفائی کی اور اسے منضبط کیا۔ اور اگر فراء نہ ہوتے تو عربیت ساقط ہو جاتی۔ ذیل کے اشعار فراء نے کہے تھے۔

(۱) لن ترانی للك العيون بباب　　　ليس مثلی يطيق ذل الحجاب

تیری آنکھیں مجھے اپنے در پر نہ پائینگی، میرے جیسا آدمی حجاب کی ذلت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

(۲) یاامیر اعلی جریب من الارض　　　له تسعة من الحجاب

اے امیر! زمین کی اعلیٰ قسم کے نو حجاب ہیں، جن کے پیچھے تو چھپا بیٹھا ہے۔

(۳) جالساً فی الخراب تحجب فيه　　　ما رأينا امارة فی خراب

تو تو ویرانے میں بیٹھا ہے اور اسی میں ایک دن چھپ جائیگا۔
ہم نے ویرانے میں کبھی کوئی حکومت نہیں دیکھی۔

(۹ /۱۱۶) ابو مروان سلمی

عبدالملک بن حبیب بن سلیمان، ابو مروان سلمی قرطبی مالکی، طلیط میں رہائش اختیار کرلی تھی، مالکی مسلک کے فقیہ اور فقہ کے حافظ تھے، نحو، لغت، ادب، فقہ اور حدیث کے امام، عروضی، شاعر، تاریخ وانساب اور اشعار کے حافظ اور تمام علوم کے زبردست ماہر تھے۔

انہوں نے عبدالملک بن الماجشون اور اصبغ بن الفرج سے جبکہ ان سے بقی بن مخلد اور ابن وضاح

Maktaba Tul Ishaat.com

نے روایت کی۔

کثیر التصانیف تھے، ایک بار ان سے تعداد تصانیف کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے: ایک ہزار پچاس یا ساٹھ، تفسیر القرآن، اعراب القرآن، الواضحہ، غریب الحدیث، تفسیر الموطا اور طبقات الفقہاء ان سے یادگار ہیں۔

سب سے پہلے انہوں نے ہی اندلس میں علم حدیث کو رواج دیا۔ لیکن وہ صحیح و سقیم روایات میں تمیز نہیں کر سکتے تھے اور یحییٰ کی بکثرت مخالفت کرتے تھے۔

وہ ۲۳۸ھ (۸۵۲ء) یا ۲۳۹ھ (۸۵۳ء) میں فوت ہوئے۔

(۱۰/ ۱۱۷) معمر بن مثنیٰ بصریؒ

لغوی تھے اور قبیلہ بنو تیم میں سے خاندان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام۔ ان کی کنیت ابو عبیدہ تھی۔

انہوں نے یونس اور ابن عمرو سے روایت کی اور ان سے ابو عبید القاسم، ابو حاتم، المازنی، الاثرم اور عمر بن شبہ نے استفادہ کیا۔ وہ اصمعی سے زیادہ عالم تھے۔ اصمعی کے بارے میں ان کی رائے دریافت کی گئی تو کہا کہ وہ پنجرے میں ایک بلبل ہے۔ معمر خوارج میں سے تھے۔ جاحظ نے ان کے متعلق کہا تھا کہ خارجیوں میں کوئی شخص بھی علم و فضل میں ان کے پایہ کا نہ تھا۔ غریب القرآن اور معانی القرآن انہی کی تصنیف ہیں۔ ان کی تصانیف دو سو کے لگ بھگ ہیں۔

ان کی ولادت ۱۱۲ھ (۷۳۰ء) میں ہوئی، اور وفات ۲۰۹ھ (۸۲۴ء)، ۲۱۰ھ (۸۲۵ء) یا ۲۱۱ھ (۸۲۶ء) میں۔ عربوں سے بغض رکھتے تھے۔ کسی شخص نے آیۂ قرآنی کانہ رؤس الشیاطین کا مفہوم دریافت کیا (یہ استعمال مجازاً کفار کو ڈانٹ ڈپٹ کے بارے میں ہے) اور کہا کہ تشبیہ تو اس چیز سے دی جاتی ہے جو معروف ہو۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ اس قسم کے فقرے عربوں کے یہاں روزمرہ بول چال میں عام استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً بھوتوں کے دانت (انیاب الاغوال) کا استعمال عام ہے۔ مگر

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کے دانت کس نے دیکھے ہیں! اس سوال کے بعد انہوں نے مجاز القرآن لکھی۔ اس طرح کی مثالیں غریب الحدیث میں بھی دی ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی غریب الحدیث لکھی۔

ابو نواس ان سے پڑھتا تھا۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ جب طلبہ پڑھنے کیلئے اصمعی کے حلقہ درس میں آتے تو گویا وہ سوق الدر (موتیوں کے بازار) سے مینگنیاں خریدتے، اور جب ابو عبیدہ کے درس میں آتے تو سوق البعر (مینگنیوں کے بازار سے) سے موتی خریدتے۔ کیونکہ اصمعی بڑے فصیح البیان تھے اور مرصع گفتگو کرتے، لیکن اس سے طلبہ کو معمولی سا علمی فائدہ ہوتا۔ ابو عبیدہ اصمعی کی ضد تھے۔ وہ البتہ باوجود علم وفضل کے نہ شعر کے اعراب درست پڑھ سکتے اور نہ ہی شعر میں وزن کا خیال رکھ سکتے تھے۔

(۱۱ /۱۱۸) فریابیؒ

ان کا نام محمد بن یوسف تھا۔ کسی ضبی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ قیساریہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ بخاری، امام احمد، اسحاق کوسج اور محمد بن یحیی نے ان سے روایت کی۔ امام بخاری کہتے ہیں وہ اپنے زمانے میں سب سے افضل تھے۔ ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) میں فوت ہوئے۔

(۱۲ / ۱۱۹) عبدالرزاق بن ہمامؒ

کسی حمیری کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کی کنیت ابو بکر تھی اور وہ مشاہیر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے ابن جریج اور معمر وغیرہ سے روایت کی۔ اور ان سے امام احمد، اسحاق اور زہری نے۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ اور پچاسی برس کی عمر میں ۲۱۱ھ (۸۲۶ء) میں وفات پائی۔

محدثین نے انہیں شیعیت کی طرف منسوب کیا ہے۔ انہوں نے فضائل میں ایسی روایات بیان کیں جن کی کسی نے متابعت نہیں کی۔ چنانچہ ان پر ان روایات کی وجہ سے یہی سب سے بڑی جرح ہے۔ انہوں نے تصنیف اور جمع احادیث کا کام بھی کیا۔

امام احمد کہتے ہیں جس نے ان سے ان کے نابینا ہو جانے کے بعد کوئی روائیت سماع کی، وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ضعیف السماع ہے۔امام احمد کہتے ہیں میں نے ان سے کبھی کوئی حدیث نہیں سنی۔لیکن وہ ایسے آدمی تھے جو لوگوں کی باتیں تعجب سے سنتے تھے۔

(۱۳/ ۱۲۰) اصمعی

عبدالملک بن قریب بصری لغوی،جو لغت،غریب الفاظ،تاریخ،مزاح اور تولور کے امام تھے۔انہوں نے ابو عمرو بن العلاء،قرہ بن خالد اور حماد بن سلمہ سے سماع کیا۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سولہ ہزار جزیہ قصیدے(شعراء کی زبان سے) سنے ہیں۔

امام شافعی کا قول ہے کہ کسی کو بھی اصمعی کی طرح عمدہ عبارت لکھنے کی قابلیت عطا نہیں ہوئی تھی۔انہوں نے سیبویہ سے کسی موضوع پر مناظرہ کیا۔یونس نے کہا کہ بات تو سیبویہ کی درست ہے لیکن اصمعی اپنی فصاحت وبلاغت سے جیت گیا ہے۔اصمعی حدیث کی وضاحت سے اسی طرح بچنے کی کوشش کرتے تھے جس طرح آیات قرآنی کی تفسیر سے۔اہل السنۃ والجماعۃ میں سے تھے۔

کسی نے خلیل سے دریافت کیا کہ تم نے گھوڑے کے بارے میں کتنا کچھ لکھا ہے۔اس نے جواب دیا۔ایک جلد،اصمعی نے کہا میں نے تو پچاس جلدیں لکھی ہیں۔چنانچہ ایک گھوڑے کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر روک لیا۔اور سر سے پاؤں تک ہر ہر عضو پر معلومات کے دریا بہانے لگ گئے اور جو کچھ عرب شاعروں نے ان کی تعریف وتوصیف میں کہا تھا،وہ سب پڑھتے چلے گئے۔

انہوں نے غریب القرآن کے علاوہ بھی بعض کتب تصنیف کیں۔

ان کا سال وفات ۲۱۵ھ (۸۳۰ء) ہے۔ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایت لی ہے۔

(۱۴/ ۱۲۱) اخفش

اس نام کے تین مشہور آدمی تھے۔جن کا ذکر ہم کرنے لگے ہیں،ان کا نام سعید بن مسعدہ ابوالحسن تھا۔وہ الاخفش الاوسط کہلاتے اور اجلع تھے،یعنی گفتگو کرتے وقت ان کے ہونٹ نہیں ملتے تھے۔ہر چند وہ سیبویہ سے عمر میں بڑے تھے،مگر نحو ان سے پڑھی۔اخفش معتزلی تھے۔انہوں نے کلبی،نخعی اور

Maktaba Tul Ishaat.com

ہشام ابن عروبہ سے روایت کی، اوران سے ابو حاتم سجستانی نے۔انہوں نے معانی القرآن اوردیگر کتابیں لکھیں۔ ایک قول کے مطابق ان کا سال وفات ۲۱۵ھ(۸۳۰ء) ہے۔

انہوں نے سیبویہ کی کتاب کسائی سے خفیہ طور پر پڑھی اور ستر دینار انہیں دیے۔ مبرد کا قول ہے کہ سیبویہ سے جن لوگوں نے استفادہ کیا، ان میں سب سے بڑا حافظ اخفش ہے، پھر الناشی اور پھر قطرب۔ نیز ان کے مطابق اخفش علم کلام میں سب سے بڑے عالم تھے اور بحث و مباحثہ میں مقابل کو زیر کر لیتے تھے۔ انہوں نے ذیل کی کتب تصنیف کیں:

(۱) الاوساط فی النحو (۲) القاییس فی النحو (۳) الاشتقاق والمسائل الکبیر والصغیر (۴) العروض والقوافی والاصوات۔

اخفش بلخ کے باشندے تھے اور بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

(۱۲۲/۱۵) مروزیؒ

جعفر بن احمد نام اور ابو العباس کنیت تھی ۔ انہوں نے تمام علوم میں خامہ فرسائی کی ۔ انکی کتابیں بہت عمدہ ہیں۔ ایک تصنیف کا نام تاریخ القرآن ہے ۔

(۱۲۳/۱۶) آدم بن ابی ایاس عسقلانیؒ

یافعی مرآۃ الجنان میں کہتے ہیں آدم بن ابی ایاس۔ وہ خراسانی تھے پھر بغداد آگئے اور بعدہ عسقلان میں رہائش اختیار کر لی۔ وہ صالح اور پارسا آدمی تھے ۔ جب مرنے لگے تو نماز عشاء پڑھ کر لا الہ الا اللہ کہا اور فوت ہو گئے ۔ سال وفات ۲۲۰ھ (۸۳۵ء) ہے۔

انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر مرتب کی۔

(۱۲۴/۱۷) ابو صالح عبداللہ بن صالحؒ

ابن محمد بن مسلم جھنی، جو لیث کے کاتب تھے۔ انہوں نے معاویہ بن صالح، موسیٰ بن علی اور یحیی بن ایوب سے روایت کی اور ان سے یحیی بن معین نے۔ ابن عدی کہتے ہیں وہ میرے نزدیک

Maktaba Tul Ishaat.com

مستقیم الحدیث ہیں مگر کبھی غلطی بھی کر بیٹھتے ہیں۔ ابو زرعہ انہیں حسن الحدیث کہتے ہیں (تھذیب)۔
بقول امام احمد آغاز کار میں ان کا حافظہ اچھا تھا مگر آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا اور وہ روایت میں لاشے محض ہو گئے تھے۔ ان کا سال وفات ۲۲۳ھ (۸۳۸ء) ہے۔

(۱۸/ ۱۲۵) سنید بن داؤد مصیصی ابو علی محتسب

ان کا نام حسین تھا۔ انہوں نے ایک تفسیر اور مسند تالیف کی۔ ابو حاتم نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے اور ان کی تصنیف قرآن کی تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے اور دوسروں نے روایت کی۔

حجاج سے ان کے قدیمی تعلقات تھے، جس کی وجہ سے انہیں مطعون کیا گیا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں میں نے ان کی تفسیر دیکھی ہے۔ انہوں نے وکیع، ابن مبارک، حماد بن زید، جعفر بن سلیمان اور ابو بکر بن عیاش وغیرہ سے اخذ روایت کیا ہے۔

سال وفات ۲۲۰ھ یا ۲۲۶ھ تھا۔

(۱۹/ ۱۲۶) عبداللہ بن محمد بن خراز نحوی ابو الحسن

انہوں نے مبرد اور ثعلب وغیرہ سے پڑھا، اور دونوں مذھبوں کو گڈمڈ کر دیا۔ ان کی تصنیفات یہ ہیں:
(۱) المختصر فی النحو (۲) المقصور والممدود (۳) معانی القرآن (۴) المذکر والمؤنث وغیرہ۔
ان کی وفات ۲۲۵ھ (۸۴۰ء) میں ماہ ربیع الاول میں منگل کی شب کو ہوئی جبکہ مہینہ ختم ہونے میں ایک رات باقی تھی۔

(۲۰/ ۱۲۷) ابو عبید القاسم بن سلام

ادیب، فقیہ اور محدث تھے، انہوں نے قراءۃ، فقہ، لغت اور شعر کے بارے میں بکثرت کتب تصنیف کیں۔ قرآن حکیم کسائی، اسماعیل بن جعفر اور عبداللہ بن مبارک سے پڑھا اور فقہ امام شافعی سے۔ ہرات مولد ہے۔ اسحاق بن راھویہ کہا کرتے کہ ابو عبید مجھ سے زیادہ فقیہ اور بڑے عالم ہیں۔ وہ علم میں

Maktaba Tul Ishaat.com

ہم سے زیادہ اور ادب میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ہم علم و ادب میں انکے محتاج ہیں مگر وہ کسی بات میں ہمارے محتاج نہیں۔ حاکم کے مطابق وہ سب کی نظروں میں مقبول امام تھے۔ کتاب الاموال، کتاب الناسخ والمنسوخ اور قراءت کے متعلق ایک کتاب لکھی۔ انہوں نے ایک کتاب "غریب الحدیث" لکھی اور اسکی تصنیف میں اپنی زندگی کے چالیس سال صرف کردیے۔

امام ذہبیؒ کہتے ہیں وہ حدیث وعلل حدیث کے حافظ، معرفت حدیث میں متوسط مقام کے مالک، فقہ کے عارف اور لغت کے سردار تھے۔ مدت تک سرحدی علاقوں اور طرسوس کے قاضی رہے۔

ابراہیم حربی کہتے تھے ابو عبید گویا ایک پہاڑ تھے جس میں روح پھونک دی گئی ہو۔

انہوں نے اپنی راتوں کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا: ایک حصہ نیند کیلئے، ایک حصہ عبادت کیلئے اور ایک تالیف وتصنیف کیلئے۔ انہوں نے ۶۷ برس کی عمر پائی اور ۲۲۴ھ (۸۳۹ء) یا ۲۲۲ھ (۸۳۷ء) میں مکہ میں فوت ہوئے۔

(۱۲۸/۲۱) امام احمد بن حنبلؒ

کئی کتابوں کے مصنف تھے، کتاب التفسیر اور کتاب الناسخ والمنسوخ انہوں نے تصنیف کیں۔ انہیں دس لاکھ احادیث ازبر تھیں۔

ابن المدینی کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی مدد ابوبکرؓ سے اس وقت کرائی جب حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے کئی قبیلے مرتد ہوگئے تھے اور امام احمد سے اس وقت دین کی مدد کرائی جب فتنہ خلق قرآن سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔

ابراہیم حربی کا قول ہے کہ میں نے امام احمد سے ملاقات کی، انہیں خدا نے اگلے پچھلے سب علماء کا علم عطا فرمایا تھا۔ ان سے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابوزرعہ نے روایت کی۔ امام بیہقی، ابن جوزی اور شیخ الاسلام انصاری نے ان کے مناقب میں ایک ایک جلد پر مشتمل کتاب لکھی۔

بقول امام ذہبی ان کی ولادت ۱۶۴ھ (۷۸۰ء) میں ہوئی۔ اور ۷۷ برس کی عمر میں جمعہ کے

Maktaba Tul Ishaat.com

دن ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ (۸۵۵ء) کو فوت ہو گئے۔ ابو عبید نے ان کی ثنا میں جو کچھ کہا وہ ابن ابی شیبہ کے ترجمہ میں آگے آرہا ہے۔

(۱۲۹/۲۲) ابو بکر بن ابی شیبۃ

عبداللہ بن محمد ابن ابی شیبہ، محدث تھے۔ درج ذیل کتابیں ان کی ہیں:

(۱) کتاب السنن فی الفقہ (۲) کتاب التاریخ (۳) کتاب الفتن (۴) کتاب صفین

(۵) کتاب الجمل (۶) کتاب الفتوح (۷) کتاب المسند (۸) کتاب التفسیر۔

ان کی وفات محرم ۲۳۵ھ میں ہوئی۔

ابو عبید کا بیان ہے کہ علم حدیث میں چار آدمی لاثانی ہیں:

(۱) ابو بکر بن ابی شیبہ حدیث سب سے زیادہ پڑھنے والے (اسرد) ہیں۔

(۲) امام احمد فقہ حدیث کے سب سے بڑے ماہر (افقہ) ہیں۔

(۳) ابن معین حدیث کے سب سے بڑے جامع (اجمع) ہیں۔

(۴) ابن المدینی حدیث کے سب سے بڑے عالم (اعلم) ہیں۔

ائمہ نے ان کی توصیف کی ہے۔

(۱۳۰/۲۳) السمین محمد بن حاتمؒ

انہوں نے وکیع اور ابن علیہ سے علم حاصل کیا اور ان سے مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے سماع کیا۔ تفسیر القرآن انکی تصنیف ہے۔ وہ بغداد میں تفسیر کا درس دیتے تھے۔ یہ وہی ہیں جن کا ذکر صاحب الجمل نے جلالین کے حاشیہ میں کیا ہے۔ وفات ۲۳۵ھ (۸۴۹ء) میں ہوئی۔

(۱۳۱/۲۴) اسحاق بن راھویہ، الامامؒ

خود کہتے تھے کہ مجھے ۷۰ ہزار احادیث زبانی یاد ہیں اور ایک لاکھ احادیث کا مذاکرہ کر سکتا ہوں۔ میں نے جو بات بھی سنی وہ مجھے یاد ہو گئی اور جو حفظ نہیں کیا، اسے بالکل بھلا دیا۔ انہوں نے ایک مسند تالیف

Maktaba Tul Ishaat.com

کی جو مشہور ہے۔ ان سے بخاری، مسلم اور ترمذی نے سماع کیا۔

ان کی ولادت ۱۶۱ھ، ۱۶۳ھ یا ۱۶۶ھ میں مکے کے راستے میں ہوئی۔ اسی وجہ سے راھویہ کہلائے۔ انہوں نے حجاز، عراق، شام اور یمن کے سفر کیے۔ آخری عمر میں نیشاپور میں سکونت اختیار کرلی تھی اور وہیں فوت ہوئے۔ وفات ۱۵ شعبان ۲۳۸ھ (۸۵۲ء) یا ۲۳۷ھ (۸۵۱ء) کو ہوئی۔

امام احمد کہتے تھے کہ ہمارے نزدیک اسحاق ائمہ مسلمین میں ایک جلیل القدر امام تھے اور ان کے پائے کا کوئی فقیہ آج تک اس پل سے نہیں گزرا۔ دارقطنی نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے امام شافعیؒ سے روایت کی۔ وہ حدیث وفقہ اور ورع و تقویٰ کے جامع تھے۔ خفاف کہتے ہیں کہ ایک بار اسحاق نے ہمیں گیارہ ہزار احادیث زبانی املاء کرائیں۔ بعد میں کتاب سے مقابلہ کیا تو قطعاً کوئی کمی بیشی نہ نکلی۔ ابراہیم بن ابی طالب کہتے ہیں کہ اسحاق نے اپنی مسند بتمامہ زبانی لکھائی تھی۔

(۱۳۲/۲۵) ابن ابی شیبہؒ

عثمان بن ابی شیبہ، انہوں نے ذیل کی کتابیں لکھیں:

(۱) کتاب السنن فی الفقہ (۲) کتاب العین (۳) کتاب المسند (۴) کتاب التفسیر۔

ان کا پورا نام ابوالحسن عثمان بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی تھا۔ انہوں نے شریک، ھشیم، اسماعیل بن عیاش، ابن مبارک اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے سماع کیا اور ان سے ابویعلی، احمد بن حسن الصوفی، فریابی اور جعفر وغیرہ اور ترمذی کے علاوہ دیگر اصحاب صحاح نے۔ وہ حدیث کے بہت بڑے حافظ تھے۔ ان کی وفات ۲۳۹ھ (۸۵۳ء) میں ہوئی۔

(۱۳۳/۲۶) علی بن حجر سعدی مروزیؒ

انہوں نے شریک، اسماعیل بن جعفر، ھشیم اور ابن مبارک وغیرہ سے سماع کیا اور ان سے اصحاب صحاح نے سوائے ابوداؤد اور ابن ماجہ کے۔ احکام القرآن انکی تصانیف میں سے ہے۔ وہ ادیب اور شاعر

Maktaba Tul Ishaat.com

تھے۔ انہوں نے نصف جمادی الاولیٰ ۲۴۴ھ (۸۵۸ء) میں نوے برس کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۳۴/۲۷) مازنیؒ

بکر بن محمد بن عثمان (اور بروایتے بقیہ یا بروایتے عدی) ابن حبیب بصری، نحوی، مازنی، جو بنی شیبان بن ذہل سے تھے۔ عربی زبان کے امام تھے۔ جو بھی ان سے مناظرہ کرتا، اسے خاموش کرا دیتے۔

مبرد سے منقول ہے کہ ایک یہودی نے انہیں سیبویہ کی کتاب پڑھانے کیلئے سو دینار اجرت پیش کی، مگر انہوں نے باوجود احتیاج کے انکار کر دیا۔ ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ کتاب سیبویہ میں فلاں فلاں قرآنی آیات مذکور ہیں۔ مجھے ان ذمیوں کو قرآنی آیات پڑھانا پسند نہ آیا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد انہیں خلیفہ واثق کے دربار سے اس سے کئی گنا زیادہ رقم موصول ہو گئی۔ ان سے پوچھا گیا کہ اہل علم کون ہیں؟ جواب دیا: اہل قرآن۔

ان کی کتابیں درج ذیل ہیں:۔

(۱) کتاب القرآن (۲) علل النحو (۳) تفاسیر کتاب سیبویہ۔

ان کی وفات ۲۴۹ھ میں ہوئی۔ ۲۴۸ھ اور ۲۳۶ھ کے قول بھی ہیں۔

انہوں نے علم و ادب اصمعی، ابو عبیدہ اور ابو زید انصاری سے پڑھا۔ اور ان سے مبرد نے۔ نیز اس نے ان سے کئی روایات بیان کیں۔

ابو جعفر طحاوی حنفی مصری کا بیان ہے کہ انہوں نے قاضی مصر بکار بن قتیبہ کو کہتے سنا کہ انہوں نے کسی نحوی کو فقہاء کی طرح، حبان بن ہرمہ اور ابو عثمان مازنی کے سوا، تحقیق مسائل کرتے نہیں دیکھا۔ آخر الذکر بڑے عبادت گزار تھے۔

(۱۳۵/۲۸) عبد بن حمید بن نصر کشیؒ

ابو محمد، حافظ حدیث اور مولف مسند و تفسیر تھے۔ انہوں نے علی بن عاصم، محمد بن بشر العبدی اور عبد الرزاق سے روایت کی۔ سال وفات ۲۴۹ھ (۸۶۳ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کش جرجان سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر ایک بستی ہے۔ ان کا نام عبدالحمید یا (بروایتے عبدالمجید) تھا۔ ثعلبی نے بہ سند عبدالحمید لکھاہے۔

(۲۹/ ۱۳۶) سجستانیؒ

سہل بن محمد بن عثمان ابو حاتم نحوی، لغوی، مصری، بصرے میں سکونت اختیار کی تھی۔ ابن درید، مبرد، ابو عبیدہ اور اصمعی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ علوم ادب میں امام تھے۔ اعراب القرآن کے علاوہ بہت سی اور کتابیں بھی تصنیف کیں جیساکہ ابن خلکان نے ذکر کیاہے۔ مبرد ان کے حلقہ درس میں شامل ہوتا تھا۔ ان کی وفات محرم یارجب ۲۴۸ھ (۸۶۲ء)، ۲۵۰ھ (۸۶۴ء) یا ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں ہوئی۔

(۳۰/ ۱۳۷) الاشجؒ

ابو سعید بن عبداللہ بن سعید کندی۔ ثعلبی نے ان کاذکر کیاہے۔

ان کا سال وفات ۲۵۷ھ (۸۷۲ء) ہے۔

(۳۱/ ۱۳۸) دارمیؒ

حافظ شیخ الاسلام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی سمرقندی، ۱۸۱ھ (۷۹۷ء) میں پیدا ہوئے۔ ان سے مسلم، ترمذی اور ابوداؤد نے نیز نسائی نے اپنی سنن کے علاوہ ان سے روایات بیان کیں۔ خطیب کہتے ہیں وہ حفاظ حدیث اور حدیث کی خاطر بکثرت سفر کرنے والوں میں سے تھے۔ ثقہ، پارسا اور اعلی درجے کے عبادت گزار تھے۔ نیز بلندپایہ فہیم اور جلیل القدر فاضل تھے۔ وہ دیانت، حلم، اجتہاد اور عبادت میں ضرب المثل تھے۔ انہیں دنیا پیش کی گئی لیکن انہوں نے قبول نہ کی۔

انہوں نے ایک مسند، تفسیر اور کتاب الجامع تصنیف کیں۔

۲۵۵ھ (۸۶۹ء) میں وفات پائی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۳۹/۳۲) محمود بن احمد سمر قندی ؒ

سغدی، ساغر جی، علوم قرآن کے امام تھے۔ایک تفسیر لکھی۔

ان کی وفات ۲۵۵ھ (۸۶۹ء) میں ہوئی۔

(۱۴۰/۳۳) امام بخاری ؒ

محمد بن اسماعیل، جو صحیح بخاری کے مؤلف تھے۔انہوں نے صحیح بخاری کے علاوہ تفسیر کبیر بھی مرتب کی تھی۔ فربری نے الکشف میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ذیل کی کتب بھی انہوں نے لکھی ہیں:

(۱) تاریخ کبیر (۲) تاریخ صغیر (۳) کتاب الاسماء والکنی (۴) کتاب الضعفاء (۵) کتاب السنن فی الفقہ (۶) کتاب الادب (۷) التاریخ الاوسط (۸) کتاب خلق افعال العباد (۹) کتاب القراءۃ خلف الامام۔

ان کی ولادت شوال ۱۹۴ھ (۸۱۰ء) میں اور وفات یکم شوال ۲۵۶ھ (۸۷۰ء) کو ہوئی۔

(۱۴۲/ ۳۵) عبداللہ بن سعید کندی ؒ

شیخ الاسلام، کوفی، امام اور حافظ تھے۔ابو حاتم نے انہیں اپنے عہد کا سب سے بڑا عالم لکھا ہے۔

ان کی تصنیف تفسیر القرآن ہے۔

تاریخ وفات ۲۵۷ھ (۸۷۱ء) ہے۔

(۱۴۳/ ۳۶) احمد بن فرات ؒ

الحافظ الحجہ، ابو مسعود رازی، اصفہان کے سب سے بڑے محدث تھے۔انہوں نے کئی کتب تصنیف کیں۔وہ کہا کرتے کہ میں نے ایک ہزار سات سو شیوخ سے استفادہ کیا ہے اور پندرہ لاکھ احادیث کی کتابت کی ہے۔

امام احمد کا قول ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس عہد میں کوئی ایسا شخص پایا جاتا ہوگا جو ابن فرات سے بڑھ کر مسندات کا عالم ہو۔ نیز ایک اور موقع پر انہوں نے کہا کہ اس زمانے میں آسمان کی چھت کے

Maktaba Tul Ishaat.com

نیچے ابو مسعود رازی سے بڑھ کر احادیث کا کوئی حافظ موجود نہیں۔

ان کی وفات ۲۵۸ھ (۸۷۲ء) میں ہوئی۔

(۳۷ /۱۴۴) محمد بن عبداللہ بن حکمؒ

ان کی ولادت ۱۸۲ھ (۷۹۸ء) میں ہوئی۔ اور وفات ۲۶۸ھ (۸۸۱ء) میں۔ ان سے ابن جریر طبری نے روایت کی۔ انہوں نے الرد علی الشافعی اور الرد علی فقہاء عراق تصنیف کیں۔ وہ مذھب مالکیہ کے مصری عالم تھے۔ ابن خزیمہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن عبداللہ سے بڑھ کر کسی کو صحابہؓ اور تابعین کے اقوال کا عالم نہیں دیکھا، لیکن وہ اسناد بھول جاتے تھے۔ امام ذہبی کا قول ہے کہ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں ایک الرد علی الشافعی ہے۔ انہوں نے اپنے والد اور امام شافعی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور امام شافعی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(۳۸ /۱۴۵) بقی بن مخلدؒ

شیخ الاسلام امام ابو عبدالرحمان قرطبی جو حدیث کے حافظ تھے ، مسند کبیر اور تفسیر جلیل کے مصنف تھے۔ ابن حزم نے اس تفسیر کے متعلق کہا تھا کہ ایسی تفسیر کبھی نہیں لکھی گئی ۔ ان کی ولادت ۲۰۱ ھ کے ماہ رمضان میں ہوئی۔ مشرق و مغرب کی سیاحت کی۔ ان کے شیوخ کی تعداد ۲۸۰ سے کچھ زیادہ تھی۔ وہ علم و فضل کے امام، قائد اور مجتہد تھے۔ کسی کی تقلید نہیں کی۔ وہ ایسے ثقہ، حجت ، صالح، عابد ، رونے والے اور شب زندہ دار تھے کہ کوئی ان کی نظیر نہ تھا۔

محدثین کہا کرتے کہ بقی نے اندلس کے طول و عرض کو حدیث سے بھر دیا ہے۔ طالب علمی کے زمانے میں ان کا کھانا کرم کلا کا ساگ تھا۔ کچھ لوگ اس لئے ان کے خلاف تھے کہ وہ مذہب اہل اثر کے ہم نوا تھے۔ وہ کہا کرتے کہ میں نے اندلس میں مسلمانوں کے لئے ایک ایسا درخت لگایا ہے جسے دجال کے آنے تک کوئی اکھاڑ نہیں سکے گا۔ کہتے تھے کہ میں حصول علم کے لئے جہاں بھی گیا چل کر گیا۔ مستجاب الدعوات تھے۔ وہ ہر شب قرآن کو ۱۳ رکعت میں ختم کرتے اور دن کو روزہ

Maktaba Tul Ishaat.com

رکھتے ۔ ۷۰ بار جہاد کیا۔ جمادی الآخرہ ۲۷۶ھ میں فوت ہوئے ۔

(۱۳۶/۳۹) ابن ماجۃ

حافظ کبیر ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، سنن، تفسیر اور تاریخ کے مصنف تھے۔ ۲۰۹ھ (۸۲۴ء) میں پیدا ہوئے، عراقین، مکہ، شام اور مصر کے سفر کیے۔

امام ذھبی کہتے ہیں سنن ابن ماجہ اچھی کتاب ہے، کاش اس میں وہ لغو احادیث جو زیادہ نہیں ہیں، نہ ہوتیں۔ مؤلف کہتے ہیں کیا کیا جائے کہ ان کی تفسیر میں بھی ضعیف روایات کی بھرمار ہے۔ ان کی کتب سنن کی تعداد ۳۲ ہے۔

ابو الحسن قطان کہتے ہیں کہ ابن ماجہ کے مؤلف نے سنن میں ایک ہزار پانچ سو باب لکھے ہیں اور ان میں کل چار ہزار احادیث ہیں۔

ان کی وفات ۲۷۳ھ (۸۸۷ء) کے ماہ رمضان کے ختم ہونے سے آٹھ دن قبل ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۴۷/۴۰) ابن قتیبۃ

عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ: دینوری، نحوی، لغوی اور کاتب تھے، بغداد میں مقیم ہو گئے تھے، بڑے متدین اور فاضل تھے اور دینور کے قاضی رہے تھے۔ اسحاق بن راھویہ اور ابو حاتم سجستانی سے روایت کی۔ محدثین انہیں ثقہ کہتے ہیں۔ بیہقی نے انہیں کرامی کہا ہے۔ بقول دار قطنی وہ تشبیہ کی طرف مائل تھے۔ لیکن یہ الزام غلط ہے کہ اس فرقے کے خلاف انھوں نے ایک کتاب تالیف کی ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ ان کے جھوٹا ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ ذھبی کہتے ہیں کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے ابن قتیبہ پر نقل میں الزام لگایا ہو۔

ان کی تالیفات حسب ذیل ہیں:

(۱) اعراب القرآن (۲) معانی القرآن (۳) مشکل القرآن (۴) غریب القرآن (۵) دلائل النبوۃ

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶) الرد علی القائل بخلق القرآن (۷) غریب الحدیث (۸) عیون الاخبار (۹) اپنے استاد جاحظ کے خلاف ایک کتاب لکھی۔

ان کی ولادت ۲۲۳ھ (۸۳۸ء) میں اور وفات ۲۷۷ھ (۸۹۰ء) میں ہوئی۔ ذھبی نے (۲۷۵ھ) لکھا ہے۔

ابن قتیبہؒ کی تفسیر غریب القرآن کئی بار چھپ چکی ہے جس میں انہوں نے غریب الفاظ کی تفسیر بیان کی ہے جو زیادہ تر عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور نافع بن ارزق کے سوالات کا جواب ہے۔ اسی طرح مشکل القرآن بھی چھپی ہوئی ہے جس میں مشکل آیات کی تفسیر اور معتزلہ کی تردید ہے۔ اس کی ابتداء میں آیات متشابہات کی تفسیر کے قواعد اور اصول بیان کئے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل السنۃ کے لئے ان کی وہی حیثیت ہے جو جاحظ کی معتزلہ کے لئے۔ دونوں ہی اپنے اپنے گروہ کے خطیب تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ جس گھر میں ان کی تصانیف میں سے کوئی تصنیف موجود نہ ہو وہ گھر بھلائی سے محروم ہے۔

ذھبی کہتے ہیں وہ علم کا خزانہ تھے مگر حدیث پر قلیل العمل تھے اس لئے میں نے (تذکرۃ الحفاظ میں) ان کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۴۸ / ۴۱) زعفرانیؒ

جعفر بن محمد رازی زعفرانی۔ وہ ایک تفسیر کے مصنف تھے۔ ان سے ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔ زعفرانی کی وفات ۲۷۷ھ (۸۹۰ء) میں ہوئی۔

(۱۴۹ / ۴۲) اسماعیل قاضیؒ

امام شیخ الاسلام ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن محدث بصرہ حماد بن زید ازدی بہ تعلق موالات، بصری بغدادی، مالکی، حافظ حدیث اور صاحب تصانیف تھے۔ وہ عراقی مالکیوں کے شیخ اور ان کے بلند پایہ عالم تھے۔ ان کی ولادت ۱۹۹ھ (۷۹۵ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حدیث اور علل حدیث کا علم علی بن مدینی سے حاصل کیا۔ مذہب مالکیہ کی وضاحت اور تشریح کی، اس کے حق میں دلائل جمع کیے۔ ایک مسند تصنیف کی۔ علوم القرآن کے موضوع پر بھی داد قلم دی۔ علاوہ ازیں موطا تصنیف کی۔

محمد بن حسن کے خلاف ایک کتاب، جو نا تمام رہ گئی اور دو سو اجزاء پر مشتمل تھی، تحریر کی۔ کتاب معانی القرآن اور کتاب القراءات بھی لکھیں۔ احکام القرآن انکی ایسی کتاب ہے کہ کوئی اسکا مقابلہ نہیں کر سکا۔

مبرد کا قول ہے کہ اسماعیل قوت بیان میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ ۲۸۲ھ (۸۹۵ء) میں اچانک فوت ہو گئے۔

(۱۵۰/ ۴۳) ابراهیم بن محمد بن هلال ثقفی

ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں لکھا ہے کہ وہ غالی رافضی تھا۔ پہلے زیدی تھا، پھر امامی ہو گیا۔ طوسی نے رجال شیعہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس نے کتاب المناقب والمثالب، کتاب التفسیر، مقتل عثمانؓ، مقتل حسنؓ اور فضل الکوفۃ من نزلها من الصحابۃؓ لکھیں۔

(۱۵۱/ ۴۴) حسین بن فضل بن عمیر بجلی کوفی نیشاپوری

ان کی کنیت ابو علی تھی۔ وہ مفسر، ادیب اور معانی قرآن میں اپنے عہد کے امام تھے۔ ان کا شمار کبار علماء میں ہوتا تھا۔ اتنے بلند پایہ عبادت گزار تھے کہ روزانہ دن رات میں چھ سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ان کی قبر مشہور اور مرجع انام ہے۔ حاکم نے تفصیل سے ان کے حالات لکھے ہیں۔

سال وفات ۲۸۲ھ (۸۹۵ء) ہے۔

(۱۵۲/ ۴۵) سهل تستری

ابو محمد سہل بن عبد اللہ بن یوسف بن عیسیٰ بن عبد اللہ بن رفیع تستری جو صوفی اور طبقہ ثانیہ کے زاہد تھے۔ ذوالنون مصری سے استفادہ کیا، اپنے ماموں محمد بن سوار کی صحبت میں رہے۔ جنید بغدادی

Maktaba Tul Ishaat.com

کے معاصر تھے۔اسی (۸۰) سال کی عمر میں ۲۸۳ھ (۸۹۶ء) میں فوت ہوئے۔

وہ کہا کرتے کہ اس امر (زھد) کی ابتداء ایسے علم سے ہوتی ہے جو سمجھ نہیں آتا اور انتہا ایسے علم پر ہوتی ہے جو ختم نہیں ہوتا۔نیز کہتے تھے جب تک تمہیں فقر کا خوف رہے گا تم منافق ہو۔انہوں نے قرآن کی آیت واجعل لی من لدنك سلطانا نصیرا (بنی اسرائیل :۸) کے ذیل میں کہا : یعنی مجھے ایسی زبان عطا فرما جو صرف تیرے لیے بولے تیرے غیر کی خاطر نہ بولے۔اللہ کریم کے ارشاد ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان (النحل :۹۰) کی تفسیر میں کہا کہ عدل یہ ہے کہ تو کھانے میں اپنے ساتھی کے ساتھ انصاف کرے اور اس کا کھانا اُسے دے جبکہ احسان یہ ہے کہ تو اُسے اپنے اوپر ترجیح دے۔

انہوں نے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی تصنیف کی۔

(۱۵۳/۴۶) مبرد

محمد بن یزید بن عبد الاکبر ازدی، بصری، ابو العباس مبرد، جو بغداد میں عربیت کے امام تھے۔

انہوں نے مازنی اور ابو حاتم سجستانی سے استفادہ کیا۔اور ان سے نفطویہ وغیرہ نے روایت کی۔لوگ بصرے میں کہا کرتے کہ خود مبرد نے اپنے پایے اور استعداد کا آدمی نہیں دیکھا۔جب مازنی نے الالف واللام کتاب تصنیف کی، تو مبرد سے کتاب کے دقیق اور مشکل مقامات کے بارے میں سوال کیے۔مبرد کے جواب نہایت بر محل اور موزوں تھے۔مازنی نے سن کر کہا اٹھو کہ تم مبرد (بہ کسر راء) ہو، یعنی سچی اور درست بات کہنے والے۔کوفیوں نے مبرد بہ فتح راء بنادیا۔

مبرد نے ذیل کی کتب تصنیف کیں :

(۱) معانی القرآن (۲) الکامل (۳) الروضہ (۴) المقصور والممدود (۵) الاشتقاق والقوافی (۶) اعراب القرآن (۷) الرد علی سیبویہ (۸) المقتضب۔

مبرد اور ثعلب میں باہم بڑی منافرت تھی جو مخفی نہیں حتی کہ بغداد میں ذیل کا شعر ضرب المثل

Maktaba Tul Ishaat.com

بنا ہوا تھا:

وابدانا فی بلدة والتقائنا عسیر کانا ثعلب والمبرد

ہمارے بدن تو ایک بستی میں اکٹھے ہیں۔ لیکن ہم میں ملاپ اس قدر مشکل ہے جیسے ہم ثعلب اور مبرد ہوں۔

(۴۷/ ۱۵۴) خفاف ابو یحییٰ

زکریا بن داؤد بن بکر خفاف نیشاپوری: انہوں نے ابو بکر بن ابی شیبہ اور اس طبقے کے لوگوں سے روایت کی۔ ایک ضخیم تفسیر لکھی تھی۔ حاکم کہتے ہیں وہ اپنے زمانے کے امام تھے۔

ان کی وفات ۲۸۶ھ (۸۹۹ء) میں ہوئی۔

(۴۸/ ۱۵۵) عبداللہ بن امام احمدؒ

ان کی ولادت ۲۱۳ھ (۸۲۸ء) میں ہوئی۔ انہوں نے اپنے والد سے بہت زیادہ سماع کیا۔ امام احمد بیٹے کو علی ابن جعد سے سماع سے منع کرتے تھے۔ ان سے نسائی، ابن صاعد، ابو بکر نجار اور ابو بکر شافعی نے حدیث روایت کی ۔ احمد بن المنادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا آدمی نہیں جس نے اپنے والد سے اس قدر غیر معمولی سماع کیا ہو جیسا کہ عبداللہ نے اپنے والد سے کیا۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے پوری مسند روایت کی جس میں تیس ہزار احادیث تھیں، تفسیر جس میں ایک لاکھ بیس ہزار تھیں، اس کے دو ثلث سماع کیے ، جو بچ گیا، وہ تھوڑا سا تھا۔ اسی طرح کتاب التاریخ، ناسخ و منسوخ ، حدیث شعبہ، المقدم والموخر من کتاب اللہ تعالیٰ، جوابات القرآن، المناسک الکبیر اور حدیث الشیوخ وغیرہ کا بھی سماع کیا۔ انہوں نے خود کہا فی المجلہ میں نے اپنے والد سے کم و بیش ایک لاکھ اور دس ہزار سے کچھ زیادہ روایات سنی ہیں۔ ابو علی بن صواف کا قول ہے کہ عبداللہ کہا کرتے جو کچھ میں کہتا ہوں کہ وہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے، وہ دوبار، تین بار یا کم از کم ایک ہی بار تو ضرور سنا ہوتا ہے۔

عبداللہ جمادی الاولی ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) میں فوت ہوئے۔ انہوں نے اپنے والد کی عمر پائی تھی۔ ان کا جنازہ بہت بڑا تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۵۶/۴۹) ثعلب

علامہ، محدث، شیخ اللغۃ، ابو العباس احمد بن یحیی بن یزید شیبانی بہ تعلق موالات، کوفی اور کوفیوں کے امام تھے۔ ان کی ولادت ۲۰۰ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ابراہیم بن منذر الحزامی، محمد بن سلام جمی، عبداللہ بن عمر قواریری اور محمد بن الاعرابی کے علاوہ بھی ایک جماعت سے سماع کیا۔ اور ان سے نفطویہ، محمد بن عباس الیزیدی، علی اخفش، احمد ابن کامل، ابو عمر زاہد اور محمد بن مقسم وغیرہ نے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے قواریری سے ایک لاکھ احادیث سنیں۔ بقول خطیب ثعلب حجت، دیندار، صالح اور حفظ میں مشہور تھے، حسب ذھبی انہوں نے کافی کتابیں تصنیف کیں۔ کہا جاتا ہے کہ پیچھے چھ ہزار دینار ورثہ چھوڑا تھا۔

ایک موقعہ پر مبرد نے ثعلب کے بارے میں کہا کہ وہ کوفیوں میں سب سے بڑا عالم ہے۔ فراء نے سنا تو کہا کہ وہ مبرد کا دسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ ابو بکر بن مجاہد المقری کہتے ہیں کہ ایک بار ثعلب نے مجھے کہا اے ابو بکر! اصحاب قرآن قرآن میں مصروف ہوئے اور کامیاب ہو گئے۔ اصحاب حدیث نے حدیث کو اور اصحاب فقہ نے فقہ کو اپنا بنایا اور کامیاب ہوئے۔ افسوس کہ میں ساری زندگی زید اور عمرو کے ساتھ (نحوی مسائل اور ان کی مثالوں کے ساتھ) مشغول رہا۔ خدا جانے حشر میں میرا کیا حال ہوگا۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کر آگیا، اسی رات مجھے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، فرمایا ابو العباس کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ تم بھی (ماشاء اللہ طول) طویل علم کے حامل ہو۔ ذیل کی کتب ان کی تصنیف کردہ ہیں۔

(۱) کتاب المصون (۲) کتاب اختلاف النحویین (۳) کتاب معانی القرآن (۴) کتاب مایلحن فیہ العامۃ (۵) کتاب القراءات (۶) کتاب معانی الشعر (۷) کتاب التصغیر (۸) کتاب ما ینصرف و مالا ینصرف (۹) کتاب ماجری ومالا یجری (۱۰) کتاب الشواذ (۱۱) کتاب الامثال (۱۲) کتاب الایمان (۱۳) کتاب الوقف والابتداء (۱۴) کتاب الھجاء (۱۵) کتاب الاوسط (۱۶) کتاب اعراب القرآن (۱۷) کتاب المسائل (۱۸) کتاب حدالنحو وغیرہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی وفات ۲۹۱ھ (۹۰۴ء) میں جمادی الاولیٰ کی ۱۷ یا ۱۹ تاریخ کو ہوئی اور مقبرہ باب الشام میں مدفون ہوئے ۔ موت کی وجہ یہ تھی کہ راستے پر جا رہے تھے اور نظریں کتاب پر تھیں کہ گھوڑے نے لات ماری اور گڑھے میں گر پڑے۔

(۱۵۸/۵۱) ابراھیم بن معقل بن حجاج

حافظ علامہ ابو اسحاق نسفی۔ نسف کے قاضی اور وہاں کے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے مسند کبیر، تفسیر اور دیگر کتابیں لکھیں ۔ مستغفری کہتے ہیں کہ وہ فقیہ، حافظ، اختلافات علماء میں گہری بصیرت کے مالک اور نہایت پاکباز انسان تھے۔

ان کی وفات ذوالحجہ ۲۹۵ھ میں ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۵۹/۵۲) ابو حنیفہ دینوری

احمد بن داؤد نحوی، دینوری جو نحو کے علاوہ لغت، ہندسہ اور حساب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ نیز زاہد اور پارسا تھے اور ثقہ راوی شمار ہوتے تھے۔

انہوں نے کوفیوں اور بصریوں سے اور زیادہ تر ابن سکیت سے روایت کی۔ ابو حنیفہ نادر روزگار لوگ تھے، جو عربوں کے آداب اور فلسفیوں کی حکمت کے جامع تھے۔ انہوں نے قرآن کی ایک تفسیر اور دیگر کتب تصنیف کی تھیں۔

وہ جمادی الاولیٰ ۲۹۰ھ میں فوت ہوئے (سال وفات میں اختلاف ہے)۔

(۱۶۰/۵۳) مطین رحمہ اللہ

ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان حضرمی کوفی جو حدیث کے حافظ کبیر اور علم کا خزانہ تھے۔ ان سے ابوبکر نجاد اور ابوالقاسم طبرانی نے روایت کی۔

انہوں نے ایک مسند اور تاریخ صغیر تصنیف کیں ۔

ابوبکر بن ابی دارم لکھتے ہیں کہ انہوں نے مطین سے ایک لاکھ احادیث لکھیں ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی ولادت ۲۰۲ھ (۸۱۷ء) میں اور وفات ربیع الاخر ۲۹۷ھ (۹۱۰ء) میں ہوئی۔

(۱۶۱/۵۴) محمد بن عثمان بن ابی شیبہ

یہ کوفے کے ماہر اور قابل حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے سماع کیا۔
کچھ لوگ انہیں ثقہ اور کچھ غیر ثقہ کہتے ہیں۔
ان کی وفات جمادی الاولی ۲۹۷ھ (۹۱۰ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

(قرن سوم کے مفسرین کا تنقیدی جائزہ)

امام ذھبی نے اس قرن کے مفسرین کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ چنانچہ پہلے طبقے میں ایک سو تیس، دوسرے میں ایک سو چھ اور تیسرے میں ننانوے حفاظ تفسیر و حدیث کا ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے ہم ان کے ہم پلہ ایک طائفہ کا ذکر بھول گئے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال مبارکہ کو لکھنے کیلئے ایک ایک مجلس میں دس دس ہزار دواتیں موجود ہوتی تھیں اور اس مجمع میں کم و بیش دو سو آدمی ایسے موجود ہوتے تھے جو اس فن کے امام ہوتے اور عوام ان سے فتاویٰ لیتے تھے۔ مگر زمانے کے ساتھ ساتھ محدثین کم ہوتے ہوتے ختم ہی ہو گئے اور ان کی جگہ وہ لوگ آگئے جن کا اعدائے حدیث و سنت کو مذاق اڑانے کا موقع ملا اور ان پر پھبتیاں کسیں۔ اکثر علمانے عصر فروع میں بدمنائے تقلید گوشہ نشین ہو گئے اور بغیر سوچے سمجھے حکمائے عہد قدیم اور متکلمین کے خیالات کو ماننے لگ گئے۔ چنانچہ معصیت عام ہو گئی، فضول خیالی کو پذیرائی حاصل ہوئی اور ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ علم کمیاب ہو تا گیا اور بالآخر انسانوں کی دسترس سے نکل گیا۔

اللہ اس شخص پر رحم کرے جو علم حدیث کی اس حالت پر متوجہ ہو، اپنی زبان کو بند رکھے، قرآن حکیم کو پڑھے اور زمانے کی بدبختی پر آنسو بہائے، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مسلسل غور کرے اور مرنے سے پہلے اللہ کی عبادت کرلے۔ اے خدا تو توفیق دے اور رحم فرما۔

نویں طبقے کے خاتمے کے بعد امام ذھبی لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں ائمہ حدیث کی اتنی بڑی جماعت موجود تھی کہ ہم ان کے دسویں حصے کا بھی ذکر نہیں کر سکے۔ ان میں سے اکثر کا ذکر آپ کو میری تاریخ میں مل جائیگا۔ اسی طرح اس عہد میں ائمہ اھل الرائی کی ایک بڑی جماعت بھی موجود تھی۔ نیز کبار معتزلہ و روافض و علمائے کلام کی بھی ایک تعداد موجود تھی جو عقل کی بھول بھلیوں میں بھٹک گئے تھے اور اتباع آثار نبویہ کی روش سلف سے روگردانی کرتے تھے۔ پھر فقہا،

Maktaba Tul Ishaat.com

میں بھی تقلید اور اجتہاد میں کمزوری ظہور پذیر ہو گئیں۔ سبحان من له الخلق والامر (پاک ہے وہ خدا جو خلق و امر کا مالک ہے)۔

اے شیخ! آپ اپنی ذات پر رحم کیجئے اور انصاف سے کام لیجئے۔ ان حفاظ کو نہ تم اچٹتی نظر سے دیکھو، نہ ان کے نقائص ہی تلاش کرو اور نہ خیال کرو کہ یہ ہمارے زمانے کے محدثین کی طرح ہیں۔ ہرگز نہیں، کم از کم تم ان میں ایک بھی ایسا آدمی نہیں بتا سکتے جسے دین کا علم نہ ہو یا وہ راہ نجات سے ناآشنا ہو۔ جبکہ ہمارے زمانے میں کوئی ایسا محدث نہیں ہے جو علم و معرفت میں ان کا ہمسر ہو سکے۔

میں تمہارے فرط شوق کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ تم زبان حال سے ابنائے زمانہ کے اس مقولہ پر گزر کر رہے ہو کہ امام احمد کون ہیں؟ ابن المدینی کیا ہیں؟ ابو زرعہ اور ابو داؤد کیا چیز ہیں؟ آپ کے سامنے معذرت پیش کرتا ہوں۔ ہمارے دور میں "محدث" کہلانے والے تو فقہ و اصول فقہ سے ناواقف ہیں۔ نیز یہ رائے کی حقیقت کو نہیں جانتے نہ انہیں بیان و معانی اور دقائق کا علم ہے، نہ ہی انہیں منطق اور دلیل کی خبر ہے۔ نیز نہ وہ اللہ کے وجود پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں اور نہ دین کی کوئی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس لئے حلم و بردباری کے ساتھ خاموش رہو یا دلیل سے گفتگو کرو، کیونکہ مفید علم وہی ہوتا ہے جو ایسے لوگوں سے حاصل ہو۔ لیکن علمائے فقہ سے تمہاری نسبت ایسی ہے جیسی ہمارے عہد کے محدثین کی ائمہ حدیث سے۔ بنا بریں نہ ہماری کوئی حیثیت ہے نہ تمہاری۔ کیونکہ علم و فضل کو علماء و فضلاء ہی جان سکتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کا دھیان رکھتا ہے اور اپنے نقائص کا اعتراف کرتا ہے اور جو شخص جلال و جہل اور شر اور گھمنڈ سے بات کرتا ہے، اس سے اپنا منہ پھیر لے اور اسے اپنی گمراہی میں بھٹکتا رہنے دے۔ کیونکہ اس کا انجام وبال اور بربادی ہے۔ ہم اللہ سے عفو و عافیت کے طلبگار ہیں۔ بقول جامی:-

(۱) بانبی گفت ایزد متعال — کہ بامت رساں بہ لطف مقال

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا
کہ اپنی امت کو بانداز نرم کہہ دیجئے:

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) ان تحبوا الاله فاتبعون — نیست کار از متابعت بیرون

اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو
کہ میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

(۳) ہر کہ در اتباع من گم شد — برزد آخر ز جیب یحببکم

کیونکہ جو آدمی میری اتباع میں منہمک ہو جاتا ہے،
آخر کار خود خدا اس سے محبت کرتا ہے۔

(۴) ہر کہ جاں در متابعت درباخت — علم یحببکم الشمس بنو اخت

جو شخص اپنی جان میری اتباع میں قربان کر دیتا ہے،
اللہ تعالیٰ اسے اپنی محبت سے نوازتا ہے۔

(۵) گنج، جذب خدائے ذوالمنن است — راہ سوئے اور رعایت سنن است

احسان کرنے والے خدا کی محبت خزانہ ہے، جس تک
پہنچنے کا راستہ سنت رسولؐ پر عمل کرنا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن سوم کی خصوصیات

اس عہد سے پہلے تفسیر کا دارومدار بالمشافہ روایت اور اساتذہ کی تعلیم پر تھا۔ جبکہ اس عہد کی تفاسیر کا مدار صرف روایات پر تھا اور صحیح کے ساتھ ضعیف اور روایت کے ساتھ درایت بھی شامل ہوگئی۔ جس طرح واضعین نے تفاسیر میں جھوٹی احادیث کو شامل کر دیا، اسی طرح مبتدعین نے تفسیر میں اپنے فاسد خیالات و عقائد کو ملا دیا اور باطل طور پر گھٹیا اقوال، روایات اہل کتاب اور صحیح احادیث کے ساتھ استہزاء سے، جو اہل علم پر مخفی نہیں، ان پر استدلال کیا۔ اس غلط کاری کا سرچشمہ معتزلہ، رافضی اور قدری تھے۔ چنانچہ معتزلہ اس بات کے منکر ہیں کہ حجر اسود پہلے سفید تھا اور مشرکوں کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے سیاہ پڑ گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر تو مشرکین کے قبول اسلام پر اسے سفید ہو جانا چاہیے تھا۔ اسی طرح انہوں نے مچھلی کے ذکر، شیطان کے سینگ، مینڈکوں کی تسبیح اور اسی طرح کی کئی چیزوں سے انکار کیا اور اپنے مزعومات کے ثبوت اور اپنے دین کی مدد کے لئے احادیث وضع کیں، جیسا کہ ابو العینا نے توبہ کے بعد بیان کیا کہ اس نے اور جاحظ نے ملکر فدک کی حدیث وضع کی اور پھر بغداد کے شیوخ حدیث کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے اسے قبول کر لیا لیکن ابن ابی شیبہ علوی نے اس بنا پر اسے ماننے سے انکار کر دیا کہ اس کا متن پہلی حدیث کے خلاف تھا۔

اسی طرح جاحظ نے، جو ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں فوت ہوا تھا، عربوں سے ایسا کلام منسوب کیا جو اس نے خود گھڑا تھا لیکن ائمہ لغت سے اسے منسوب کرتا تھا۔ اسی بناء پر ابو العباس ثعلب کو کہنا پڑا تھا کہ جاحظ کا نام مت لو وہ غیر ثقہ اور ناقابل اعتبار ہے۔ اسی طرح ابن قتیبہ نے، جو جاحظ کا شاگرد تھا، کئی مواقع پر اپنے استاد کی تردید کی ہے۔ اسی طرح ابو الہذیل علاف نے اہل جنت اور اہل نار کے حالات کے بارے میں جہم بن صفوان کے مذہب کی تائید کی ہے کہ جنت اور دوزخ دونوں آخر کار ختم ہو جائیں گی اور جنتی اور دوزخی بھی لازماً ختم ہو جائیں گے۔ محقق بغدادی نے اپنی کتاب الفرق بین الفرق میں اسے بیان کیا ہے (ص ۷۳)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تمام امت نظام کے کفر پر متفق ہے۔ کیونکہ اس نے اکثر اصول دین کی مخالفت کی ہے۔ شریعت پر طعن کیا ہے اور کتاب اللہ پر اعتراضات کئے ہیں، لغو گوئی کی اور قرآن کا مذاق اڑایا ہے۔ وہ اتباع متشابہات میں فتنہ و تاویل کیلئے پڑا ہے۔ ان طاغوتوں نے الفاظ کو ان کے مقام سے ہٹا کر تناقض، فساد نظم اور اختلاف کا اعتراض کیا ہے۔ چنانچہ معتزلہ، رافضیوں اور قدریوں کی تفاسیر میں اس قسم کے خدشات کی بہتات ہے۔ ہم امام ناقد حافظ ذھبی سے نقل کر چکے کہ نظام اس دور میں اہل الرائی کے ائمہ میں سے تھا الخ۔ ارشاد ربانی ہے:

فخلف من بعد هم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا ○

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ پس وہ عنقریب دوزخ میں جا پڑیں گے۔

اس لئے ضروری ہے کہ صحیح اور سقیم میں تمیز کی جائے۔

اسی صدی میں ۲۲۱ھ (۸۳۶ء) میں مامون نے شیعیت کو ہوا دی اور حکم دیا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کو امت کا فرد اعظم تسلیم کیا جائے۔ پھر خلق قرآن کے عقیدے کو رواج دیا۔ نیز یونان سے کتب منگوا کر انہیں عربی میں منتقل کیا۔ اس سے فساد پیدا ہوا، امت میں اختلاف پڑ گیا اور ۲۲۸ھ میں علماء نے دین عقیدہ خلق قرآن سے انکار کی وجہ سے سخت پریشانی میں پھنس گئے۔ ائمہ حکومت پر دربار خلافت کی طرف سے تہدیدی احکامات جاری کئے گئے اور خطبات میں سختی کی گئی۔ چنانچہ مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اکثر لوگوں نے مجبور ہو کر اقرار کر لیا لیکن امام احمد اور محمد بن نوح نے انکار کر دیا۔ ان دونوں کو گرفتار کر کے مامون کے پاس بھیجا گیا۔ مامون طرسوس کی سرحد پر کیمپ کئے ہوئے تھا۔ ابھی یہ راستے ہی میں تھے کہ مامون مر گیا۔ واپسی میں محمد بن نوح فوت ہو گئے۔ امام بغداد پہنچے تو قید کر دیئے گئے اور مدتوں سرکاری مہمان رہے۔ یہیں سے تاویل متشابہات اور انکار صفات کے ذریعہ باطل آراء اور غلط عقائد پیدا ہوئے۔ وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون ○ (عن قریب ظالم لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ انکے ساتھ کیا معاملہ پیش آتا ہے)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

(اس قرن کے علماء وفضلاء)

اس قرن میں ہر فن کے علماء کی کثرت تھی۔

ا۔ محدثین :

اس قرن میں محدثین کی بڑی کثرت تھی، ہزاروں راوی تھے جو اپنے حافظہ کی مدد سے ٹھیک ٹھیک روایات بیان کرتے تھے۔

(۱) سعید بن منصور المتوفی ۲۲۷ھ (۸۴۲ء): انہوں نے دس ہزار روایات زبانی املاء کرائیں۔

(۲) ابن ابی داؤد نے ۳۶ ہزار حافظہ سے اصفہان میں بیان کیں۔

(۳) امام احمد دس لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔

(۴) ابو معمر ہذلی نے موصل میں دو ہزار احادیث زبانی لکھوائیں۔

(۵) عبید اللہ بن معاذ کو بقول ابو داؤد دس ہزار احادیث یاد تھیں۔

(۶) ابو زرعہ کو ایک لاکھ احادیث یاد تھیں اور جب وہ املا کراتے تو لاکھوں لکھنے والے موجود ہوتے تھے۔

(۷) نعیم بن حماد المتوفی ۲۲۸ھ (۸۴۳ء) نے بصرے میں روح سے پچاس ہزار احادیث لکھیں اور ابو کریب المتوفی ۲۴۸ھ کو کوفے میں تین لاکھ احادیث سنائیں۔

(۸) ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں نے بندار المتوفی ۲۵۲ھ (۸۶۳ء) سے پچاس ہزار احادیث لکھیں۔

(۹) احمد بن فرات کہتے ہیں کہ میں نے پندرہ لاکھ احادیث لکھیں۔

(۱۰) ابو زرعہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی شیبہ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں۔

(۱۱) احمد بن یوسف کہتے ہیں میں نے عبید اللہ بن موسیٰ سے ۳۰ ہزار احادیث لکھیں۔

(۱۲) ابو حاتم رازی کہتے ہیں میں نے نفیلی سے تقریباً چودہ ہزار احادیث لکھیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۲ ائمہ حفاظ کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی:

(۱) ابو زرعہ رازی: ۲۶۴ھ (۸۷۸ء)۔

(۲) ابو حاتم رازی: ۲۷۷ھ (۸۹۰ء)۔

(۳) ابو داؤد سجستانی ۲۷۵ھ (۸۸۸ء)۔

(۴) ترمذی ۲۷۹ھ (۸۹۲ء)۔

(۵) محمد بن وضاح ۲۷۶ھ (۸۸۹ء)۔

(۶) محمود بن غیلان، امام فقہ ۲۳۹ھ (۸۵۳ء)۔

(۷) ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی ۲۴۰ھ (۸۵۴ء)۔

(۸) امام زکریا بن یحیی: ۲۳۰ھ (۸۳۵ء)۔

۳ علمائے نحو:

(۱) محمد بن یزید مبرد۔

(۲) اخفش سعید بن مسعدہ تمیذ سیبویہ۔

(۳) محمد بن مستنیر قطرب نحوی تمیذ سیبویہ۔

(۴) ابو عمر والجرمی: ۲۲۵ھ (۸۴۰ء)۔

(۵) ابو العباس ثعلب۔

(۶) اصمعی لغوی عبدالملک: ۲۱۵ھ (۸۳۰ء)۔

(۷) نضر بن شمیل لغوی شیخ خراسان: ۲۰۳ھ (۸۱۸ء)۔

(۸) یحیی بن زیاد فراء صاحب الکسائی: ۲۰۷ھ (۸۲۲ء)۔

(۹) عمرو الشیبانی اللغوی: ۲۱۰ھ (۸۲۵ء)۔

(۱۰) ابو عبیدہ معمر بن مثنی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۱) ابو عبید القاسم بن سلام بغدادی۔

(۱۲) یعقوب بن سکیت : ۲۴۴ھ (۸۵۸ء)۔

(۱۳) ابو عثمان مازنی۔

(۱۴) ابو حاتم سجستانی نحوی۔

۴ زهاد صالحین و ائمه متقین :

(۱) امام شافعی : ۲۰۴ھ (۸۱۹ء)

(۲) ابوداؤد طیالسی : ۲۰۴ھ (۸۱۹ء)

(۳) معروف کرخی : ۲۰۰ھ (۸۱۵ء)

(۴) امام علی بن موسیٰ رضا

(۵) عفان بن مسلمہ حافظ، محدث بغداد : ۲۲۰ھ (۸۳۵ء)

(۶) قالون قاری مدینہ : ۲۲۰ھ (۸۳۵ء)

(۷) بشر بن حارث : ۲۲۷ھ (۸۴۲ء)

(۸) احمد بن نصر خزاعی شہید مسئلہ خلق قران : ۲۳۱ھ (۸۴۶ھ)

(۹) محمد بن سماعہ صاحب امام ابی یوسف : ۲۳۳ھ (۸۴۸ء)

(۱۰) حاتم الاصم زاہد وقت : ۲۳۷ھ (۸۵۲ء)

(۱۱) ذوالنون مصری : ۲۴۵ھ (۸۵۹ء)

(۱۲) سری ابن مفلس سقطی صاحب معروف کرخی : ۲۵۲ھ (۸۶۶ء)

(۱۳) دارمی صاحب المسند عالم سمرقند : ۲۵۵ھ (۸۶۹ء)

(۱۴) یحییٰ بن معاذ رازی : ۲۵۸ھ (۸۷۲ء)

(۱۵) مسلم بن حجاج صاحب صحیح مسلم : ۲۶۱ھ (۸۷۵ء)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۶) ابوزرعہ رازی : ۲۶۳ھ(۸۷۷ء)۔

(۱۷) مزنی صاحب امام شافعی : ۲۳۴ھ(۸۴۸ء)۔

(۱۸) محمد بن شجاع ثلجی فقیہ عراق : ۲۶۶ھ(۸۸۰ء)۔

(۱۹) سہل تستری : ۲۸۳ھ(۸۹۷ء)۔

(۲۰) شیخ الصوفیہ ابو سعید خراز : ۲۸۶ھ(۹۰۰ء)۔

(۲۱) شیخ العارفین عمرو بن عثمان مکی : ۲۹۷ھ(۹۱۰ء)۔

(۲۲) سید الوقت ابوالقاسم جنید بغدادی : ۲۹۷ھ۔

(۲۳) زاہد خراسان ابو عثمان حیری۔

(۲۴) ابوتراب نخشبی عسکر بن محمد : ۲۴۵ھ(۸۵۹ء)۔

(۲۵) شاہ شجاع کرمانی : ۲۷۰ھ(۸۸۳ء)۔

(۲۶) ابو سلیمان دارانی : ۲۱۵ھ(۸۳۰ء)۔

(۲۷) حارث بن اسد محاسبی : ۲۴۳ھ(۸۵۷ء)۔

(۲۸) الدینوری : ۲۹۹ھ(۹۱۱ء)۔

۵ بدعتی فرقوں کے مندرجہ ذیل نمائندے موجود تھے :

(۱) بشر بن غیاث معتزلی مریسی، جس نے خلق قرآن کا دعویٰ کیا۔ اس سے بعض ناپسندیدہ اقوال اور غلط عقائد منقول ہیں۔ چنانچہ اکثر علماء نے اس کی تکفیر کی ہے۔ اسکے اور الشافعی کے درمیان کئی مناظرے ہوئے۔ اس سے منسوب فرقہ مرجئہ مریسیہ تھا۔ اسکا باپ ایک یہودی تھا جو دھوبی اور رنگ ریز تھا۔

قتیبہ بن سعید کا قول ہے کہ بشر کافر تھا۔ وہ ۲۱۸ھ(۸۳۳ء) یا ۲۲۸ھ(۸۴۳ء) میں مرا۔

(۲) احمد بن ابی دؤاد قاضی : ۲۴۰ھ(۸۵۴ء)۔

(۳) جاحظ : ۲۵۴ھ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۲۱۸ھ سے مامون نے علماء کو خلق قرآن کے مسئلے کی وجہ سے بڑے سخت امتحان میں ڈالے رکھا۔

چنانچہ اس دوران میں مندرجہ ذیل لوگ ظاہر ہوئے:

(۴) ابو عبداللہ شیعی کا ظہور ہوا اور اسی آدمی کی وجہ سے مصر میں غلاموں کی حکومت قائم ہوئی۔

(۵) واصل بن عطاء اور اس کا فرقہ واصلیہ۔

(۶) ابو الہذیل علاف حمدان: ۲۲۶ھ (۸۴۱ء)۔ اس کی پیدائش ۱۳۵ھ میں ہوئی تھی۔

(۷) ابو یعقوب شحام: ۲۶۷ھ (۸۸۰ء)۔

(۸) نظام ابراہیم بن یسار: ۲۳۱ھ (۸۴۵ء)۔

(۹) عیسیٰ بن صبیح المردار: ۲۲۶ھ (۸۴۱ء)۔

(۱۰) جعفر بن حرب: ۲۳۴ھ (۸۴۸ء)۔

(۱۱) جعفر بن مبشر: ۲۳۶ھ (۸۵۰ء)۔ یہ دونوں جعفرین کہلاتے ہیں۔

(۱۲) ثمامہ بن اشرس نمیری: ۲۱۳ھ (۸۲۹ء)۔

(۱۳) ہشام بن عمرو فوطی: ۲۲۶ھ (۸۴۱ء)۔

(۱۴) عباد بن سلیمان ضمیری: ۲۵۰ھ (۸۶۴ء)۔

(۱۵) علی اسواری: ۲۴۰ھ (۸۵۴ء)۔

(۱۶) ابو جعفر اسکافی: ۲۴۰ھ (۸۵۴ء)۔

(۱۷) احمد بن خابط: ۲۳۲ھ (۸۴۶ء)۔

(۱۸) الفضل الحدثی: ۲۵۷ھ (۸۷۱ء)۔

(۱۹) بشر بن معتمر: ۲۲۶ھ (۸۴۱ء)۔

(۲۰) معمر بن عباد سلمی: ۲۲۰ھ (۸۳۵ء)۔

(۲۱) احمد بن یحییٰ بن اسحاق ابو الحسین الدیوندی، ملحد زندیق: ۲۹۸ھ (۹۱۱ء)۔ یہ شخص تمام ملحدوں اور زندیقوں کا پیشوا تھا۔ اس نے کئی کتابیں لکھی تھیں جن میں اس نے حد درجہ ناپسندیدہ اقوال کا ذکر کیا۔ اسکی تردید میں جبائی اور ان کے بیٹے ابو ہاشم نے لکھا جیسا کہ المنتظم میں ہے (۶/۹۹)۔

Maktaba-Tul-Ishaat.com

فہرست قرن چہارم

(۱) فریابی

(۲) النسائی

(۳) احمد بن فرج

(۴) جبائی معتزلی

(۵) محمد بن عبداللہ بن سلیمان

(۶) ابو الاسود موسیٰ بن عبدالرحمان

(۷) ابن عطاء

(۸) ابوالطیب محمد بن مفضل بن سلمہ

(۹) مؤرج بن عمر بن منیع

(۱۰) ابن وہب دینوری

(۱۱) امام طبری

(۱۲) عمر بن جبیر

(۱۳) ابن المنذر

(۱۴) ولید بن ابان اصفہانی

(۱۵) ابو عبداللہ ابراہیم بن محمد (نفطویہ)

(۱۶) کیسہ بن احمد

(۱۷) کعبی

(۱۸) زجاج

(۱۹) ابوالقاسم بغوی

(۲۰) ابن ابی داؤد

(۲۱) عبداللہ بن حنین

(۲۲) ابو علی واسطی

(۲۳) ابن درید

(۲۴) طحاوی

(۲۵) ابو زید بلخی

(۲۶) منصور بن حسین

(۲۷) ابن کیسان نحوی

(۲۸) ابو مسلم اصفہانی

(۲۹) احمد بن عبداللہ بن مسلم

(۳۰) ابن الاخشید

(۳۱) ابن ابی حاتم رازی

(۳۲) ابو بکر الصولی

(۳۳) ابن الانباری

(۳۴) علی بن عیسیٰ

(۳۵) امام ماتریدی

(۳۶) علی بن حمشاد

(۳۷) نحاس

(۳۸) قاسم بن اصبغ

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۹) ابوبکر سجستانی

(۴۰) احمد بن جعفر بن محمد

(۴۱) محمد بن حسن نقاش

(۴۲) منذر بن سعید قاضی

(۴۳) ابوالحسن قمی

(۴۴) احمد بن کامل

(۴۵) ابن مقسم

(۴۶) محمود بن احمد بن فرج

(۴۷) طبرانی

(۴۸) احمد بن محمد بن شارک

(۴۹) نیشاپوری قدیم

(۵۰) ابن خالویہ

(۵۱) ابوبکر فارسی

(۵۲) حسین بن محمد

(۵۳) محمد بن عبدالرحمان

(۵۴) ابواللیث سمرقندی

(۵۵) ابوعلی فارسی

(۵۶) قفال شافعی

(۵۷) ابوالشیخ

(۵۸) احمد بن فارس بن زکریا

(۵۹) جصاص

(۶۰) محمد بن محمد بن الازہری

(۶۱) عبداللہ بن عطیہ

(۶۲) رمانی

(۶۳) ابن شاہین

(۶۴) محمد بن عبداللہ بن جعفر

(۶۵) محمد بن عبداللہ بن عمرو

(۶۶) محمد بن احمد بن ابراہیم

(۶۷) اوفوی

(۶۸) ابوالقاسم نحوی معتزلی

(۶۹) معافی بن زکریا بن یحیی نہروانی

(۷۰) حسن بن عبداللہ بن سہل

(۷۱) ابن زمنین

(۷۲) خلف بن احمد

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن چہارم کے مفسرین

(۱۶۲/۱) فریابی

علامہ، حافظ، شیخ الوقت ابو بکر جعفر بن محمد بن حسن المستفاض ترکی، جو دینور کے قاضی تھے۔ وہ ترکی سے ہجرت کر کے مصر چلے گئے تھے۔ صاحب تصانیف ہیں۔ انہوں نے علی بن المدینی وغیرہ سے روایت کی۔ خود کہتے تھے کہ میری پہلی تحریر ۲۲۴ھ (۸۳۹ء) کی ہے۔

جب وہ بغداد آئے تو کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاں حاضرین مجلس کی تعداد تیس ہزار تھی، املا کرانے والے ۳۱۶ تھے اور قلم دوات والے، جو ساتھ ساتھ لکھتے جاتے تھے، دس ہزار کی تعداد میں تھے۔ انہوں نے مشرق و مغرب کا سفر کیا، بلند پایہ علماء سے ملاقات کی اور ۳۰۰ھ (۹۱۲ء) تک حدیث کو بیان کیا۔ ان کی ولادت ۲۰۷ھ اور وفات محرم ۳۰۱ھ میں ہوئی۔

(۱۶۳/۲) انماطی

ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق نیشاپوری، جن کی وفات ۳۰۳ھ (۹۱۵ء) میں ہوئی۔ کسب معاش کیلئے قالین بنتے تھے اسلئے انماطی کہلائے۔ بقول ذھبی وہ ایک بہت بڑی تفسیر کے مصنف اور علماء کبار سے تھے۔ انہوں نے اسحاق بن راھویہ اور عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ سے سماع کیا اور ان سے ابن الشرقی اور ابو عبد اللہ اخرم وغیرہ نے روایت کی۔

(۱۶۴/۳) احمد بن فرج

ابن جبرئیل ابو جعفر بغدادی عسکری، نابینا، مفسر، ان سے ابو بکر نقاش نے پڑھا اور خود انہوں نے علی بن المدینی، عثمان بن ابی شیبہ اور ابو عمر دوری وغیرہ سے روایت کی۔ وہ ثقہ، قرآن کے بڑے عالم، لغت کے ماہر اور تفسیر میں بڑی بصیرت کے حامل تھے۔ ۳۰۳ھ (۹۱۵ء) میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴/ ۱۶۵) جبائی معتزلی

محمد بن عبدالوہاب بن سلام ابو علی الجبائی، معتزلہ کے امام تھے۔ یعقوب الشحام معتزلی بصری سے اخذ علم کیا۔ ان کے مقالات، تصانیف اور تفسیر مشہور ہیں۔ امام ابوالحسن الشعری نے ان سے علم حاصل کیا لیکن پھر ان سے اعراض کر لیا۔

علامہ سیوطی نے طبقات المفسرین میں لکھا ہے کہ ان کا سال وفات ۳۲۱ھ (۹۳۳ء) تھا۔ امام ذہبی نے دول الاسلام میں ان کی تاریخ وفات ۳۰۳ھ (۹۱۵ء) بیان کی ہے۔ جبکہ ۲۹۵ھ (۹۰۸ء) بھی کہا گیا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے ابو ہاشم عبدالسلام نے روایت کی، جو فرقہ بھشمیہ کا بانی تھا۔ باپ بیٹا دونوں فرقہ معتزلہ کے امام تھے۔ ابن درستویہ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ میں ابو ہاشم کے ساتھ ایک جگہ بیٹھا تھا۔ اس نے مجھ سے اسی (۸۰) سوالات غریب النحو کے متعلق دریافت کیے اور میں کسی ایک کا جواب بھی نہ دے سکا۔ ابو ہاشم اور ابن درید کی وفات ایک ہی دن ہوئی تھی۔

جبائی کا سال ولادت ۲۳۵ھ (۸۵۰ء) ہے۔ ابن جوزی نے المنتظم میں انکی وفات کو ۳۰۳ھ (۹۱۵ء) کے حوادث میں شمار کیا ہے۔

(۵/۱۶۶) محمد بن عبداللہ بن سلیمان ، ابو سلیمان سغدی

انہوں نے ابو علی صواف، محاملی اور ابو بکر شافعی سے سماع کیا۔ انہوں نے تفسیر کے موضوع پر کئی کتابیں لکھیں: (۱) کتاب مجتبیٰ التفسیر، اس میں صغیر و کبیر اور قلیل و کثیر سے جو ہو سکا، جمع کر دیا (۲) کتاب الجامع الصغیر فی مختصر التفسیر (۳) کتاب المهذب فی التفسیر۔

ابو سلیمان شافعی تھے اور اشعری مسلک کے پیروکار۔ اتباع سنت کے بڑے شیدائی تھے۔

(۶/ ۱۶۷) ابو الاسود موسی بن عبدالرحمان بن حبیب قطانی

انہوں نے محمد بن سحنون، محمد بن عامر اندلسی اور علی بن عبدالعزیز وغیرہ سے استفادہ کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اہل مصر کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ان میں قیروان سے ایک شخص آیا جو طرابلس کا قاضی مقرر ہوا اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے ضعیف کو قوی سے اس کے حقوق دلوائے۔

اس لئے اس کے خلاف بغاوت ہو گئی۔ اسے ستایا گیا اور کنیسہ شورا میں قید کر دیا گیا۔ انہیں رہائی اس طرح نصیب ہوئی کہ ایک شخص نے بازار سے مچھلی خریدی جسکے پیٹ سے ایک اور مچھلی نکلی۔ اہل حل و عقد میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ یہ بائع اور مشتری میں سے کسے ملنی چاہیے۔ آخر معاملہ موسیٰ کے سامنے پیش ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مچھلی وزن کی گئی تھی تو یہ بھی خریدار کو ملے گی۔ لیکن اگر انکل پچو سے بکی ہے تو دوسری بیچنے والے کو ملے گی۔ حاکم نے ان کی رہائی کا حکم دے دیا کہ ایسا آدمی قید میں نہیں رہنا چاہیے۔

احکام القرآن جو بارہ اجزاء پر حاوی ہے، ان کی تالیف ہے۔ ۲۲۲ھ (۸۳۶ء) میں پیدا ہوئے اور ۳۰۶ھ (۹۱۸ء) میں وفات پائی۔

(۱۶۸/۷) ابن عطاء

ابو العباس ابن عطاء، احمد بن محمد بن سہل بغدادی، مشائخ اور زہاد میں سے تھے۔ ان کی تفسیر میں اول سے آخر تک صوفیاء کے اشارات ہیں۔ انہیں حلاج کی وجہ سے ۳۰۹ھ (۹۲۱ء) یا ۳۱۱ھ (۹۲۳ء) میں قاہر باللہ کے عہد میں قتل کیا گیا تھا۔

انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ یمیتنی ثم یحیین (الشعراء: ۸۱) کی تفسیر بایں انداز کی ہے:

یمیتنی ثم یحیینی بہ: وہ میری وجہ سے مجھے مار دیتا ہے اور پھر اسکے ذریعہ مجھے زندہ کر دیتا ہے۔

اسی طرح ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا (حم سجدہ: ۳۰) کی تفسیر میں فرمایا: پھر وہ پختہ ہو گئے اپنے دل کو صرف اللہ کے لئے مخصوص کر دینے پر۔

فرمایا کہ بھلائیوں پر جم جانے کا نام ادب ہے۔

(۱۶۹/۸) **ابو الطیب محمد بن مفضل بن سلمہ بن عاصم بغدادی شافعی**

فقہ، معانی اور ادب میں ان کی کئی کتابیں ہیں۔ قرآن کے معانی کے متعلق ضیاء القلوب کے نام

Maktaba Tul Ishaat.com

سے ایک کتاب لکھی۔ وفات محرم ۳۰۸ھ (۹۲۰ء) میں ہوئی۔ فقہ ابوالعباس بن سریج سے پڑھی۔ اسی وجہ سے ابوالعباس ان کی تعلیم وتدریس کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ وہ کوفی المذھب تھے اور ان کا خط دلپذیر تھا۔ ابن الاعرابی جیسے علماء سے انہیں ملاقات کا موقعہ ملا۔ انہوں نے خلیل کی کتاب العین پر استدراک لکھا جس میں پہلے ان کی غلطیاں بیان کی ہیں۔ ذیل کی کتب ان کی یادگار ہیں:

(۱) کتاب التاریخ فی علم اللغۃ (۲) کتاب المفاخر (۳) کتاب العود والملاھی (۴) کتاب الطیف (۵) کتاب الاشتقاق (۶) کتاب الزرع والنبات (۷) کتاب خلق الانسان (۸) کتاب مایحتاج الیہ الکاتب (۹) کتاب المقصور والممدود (۱۰) کتاب المدخل الی علم النحو (۱۱) ضیاء القلوب فی معانی القرآن، جو بیس سے زیادہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

ان کے دادا سلمہ بن عاصم فراء کے مصاحب اور ان کے روایہ تھے۔

(۹ / ۱۷۰) میورج بن عمر بن منیع بن حصین

سدوسی، ابوفید بصری، نحوی۔ بقول حاکم وہ علم ادب کے ائمہ میں سے تھے۔ انہوں نے قرہ بن خالد اور ابو عمرو بن علاء سے روایت کی۔ اور ان سے نضر بن سہیل نے۔ بقول یاقوت وہ خلیل کے خاص اصحاب میں سے تھے، اور ادب، حدیث، انساب اور تاریخ کے عالم تھے۔ انہوں نے غریب القرآن، الانواء والمعانی اور جماہیر القبائل تصنیف کیں۔

انکی وفات ۱۹۵ھ (۸۱۱ء) میں ہوئی۔ ایک قول ۱۹۴ھ (۸۱۰ء) کا بھی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۲۰۰ھ (۸۱۵ء) کے بعد تک زندہ رہے۔

(۱۰ / ۱۷۱) ابن وھب دینوری

امام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن وھب دینوری، جو ابن وھب الجوال کے نام سے مشہور تھے۔ کئی ممالک میں گھومتے پھرے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی تفسیر کا نمونہ :الا لہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ بندے ضرورت اور مصائب میں اس کے قریب ہوتے ہیں، اس سے لگاؤ پیدا کرتے ہیں اور قضاء حاجات ورفع مصائب کے لئے اس کے سامنے گڑگڑاتے ہیں۔

سال وفات ۳۰۸ھ (۹۲۱ء) ہے۔

(۱۱ / ۱۷۲) امام طبری

محمد بن جریر بن یزید بن خالد طبری، جو ایک بڑی تفسیر اور ایک مشہور تاریخ کے مصنف ہیں۔ وہ اکثر علوم وفنون، تفسیر، حدیث تاریخ اور فقہ کے امام ہیں۔ وہ ائمہ مجتہدین میں سے تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ روایت میں ثقہ ہیں اور ان کی تاریخ سب سے زیادہ صحیح تاریخ ہے۔

ابن خلکان کہتے ہیں ان کی ولادت ۲۲۴ھ (۸۳۹ء) میں طبرستان کے شہر آمل میں ہوئی۔ اور ہفتے کے دن شام کے وقت فوت ہوئے اور اتوار ۲۶ شوال ۳۱۶ھ (۹۲۸ء) کو بغداد میں اپنے ہی گھر میں دفن ہوئے۔ نیز ابن خلکان ہی کہتے ہیں کہ مصر میں ان کی قبر جو مشہور ہوگئی ہے، وہ درست نہیں۔

امام نووی لکھتے ہیں کہ امت محمدیہ اس پر متفق ہے کہ ان کی تفسیر جیسی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ سیوطی نے سب تفاسیر میں اسے اجل اور اعظم لکھا ہے۔ ابو حامد اسفرائنی لکھتے ہیں کہ اگر کبھی کوئی کو اس تفسیر کیلئے چین جانا پڑے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔ الاتقان میں ہے کہ چونکہ اس میں اقوال کی کئی کئی توجیہات مذکور ہیں اور بعض کو بعض پر ترجیح دی گئی ہے، اعراب کا خاص اہتمام ہے اور استنباط مسائل کا خیال رکھا گیا ہے، بنابریں تمام پہلی تفاسیر پر اسے فوقیت حاصل ہے۔

ان کی تصانیف میں کتاب فی اختلاف العلماء بھی ہے جس میں انہوں نے امام احمد کا ذکر نہیں کیا اور وجہ یہ بیان کی کہ وہ محدث تھے، فقیہ نہیں تھے۔ اسی وجہ سے حنابلہ نے طبری کو بعد از وفات رافضی کہا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مؤلف کہتے ہیں کہ وہ اپنی تفسیر میں شاذ اقوال، مختلف اعراب کی وجوہات اور کثرت سے ایسی غیر صحیح روایات کا ذکر کرتے ہیں جو اہل کتاب سے منقول ہیں۔ وہ بعض روایات کی ترجیح کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں ۔ تفسیر ابن کثیر اسکی تلخیص ہے۔

(۱۷۳/۱۲) عمر بن بجیر

حافظ کبیر تھے، ۲۲۳ھ (۸۳۸ء) میں ہمدان سمرقند میں پیدا ہوئے۔ احادیث کا ایک مجموعہ صحاح سے لکھا ۔ نیز ایک تفسیر بھی لکھی ۔ ۳۱۱ھ (۹۲۳ء) میں وفات پائی۔

(۱۷۴/۱۳) ابن المنذر

محمد بن ابراہیم بن المنذر ابو بکر نیشاپوری، امام اور مجتہد تھے ۔ مکے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے ایسی کتابیں تصنیف کیں کہ فقہ وغیرہ میں ایسی کتاب کوئی تصنیف نہ کر سکا۔ کتاب المبسوط، کتاب الاشراف فی اختلاف العلماء واجماع العلماء اور کتاب التفسیر انکی کتابیں ہیں ۔ وہ مجتہد تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

ابن خلکان لکھتے ہیں کہ موافق و مخالف سب ان کی تالیفات کے محتاج تھے۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے فقہ کہاں سے اخذ کیا۔ کتاب الاشراف ایک بلند پایہ کوشش ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں تمام ائمہ کے مذاہب کے بارے میں کتنی وسیع واقفیت حاصل تھی۔ یہ عمدہ، نہایت کارآمد اور مفید کتاب ہے۔ کتاب المبسوط اس سے بھی بڑی ہے۔ ان کی وفات ۳۰۹ھ (۹۲۱ء) یا ۳۱۰ھ (۹۲۲ء) میں ہوئی۔ امام ذہبی نے ۳۱۸ھ (۹۳۰ء) بیان کی ہے۔

(۱۷۵/۱۴) ولید بن ابان اصفہانی

انہوں نے احمد بن فرات مروزی جیسے علمائے عصر سے فیض حاصل کیا۔ کئی شہروں میں گھومے پھرے۔ المسند الکبیر اور تفسیر لکھیں ۔ ۳۱۰ ھ (۹۲۲ء) میں اصفہان میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۵/ ۱۷۶) ابو عبداللہ ابراھیم بن محمد نفطویہ

نفطویہ ان کا لقب تھا۔ ثعلب اور مبرد سے علم حاصل کیا ۔ داؤد ظاہری کے مذہب پر تھے۔ اعراب القرآن اور غریب القرآن تصنیف کیں۔ ۳۲۳ھ (۹۳۵ء) میں وفات پائی ۔

(۱۶/ ۱۷۷) قتیبہ بن احمد

ابن شریح ابو حفص بخاری، تفسیر کبیر کے مصنف ہیں۔ سعید بن مسعود مروزی سے روایت کی۔ شیعہ تھے ۳۱۶ھ (۹۲۸ء) میں فوت ہوئے۔

(۱۷/ ۱۷۸) کعبی

عبداللہ بن احمد بن محمود بلخی ابو القاسم، کبار معتزلہ سے تھے۔ انہوں نے محدثین کے خلاف ایک کتاب لکھی، جس سے مصنف کی باخبری اور تعصب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ معتزلہ کے مبلغ تھے۔ انہوں نے عروض میں ایک کتاب لکھی جس میں خلیل پر اعتراضات کئے ہیں۔ کچھ عرصہ بغداد میں قیام کے بعد واپس بلخ چلے گئے تھے اور وہیں فوت ہوئے ۔

انہوں نے چودہ جلدوں میں قرآن کریم کی ایک تفسیر لکھی تھی۔ کوئی شخص ان کی تفسیر کا مقابلہ نہ کر سکا۔ وہ کعب کی نسبت سے کعبی کہلاتے تھے اور اپنے گروہ کے سردار تھے۔ ۲۷۳ھ (۸۸۶ء) میں پیدا ہوئے اور ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) میں فوت ہوئے۔

(۱۸/ ۱۷۹) زجاج

ابراہیم بن السری ابو اسحاق زجاج ، جو معانی القرآن کے مصنف تھے۔ انہوں نے اس کتاب کی املاء صفر ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) میں شروع کی۔ اور ربیع الاول ۴۱۶ھ (۱۰۲۵ء) میں ختم کی ۔ اس کے علاوہ انہوں نے درج ذیل کتابیں بھی تصنیف کیں :

(۱) کتاب الامالی (۲) کتاب ما فسر من جامع المنطق (۳) کتاب الاشتقاق (۴) کتاب العروض (۵) کتاب القوافی (۶) کتاب الفرق (۷) کتاب خلق الانسان

Maktaba Tul Ishaat.com

(۸) کتاب خلق الفرس (۹) کتاب مختصر النحو (۱۰) کتاب فعلت وافعلت (۱۱) کتاب ما ینصرف وما لا ینصرف (۱۲) کتاب شرح ابیات سیبویہ (۱۳) کتاب النوادر (۱۴) کتاب الانواء وغیرہ۔

انہوں نے ثعلب اور مبرد سے علم حاصل کیا۔ وہ شیشے (زجاج) کو ہموار کرتے تھے اس لئے زجاج کہلائے۔ انہوں نے ۸۰ سال کی عمر پائی۔ ابو القاسم زجاجی جنہوں نے کتاب الجمل فی النحو تالیف کی، ان سے منسوب تھے کہ وہ ان کے شاگرد تھے۔ ابو علی فارسی بھی ان کے شاگرد تھے۔

(۱۹/ ۱۸۰) ابو القاسم بغوی

عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی الاصل، بغدادی جو حدیث کے بلند پایہ حافظ اور مسند العالم تھے۔ ان کا سال وفات ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) ہے۔ یہ محی السنۃ بغوی سے پہلے گزرے اور بغوی کبیر کہلاتے تھے۔ ان کی تفسیر بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲۰/ ۱۸۱) ابن ابی داؤد

سلیمان بن اشعث بن اسحاق، وہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی داؤد ہیں، ۲۳۰ھ (۸۴۴ء) میں پیدا ہوئے۔ وہ جلیل القدر محدث اور بلند پایہ فقیہ تھے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی ایک تفسیر، طبری کے انداز پر ترتیب دی۔ یہ ان کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ ان کی دیگر کتب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) کتاب المصابیح فی الحدیث (۲) کتاب المصاحف (۳) کتاب نظم القرآن (۴) کتاب فضائل القرآن (۵) کتاب شریعۃ القاری (۶) کتاب الناسخ والمنسوخ (۷) کتاب البعث والنشور۔

انکی وفات ۳۱۰ھ (۹۲۲ء) میں ہوئی۔ جنازے میں تین لاکھ یا اس سے بھی زائد آدمی شریک تھے، اور اسی بار نماز جنازہ ادا کی گئی تھی۔

ان کے والد انہیں ساتھ لے کر بجستان سے نکلے اور خراسان، جبال، اصفہان، فارس، بصرہ، کوفہ، بغداد، مدینہ، شام، مصر، الجزیرہ اور ثغور کی سیاحت کر کے آئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن ابی داؤد کہتے تھے کہ جب میں کوفہ پہنچا تو میرے پاس صرف ایک درہم تھا جس سے تیس مٹھیاں لوبیا خرید لیا۔ جب تک میں شیخ کے درس میں شریک ہو تا رہا، صبح و شام اس سے پیٹ بھر تا رہا۔ جب لوبیا ختم ہوا تو میں اس وقت تک تیس ہزار روایات قلمبند کر چکا تھا جن میں مقطوع اور مرسل بھی تھیں۔

(۲۱ / ۱۸۲) عبداللہ بن حنین

ابن عبدالملک الکلاعی ۔ان کی کنیت ابو محمد تھی اور ابن اخی ربیع الصباغ ان کا عرف تھا۔ ان کو حدیث سے بڑا شغف تھا اور وہ اس کے امام شمار ہوتے تھے، علل حدیث میں بصیرت کے حامل تھے اور اس موضوع پر عمدہ لکھتے تھے۔ انہوں نے تقی الدین بن مخلد کی مسند کا خلاصہ تیار کیا تھا، معرفۃ الرجال اور علل حدیث پر بھی ایک ایک کتاب لکھی۔ انہوں نے (کتاب الاستیعاب لاقوال مالک مجردۃ دون اقوال اصحابہ) کی بھی ابتداء کی تھی جسے ابو عمر ابن الکوری نے مکمل کیا اور اہل مشرق نے اسے نقل کیا۔

انکی وفات ۳۱۸ھ (۹۲۹ء) میں ہوئی، ۳۱۹ھ (۹۳۰ء) بھی کہا گیا ہے۔

(۲۲ / ۱۸۳) ابو علی واسطی

محمد بن موسیٰ، جو رملہ کے قاضی تھے، فقہ اور تفسیر کے اچھے عالم تھے۔ ظاہری مسلک کے پیرو تھے اور ان پر قدریہ عقائد کا الزام بھی لگایا گیا تھا۔ ربیع الاول ۳۲۰ھ (۹۳۱ء) میں فوت ہوئے۔

(۲۳ / ۱۸۴) ابن ذرید

ابو بکر محمد بن حسن بن درید بن عتاهیہ، مسعودی نے مروج الذھب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ علم اللغہ میں بڑے ماہر تھے اور خلیل بن احمد کے جانشین شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے کافی کتابیں تحریر کیں مثلاً کتاب الجمہرۃ فی اللغہ جو ایک معتبر کتاب ہے، کتاب الاشتقاق اور کتاب غریب القرآن جسے وہ مکمل نہ کر سکے۔

ان کی ولادت بصرے میں ہوئی۔ ان پر کئی الزامات لگائے گئے۔ ۱۲ شعبان ۳۲۱ھ (۹۳۲ء) کو ذریدہ ان کی وفات ہوئی۔

ذرید اُسے کہتے ہیں جس کے منہ میں دانت نہ ہوں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۸۵/۲۴) طحاوی

امام احمد بن محمد بن سلامہ ازدی حجری، ۲۲۹ھ (۸۴۳ء) یا ۲۳۰ھ (۸۴۴ء) میں صعید مصر کے ایک گاؤں طحا میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں: شرح معانی الآثار، احکام القرآن جو دس سے زیادہ اجزاء پر حاوی ہے، مختصر فی الفقہ، شرح الجامع الکبیر، شرح الجامع الصغیر، الشروط الکبیر، الشروط الصغیر، الشروط الاوسط، نیز تقاریر، احکام کے رجسٹر، وصایا اور فرائض۔ قرآن پر انہوں نے ایک ہزار اوراق لکھے۔ قاضی عیاض نے الاکمال میں اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز النوادر الفقہیہ کے دس اجزاء ہیں، النوادر والحکایات بیس اجزاء سے زیادہ پر مشتمل ہے، امام ابو حنیفہؒ کے مناقب ایک جلد میں رقم کئے، مشکل الآثار ان کی آخری کتاب ہے۔ کتاب الرد علی ابی عبیدہ فی النسب اور کئی دیگر کتب بھی لکھیں۔ ان سے بکثرت لوگوں نے روایت کی۔ ان کی وفات ۳۲۱ھ (۹۳۳ء) میں ہوئی۔

(۱۸۶/۲۵) ابو زید بلخی

احمد بن سہل۔ انہوں نے درج ذیل کتابیں تصنیف کیں:

(۱) کتاب اسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ (۲) کتاب نظم القرآن (۳) کتاب قوارع القرآن (۴) کتاب ما اغلق من غریب القرآن (۵) کتاب عصمۃ الانبیاء (۶) کتاب فی ان سورۃ الحمد ___ تنوب عن جمیع القرآن (۷) الحروف المقطعۃ فی اوائل السور (۸) کتاب فضل مکہ علی سائر البقاع (۹) کتاب فضل بلخ (۱۰) کتاب البحث عن التاویلات (۱۱) کتاب فضیلۃ الاخبار۔

انکی وفات ۳۲۲ھ (۹۳۴ء) کے ماہ ذی الحج کے ختم ہونے سے نو دن قبل ہفتہ کی رات کو ہوئی۔

انہوں نے اپنی کتابوں میں فلسفیانہ طریق استدلال اختیار کیا۔ بقول یاقوت وہ تمام علوم قدیمہ وجدیدہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

(۱۸۷/۲۶) منصور بن حسین

ابن محمد بن احمد ابو نصر نیشاپوری، مفسر، ان سے اصم نے اور اصم سے شیخ الاسلام انصاری نے

Maktaba Tul Ishaat.com

روایت کی۔ ولادت ۲۳۷ھ (۸۵۱ء) میں ہوئی۔ اور وفات ۳۲۳ھ (۹۳۴ء) میں۔

(۱۸۸/۲۷) ابن کیسان نحوی

محمد بن ابراہیم بن کیسان۔ ابن حیان کا قول ہے کہ میں نے ابن کیسان کی مجلس سے زیادہ علوم و فنون کی مختلف اقسام کے جمع کرنے اور فائدہ پہنچانے میں کسی عالم کی مجلس کو بہتر نہیں دیکھا۔ خطیب کے بقول وہ نحو میں کوفیوں اور بصریوں ہر دو کے مذہبوں کے حافظ تھے۔ کیونکہ انہوں نے ثعلب اور مبرد دونوں سے پڑھا تھا۔ ابو بکر بن مجاہد کے مطابق وہ ان دونوں سے زیادہ ماہر نحوی عالم تھے۔ یاقوت کا کہنا ہے کہ وہ بصریوں کی طرف زیادہ مائل تھے۔ ان کے دروازے پر ہر وقت ان امراء و رؤساء کی تقریباً ایک سو سواریاں موجود رہتی تھیں جو ان سے ملنے آتے تھے۔ ان کی وفات ۳۲۶ھ (۹۳۸ء) میں ہوئی۔

ان کی کتابیں یہ ہیں:

(۱) المہذب فی النحو (۲) غلط ادب الکاتب (۳) الامات البرھان (۴) غریب الحدیث (۵) معانی القرآن (۶) علل النحو (۷) مصابیح الکتاب (۸) ما اختلف فیہ الکوفیون و البصریون (۹) ھذا الیس بالقدیم الذی لہ العروض والمعنی۔

(۱۸۹/۲۸) ابو مسلم اصفہانی

الکاتب محمد بن بحر جو متکلم اور معتزلی تھے، تفسیر اور تمام دیگر علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ وہ فارس اور اصفہان کے عامل ہو گئے تھے۔ انکی تفسیر جامع التاویل لمحکم التنزیل چودہ جلدوں میں ہے اور مذہب معتزلہ کے مطابق لکھی گئی ہے۔ اسکے علاوہ الناسخ والمنسوخ اور کتاب النحو ان کی کتابیں ہیں۔ وہ ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں پیدا ہوئے۔ اور ۳۲۲ھ (۹۳۵ء) میں فوت ہوئے۔ ذیل کے دو شعر ان کے ہیں:

(۱) و قد کنت ارجو انہ حین یلتحی　　　یفرج عنی او یجدلی صبراً

Maktaba Tul Ishaat.com

ترجمہ: مجھے توقع تھی کہ جب اسکے منہ پر ڈاڑھی اگ آئی اور اس کے رخسار سیاہ ہو گئے تو میرا غم ختم ہو جائیگا یا پھر صبر پیدا ہو جائیگا۔

(۲) فلماالتحی واسود عارض وجهه تحول لی البلوی بو احدة عشراً

ترجمہ: مگر جب اس کے ڈاڑھی اگ آئی اور اسکے رخسار سیاہ ہو گئے تو میری مصیبت دس گنا بڑھ گئی۔

امام رازی اپنی تفسیر میں ان کے اقوال نقل کر کے ان کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں۔

(۲۹ /۱۹۰) احمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبه بن مسلم دینوری

دینور میں پیدا ہوئے۔ وہ حافظ حدیث اور علامہ تھے۔ عراق میں ان کے کئی شاگرد تھے اور وہاں ان کا اپنا حلقہ تھا۔ انہیں مصر کا قاضی بنا دیا گیا تھا مگر وہ تین ماہ کے بعد ہی مستعفی ہو گئے۔ معانی القرآن ان کی ایک ایسی تصنیف تھی کہ بعد کے ہر آدمی نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

ان کی وفات ۳۲۲ھ (۹۳۴ء) میں ہوئی۔

(۳۰ /۱۹۱) ابن الاخشید

احمد بن علی، الادیب الفقیہ المعتزلی۔ اپنے فرقے کے فاضل اور پارسا افراد سے تھے۔ ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ انہوں نے تفسیر طبری کی تلخیص کی تھی۔ ۳۲۶ھ (۹۳۸ء) ان کا سال وفات ہے۔

(۳۱ /۱۹۲) ابن ابی حاتم الرازی

امام، حافظ، شیخ الاسلام ابو محمد عبدالرحمان بن الحافظ الکبیر ابی حاتم محمد بن ادریس بن منذر التمیمی الحنظلی الرازی، ۲۴۰ھ (۸۵۴ء) میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی معیت میں سفر کرتے ہوئے مختلف درس گاہوں سے قابلیت کی اعلیٰ اسناد حاصل کیں۔

امام ذہبی نے ابو یعلی خلیلی سے روایت کی کہ ابن ابی حاتم نے اپنے والد اور ابو زرعہ کا علم حاصل کیا۔ وہ مختلف علوم و فنون اور معرفت رجال میں سمندر تھے۔ انہوں نے فقہ اور اختلاف صحابہ و تابعین پر کتابیں لکھی ہیں۔ وہ بڑے زاہد تھے اور ابدال میں شمار ہوتے تھے۔ مؤلف کہتے ہیں کہ ان کی کتاب الجرح

Maktaba Tul Ishaat.com

والتعدیل ان کے اعلیٰ پایہ کے حافظ کی گواہی دیتی ہے۔ میں نے اس کتاب کا جو بارہ جلدوں میں ہے، مطالعہ کیا ہے۔ ان کی ایک تفسیر بھی کئی جلدوں میں ہے۔ انھوں نے جہمیہ کے رد میں ایک ضخیم تصنیف پیش کی ہے جو ان کی امامت پر گواہ ہے۔ ان کے والد ان پر تعجب کرتے تھے۔

اللہ نے ان کے چہرے کو ایسی رونق اور دل کشی عطا کی تھی کہ آدمی دیکھتا رہ جاتا۔ وہ کہتے تھے کہ میں اور میرا ساتھی سات مہینے مصر میں اکٹھے رہے تھے اور اس اثناء میں ایک بار بھی سالن کھانا نصیب نہیں ہوا۔ دن کو ہم اساتذہ کی خدمت میں حاضر رہتے، رات دن کا پڑھا ہوا لکھنے اور باہم مقابلہ کرنے میں گزر جاتی۔ ایک دن ہم شیخ کے پاس پڑھنے کو گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہیں۔ راستے میں ایک مچھلی دیکھی جو ہمیں پسند آگئی اور ہم نے خرید لی۔ لیکن اتنے میں ایک اور استاد کے پاس حاضری کا وقت ہو گیا اور ہم بھاگم بھاگ وہاں پہنچے۔ اسی دوڑ دھوپ میں تین دن گزر گئے اور مچھلی پڑی رہ گئی۔ تین دن کے بعد کہیں فرصت ملی تو ہر چند اس میں بدبو پیدا ہو گئی تھی مگر ہم نے بھون کر کھالی اور نے سے بھی بچ گئے۔ اس کے بعد کہتے تھے کہ اصل بات یہ ہے علم اور آرام کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

ابو عبداللہ قزوینی کہا کرتے کہ جب تم ابن ابی حاتم کے ساتھ نماز میں شریک ہو تو اپنے آپ کو ان کے سپرد کردو۔ وہ تمہارے ساتھ جو چاہیں گے کریں گے۔ ان کی وفات محرم ۳۲۷ھ (۹۳۸ء) میں ہوئی۔ ان کی تفسیر مسند کی بارہ جلدیں ہیں۔ علامہ سیوطی کہتے ہیں میں نے اپنی تفسیر الدرالمنثور میں انکی تفسیر شفاء الصدور کا خلاصہ پیش کردیا ہے۔ ان کی ایک کتاب الاشارات فی شرح الفاظ القرآن چار جلدوں میں ہے جس میں اکثر آثار باسند ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں انھوں نے ایک مسند بھی مرتب کی جو ہزار اجزاء پر مشتمل تھی۔

(۱۹۳/۳۲) ابو بکر الصولی

محمد بن یحییٰ بن عباس الصولی اعلیٰ پایہ کے ادیب و ظریف اور کتابیں جمع کرنے کے بہت زیادہ شوقین تھے۔ انہیں خلیفہ الراضی، پھر المکتفی اور پھر المقتدر کا ندیم ہونے کا فخر حاصل ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے کتاب الشامل فی علوم القرآن لکھی تھی لیکن مکمل نہ کرپائے۔ انہوں نے کافی کتابیں لکھی تھیں جن کا ابن ندیم نے ذکر کیا ہے۔ ان کی وفات ۳۳۰ھ میں بصرے میں بحالت گوشہ نشینی درو پوشی ہوئی۔ ابن جوزی نے المنتظم میں لکھا ہے کہ ان کی وفات ۳۳۶ھ (۹۴۷ء) میں ہوئی۔ اور کہا ہے کہ انہوں نے ابوداؤد سجستانی، ثعلب اور مبرد سے روایت کی۔ ابن جوزی کہتے ہیں وہ بڑے وسیع الروایت اور اعلیٰ درجے کے حافظہ کے مالک تھے۔ وہ تصنیف کتب کے زبردست ماہر تھے۔ وہ ایک اچھے بڑے مکان کے مالک تھے جس میں اوپر تلے کتابیں بھری ہوئی تھیں، جو بقول ان کے سب سماعی تھیں۔ ان کے دادا ایک ایسے خاندان کے مولیٰ تھے جو جرجان کے ملوک میں سے تھا۔

(۱۹۴/ ۳۳) ابن الانباری

حافظ، علامہ، شیخ الادب ابوبکر محمد بن قاسم بن بشار نحوی، جنہوں نے ثعلب وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ وہ سند کے ساتھ اپنی روایات زبانی املا کرایا کرتے تھے۔ اپنے حفظ اور صدق وپارسائی کی وجہ سے انتخاب زمانہ تھے۔

بقول خطیب وہ ثقہ اور دیندار تھے، اور اہل سنت سے تھے۔ انہوں نے قراءات، غریب، مشکل، وقف اور ابتداء کے موضوع پر کئی تصنیفات پیش کی ہیں۔ ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی۔

ابو علی قالی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوبکر کو، جیسا کہ کہا گیا ہے، تقریباً تین لاکھ اشعار قرآن کی شہادت میں یاد تھے۔ ابو علی تنوخی لکھتے ہیں کہ ابن الانباری ہمیشہ زبانی املا کرایا کرتے تھے، کبھی دیکھ کر املاء نہیں کرائی۔ وہ بڑے زاہد اور متواضع آدمی تھے۔ وہ کہا کرتے کہ انہیں تیرہ صندوق ازبر ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں ایک سو بیس تفاسیر مع اسناد یاد تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب غریب الحدیث کے ۴۵ ہزار اوراق زبانی املا کرائے تھے۔ کتاب الاضداد جو کافی ضخیم ہے، ان کی تصنیف ہے۔ ان کی کتاب شرح الکافی بھی ہزار اوراق پر مشتمل ہے اور کتاب الجاھلیات سات سو اوراق کی ہے۔ نحو میں کوفیوں کے امام تھے۔ ۳۲۸ھ میں عیدالبقر کی رات کو فوت ہوئے۔ ان کی عمر ۵۷ برس تھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۹۵/۳۴) علی بن عیسی

ابن داؤد بن جراح، وہ دربار خلافت سے کسی عہدے پر سرفراز تھے اور ان کا بڑا احترام تھا۔ مگر بوجہ فن اور فقہ انہیں زیادہ شہرت حاصل تھی۔ وہ مقتدر کے عہد میں تین بار وزیر رہے۔ انہوں نے کتاب جامع الدعاء، معانی القرآن اور ایک تفسیر تصنیف کی۔

ان کی وفات ذوالحجہ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) میں ہوئی۔

(۱۹۶/۳۵) امام ماتریدی

ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی، امام الھدیٰ، انہوں نے ذیل کی کتابیں لکھی ہیں:

(۱) کتاب التوحید (۲) کتاب المقالات (۳) کتاب رد الادلۃ للکعبی (۴) کتاب وھم المعتزلہ (۵) کتاب تاویلات القرآن۔

انہوں نے سمرقند میں ۳۳۳ھ (۹۴۴ء) میں وفات پائی۔ الجواہر المضیہ میں، جو اپنے موضوع پر ایک بے مثال کتاب ہے بلکہ اسی مصنف کی کوئی دوسری تصنیف بھی اس کے مقابلہ کی نہیں، لکھا ہے کہ انہوں نے ابو نصر عیاضی کے ساتھ علم حدیث کا اکتساب کیا تھا۔

(۱۹۷/۳۶) علی بن حمشاد

الحافظ الکبیر، ابو الحسن نیشاپوری، حاکم نے ان سے روایت کی، ان کی کتابوں پر تقریظ لکھی اور خود ان کی تعظیم میں مبالغہ سے کام لیا۔ ان کی مسند چار سو اجزاء اور الاحکام ۲۶۰ اجزاء پر حاوی ہے جبکہ تفسیر قرآن دس جلدوں میں ہے۔ حاکم کہتے ہیں ہمارے اساتذہ میں کوئی بھی ان سے بڑھ کر ثقہ اور پختہ نہ تھا۔ ابن مندہ نے ان سے روایت کی۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ ان کی تفسیر کی ضخامت ۲۳۰ جزو ہے۔

ان کی وفات شوال ۳۳۸ھ میں ہوئی۔

(۱۹۸/۳۷) نحاس

ابو جعفر احمد بن محمد نحوی مصری۔ ان کی وفات ۳۳۸ھ (۹۴۹ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مندرجہ ذیل کتابیں ان کی یادگار ہیں:

(۱) تفسیر قرآن کریم (۲) اعراب القرآن (۳) الناسخ والمنسوخ (۴) التفاحۃ، نحو میں ہے (۵) تفسیر ابیات کتاب سیبویہ: بے مثال کتاب ہے (۶) ادب الکاتب (۷) کتاب المعانی (۸) کتاب الکافی فی النحو (۹) دس دواوین کی تشریح وغیرہ۔

انہوں نے نسائی سے حدیث اور ابوالحسن علی بن سلیمان، اخفش، ابواسحاق زجاج، ابن الانباری اور ابن نفطویہ سے نحو میں استفادہ کیا۔ مزاجاً کنجوس تھے۔ ایک دفعہ انہیں تحفتاً پگڑی دی گئی تو اُسے کاٹ کر تین حصوں میں تقسیم کر لیا۔

ایک دن وہ دریائے نیل کے کنارے بیٹھے عروض کی تقطیع میں مصروف تھے۔ ایک آدمی نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو جادو کر رہا ہے۔ چنانچہ لات سے انہیں دریا میں دھکا دے کر غرق کر دیا۔

(۱۹۹/ ۳۸) قاسم بن اصبغ

ابن محمد بن یوسف بن ناصح بن عطاء البیانی القرطبی ابو محمد، جو ولید بن عبدالملک کے مولی تھے۔ انہیں حدیث اور اسماء الرجال میں کافی بصیرت حاصل تھی۔ اور نحو، غریب اور شعر میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بقی بن مخلد اور ابن وضاح سے سماع کیا۔ اس کے بعد بغداد گئے اور ثعلب، مبرد اور ابن قتیبہ کے حلقہ ہائے درس میں شامل رہے اور علم سے لدے پھندے واپس اندلس گئے۔ بعد میں ابو سعید بن اعرابی سے ملاقات کی خاطر مشرق کا سفر کیا۔ کتابوں کی فہرست یہ ہے:

(۱) احکام القرآن (۲) کتاب الخمر (۳) غرائب مالک (۴) الناسخ والمنسوخ (۵) سنن ابوداؤد کی طرز پر ایک سنن (۶) مسند مالک (۷) کتاب برالوالدین (۸) کتاب الصحیح بطرز صحیح مسلم (۹) بدیع الحسن: انساب میں ہے (۱۰) کتاب منتقی الآثار وغیرہ۔

جب وہ بوڑھے ہو گئے تو نسیان زیادہ ہو گیا تھا لیکن اختلاط کا شکار نہیں ہوئے۔

ان کی ولادت ۲۴۷ھ (۸۹۱ء) میں اور وفات ۱۴ جمادی الاخری ۳۴۷ھ (۹۵۸ء) کو قرطبہ میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۹/ ۲۰۰) ابو بکر سجستانی عزیزی یا عزیری (اسم نسبت از بنو عزرہ)

ان کا نام محمد بن عزیز تھا۔ وہ فاضل ادیب اور متواضع انسان تھے۔ ابو بکر انباری سے استفادہ کیا۔ انہوں نے غریب القرآن لکھی اور اس موضوع کا حق ادا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب انہوں نے پندرہ برس کی عمر میں تصنیف کی اور اپنے شیخ انباری کو پڑھ کر سنائی، جنہوں نے کئی مقامات پر درستی کی۔ ان سے یہ کتاب ابن بطہ عکبری عبداللہ بن محمد وغیرہ نے روایت کی۔

ان کا سال وفات ۳۳۰ھ (۹۴۲ء) ہے۔

(۴۰/ ۲۰۱) احمد بن جعفر بن محمد

ان کا عرف ابن المنادی تھا۔ ۲۵۶ھ (۸۷۰ء) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں اور تمام علوم کو جمع کر لیا۔ لیکن چونکہ وہ بد خلق تھے، اس لئے لوگ ان کے قریب نہیں آتے تھے۔ چنانچہ بہت ہی کم لوگوں نے ان سے سماع کیا۔ علوم القرآن میں انہوں نے چار سو اجزاء اور چالیس سے کچھ زیادہ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔

ابن جوزی نے المنتظم (۶/ ۳۵۸) میں لکھا ہے کہ میں نے ان کی اکیس عدد کتابیں دیکھی ہیں اور باقی کے بارے میں سنا ہے۔ وہ ایسے مصنف تھے کہ ان کی تحریریں حشو وزوائد سے پاک ہوتیں، ان کا کلام نکھرا ہوا ہوتا اور وہ تحریر میں روایت و درایت ہر دو سے کام لیتے تھے۔ مجھے ان کا تصنیف کردہ ایک قطعہ ہاتھ آگیا ہے، جو اتنے فوائد کا جامع ہے کہ مکمل ایک کتاب میں سما سکیں۔ جو بھی ان کی کتابوں کو غور اور توجہ سے پڑھیگا، وہ انکے مقام کی تصدیق کریگا۔

ان کی وفات محرم ۳۳۶ھ (۹۴۲ء) میں ہوئی اور خیزران کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

(۴۱/ ۲۰۲) محمد بن حسن النقاش

اصل میں موصلی تھے۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ قرآن اور تفسیر کے عالم تھے۔ شفاء الصدور کے نام سے ایک تفسیر لکھی تھی۔ علاوہ ازیں الاشارۃ فی غریب القرآن، الموضح فی القرآن

Maktaba Tul Ishaat.com

ومعانیہ، دلائل النبوۃ اور القراءات بعللها لکھیں۔

بصرہ، مکہ، مصر، شام، موصل، جبال، خراسان اور ماوراء النہر میں سماع حدیث کیلئے گھومتے پھرے۔ طلحہ بن محمد بن جعفر کے سامنے کسی نے نقاش کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ روایت حدیث میں جھوٹ بولتا ہے اور اس کا رجحان زیادہ تر قصہ گوئی کی طرف ہے۔ برقانی نے کہا کہ نقاش کی روایت بیکار ہوتی ہے اور اس کی تفسیر میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ یہی رائے ابن خلکان اور میزان میں ذھبی کی ہے۔

ان کی ولادت ۲۶۶ھ (۸۷۹ء) یا بروایتے ۲۶۵ھ (۸۷۸ء) میں اور وفات ۴ شوال ۳۵۱ھ (۹۶۲ء) کو بروز منگل بغداد میں ہوئی۔

نقاش شروع میں دیواروں اور چھتوں پر نقش کیا کرتے تھے، اسلئے نقاش کہلائے۔ ابن قیم اور ابن ندیم کے مطابق ان کی تفسیر بارہ ہزار ورقوں کی ہے۔ اسکائی نے نقاش کی تفسیر کو شفاء الصدور کی بجائے شقاء الصدور (دلوں کی بیماری) کا نام دیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ اس میں موجود موضوعات کی وجہ سے ہے۔ خطیب کہتے ہیں نقاش منکر روایات بھی بیان کر دیتے ہیں۔

(۲۰۳/۴۲) منذر بن سعید قاضی

ابوالحکم، وہ اندلس کے نحویوں میں سے تھے اور مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ داؤد اصفہانی کی فقہ پڑھی تھی اور اسی پر عمل کرتے تھے لیکن جب انہیں مقدمات کے فیصلے کی اجازت ملی تو امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کی فقہ کے مطابق فیصلے کیے۔ غرناطہ میں انہیں ایک جماعت کا قاضی مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے احکام القرآن اور ناسخ و منسوخ تصنیف کیں۔ ان سے کئی خطبات، فصیح و بلیغ رسائل اور مرغوب اشعار یادگار ہیں۔ ۷۴ برس کی عمر میں ان کی وفات ۳۴۹ھ (۹۶۰ء) میں ہوئی۔

(۲۰۴/۴۳) ابوالحسن قمی

حنفی، علی بن موسیٰ بن یزداد، جو اپنے عہد میں اہل الرائے کے مسلّم امام تھے۔ انہوں نے احکام القرآن اور کتاب جلیل وغیرہ کئی کتب تصنیف کیں۔ محمد بن شجاع ثلجی سے سماع کیا اور ان سے ابوبکر احمد بن

Maktaba-Tul-Ishaat.com

سعید بن نصر نے۔ انھوں نے نیشاپور میں اپنی احادیث املا کرائیں۔ ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) میں وفات پائی۔

(۲۰۵/۴۴) احمد بن کامل

ابن خلف بن شجرہ بن منصور بن کعب بن زید ابو بکر قاضی، جو ابن جریر کے رفقاء سے تھے۔ وہ احکام اور علوم قرآن کے عالم اور نحو، شعر، اور تاریخ کے ماہر تھے۔ اصحاب حدیث میں سے تھے، کوفے میں قاضی مقرر ہوئے تو وہی مذہب اختیار کر لیا۔ دار قطنی نے ان سے سماع کیا۔ غریب القرآن کے علاوہ التقریب فی کشف الغریب اور موجز التاویل عن معجز التنزیل تصنیف کیں۔

ان کی ولادت ۲۶۰ھ (۸۷۳ء) میں اور وفات ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) میں ہوئی۔

(۲۰۶/۴۵) ابن مقسم

محمد بن حسن بن یعقوب بن مقسم ابو بکر عطاری، مقری اور نحوی تھے۔ ۲۶۵ھ (۸۷۹ء) میں پیدا ہوئے، اور ۸ ربیع الآخر ۳۵۳ھ یا ۳۵۴ھ کو وفات پائی۔ ابن ندیم نے ۳۶۲ھ بتایا ہے۔

ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں: (۱) الانوار فی تفسیر القرآن (۲) الرد علی المعتزلہ (۳) الاحتجاج لقراء الامصار۔

انھوں نے ثعلب سے سماع کیا تھا۔

(۲۰۷/۴۶) محمود بن احمد بن فرج

امام ابو محامد سمرقندی، سغدی ساغرجی، جو جلیل القدر عالم تھے۔ ابن سمعانی کہتے ہیں کہ وہ امام، پرہیزگار، پارسا اور تمام علوم و فنون تفسیر، حدیث، اصول، متفق و مفترق اور وعظ میں نہایت مہارت رکھتے تھے۔ وہ حسن سیرت، عبادات اور کثرت نکوکاری میں ممتاز تھے۔ میں نے تنبیہ الغافلین ان سے۔ انھوں نے ابو ابراہیم اسحاق بن محمد نوحی سے، انھوں نے سبط ترمذی سے اور انھوں نے کتاب کے مؤلف سے روایت کی تھی۔

ان کا سال وفات ۳۵۵ھ (۹۶۶ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۷/ ۲۰۸) طبرانی

حافظ، امام، علامہ، الحجۃ، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی، شامی، طبرانی جو اپنے عہد کے مسند الدنیا تھے۔ ۲۶۰ھ (۸۷۴ء) میں پیدا ہوئے۔ طلب علم میں دور و نزدیک کے تمام شہروں میں گھومے اور ایک ہزار سے بھی زائد اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) المعجم الکبیر (۲) المعجم الاوسط، ۶ ضخیم جلدوں میں مرتب کی جس میں عجیب و غریب روایات بیان کی ہیں۔ (۳) المعجم الصغیر، اس میں اپنے ہر اس شیخ سے روایت لی ہے جس سے انہیں صرف ایک ہی روایت پہنچی تھی۔ (۴) کتاب الدعاء، ایک ضخیم جلد (۵) کتاب المناسک (۶) کتاب عشرۃ النساء (۷) کتاب السنۃ (۸) کتاب الطوالات (۹) کتاب النوادر (۱۰) تفسیر کبیر۔

انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔

حافظ ذہبی نے التذکرہ میں انکی شان میں لوگوں کے مدحیہ کلمات اور انکی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔

۲۸ ذوالحجہ ۳۶۰ھ (۹۷۱ء) کو وفات پائی۔

(۴۸/ ۲۰۹) احمد بن محمد بن شارک

ابو حامد ہروی شافعی، جو اپنے وقت کے ہرات کے مفتی، ادیب، عالم، مفسر اور محدث تھے۔

انہوں نے حسن بن سفیان اور ابو یعلی موصلی سے سماع کیا اور ان سے ابو عبداللہ حاکم نے۔

۳۸۵ھ (۹۹۵ء) میں ہرات میں فوت ہوئے۔

(۴۹/ ۲۱۰) نیشا پوری قدیم

حافظ کبیر احمد بن محمد۔ حاکم نے ان سے کثرت کے ساتھ روایت کی۔ انہوں نے تفسیر کبیر لکھی اور صحیح مسلم کی شرائط پر روایات کی تخریج کر کے ایک صحیح مرتب کی۔

وہ ۳۵۳ھ (۹۲۴ء) میں طرطوس میں ۶۵ برس کی عمر میں شہید ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۰/ ۲۱۱) ابن خالویہ

حسین بن احمد بن خالویہ، جو نحوی اور لغوی تھے۔ وہ ہمدان کے باشندے تھے۔ بغداد آئے تو ابن الانباری، ابن مجاہد المقری، ابن عمر زاہد اور ابن درید کی صحبت سے مستفیض ہوئے، اور ابو سعید سیرانی کے سامنے قراءت کی، پھر شام چلے گئے اور حلب میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں کے ہو رہے۔ علوم ادبیہ کی تمام اقسام میں اپنے عہد کے ممتاز اہل علم میں سے تھے اور دور دراز سے بھی طلبہ تمام رائج علوم کے اکتساب کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔ متنبی کے ساتھ سیف الدولہ کے دربار میں کئی مناظرے ہوئے۔ انہوں نے علم ادب میں ایک ضخیم کتاب لکھی جس کا نام "کتاب لیس" تھا۔ اس سے مصنف کے علم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ابتداء سے انتہاء تک کتاب میں یہ بیان ہوا ہے کہ عرب یوں نہیں بولتے، وں نہیں بولتے۔

اس طرح ایک ضخیم کتاب درباره آل تحریر کی، جس میں لفظ آل کی ۲۵ اقسام بیان کیں۔ نیز کتاب الاشتقاق، کتاب الجمل فی النحو، کتاب القراءات، اعراب ثلاثین سورۃ من الکتاب العزیز، کتاب المقصور والممدود، کتاب المذکر والمونث، کتاب اللغات، کتاب شرح المقصور لابن درید اور کتاب الاسد وغیرہ بھی ان کی کتابیں ہیں۔

ابن خالویہ نے ۳۷۰ھ (۹۸۰ء) میں حلب میں وفات پائی۔

(۵۱/ ۲۱۲) ابو بکر فارسی

احمد بن محمد بن ایوب فارسی، واعظ اور مفسر تھے، نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کے درس میں تقریباً دس ہزار طلبہ شریک ہوا کرتے تھے۔ ابو عبداللہ حاکم نے ان سے سماع کیا۔

سال وفات ۳۶۴ھ (۹۷۵ء) ہے۔

(۵۲/ ۲۱۳) حسین بن محمد

ابن علی ابو سعید اصفہانی زعفرانی، انہوں نے ایک تفسیر اور مسند مرتب کی۔ ابو القاسم بغوی اور

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن صاعد سے سماع کیا۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل (آل عمران : ۱۷۳) کی تفسیر میں انہوں نے ابو نعیم سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

ان کا سال وفات ۳۶۹ھ (۹۷۹ء) ہے۔

(۵۳ /۲۱۴) محمد بن عبدالرحمان

ابن فضل بن حسن، ابوبکر تمیمی جوہری خطیب، جنہوں نے ایک تفسیر اور کتاب القراءات لکھیں۔ ۳۶۰ھ (۹۷۱ء) کے بعد وفات پائی۔

(۵۴ /۲۱۵) ابو اللیث سمر قندی

امام نصر بن محمد بن احمد، جن کا عرف امام ہدیٰ تھا۔ انہوں نے فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے فقہ کا علم حاصل کیا۔ ان کی تفسیر القرآن چار جلدوں میں ہے۔ اس تفسیر میں مذکور احادیث کی تخریج شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی نے کی ہے۔ النوازل فی الفقہ، خزانۃ الفقہ، تنبیہ الغافلین اور البستان بھی ان کی تصانیف ہیں۔ ان کا سال وفات ۳۷۳ھ (۹۸۳ء) یا ۳۷۵ھ (۹۸۵ء) ہے۔

حافظ ابو اللیث ایک اور بھی تھے جو ۲۹۴ھ (۹۰۷ء) میں فوت ہوئے۔

(۵۵ /۲۱۶) ابو علی فارسی

حسن بن احمد بن عبدالغفار فارسی نحوی، ابن خلکان کی رائے میں وہ علم نحو میں اپنے وقت کے امام تھے۔ فساء، جو فارس کی ایک بستی کا نام ہے، میں ۲۸۸ھ (۹۰۰ء) پیدا ہوئے اور ۱۷ ربیع الاول، یا بروایتے ربیع الآخر، ۳۷۷ھ (۹۸۷ء) کو بروز اتوار بغداد میں فوت ہوئے۔ انہیں بمقام شونیز سپرد خاک کیا گیا تھا۔

بقول ابن خلکان ان پر اعتزال کا الزام تھا۔ انہوں نے الاغفال فیما اغفلہ الزجاج من المعانی لکھی۔ ان کی دیگر کتابیں یہ ہیں: (۱) کتاب العوامل المائۃ (۲) کتاب الایضاح (۳) تکملۃ کتاب الایضاح۔

انہیں فارسی اور فسوی بھی کہا جاتا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۱۷/۵۶) قفال شافعی

محمد بن علی بن اسماعیل، ماوراء النہر کے اپنے عہد کے امام اور فقیہ، محدث، مفسر، اصولی، لغوی اور شاعر تھے۔ وہاں شافعیوں میں اس پائے کا کوئی عالم نہ تھا۔ انہوں نے ابن خزیمہ، ابن جریر اور ابن القاسم بغدادی سے سماع کیا۔ انہوں نے دلائل النبوۃ اور شرح الرسالہ لکھی ہے۔ ان کا تفسیر میں بار بار ذکر آتا ہے بخلاف قفال الصغیر مروزی کے جن کا فقہ میں بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ابو سہل صعلوکی نے ابوبکر قفال کی تفسیر سے حوالہ نقل کرتے ہوئے کہا تھا کہ انہوں نے تفسیر کو اس گندگی سے پاک کر دیا جو معتزلیوں کے مذہب کی نصرت کے سلسلے میں پائی جاتی تھی۔ امام رازی نے ان سے ایسے حوالہ جات کا بکثرت ذکر کیا ہے جو معتزلیوں کی تائید کرتے ہیں۔

ان سے حاکم، ابن مندہ اور ابو عبدالرحمان سلمی نے روایت کی۔ وہ ۲۹۱ھ (۹۰۴ء) میں پیدا ہوئے، اور ۳۶۵ھ (۹۷۶ء) میں فوت ہوئے۔ انہوں نے تفسیر، اصول اور فقہ میں تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں۔

(۲۱۸/۵۷) ابو الشیخ

حافظ اصفہان اور مسند زمانہ، امام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اصفہانی، جو بہت سی کتابوں کے مصنف اور ابو الشیخ کے عرف سے مشہور تھے۔ وہ وسعت علم اور پختگی حافظہ کے ساتھ ساتھ بڑے نیکوکار، صاحب خیر، اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے اور سچے تھے۔ انہوں نے ایک ضخیم تفسیر اور احکام دین پر کئی کتابیں تصنیف کیں۔

بعض علماء سے منقول ہے کہ وہ جب بھی طبرانی کی مجلس میں گئے انہیں مذاق کرتے اور بذلہ سنجی کرتے پایا۔ اور جب بھی ابو الشیخ کی محفل میں جانے کا اتفاق ہوا، انہیں معروف عبادت دیکھا۔ کسی نے ابو الشیخ کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ کیسی گزری۔ انہوں نے قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی: الحمد لله الذى صدقنا وعده واورثنا الا رض (۳۹: ۷۴). مطابق ابو نعیم ان کی وفات یکم محرم ۳۶۹ھ (۹۷۹ء) کو ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

صاحب قاموس مادہ (حین) کے تحت لکھتے ہیں کہ ابو الشیخ کے اجداد میں ایک بزرگ کا نام حیان تھا نہ کہ حبان جیساکہ بعض لوگ غلطی سے پڑھتے ہیں (یعنی ح کے بعد ی ہے، ب نہیں)۔

(۵۸/ ۲۱۹) احمد بن فارس بن زکریا لغوی ، مالکی

ان کی کتابیں یہ ہیں :(۱) المجمل و جامع التاویل فی تفسیر القرآن چار جلد (۲) سیرۃ النبی ﷺ (۳) اخلاق النبی ﷺ (۴) فقہ اللغات (۵) غریب اعراب القرآن (۶) دارات العرب (۷) کتاب اللیل والنھار (۸) کتاب الغم والحال (۹) کتاب خلق الانسان (۱۰) کتاب الشیات والحلی (۱۱) کتاب مقاییس اللغۃ، یاقوت کی رائے میں ایسی بے مثال کتاب کبھی نہیں لکھی گئی (۱۲) کفایۃ المتعلمین فی اختلاف النحوین (۱۳) کتاب الحماسہ المحدثہ۔

ان کا سال وفات ۳۷۵ھ (۹۸۵ء) ہے۔ ذیل کے اشعار ان کے ہیں :

(۱) یارب ان ذنوبی قداحطت بھا   علما بی وباعلانی وبا سراری

ترجمہ : اے میرے رب! میرے گناہوں نے مجھے گھیرا ہوا ہے، میرا علم اور میرا ظاہر و باطن سب گناہوں میں لتھڑا ہوا ہے۔

(۲) انا الموحد لکنی المقربھا   فھب ذنوبی بتوحیدی واقراری

ترجمہ : میں موحد ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ اسلئے میرے گناہوں کو میرے عقیدہ توحید اور اقرار کی وجہ سے معاف فرمادیں۔

(۵۹/ ۲۲۰) جصاص

احمد بن علی ابو بکر رازی حنفی، انہوں نے ابو سہل زجاج اور ابو الحسن کرخی سے، انہوں نے ابو سعید بردعی سے، انہوں نے موسیٰ بن نصیر رازی سے اور انہوں نے امام محمد سے سماع کیا۔ وہ بغداد میں مقیم ہوگئے تھے اور وہاں کے علماء نے ان سے فیض حاصل کیا۔ وہ اپنے زہد کی وجہ سے مشہور تھے، اور اپنے عہد میں امام ابو حنیفہؒ کے پیروکاروں کے امام تھے۔ انہوں نے اپنے شیخ ابو الحسن کرخی کی ملاقات

Maktaba Tul Ishaat.com

کے لئے نیشاپور کا سفر اختیار کیا۔ وہ ابھی نیشاپور میں ہی تھے کہ شیخ فوت ہو گئے اور شاگرد ۳۴۴ھ میں بغداد کو لوٹ آئے۔

علماء کی ایک جماعت نے، جن میں محمد بن احمد شیخ القدوری بھی شامل تھے، ان سے فقہ پڑھی۔ ان کی کتب کے نام یہ ہیں:

(۱) احکام القرآن: ضخیم مجلدات (۲) شرح فی المختصر لابی الحسن الکرخی (۳) شرح مختصر طحاوی (۴) شرح جامع لمحمد بن حسن (۵) شرح اسماء اللہ الحسنیٰ (۶) اصول فقہ میں ایک مفید کتاب۔

ان کا سال وفات ۳۷۰ھ (۹۸۰ء) ہے۔

(۲۲۱/ ۶۰) محمد بن محمد بن الازھری

ابو منصور ہروی شافعی، ۲۸۲ھ (۸۹۴ء) میں پیدا ہوئے۔ ربیع بن سلیمان، ابن نفطویہ اور ابن السراج سے اخذ علم کیا۔ وہ لغت کے امام تھے اور ہروی سے کسب علم کیا تھا۔ ان کی کتابوں میں التقریب فی التفسیر کے علاوہ التہذیب فی اللغۃ اور تفسیر الفاظ مختصر المزنی بھی شامل ہیں۔

انہیں قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ طویل عرصے تک ان کی قید میں رہے تھے۔

وفات ۳۷۰ھ (۹۸۰ء) میں ہوئی۔

(۲۲۲/ ۶۱) عبداللہ بن عطیہ

ابن عبداللہ بن حبیب ابو محمد مقری دمشقی، قرآن کریم کے الفاظ کے معانی کی شہادت کے سلسلے میں انہیں پچاس ہزار اشعار یاد تھے۔ یہ ابن عطیہ قدیم ہیں۔ ایک بعد میں آنے والے ابن عطیہ دوسرے بھی ہیں جنہوں نے المحرر الوجیز لکھی۔

شوال ۳۸۳ھ (۹۹۳ء) میں فوت ہوئے۔

(۲۲۳/ ۶۲) رمانی

علی بن عیسیٰ ابو الحسن نحوی، جن کا عرف رمانی تھا۔ انہیں رمانی یا تو اس لئے کہتے تھے کہ وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

رمان (انار) بیچتے تھے، یا قصر رمان سے ان کا تعلق تھا۔ انہوں نے ابن درید، زجاج اور ابن السراج سے اخذ علم کیا۔ ان کی کتابیں یہ ہیں: (۱) قرآن حکیم کی تفسیر (۲) شرح کتاب سیبویہ (۳) شرح جمل ابن السراج (۴) صنعة الاستدلال فی الکلام۔

بقول قفطی انہوں نے تقریباً سو کتابیں لکھیں۔ وہ معتزلی ہونے کے ساتھ ساتھ شیعہ بھی تھے۔

وہ ۲۷۶ھ (۸۸۹ء) یا ۲۹۶ھ (۹۰۹ء) میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) میں فوت ہوئے۔

ان کی تفسیر کو عبدالملک بن علی موذن ہروی نے مختصر کیا تھا، جنکی وفات ۴۸۹ھ (۱۰۹۶ء) میں ہوئی۔

(۶۳/ ۲۲۴) ابن شاھین

ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بغدادی، جو حدیث کے حافظ، امام، واعظ محدث عراق، بکثرت احادیث بیان کرنے والے اور عوام وعلماء کو خوب نفع پہنچانے والے تھے۔ عرف ابن شاہین تھا۔ انہوں نے تین سو تیس (۳۳۰) کتابیں لکھیں، جن میں سے تفسیر کبیر ہزار جزو میں، مسند تیرہ سو جزو میں، تاریخ ایک سو پچاس جزو میں اور الزھد ایک سو جزو میں تھی۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک بار اندازہ لگایا کہ میں اب تک سات سو درہم کی روشنائی خرید چکا ہوں۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ بمقام واسط میں نے ان کی تفسیر تیس جلدوں میں دیکھی۔

وفات ذوالحجہ ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) میں ہوئی۔

(۶۴/ ۲۲۵) محمد بن عبداللہ بن جعفر

ابن محمد بن حسین بن حمر، خلیفہ مہدی کے لشکر میں قاضی مقرر ہوئے تھے۔ مشہور معتزلی تھے۔ علم کلام اور تفسیر میں ماہر تھے۔ انہوں نے ایک تفسیر اور کتاب عمدۃ الادلہ لکھی۔

ذوالحجہ ۳۸۰ھ (۹۸۹ء) میں بمقام بغداد فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۵/ ۲۲۶) محمد بن عبداللہ بن عمرو

ابو جعفر ہروی، جو فقیہ اور مفسر تھے۔ سال وفات ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) ہے۔

(۶۶/ ۲۲۷) محمد بن احمد بن ابراھیم

ابوالفرج شنبوذی جو ابن شنبوذ کے شاگرد تھے۔ ان سے اور ابو بکر بن مجاہد سے قراءت پڑھی۔ وہ تفسیر اور وجوہ قراءات کے عالم تھے۔ بطور شواہد قرآن انہیں پچاس ہزار اشعار حفظ تھے۔ وہ ۳۰۰ھ (۹۱۲ء) میں پیدا ہوئے اور ۳۸۸ھ (۹۹۸ء) میں فوت ہوئے۔

(۶۷/ ۲۲۸) امام محمد بن علی بن احمد، ابو بکر، ادفوی

ابو جعفر نحاس کے اصحاب سے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر ایک سو بیس (۱۲۰) جلدوں میں لکھی۔ مصر میں اپنے زمانے کے امام تھے۔ انہوں نے مصر میں ربیع الاول ۳۸۸ھ (۹۹۸ء) کے ختم ہونے سے آٹھ دن قبل جمعرات کی رات کو وفات پائی۔

الاستغناء فی تفسیر القرآن ان کی یادگار ہے۔

علامہ سیوطی کے مطابق ان کی تفسیر سو جلدوں میں ہے۔ بقول الدانی نافع کی قراءت اور ورش کی روایت میں اپنے زمانے کے منفرد امام تھے۔ اور دین و تقوی، ادب اور علم کے جامع تھے۔ مصر میں لکڑیاں بیچتے تھے۔

(۶۸/ ۲۲۹) ابو القاسم نحوی، معتزلی

عبداللہ بن محمد بن جرو الاسدی، موصل سے تھے۔ بغداد آئے۔ اور ابو علی فارسی اور سیرافی وغیرہ سے سماع کیا۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں، جن میں ایک تفسیر بھی ہے۔ جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ایک سو بیس وجوہ بیان کی ہیں۔ انکی وفات ۳۸۷ھ (۹۹۷ء) کے ماہ رجب کے ختم ہونے سے چار دن قبل بروز منگل کو ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۹/ ۲۳۰) معافی بن زکریا بن یحیی نهروانی ،جریری

ان کا عرف ابن طرارہ تھا، مفسر تھے اور ابن جریر طبری کے پیروکار۔ انہوں نے بغوی، ابن ابی داؤد اور ابن صاعد وغیرہ سے سماع کیا اور ابن شنبود سے اخذ روایت کیا۔ معافی فقہ اور لغت کے جلیل القدر عالم تھے۔ بقول خطیب وہ اپنے عہد کے فقہ و نحو اور اصناف ادب کے سب سے بڑے عالم تھے۔ باب الطاق میں انہیں قاضی مقرر کیا گیا تھا۔ خطیب نے قاضی ابو حامد اموی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کے تیسرے حصہ کی سب سے بڑے عالم کے لئے وصیت کر جائے تو وہ معافی کو ملنا واجب ہے۔ صاحب تصانیف تھے۔ امام ذہبی کے مطابق انہوں نے ایک بڑی تفسیر چھ جلدوں میں لکھی جس میں بعض مخفی اور عمدہ نکات بیان ہوئے ہیں۔ ان کی ایک اور تصنیف کتاب الجلیس والانیس ہے۔ اس میں بھی بعض دیگر اور عجائب و غرائب رموز بیان کئے گئے ہیں۔ انہوں نے ابن جریر کے مذہب کو از سر نو زندہ کیا ،اس کے لئے دلائل مہیا کئے اور اس کے خلاف اعتراضات کا جواب دیا۔

وہ ۳۰۵ھ (۹۱۷ء) میں پیدا ہوئے اور ۳۹۰ھ (۹۹۹ء) میں وفات پائی۔

(۷۰/۲۳۱) حسن بن عبداللہ بن سهل بن سعد

ابن یحییٰ بن مہران ابو ہلال عسکری، وہ دو دستکاریاں جانتے تھے اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ تفسیر قرآن کریم ان سے یادگار ہے۔

۱۰ شعبان ۳۹۵ھ (۱۰۰۵ء) کو فوت ہوئے۔

(۷۱/۲۳۲) ابن زمنین

محمد بن عبداللہ بن عیسیٰ الابیری زاہد اور آثار سلف پر پختہ تھے۔ سلطان سے دور رہتے تھے۔ یہ کتابیں ان کی ہے:

(۱) مختصر المدونہ (۲) مختصر تفسیر ابن سلام (۳) اصول السنۃ (۴) قدوۃ القاری (۵) کتاب الوثائق (۶) کتاب حیاۃ القلوب فی الزهد۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان سے ابو عمر والدانی نے روایت کی۔

ان کی ولادت ۳۲۶ھ(۹۳۶ء) میں اور وفات ۳۹۹ھ(۱۰۰۸ء) میں بصرہ میں ہوئی ۔

(۲۳۳/۷۲) خلف بن احمد

بجستان کے حاکم تھے۔ ان کی تفسیر ,سب سے زیادہ ضخیم تفسیر شمار ہوتی ہے۔ سال وفات ۳۹۹ھ(۱۰۰۸ء)ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن چہارم کی خصوصیات

علامہ سیوطی الاتقان میں لکھتے ہیں کہ اس عہد میں مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے لکھنا شروع کردیا۔ چنانچہ انہوں نے روایات کی اسناد سے پیچھا چھڑالیا اور صرف اقوال نقل کرنے کو کافی سمجھا۔ اس سے صحیح اور ضعیف روایات گڈمڈ ہوگئیں، پھر جسے جو قول ملا اُس نے نقل کردیا اور سلف صالحین کی طرف رجوع کیے بغیر جس کے جی میں جو آیا لکھ دیا۔ بعد میں آنے والے یہ گمان کرتے ہوئے کہ ان اقوال کی کوئی اصل ہوگی، انہیں بلا تکلف نقل کرتے گئے اور سلف صالحین کی کتب کی طرف مراجعت کرنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی۔

مثلاً قرآن مجید میں غیر المغضوب علیھم ولاالضالین سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ، تمام صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین سے یہی منقول ہے۔ مگر بعد کی تفاسیر میں اس سلسلے میں دس اقوال منقول ہیں۔ حالانکہ بقول ابن ابی حاتم مفسرین نے اس باب میں کسی اختلاف کا ذکر نہیں کیا۔

اس قرن میں مفسرین کے ایک طبقے نے بعض اور مفید اضافوں سے اپنی تفاسیر کو سنوارنا شروع کر دیا اور درایت سے کام لیتے ہوئے اہل بدعت، قدریہ، شیعہ اور معتزلہ فرقوں کے باطل مزعومات کی تردید کی اور اسلامی عقائد کے خلاف جو اعتراضات وارد کیے گئے تھے ان کے گردوغبار کو دھو ڈالا۔ انہوں نے اسانید کو حذف کرکے صحیح اقوال کو پیش کیا اور دفاع حق کے تقاضے پورے کردیے۔ اسی طرح ابوبکر نقاش، ابو علی فارسی، ابو اسحاق زجاج، ابو جعفر نحاس، علی بن عیسیٰ، محمد بن احمد ازھری، ابن مقسم، ابن کیسان، احمد بن فارس لغوی، ابوالحسن قمی اور ابن خالویہ جیسے مفسرین نے وجوہ قراءات واعراب پر کثرت سے لکھا۔

بعد میں ایک اور گروہ پیدا ہوا، جنہوں نے گذشتہ محدثین کی کتب سنن پر استدراک لکھے اور صحیح اور سقیم میں فرق واضح کیا لیکن یہ لوگ بہت تھوڑی تعداد میں تھے۔ ان میں ایسے افراد بھی تھے جو صحیح اور سقیم میں تمیز نہ کرسکے مثلاً ابن شاہین، عمرو بن احمد، ابوالشیخ بن حیان، ابن جریر، ابن ابی داؤد، ابن ابی

Maktaba Tul-Ishaat.com

حاتم، کثیہ بن احمد ،ابن منذر اور طبرانی وغیرہ۔

اس قرن میں امام طبری کی تفسیر سب سے زیادہ قابل قدر اور مفید ترین شمار ہوتی ہے ۔وہ اپنی تفسیر میں مختلف اقوال کی توجیہ پیش کرنے کے علاوہ بعض کی دوسروں پر ترجیح کی وجوہ بھی بیان کرتے ہیں۔ نیز اعراب اور استنباط کے مسائل کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے ۔تمام معتبر علماء اس امر پر متفق ہیں کہ ایسی تفسیر نہیں لکھی گئی۔

(ا) ائمہ محدثین :

اس قرن میں بھی ائمہ محدثین کی ایک بڑی جماعت موجود تھی۔

(۱) احمد بن شعیب نسائی : ۳۰۳ھ(۹۱۵ء) (۲) ابن الجارود : ۳۰۶ھ(۹۱۸ء)

(۳) ابو محمد جوالیقی : ۳۰۶ھ(۹۱۸ء) (۴) احمد بن حمدان الحیری

(۵) ابو یعلی موصلی احمد بن علی : ۳۰۶ھ(۹۱۸ء)(۶) ابو عبداللہ محاملی : ۳۱۱ھ(۹۲۳ء)

(۷) ہیثم بن کلیب صاحب المسند : ۳۳۵ھ(۹۳۶ء)

(۸) محمد بن مخلد عطار : ۳۳۱ھ(۹۴۲ء) (۹) ابو محمد طوسی : ۳۲۹ھ(۹۳۱ء)

(۱۰) ابو عوانہ : ۳۱۶ھ(۹۲۸ء) (۱۱) امام ابن خزیمہ : ۳۱۱ھ(۹۲۳ء)

(۱۲) قاسم بن اصبغ : ۳۴۰ھ(۹۵۱ء)

(۱۳) سعید بن الاعرابی محدث مکہ : ۳۴۰ھ(۹۵۱ء)

(۱۴) سعید بن عثمان بن السکن صاحب الصحیح : ۳۵۳ھ(۹۶۴ء)

(۱۵) ابن حبان : ۳۵۴ھ(۹۶۵ء) (۱۶) عبداللہ بن محمد کلاباذی : ۳۴۰ھ(۹۵۱ء)

(۱۷) ابو العباس اصم : ۳۴۶ھ(۹۵۷ء) (۱۸) ابو القاسم طبرانی : ۳۶۰ھ(۹۷۱ء)

(۱۹) ابو بکر بن السنی : ۳۶۴ھ(۹۷۵ء)

(۲۰) حسن بن محمد ماسرجسی صاحب مسند : ۳۶۵ھ(۹۷۶ء)

(۲۱) ابو بکر کلاباذی : ۳۸۰ھ(۹۹۰ء) (۲۲) ابو بکر شیرازی : ۳۸۸ھ(۹۹۸ء)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۳)امام دار قطنی : ۳۸۵ھ (۹۹۵ء)

(۲۴)احمد بن محمد خطابی صاحب معالم السنن : ۳۸۸ھ (۹۹۸ء)

حفاظ محدثین :

(۲۵)اس قرن میں ابن الانباری محمد بن قاسم جیسے محدثین حفاظ موجود تھے جنہیں ۱۲۰ تفاسیر مع اسانید کے ازبر تھیں، اور تین لاکھ ابیات شاہد فی القرآن حفظ تھے۔

(۲۶)حافظ ابو علی حسن ماسرجسی بھی اسی قرن کے آدمی ہیں جنہوں نے ایک مسند تین لاکھ مسموعہ احادیث سے ترتیب دی تھی۔

(۲۷) حافظ ابن مندہ۔ان کی کتب چالیس اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھیں،

رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

(۲) نحوی علماء :

(۱) قاسم بن محمد بن بشار انباری : ۳۰۵ھ (۹۱۷ء)۔

(۲) ان کا بیٹا (ابن الانباری محمد بن قاسم) جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

(۳) ابو اسحاق زجاج : ۳۱۱ھ (۹۲۳ء)۔ (۴)ابو بکر بن درید : ۳۲۱ھ (۹۳۳ء)۔

(۵) ابن ابی الازھر محمد بن یزید یا محمد بن احمد بن یزید : ۳۲۵ھ (۹۳۷ء)۔

(۶) محمد بن میرمان : ۳۴۵ھ (۹۵۶ء)۔

(۷) ابن درستویہ عبد الرحمن بن جعفر، مطیع کے دور میں فوت ہوئے : ۳۴۷ھ (۹۵۸ء)۔

(۸) ابن خالویہ ابو عبد اللہ حسین بن احمد : ۳۷۰ھ (۹۸۰ء)۔

(۹)صاحب اللغۃ ابو منصور محمد بن احمد ابن ازھری ہروی صاحب التہذیب : ۳۷۰ھ (۹۸۰ء)۔

(۱۰) ابن السراج محمد بن اسدی، ان سے سیرافی نے اخذ علم کیا : ۳۶۸ھ (۹۷۸ء)۔

(۱۱) فارسی : ۳۷۷ھ (۹۸۷ء)۔

Maktaba Tul-Ishaat.com

(۱۲) رمانی: ۳۸۰ھ (۹۹۰ء)۔

(۱۳) جوہری صاحب الصحاح: ۳۹۳ھ (۱۰۰۳ء)۔

(۱۴) محمد بن حسن زبیدی نحوی لغوی: ۳۹۹ھ (۱۰۰۸ء) وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

(۳) زہاد:

(۱) طیب بن محمد: ۳۰۲ھ (۹۱۴ء) (۲) یوسف بن رازی: ۳۰۳ھ (۹۱۵ء)

(۳) محمد بن فضل بلخی: ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) (۴) ابو العباس بن عطاء: ۳۰۹ھ (۹۲۱ء)

(۵) عبداللہ بن محمد خراز: ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) (۶) شیخ العارفین خیر النساج: ۳۲۲ھ (۹۳۴ء)

(۷) ابو علی روذباری، شیخ الصوفیہ: ۳۲۲ھ (۹۳۴ء) (۸) ابو محمد مرتعش یکے از اولیاء: ۳۲۸ھ (۹۴۰ء)

(۹) ابوبکر شبلی: ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) (۱۰) ابراہیم بن شیبان: ۳۳۷ھ (۹۴۸ء)

(۱۱) محمد بن خفیف شیرازی زاہد: ۳۷۱ھ (۹۸۱ء) (۱۲) محمد بن عبدالوہاب رازی صوفی: ۳۸۲ھ (۹۹۲ء)

(۱۳) ابو طالب مکی صاحب قوت القلوب: ۳۸۶ھ (۹۹۶ء) وغیرہ، قدس اسرارہم۔

(۴) ائمہ فقہاء و متکلمین:

(۱) امام ابو الحسن اشعری: ۳۲۴ھ (۹۳۵ء) (۲) امام ابو منصور ماتریدی: ۳۳۰ھ (۹۴۴ء)

(۳) ابو نصر فارابی محمد بن محمد: ۳۳۹ھ (۹۵۰ء) (۴) ابو الحسن کرخی: ۳۴۰ھ (۹۵۱ء)

(۵) سید محمد بن یعقوب شیخ الحنفیہ: ۳۴۰ھ (۹۵۱ء)

(۶) محمد بن صداد شیخ الشافعیہ: ۳۴۴ھ (۹۵۵ء) (۷) قفال شاشی: ۳۶۵ھ (۹۷۵ء)

(۸) ان کے شیخ محمد بن احمد ابو زید مروزی: ۳۷۱ھ (۹۸۱ء) (۹) شیخ مالکیہ محمد بن عبداللہ ابہری

(۱۰) محمد بن سلیمان شیخ الحنابلہ وغیرہ، رضی اللہ عنہم۔

(۵) بدعتی فرقوں کے مفسرین:

(۱) ابو عبداللہ بصری حسین بن علی معتزلی: ۳۹۹ھ (۱۰۰۸ء)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲)ابو مسلم اصفہانی محمد بن بحر معتزلی (۳) ابو علی فارسی معتزلی: ۳۷۷ھ (۹۸۷ء)
(۴) ابوالقاسم نحوی معتزلی (۵)رمانی نحوی معتزلی (۶)ابو منصور طوسی
(۷)ابوہاشم جبائی شیخ الاعتزال: ۳۲۱ھ (۹۳۳ء)(۸)اسکاباپ محمد بن عبدالوھاب جبائی
(۹)ابوہاشم جبائی کا استاد یعقوب شحام (۱۰)عبداللہ بن احمد ابوالقاسم بلخی: ۳۱۹ھ (۹۳۱ء)
(۱۱)ملک القرامط حسن بن احمد جنانی: ۳۶۶ھ (۹۷۷ء)۔

اس قرن میں ۳۱۷ھ (۹۲۹ء) میں قرامطہ نے بہت بڑا خونی ہنگامہ بپا کیا۔ ذوالحج کے مہینے میں انہوں نے کعبہ مکرمہ پر حملہ کر دیا، ہزاروں حاجی بیت اللہ کے ارد گرد قتل کر دیئے اور حجر اسود کو اکھاڑ کر ساتھ لے گئے۔

اہل سنت اور شیعوں میں بھی نزاع شدید ہو گیا حتیٰ کہ اہل سنت کی مساجد میں نماز جمعہ متروک ہو گئی اور فساد کی آگ بھڑک اٹھی جس کا ناگوار اثر قرآن کریم کی تفسیر اور صفات باری کی تاویل کے متعلق مختلف فرقوں کی آراء پر بھی پڑا۔ نتیجتاً کچھ لوگوں نے بعض آیات کا انکار کیا اور بعض میں تحریف کی۔ چنانچہ ائمہ مجتہدین نے ان پر گرفت کی اور یہی اُن کے شایان شان تھا کہ حسب بشارت نبویؐ مسلمانوں میں ایک گروہ ہمیشہ قرآن و سنت پر قائم رہے گا:

مست عشق اند عاشقاں دائم　　　لا یخافون لومة لائم

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن پنجم

(۱) حسن بن عبداللہ
(۲) احمد بن علی بن احمد اندلسی
(۳) احمد بن محمد بن عبدالرحمان
(۴) ابوبکر محمد بن حسن اصفہانی
(۵) ابن فطیس عبدالرحمان بن محمد
(۶) قاضی ابوبکر باقلانی
(۷) ابن فورک
(۸) حسن بن محمد
(۹) ابن مردویہ، حافظ
(۱۰) ھبۃ اللہ سلامہ، ابوالقاسم
(۱۱) حسین بن علی بن حسین
(۱۲) ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی
(۱۳) روابی، محمد بن الفضل
(۱۴) محمد بن علی بن محمویہ
(۱۵) قرطبی
(۱۶) قاضی عبدالجبار معتزلی
(۱۷) ثعلبی
(۱۸) شیخ ابن سینا
(۱۹) احمد بن محمد بن عبداللہ
(۲۰) حوفی
(۲۱) احمد بن عمار مہدوی
(۲۲) اسماعیل بن احمد بن عبداللہ
(۲۳) علی بن سلیمان زہراوی غرناطی
(۲۴) ابوذر، حافظ علامہ
(۲۵) جوینی
(۲۶) ابوالقاسم علی بن حسین بن موسیٰ
(۲۷) مکی بن ابی طالب
(۲۸) اقضی القضاۃ محمد بن عبدالرحمٰن
(۲۹) احمد بن محمد بن احمد
(۳۰) صاحب التیسیر ابوعمرو دانی
(۳۱) ابوطاہر اسماعیل بن خلف
(۳۲) امام قشیری
(۳۳) ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی
(۳۴) ماوردی
(۳۵) اسماعیل بن عبدالرحمان بن احمد
(۳۶) علی بن عبداللہ بن احمد، علامہ

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۷) ابو جعفر طوسی
(۳۸) علی بن محمد بن عبدالکریم
(۳۹) ابو مسلم اصفہانی
(۴۰) عبداللہ بن محمد بن مالک
(۴۱) امام اسفرائینی
(۴۲) امام عبدالقاہر جرجانی، نحوی
(۴۳) واحدی، مفسر
(۴۴) الباجی سلیمان بن خلف
(۴۵) ابو معشر مقری عبدالکریم
(۴۶) قشیری
(۴۷) امام الحرمین
(۴۸) علی بن فضال بن علی
(۴۹) ابو عبداللہ حسین بن محمد
(۵۰) شیخ الاسلام انصاری
(۵۱) حسن بن علی بن خلف بن جبرئیل
(۵۲) ابو یوسف قزوینی
(۵۳) علی بن حسن بن علی نیشا پوری
(۵۴) عبداللہ بن محمد بن حسین بن ناقیا
(۵۵) محمد بن عبدالحمید بن حسین بن حسن
(۵۶) عبدالواحد بن محمد بن علی بن احمد
(۵۷) منصور بن احمد
(۵۸) شیرازی
(۵۹) سلیمان بن عبداللہ بن محمد
(۶۰) شیذلہ

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن پنجم کے مفسرین

(۱/ ۲۲۴) حسن بن عبداللہ

ابن سہل بن یحییٰ بن مہران، لغوی، ادیب، ابوہلال عسکری۔ ان کی تفسیر پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کی ایک دوسری کتاب کا نام کتاب الاوائل ہے۔ وفات ۴۰۰ھ (۱۰۰۹ء) کے بعد ہوئی۔

(۲/ ۲۲۵) احمد بن علی بن احمد اندلسی

ان کا لقب باغانی تھا۔ وہ علم کا سمندر تھے۔ احکام القرآن ان کی تصنیف ہے۔ سال وفات ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) ہے۔

(۳/ ۲۲۶) احمد بن محمد بن عبدالرحمان

قاشانی، ہروی، ابو عبید۔ قاشان (جو ہرات کے مضافات میں ہے) میں پیدا ہوئے اور قاشانی کہلائے۔ غریب القرآن اور غریب الحدیث (جس کی دوسری جلد حرف دال سے شروع ہو کر حرف صاد پر ختم ہوتی ہے) انکی تصنیف ہے۔ صاحب کشف الظنون، صاحب ذیل کشف الظنون اور بروکلمان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سال وفات ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) ہے۔

(۴/ ۲۲۷) ابو بکر محمد بن حسن اصفہانی

متکلم، نحوی، واعظ، جو فقہ اور اصول کے امام تھے اور ان علوم میں انہوں نے کم وبیش ایک سو کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں ایک معانی القرآن ہے۔ خطیب اور قاسم وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سال وفات ۴۰۶ھ (۱۰۱۵ء) ہے۔

(۵/ ۲۲۸) ابن فطیس عبدالرحمان بن محمد

ابن عیسیٰ بن فطیس بن اصبغ قرطبی، حافظ، ثبت، علامہ، حدیث کے کبار فضلاء سے تھے، علم الرجال کے عارف تھے اور زبانی املا کراتے تھے۔ انہوں نے اس قدر کتابیں جمع کی تھیں کہ کسی نے جمع

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں کی ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی کتابیں (ان کے بعد) چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئیں۔

تصانیف: (۱) کتاب اسباب النزول (۱۰۰ جزو) (۲) فضائل الصحابہؓ (۱۰۰ جزو) (۳) کتاب معرفۃ التابعین (۱۵۰ جزو) (۴) ناسخ و منسوخ (۳۰ جزو) (۵) کتاب الاخوۃ (۴۰ جزو) (۶) دلائل الرسالۃ (۱۰ جلد) وغیرہ۔

ان کا سال ولادت ۳۴۸ھ ہے۔ ایک مرتبہ منصب وزارت پر بھی رہے۔ ۵۴ برس کی عمر میں ذی قعدہ ۴۰۲ھ (۱۰۱۱ء) میں فوت ہوئے۔

(۲۳۹/۶) قاضی ابو بکر باقلانی

محمد بن طیب بن محمد اشعری، وہ اشعری عقائد کے مؤید تھے۔ علم کلام میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں۔ وہ اپنے عہد کے سربرآوردہ فاضل تھے۔ باقلانی اس لئے کہلائے کہ باقلاء بیچا کرتے تھے۔ ذی قعدہ ۴۰۳ھ (۱۰۱۲ء) کے ختم ہونے سے سات دن قبل ہفتے کے دن بغداد میں فوت ہوئے اور اتوار کو دفن ہوئے۔ فقہ مالکیہ کے پیرو تھے۔ فقہ میں مہارت رکھتے تھے اور کثیر المجادلہ تھے۔

اعجاز القرآن ان کی تصنیف ہے، جو الاتقان کے حاشیے پر چھپ چکی ہے۔

(۲۴۰/۷) ابن فورک

امام ابو بکر محمد بن حسن نیشاپوری شافعی، شبلی کا بیان ہے کہ امام ہمیں زبانی کافی طویل املا لکھایا کرتے اور جب ختم کر چکتے تو پھر ساری گفتگو کو دہرا کر اس کا خلاصہ بیان کرتے۔ اور جب سوالات و جوابات ہو چکتے تو اس وقت درس ختم کرتے تھے۔ مشکل الحدیث ان کی عمدہ کتاب ہے۔ وہ متکلم، اُصولی اور نحوی تھے۔ عراق میں مدتوں درس دیتے رہے۔ پھر رے چلے گئے ۔ واپس آکر نیشا پور میں ایک مدرسہ اور مکان تعمیر کرایا۔ اور اللہ نے اس مدرسہ کی وجہ سے مختلف علوم و فنون کو ترقی عطا کی۔ اصول فقہ، اصول دین اور معانی قرآن سے متعلق ان کی تصنیفات سو کے لگ بھگ تھیں۔ انہیں غزنی آنے کی دعوت دی گئی، وہاں گئے تو بحث و مباحثہ اور چھیڑ چھاڑ کا ایک غیر متنا ہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہ بہت

Maktaba Tul Ishaat.com

بختی سے ابو عبداللہ بن کرام کے پیروؤں کا رد کرتے تھے۔ نیشاپور کو واپس لوٹتے تو راستے میں کسی نے انہیں زہر دے دیا جس سے وہ فوت ہو گئے اور تدفین کے لئے نیشاپور لائے گئے۔

سال وفات ۴۰۶ھ ہے۔

(۲۲۱/ ۸) حسن بن محمد

ابوالقاسم نیشاپوری، واعظ، مفسر اور مصنف تھے۔ ان کی تفسیر کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ وہ اپنے عہد میں خراسان کے سب سے مشہور مفسر تھے اور ابوالقاسم ثعلبی انکے خاص تلامذہ سے تھے۔ بقول سمعانی پہلے وہ کرامی تھے، بعد میں شافعی ہو گئے۔ قراءات، تفسیر اور ادب میں کئی کتابیں تھیں۔ ان کی وفات ذوالحجہ ۴۰۶ھ (۱۰۱۶ء) میں ہوئی۔ یہ اشعار ان کے ہیں:

بمن یستغیث العبد الا بربہ ومن للفتی عند الشدائد والکرب

(۱) انسان اپنے رب کے بغیر اور کس سے فریاد کرے؟ مصائب میں خدا کے بغیر اور کون امداد کر سکتا ہے؟

ومن مالک الدنیا و مالک اہلہا ومن کاشف البلوی عن البعد والقرب

(۲) دُنیا اور اہل دُنیا کا مالک کون ہے؟ اور تکلیفوں کو دور کرنے والا قرب و بعد میں اور کون ہے؟

ومن یدفع الغماء وقت زوالہا وھل ذاک الا من فعالک یا ربی

(۳) زوال کے وقت سخت گرمی کو کون کم کرتا ہے؟ اے میرے رب! یہ سب تیری ہی مہربانیاں ہیں۔

عبدالغافر نے السیاق میں لکھا ہے کہ وہ اپنے وقت کے قراءات، نحو اور ادب کے امام تھے، مغازی، سیرت اور قصص کے ماہر تھے، اہل تحقیق کو درس دیتے اور عوام سے وعظ کہتے تھے۔ ان کی وجہ سے نیشاپور میں دور دور تک علم کی اشاعت ہوئی اور ان کی اعلیٰ درجہ کی تصنیفات قرب وجوار کے علاقوں میں پھیل گئیں۔ اصم وغیرہ نے ان کی روایت کی۔ ان کی تفسیر بہت مشہور ہوئی۔ وہ اہل شہر کی خیر طریقے سے مدد کیا کرتے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۹ /۲۴۲) ابن مردویہ ، حافظ

ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصفہانی، جو صاحب التاریخ والتفسیر والمسند تھے۔ وہ ابن مردویہ کبیر ہیں۔ جبکہ ابن مردویہ صغیر محدث اصفہانی (حافظ ومفید ابو بکر بن احمد بن احمد بن موسیٰ بن مردویہ) ان کے پوتے تھے۔ ان کی اپنے دادا سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی، وہ ۴۹۸ھ (۱۱۰۵ء) میں فوت ہوئے۔ ابن مردویہ کبیر حافظ ابو بکر احمد بن موسیٰ ۳۲۳ھ (۹۳۵ء) میں پیدا ہوئے اور ۴۱۶ھ (۱۰۲۵ء) میں وفات پائی۔ وہ حدیث الوسیلہ (سلوا اللہ لی الوسیلہ) کے راوی ہیں، جیسا کہ امام ذہبی نے التذکرہ میں لکھا ہے (صفحہ ۱۰۵۱)۔

(۱۰ /۲۴۳) ہبة اللہ بن سلامہ، ابو القاسم بغدادی

نابینا مفسر تھے۔ وہ تفسیر قرآن کے متعلق احفظ الناس تھے۔ جامع منصور میں ان کا حلقہ درس تھا۔ انہوں نے ابو بکر قطیعی سے روایت کی۔ الناسخ والمنسوخ ان کی تصنیف ہے۔ وفات رجب ۴۱۰ھ (۱۰۱۹ء) میں ہوئی۔

یاقوت کہتے ہیں کہ وہ تفسیر، نحو اور عربیت میں احفظ الناس تھے۔ نحو اور تفسیر میں ان کی ایک کتاب المسائل المنثورة ہے۔

(۱۱ /۲۴۴) حسین بن علی بن حسین

ابو القاسم بن المثوی۔ ان کے والد خلفائے مصر کے وزیر تھے۔ حاکم وقت نے انہیں اور ان کے اقرباء کو قتل کرادیا تھا جبکہ ابو القاسم بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کا سال ولادت ۳۹۰ھ (۱۰۰۰ء) ہے۔ ان کے والد کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا، اور نحو اور لغت کی کچھ کتابیں بھی حافظے میں محفوظ کر لیں، نیز پندرہ ہزار اشعار شعرائے قدیم کے بھی یاد کر لیے، علاوہ ازیں حساب اور جبر و مقابلہ میں استعداد پیدا کر لی تھی، مزید بر اں انہوں نے کتاب اصلاح منطق کا نہایت عمدہ خلاصہ پیش کیا اور یہ سب کچھ ان سے جب ظہور پذیر ہوا کہ وہ سترہ برس کے بھی نہیں ہوئے تھے۔ ایک کثیر المحاسن

Maktaba Tul Ishaat.com

دیوان نظم کے علاوہ انہوں نے ادب الخواص اور الایناس فی النوادر بھی لکھیں۔ اس عہد کے فضلاء کے ساتھ انکی اکثر چھیڑ چھاڑ ہوتی رہتی تھی۔ وہ نحوی سے فقہ اور فقیہ سے تفسیر کے بارے میں سوالات پوچھا کرتے تھے۔ وہ کچھ عرصہ وزارت پر بھی سرفراز رہے۔ ان کی کتابوں میں ایک تفسیر قرآن بھی شامل تھی۔ کئی مجالس میں انہوں نے تفسیر قرآن املا کرائی تھی کہ ۴۱۸ھ (۱۰۲۷ء) میں فوت ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ انھیں زہر دیا گیا تھا۔

(۱۲/ ۲۳۵) ابو عبدالرحمان محمد بن حسین سلمی نیشا پوری

ان کی ولادت ۳۳۰ھ (۹۴۱ء) میں اور وفات ۴۱۲ھ (۱۰۲۱ء) میں ہوئی (اپنے دادا سلیم ازدی کی وجہ سے سلمی کہلائے)۔ وہ صوفیاء کے شیخ اور ان کی تاریخ اور طبقات کے ماہر تھے۔ ان کی تصنیفات سو سے زیادہ ہیں۔ وہ اپنے طبقے کیلئے احادیث بھی وضع کیا کرتے تھے۔ ذہبی نے التذکرہ میں خطیب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن قطان نے حوالہ ذہبی لکھا ہے کہ انہوں نے دقائق التفسیر کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں باطنی تاویلات اور تکلیف دہ حد تک غلط امور بیان کئے ہیں۔ ہم اللہ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں، کاش انہوں نے یہ کتاب نہ لکھی ہوتی۔ ان کی تفسیر کا نام الحقائق ہے۔

انہوں نے خرقہ خلافت شیخ ابو القاسم نصر آبادی سے حاصل کیا تھا، اور انہوں نے شیخ شبلی سے۔ ابن عربی نے فتوحات مکیہ کے ۱۶۱ ویں باب میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی روح متمثل ہو کر ۵۹۲ھ (۱۲۰۱ء) میں میرے سامنے آئی۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے کتابیں تصنیف کیں، جمع کیں اور وہ دو سواروں کا بوجھ بن گئیں۔ تمیزی، بیہقی اور ابو صالح موذن نے ان سے اخذ کیا ہے۔

(۱۳/ ۲۳۶) رواسی محمد بن الفضل

ابو بکر مفسر، جنہوں نے تفسیر کبیر تصنیف کی۔ ان کا سال وفات ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) یا ۴۱۶ھ (۱۰۲۵ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۴/ ۲۴۷) محمد بن علی بن مموبہ

ابو بکر اصفہانی، واعظ اور مفسر، جنکا عرف حمال تھا ۔ اپنے وقت میں اصفہان کے ملک العلماء تھے۔انکا سال وفات ۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) ہے۔

(۱۵/ ۲۴۸) قرطبی

عبدالرحمٰن بن محمد بن امیرویہ بن محمد، جو مستجاب الدعوات تھے۔انہوں نے شرح مؤطا لکھی اورابن سلام کی تفسیر کو مختصر کیا۔ سال وفات ۴۱۳ھ (۱۰۲۲ء) ہے۔

ابن فرحون کہتے ہیں ابوالمطرف قرطبی فقیہ ،زاہد، پرہیزگار،روشن دل، تنگدست اور مستجاب الدعوات تھے۔جب بربروں نے قرطبہ پر حملہ کیا توانہیں بھی ابتلا پیش آیا تھا۔کسی نے ان پر رحم نہ کیا اورانہیں دکھ دیا ۔انہوں نے مؤطا کی ایک تفسیر لکھی جو عمدہ، مفید اور مشہور ہے۔نیز انہوں نے ابن سلام کی تفسیر کو مختصر کیا ہے۔اسی طرح حقائق ابن الہندی کا اختصار بھی پیش کیا ہے۔ان سے ابن عات،ابن عبدالبر اور ابن الظبی وغیرہ نے روایت کی۔ وفات رجب ۴۱۳ھ (۱۰۲۲ء) میں ہوئی۔

(۱۶/ ۲۴۹) قاضی عبد الجبار معتزلی

ابن احمد بن عبدالجبار بن احمد بن خلیل قاضی ابوالحسن ہمدانی اسدآبادی، جو معتزلہ کے شیخ اور صاحب التصانیف تھے۔انہوں نے کافی لمبی عمر پائی اور بہت مشہور ہوئے،شافعی فقیہ تھے۔رے میں قاضی بھی مقرر ہوئے تھے۔ طلبہ حصول علم کیلئے ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ علامہ سیوطی کہتے ہیں میں نے ان کی تفسیر دیکھی ہے،جو ہلکی پھلکی سی ہے ۔ذی قعدہ ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) میں فوت ہوئے ۔

ابن حجر نے انہیں غالی معتزلہ میں شمار کیا ہے ۔ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مذہب کے بارے میں کتابیں لکھیں،اپنے عقائد کا دفاع کیا اور عوام میں اس کی تبلیغ کی۔ انہوں نے کتب اصول پر ایک مقالہ تحریر کیا تھا ۔ نیزانہوں نے دلائل النبوۃ تحریر کی۔بلاشبہ یہ کتاب بلند پایہ اور سزاوار آفریں ہے۔کہتے ہیں کہ بحیثیت قاضی وہ ناپسندیدہ اور ناقابل تعریف تھے۔پیشے کے لحاظ

Maktaba Tul Ishaat.com

سے ۴۱۰ھ ... مقیم تھے۔ اس دوران میں وہ ابن عباد سے ملے۔ اس نے اپنے حسن سیرت اور لزوم ناموس
کی وجہ سے ان پر جلدی اعتماد کر لیا اور اسے منصب قضا پر فائز کر دیا۔ بوجہ منصب قضا
انہوں نے اتنا مال جمع کیا کہ قارون کہلائے جانے لگے۔ بایں ہمہ وہ حد درجہ بدباطن، خبیث
العقیدہ اور قلیل الیقین آدمی تھے۔ وہ لوگوں میں بدعت کی تبلیغ کرتے تھے۔ ان سے روایت
کی جائے تو بھی درست نہیں۔ انہوں نے تفسیر اور علم الکلام کے متعلق کتابیں لکھیں۔

(۲۵۰/۱۷) ثعلبی

احمد بن محمد بن ابراہیم ابو اسحاق نیشاپوری، جو ایک تفسیر ،العرائس فی قصص الانبیاء اور ربیع المذکرین کے مصنف تھے۔ ان سے واحدی نے سماع کیا۔ انہوں نے تفسیر کبیر لکھی جو بے مثال ثابت ہوئی۔ ثعلبی کثیر الحدیث اور کثیر الشیوخ تھے۔ وہ قصے بیان کرتے تھے۔ وفات ۲۳ محرم ۴۲۷ھ (۱۰۳۶ء) یا ۴۳۷ھ (۱۰۳۶ء) کو ہوئی۔ چونکہ وہ لومڑی کی کھال پہنتے تھے، اس لئے ثعلبی کہلائے۔ ابن سمعان کے مطابق یہ لقب ہے نسب نہیں۔

نیشاپور کا بانی ایران قدیم کا ایک فرماں روا سابور ذوالاکتاف تھا۔

ابوالقاسم قشیری کا بیان ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اثنائے گفتگو میں خدا نے ایک پارسا آدمی کو طلب فرمایا۔ میں ادھر متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ ثعلبی تھے۔ عبدالغافر بن اسماعیل فارسی نے اپنی تالیف سیاق تاریخ نیشاپور میں ان کا ذکر کیا ہے اور تعریف کرتے ہوئے انہیں صحیح النقل لکھا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں موضوع احادیث کا ذکر بھی کیا ہے، مثلاً وہ احادیث جو ہر سورت کی ابتداء میں بیان کی ہیں۔

(۲۵۱/۱۸) شیخ ابن سینا

حسین بن عبداللہ بن سینا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بلخی تھے اور ترک وطن کر کے بخارا میں مقیم ہو گئے تھے۔ شیخ نے بکثرت کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں الحاصل والمحصول بیس جلدوں

Maktaba Tul Ishaat.com

میں، المبدأ والمعاد، البر والاثم اور لسان العرب دس جلدوں میں قابل ذکر ہیں۔ شیخ کی تصنیفات سو جلدوں سے زیادہ ہیں۔

ابن ابی الحموی شافعی جوفقیہ اور الوسیط کے شارح ہیں، اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں کہ فلاسفہ اسلام میں سے کوئی شخص بھی ابونصر فارابی اور بوعلی ابن سینا کے مقابلے کا نہیں تھا، اور ان دونوں میں بھی ابوعلی بہتر اور زیادہ صاحب علم تھا۔ نیز انہوں نے لکھا ہے علماء اس پر متفق ہیں کہ ابن سینا قدم عالم کا قائل اور معاد جسمانی کا منکر تھا، البتہ معاد نفسانی سے انکار نہیں کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ خدا کو جزئیات کا جزئی علم نہیں، کلی علم ہے۔ چنانچہ اس زمانے کے اور بعد کے ان علماء کا جن کے اقوال کو اصولاً وفروعاً قابل اعتماد گردانا جاتا ہے، متفقہ فیصلہ ہے کہ ابونصر اور ابن سینا دونوں ان عقائد کی وجہ سے کافر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابن سینا نے آخری عمر میں ان عقائد سے توبہ کر لی تھی۔ شیخ ۵۸ برس کی عمر میں بہ مقام ہمدان رمضان ۴۲۸ھ (۱۰۳۷ء) میں بروز جمعہ فوت ہوئے (ملخص از لسان المیزان)۔

انہوں نے معوذتین کی تفسیر فلسفیانہ انداز میں لکھی ہے۔ مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکا مطالعہ کیا ہے۔ وہ کسی کام کی نہیں۔

(۱۹/ ۲۵۲) احمد بن محمد بن عبداللہ

ابن ابی عیسیٰ معافری اندلسی طلمنکی، جو علوم قرآن، قراءت، اعراب، ناسخ ومنسوخ، احکام اور معانی قرآن میں امام وقت تھے۔ اسی طرح وہ آثار اور رجال سے بھی پوری واقفیت رکھتے تھے۔ نیز وہ سنن کے حافظ اور اصول آیات کے پختہ عالم تھے۔ اسناد روایات میں عالی اور ذات باری سے شدید قلبی لگاؤ رکھتے تھے، اور اہل بدعت اور بندگان ہوس کے جانی دشمن۔

انہوں نے قراءت ابن غلبون سے اور مصر میں ابوبکر ادفوی اور ابوالقاسم جوہری سے جبکہ افریقہ میں ابن ابی زید سے حاصل کی۔ ان سے عبداللہ، ابن حزم اور ایک گروہ نے روایت کی اور عوام نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ ذہبی نے التذکرہ میں مدح کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی ولادت ۳۴۰ھ

Maktaba Tul Ishaat.com

(۹۵۱ء) میں اور وفات ذوالحجہ ۴۲۹ھ (۱۰۳۸ء) میں ہوئی۔

(۲۰/ ۲۵۳) حوفی

علی بن ابراہیم بن سعید بن یوسف۔ بقول سمعانی حوف مصر میں ایک قریہ ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں بلکہ یہ عمان کے ایک قریے کا نام ہے۔ انہوں نے ابوبکر ادفوی سے علم حاصل کیا۔ حوفی نحوی اور قاری تھے۔ انہوں نے البرھان فی تفسیر القرآن اور علوم القرآن (۳۰ جلد) کے علاوہ اسباب النزول اور الموضح فی النحو بھی تصنیف کیں۔

بقول ابن خلکان انہوں نے نحو میں ایک وسیع الذیل کتاب اور اعراب القرآن پر دس جلد میں ایک کتاب لکھی۔ ان کی تصانیف بکثرت ہیں۔ انہوں نے مفسر ثعلبی سے اخذ علم کیا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ تفسیر اور زبان عربی کے ماہر تھے۔ اور ان کی تفسیر اعلیٰ درجے کی تصنیف ہے۔ چنانچہ لوگوں نے بکثرت اسکے مطالعہ سے فائدہ اٹھایا۔ میں نے اکثر ادبی کتابوں پر ان کے ہاتھ کی لکھی تحریریں دیکھیں۔ اور خود میں نے ان سے پڑھا۔ اور جیسا کہ اس زمانے کے مشائخ کا معمول تھا، حوفی بھی دوران قراءت طلبہ کی کتابوں پر سند قراءت کتب لکھ دیتے تھے۔

سال وفات ۴۳۶ھ (۱۰۴۴ء) ہے۔

(۲۱/ ۲۵۴) احمد بن عمار مہدوی

انہوں نے ایک ضخیم تفسیر لکھی جس کا نام التفصیل الجامع لعلوم التنزیل ہے۔ انہوں نے علوم القرآن بھی مرتب کی۔ تفسیر کا خلاصہ التحصیل لمافی التفصیل کے نام سے مرتب کیا۔ اس کتاب میں تفسیر اور علوم قرآن مثلاً قراءت، ناسخ و منسوخ، احکام اور اعراب وغیرہ کا ذکر ہے۔ جیسا کہ خود مؤلف نے جلد اول کے مقدمے میں لکھا ہے۔ جلد اول اس آیت پر ختم ہوتی ہے: وقالت الیهود والنصاری نحن ابناء الله و احباء ہ (المائدہ: ۱۸)۔

علامہ سیوطی البغیہ میں لکھتے ہیں کہ وہ قراءات اور ادب عربی میں امام وقت تھے۔ وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

المہدیہ کے باشندے تھے، بعد ازاں اندلس چلے گئے۔ انہوں نے مفید کتب تصنیف کیں، جن میں تفسیر بھی تھی۔ ان کا سال وفات ۴۴۰ھ (۱۰۴۹ء) ہے۔

ان کی تفسیر نگاری کا طریقہ یہ تھا کہ وہ پہلے آیت کے تشریحی اقوال لکھتے، پھر اس کی قراءات اور اعراب بیان کرتے۔ آخر میں قواعد قرآن لکھتے تھے۔ انہوں نے اس تفسیر کا خلاصہ بھی لکھا جس کا نام التحصیل لفوائد کتاب التفصیل رکھا ہے۔ اس کتاب کے مخطوطے کے کچھ اجزاء دار الکتب مصر میں محفوظ ہیں۔ اور بروکلمان کے بقول اس کتاب کے مکمل مخطوطے پیرس کی لائبریری کے علاوہ مکتبہ فیض اللہ استنبول اور فیض میں جامعہ قزوین کی لائبریری میں موجود ہیں۔

(۲۵۵/ ۲۲) اسماعیل بن احمد بن عبداللہ

ابو عبدالرحمٰن الحیری، نیشاپوری، نابینا مفسر تھے۔ اور ائمہ مسلمین میں شمار ہوتے تھے۔ ان کی تفسیر اور قرآن وحدیث میں ان کی تصنیفات مشہور ہیں۔ ۳۶۱ھ (۹۷۱ء) میں پیدا ہوئے اور ۴۳۰ھ (۱۰۳۸ء) میں فوت ہوئے۔ خطیب بغدادی نے ان کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ علم، راست گوئی اور اخلاق میں ماشاء اللہ شیخ کتنا عظیم آدمی تھا۔ مجھے انکے تلمذ کا فخر حاصل ہے۔ انہوں نے الکفایہ فی التفسیر اور وجوہ القرآن مرتب کیں۔ خطیب نے ان سے صحیح بخاری تین مجلسوں میں ختم کی۔

(۲۵۶/ ۲۳) علی بن سلیمان زہراوی غرناطی

غرناطہ میں پیدا ہوئے۔ غرناطہ کی جامع کبیر میں امام تھے۔ انہوں نے ایک بہت بڑی تفسیر مرتب کی۔ سال وفات ۴۳۱ھ (۱۰۳۹ء) ہے۔

(۲۵۷/ ۲۴) ابو ذر، حافظ، علامہ

عبد بن احمد بن محمد ہروی مالکی، جو ۴۳۶ھ (۱۰۴۴ء) میں فوت ہوئے۔ مکے میں مجاورت اختیار کرلی تھی۔ اپنے شیوخ کی ایک معجم مرتب کی۔ صحیح بخاری پر کام کیا اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ابو الولید باجی وغیرہ نے ان سے روایت کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابو الولید نے اپنی کتاب فرق الفقہاء میں ابو بکر باقلانی کے ذکر میں لکھا ہے کہ میں نے ابو ذر سے، جو قاضی ابو بکر کے خیالات کے قائل تھے، ایک دن تنہائی میں پوچھا کہ تم کس طرح ان کے ہم خیال ہو گئے؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک دن دار قطنی کے ساتھ جا رہا تھا کہ راستے میں قاضی سے ملاقات ہو گئی۔ دار قطنی ان سے لپٹ گئے اور ان کے چہرے اور آنکھوں کو چوما۔ جب وہ علیحدہ ہوئے تو میں نے دار قطنی سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا یہ امام المسلمین اور دین کا دفاع کرنے والے قاضی ابو بکر بن طیب ہیں۔ اس دن سے میرا ان کے یہاں آنا جانا شروع ہو گیا۔

(۴۵/ ۲۵۸)جوینی

الامام ابو محمد عبداللہ بن یوسف نیشاپوری شافعی، جوین نیشاپور کے مضافات میں ایک ضلع کا نام ہے، جس میں کئی بستیاں ہیں۔ جوینی نے اپنے والد، ابو الطیب، سہل ابن محمد صعلوکی اور ابو بکر قفال سے علم فقہ حاصل کیا۔ انہوں نے فقہ میں التبصرہ، وتذکرہ، مختصر المختصر اور الفرق والجمع وغیرہ کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی تفسیر ایک ضخیم کتاب ہے جس میں انہوں نے ہر آیت کی دس طریقوں سے وضاحت کی ہے۔ داؤدی مالکی طبقات المفسرین میں لکھتے ہیں کہ شیخ کی تفسیر میں ہر آیت کی توضیح دس علوم پر مشتمل ہے۔ ان سے بے شمار لوگوں نے فیض اٹھایا، جن میں ان کے بیٹے امام الحرمین بھی شامل ہیں۔ امام جوینی ایسے پر رعب آدمی تھے کہ سوائے ان کے داماد کے کوئی ان کے آگے چلنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

وہ ۴۳۸ھ (۱۰۴۶ء) میں فوت ہوئے۔

شیخ ابو صالح المؤذن کا بیان ہے کہ امام جوینی مرض موت میں ۷ دن صاحب فراش رہے۔ انہوں نے مجھے وصیت کی کہ بعد از وفات میں ان کی تجہیز و تکفین کا کفیل ہوں گا۔ وہ فوت ہوئے تو میں نے انہیں غسل دیا۔ جب میں انہیں کفن میں لپیٹ چکا تو میں نے ان کا دایاں بازو بغل تک موتیوں کی طرح چمکتا دیکھا۔ میں سراپا حیرت بن گیا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ شیخ کے فتاوی کی برکت ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۵۹/۲۶) ابو القاسم علی بن حسین بن موسی

شیعہ تھے اور شریف مرتضٰی انکا عرف تھا۔ انکی تفسیر فرضی قصوں اور موضوع روایات کا پلندا ہے۔ شیعہ مفسران خود ساختہ کہانیوں کو (ذوق و شوق سے) نقل کرتے ہیں۔ شیعیت کا ستون تھے اور علم الہدیٰ کہلاتے تھے۔ ابن حزم کے مطابق کبار معتزلہ میں سے تھے۔ وہ نہج البلاغہ خود گھڑ لینے میں متہم ہیں۔ چنانچہ جو شخص بھی اس کا مطالعہ کرتا ہے، اسے یقین ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؓ سے اس کتاب کا انتساب بہت بڑا جھوٹ اور فریب ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو صریح گالیاں دی گئی ہیں اور ان کی توہین کی گئی ہے۔

سید شریف نے علوم و فنون کا اکتساب الشیخ المفید محمد بن نعمان المتوفی ۴۱۳ھ سے کیا۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الشافی فی الامامہ ۵ جلد (۲) الملخص والمذخر فی الاصول (۳) تبریۃ الانبیاء (۴) الدرر والغرر (۵) مسائل الخلاف (۶) الانتصار لما تفردبہ الامامیہ (۷) کتاب المسائل: بہت ضخیم کتاب ہے (۸) الرد علی ابن جنی فی شرح دیوان المتنبی۔

کہتے ہیں کہ شیخ ابو اسحاق ان کے علم و فضل کے مداح تھے۔ بعض امامیہ کا ان کے بارے میں خیال ہے کہ وہ پہلے شیعہ ہیں جنہوں نے فقہ میں امامیہ کی گفتگو کو طول دیا اور مخالفین سے مناظرے کیے۔ ان کی ولادت ۳۵۵ھ (۹۶۶ء) میں اور وفات ۴۳۶ھ (۱۰۴۴ء) میں ہوئی۔

انہیں علم و عمل کی دولت سے کافی حصہ ملا تھا۔ ان کی تفسیر کا نام تلخیص البیان فی مجازات القرآن ہے۔ انہوں نے معانی القرآن بھی لکھی۔ ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب المعالم میں لکھا ہے کہ وہ اس کتاب کی مثال کو مشکل گردانتے تھے۔ ان کی ایک اور کتاب کا نام حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل ہے۔ اور وہ نہج البلاغہ کے مصنف ہیں۔ انہوں نے نحو میں سیرافی المتوفی ۳۶۸ھ (۹۷۸ء) سے نیز ابن جنی المتوفی ۳۹۲ھ (۱۰۰۲ء)، ابو علی حسن بن احمد فارسی المتوفی ۳۷۷ھ (۹۸۷ء)، قاضی عبدالجبار معتزلی شافعی المتوفی ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء)، ابو بکر محمد بن موسیٰ الخوارزمی الفقیہ المتوفی ۳۹۲ھ (۱۰۰۱ء)، ابو القاسم

Maktaba Tul Ishaat.com

عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ الجراح المتوفی ۳۹۱ھ (۱۰۰۰ء) اور ابوالحسن علی بن عیسیٰ مرّی المتوفی ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) وغیرہ سے فیض حاصل کیا۔

حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مؤلف کہتے ہیں کہ خود سید شریف نے اپنی تفسیر میں بعض ان شیوخ کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ مثلاً سورۃ ص میں محمد بن موسیٰ خوارزمی کا اور سورۃ النحل میں ابن جنی کا اور اسی طرح عبدالجبار معتزلی کا ذکر کیا ہے۔

ان کی تفسیر تلخیص البیان چھپ چکی ہے۔ لیکن یہ کامل طور پر پورے قرآن کی لفظاً بلفظ تفسیر نہیں بلکہ سور قرآن کی تفسیر ہے۔ چنانچہ وہ ہر سورت میں ان آیات کو لے کر ان پر گفتگو کرتے ہیں جن میں مجاز بیانی پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد مجاز، استعارہ اور بیان کی وجوہ کو زیر بحث لاتے ہیں۔

(۲۷/ ۲۶۰) مکی بن ابی طالب

حموش بن محمد بن مختار ابو محمد قیسی نحوی مقری ۳۵۵ھ (۹۶۶ء) میں پیدا ہوئے۔ وہ قیروان کے باشندے تھے مگر نقل مکانی کر کے قرطبہ چلے گئے تھے۔ مکہ اور مصر میں ابوالطیب عبدالمنعم بن غلبون سے سماع کیا اور ان سے قرآن مجید پڑھا۔ علوم قرآن میں متبحر اور کثیر التالیف عالم تھے۔ اعراب القرآن اور الہدایہ فی التفسیر تصنیف کیں۔ جامع قرطبہ میں معلم اور خطیب تھے۔ ان کی وفات محرم ۴۳۷ھ (۱۰۴۵ء) میں قرطبہ میں ہوئی اور مرابض میں مدفون ہوئے۔

ابن خلکان نے ان کی تصانیف پر بڑی وضاحت سے گفتگو کی ہے اور آخر میں کہا ہے کہ اگر مجھے طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں ابھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) المأثور عن مالک فی احکام القرآن (۲) تفسیر قرآن ۱۰ اجزاء (۳) اختصار احکام القرآن (۴) کتاب الایضاح لناسخ القرآن و منسوخہ ۳ اجزاء (۵) کتاب الایجاز فی ناسخ القرآن و منسوخہ اجزاء (۶) غریب القرآن ۳ جزو (۷) مشکل المعانی والتفسیر ۱۵ جزو۔

ابن خلکان لکھتے ہیں کہ دربارہ قرآن و اختلاف القراء و علوم قرآن انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں نیز مجاب الدعوات تھے۔ قراءات سے متعلق انہوں نے التبصرہ فی القراءات پانچ اجزاء۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الموجز فی القراءات، کتاب الرعایۃ لتجوید القرآن، کتاب الکشف عن وجوہ القراءات وعللھا ۲۰ اجزاء، کتاب الابانہ عن معانی القراءۃ، کتاب الوقف علی کلا وبلی فی القرآن، کتاب الادغام الکبیر اور کتاب التذکرہ لاختلاف القراء وغیرہ لکھی ہیں۔ نیز انہوں نے مشکل اعراب القرآن العظیم فی مشکلات النحویۃ واللغویۃ فی القرآن تصنیف کی۔

(۲۸/ ۲۶۱) اقضی القضاۃ محمد بن عبد الرحمان

ابن احمد القاضی، ابو عمر فسوی جو اقضی القضاۃ کے لقب سے مشہور تھے۔ وہ اپنے علم، فضل اور مرتبہ کے لحاظ سے اہل خراسان کے اکابرے تھے۔ تفسیر اور فقہ میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ابو اسحاق اسفرائینی اور ابوذر ہروی سے سماع کیا۔ انہوں نے خوارزم میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ سال وفات ۴۴۰ھ (۱۰۴۸ء) کے لگ بھگ ہے۔

(۲۹/ ۲۶۲) احمد بن محمد بن احمد

ابو حفص کاتب، انہوں نے کتاب فی علم القرآن اور کتاب التحصیل فی تفسیر القرآن مرتب کیں۔ حمیدی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں ۴۴۰ھ (۱۰۴۸ء) کے بعد مریہ میں دیکھا تھا۔

(۳۰/ ۲۶۳) صاحب التیسیر ابو عمرو دانی

عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید، امام، علامہ، شیخ المشائخ، جو ۳۷۱ھ (۹۸۱ء) میں پیدا ہوئے۔ ۳۸۶ھ (۹۹۶ء) تک علم حاصل کیا۔ ۳۹۹ھ (۱۰۰۸ء) میں اندلس چلے گئے اور ۴۱۰ھ (۱۰۱۹ء) میں دانیہ میں آئے۔ وہ علم القرآن، روایات قرآن، تفسیر، معانی قرآن اور اعراب قرآن وغیرہ کے اماموں میں شمار ہوتے تھے۔ اسی طرح معرفت حدیث و طرق حدیث اور اسماء رجال کے اساتذہ سے تھے۔ مجاب الدعوات اور مالکی المذھب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے مجھے جو چیز بھی دکھائی دی، میں نے لکھ لی اور جو لکھا وہ ازبر ہو گیا اور جو کچھ ازبر کیا تھا آخر کار وہ بھول گیا۔ علامہ جزری کا قول ہے کہ جسے بھی ان کی کتابیں دیکھنے کا موقعہ ملا اسے ان کے علم و فضل اور ان پر اللہ کی نوازشات کا اندازہ ہو گیا۔ ان کی کتابیں یہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ہیں (۱) کتاب التیسیر بہت مفید ہے (۲) جامع البیان فی القراءات السبع (۳) ان کا رجزیہ قصیدہ (۴) الاقتصاد (۵) المقنع فی رسم المصحف (۶) المحکم فی النقط (۷) المعنوی فی القراءات المشہورۃ (۸) طبقات القراء ۴ جلد (۹) الفتن والملاحم (۱۰) شرح قصیدۃ الخاقانی فی التجوید وغیرہ۔

ان میں اور ابن حزم میں سخت دوری تھی۔ ان کی وفات دانیہ میں ۱۵ شوال ۴۴۴ھ اتوار کو ہوئی۔

امام ذہبی نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان کی تصنیفات کی تعداد ۱۲۰ ہے۔ ان کے عہد میں اور ان کے بعد کوئی ایسا آدمی ہوا ہے جو حفظ اور تحقیق میں ان کی مثال ہو سکے۔ قراءات کی درستی میں وہ سب سے بڑی سند تھے۔ قراء ان کی تصنیفات کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے اور ان کی نقل و روایت پر بھروسہ کرتے تھے۔

(۳۱/ ۲۶۴) ابو طاہر اسماعیل بن خلف

بن سعید بن عمران، مقری، نحوی، انصاری، اندلسی، جن کی وفات ۴۴۵ھ (۱۰۵۳ء) میں ہوئی۔ سیوطی نے ان کی وفات ۴۵۵ھ (۱۰۶۳ء) بیان کی ہے۔ علوم آداب میں امام اور فن قراءات میں پختہ کار تھے۔ انہوں نے العنوان فی القراءات مرتب کی اور الفارسی کی الحجۃ کا خلاصہ پیش کیا۔ لوگ ان سے بہت مستفید ہوئے۔ یاقوت کا بیان ہے کہ وہ ابن ابراہیم الحوفی کے شاگرد تھے اور انہوں نے اعراب القرآن نو جلدوں میں مرتب کی تھی۔

(۳۲/ ۲۶۵) امام قشیری

ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن شافعی قشیری، جو فقہ، تفسیر، حدیث، اصول، ادب، شعر، کتابت اور علم تصوف میں علامہ تھے۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن ابوبکر طوسی، استاذ ابوبکر ابن فورک اور ابو اسحاق اسفرائینی سے استفادہ کیا۔ حج کو روانہ ہوئے تو انہیں امام جوینی، امام الحرمین اور احمد بن حسین بیہقی کی رفاقت میسر آئی۔ چنانچہ ان سے بغداد اور حجاز میں سماع حدیث کا موقع بھی ملا۔

وعظ و نصیحت کی مجالس کے وہ امام تھے۔ ان کی ولادت ربیع الاول ۳۷۶ھ میں اور وفات

Maktaba Tul Ishaat.com

بروز اتوار ۱۶ ربیع الآخر ۲۶۵ھ (۱۰۷۲ء) کو بوقت صبح ہوئی۔ شیخ ابو علی الدقاق سے بیعت کی اور اپنی بیٹی کی ان سے شادی کر دی۔ تصوف کے متعلق ایک رسالہ لکھا۔ ان کی ضخیم تفسیر کا نام التیسیر ہے جسے ابن خلکان نے بہترین تفاسیر میں شمار کیا ہے۔ سورۃ احزاب سے ان کی تفسیر کا نمونہ ملاحظہ ہو :

"بسم اللہ الرحمن الرحیم : شروع اللہ کے نام سے (جس نے کفارہ کیلئے دردناک عذاب تیار رکھا ہے) الرحمن (جس نے مومنوں کیلئے کریمانہ اجر مقرر کیا ہے) الرحیم (وہ ذات ہے جس نے فرمایا کہ جس نے اللہ اور رسول کی پیروی کی، وہ کامیاب ہوا")۔

اسی طرح وہ سورۃ احزاب کی ابتدائی آیات کا سورۃ سجدہ کے آخر سے یوں ربط قائم کرتے ہیں کہ اللہ نے رسول کریم ﷺ کو کافروں سے اعراض اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ ماننے کا حکم دیا۔ اور دونوں سورتوں میں یوں ربط کیا کہ اس سورۃ میں مشرکین سے بحث مباحثہ اور موذیوں کی ایذا رسائی پر (پہلے) صبر کا حکم دیا اور پھر اعراض کا۔ چنانچہ لما صبروا (السجدہ : ۲۴) کے بعد فأعرض عنهم (السجدہ : ۳۰) ارشاد فرمایا۔ اور اس سورت میں ان حملوں کی تعداد کا ذکر کیا جو حضور ﷺ کو کفار، منافقین اور بعض مومنوں کی وجہ سے زیدؓ اور زینبؓ سے نکاح اور ازواج مطہراتؓ کی کثرت پر اعتراض کی وجہ سے سننا پڑے۔ اس تفسیر کا مخطوط محفوظ ہے (تذکرۃ النوادر) جس کی جلد اول سورۃ کہف کی تفسیر پر ختم ہوتی ہے۔ اس نسخہ کی کتابت ابراہیم بن عمر بن ابوبکر الجزری نے ۵۷۷ھ میں بہ مقام خوی ضلع آذربائجان کی۔

(۳۳/ ۲۶۶) ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی

ان کی کتابیں یہ ہیں :

(۱) احکام القرآن (۲) الاسماء والصفات ۲ جلد (۳) السنن الکبری ۱۰ جلد (۴) السنن والآثار ۴ جلد (۵) شعب الایمان ۲ جلد (۶) دلائل النبوہ ۳ جلد (۷) السنن الصغری ۲ جلد (۸) الزہد (۹) البعث

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۰)المعتقد (۱۱)الترغیب والترہیب (۱۲)کتاب الخلافیات ۲ جلد (۱۳)الآداب (۱۴)نصوص الشافعی ۳ جلد (۱۵) المدخل (۱۶) الدعوات (۱۷، ۱۸)الاربعون الکبریٰ والصغریٰ (۱۹) جزء فی الرؤیہ (۲۰)مناقب الشافعی (۲۱)مناقب احمد (۲۲)کتاب الاسری وغیرہ۔

امام الحرمین فرماتے ہیں کہ ہر شافعی امام شافعیؒ کا ممنون ہے سوائے ابوبکر بیہقی کے کہ ان کا امام شافعیؒ پر احسان ہے۔انہوں نے ان کے مذہب کی حمایت کی اور کتابیں لکھیں۔ ان کی تصانیف تقریباہزار اجزاء کے برابر ہوں گی۔

ان کا سال وفات ۴۵۸ھ (۱۰۶۶ء) ہے۔ وہ بیہق میں دفن ہوئے۔

بیہق نیشاپور کے ایک علاقے کا نام ہے جو وہاں سے دودن کی مسافت پر واقع ہے۔

(۳۴/ ۲۶۷) ماوردی

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب شافعی، جو ماورد کی تجارت کی نسبت سے ماوردی مشہور تھے۔ فقہائے شافعیہ کے سربرآوردہ عالم تھے۔ انہوں نے ابوحامد اسفرائینی سے بغداد میں سماع کیا۔ انہوں نے ابوالقاسم ضمیری سے علم فقہ حاصل کیا تھا۔بصرے اور بغداد میں برسوں درس دیتے رہے اور ہر فن میں کتابیں لکھیں۔وہ کتاب الحاوی کے مصنف ہیں۔ جس نے بھی اسے پڑھا ان کے تبحر کا قائل ہوگیا۔ ان سے خطیب بغدادی نے روایت کی۔ ان کی کتابیں یہ ہیں:

(۱) تفسیر القرآن الکریم (۲) النکت والعیون (۳)ادب الدنیاوالدین (۴)الاحکام السلطانیۃ (۵) قانون الوزارۃ وسیاسۃ الملک (۶) الاقناع فی المذہب۔

اصول فقہ اور ادب میں بھی انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔بہت سے شہروں میں وہ منصب قضاء پر سرفراز رہے۔بغداد میں مقیم ہوگئے تھے۔ ان کی وفات ربیع الاول ۴۴۵ھ کے آخری دن منگل کو ہوئی۔

ان پر اعتزال کا الزام تھالیکن وہ معتزلی نہیں تھے بلکہ وہ قدریہ کے ہم نوا تھے جو ایک مصیبت تھی اور اس زمانے میں بصرے والوں پر غالب تھی۔حافظ ابن حجر نے انہیں لسان المیزان میں صدوق لکھا ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

اور نقل کیا ہے کہ وہ معتزلی تھے۔ لیکن ساتھ ہی کہا ہے کہ انہیں معتزلی کہنا زیب نہیں دیتا۔ بقول ابن حجر انکی وفات ۴۵۵ھ (۱۰۶۳ء) میں ہوئی۔

جن مسائل میں الماوردی معتزلہ کے ہم نوا تھے، ان میں ایک مسئلہ وجوب احکام اور ان پر عمل کا ہے کہ کیا یہ شرع سے مستفاد ہے یا عقل سے۔ ماوردی کہتے تھے کہ یہ تقاضائے عقل ہے۔ اسی طرح کے کئی اور مسائل بھی ان کی تفسیر میں ملتے ہیں۔ ابن الصلاح کہتے ہیں کہ میں ماوردی کی طرف سے لوگوں میں عذر کرتا تھا۔

(۳۵/ ۲۶۸) اسماعیل بن عبد الرحمان بن احمد

ابن اسماعیل، ابو عثمان صابونی، نیشاپوری، استاد، شیخ الاسلام، مفسر، محدث، جو دین و دنیا میں صاحب عزت وجاہ، عدیم المثال، سیف السنۃ اور اہل بدعت سے اسلام کی مدافعت کرنے والے تھے۔ وہ کثرت عبادت، وفور علم وذکاء وزہد وحفظ میں ضرب المثل تھے۔

ولادت ۳۷۳ھ (۹۸۳ء) میں اور وفات ۴ محرم ۴۴۹ھ (۱۰۵۷ء) کو بروز جمعہ ہوئی۔

(۳۶/ ۲۶۹) علی بن عبد اللہ بن احمد، علامہ

ابو الحسن نیشاپوری، تفسیر قرآن مجید میں سب کے سردار تھے۔ ان کی تین تفسیریں ہیں: تفسیر کبیر تیس جلدوں میں ہے، اوسط کی دس اور صغیر کی تین جلدیں ہیں۔ جلیل القدر حافظ حدیث تھے۔ وفات شوال ۴۵۸ھ میں ہوئی۔

(۳۷/ ۲۷۰) ابو جعفر طوسی شیعی

محمد بن حسن بن علی، شیعوں کے شیخ اور ان کے علوم کے ماہر تھے۔ ان کی ضخیم تفسیر ۲۰ جلدوں میں ہے۔ بغداد میں آئے اور شافعی فقہ کا مطالعہ کیا۔ پھر شیخ مفید کے اصحاب میں شامل ہوئے تو رافضی ہو گئے۔ وفات ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) میں ہوئی۔ امام ذہبی نے ۴۸۸ھ فرمایا ہے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابو جعفر کی تفسیر قرآن تین سو جلدوں پر مشتمل تھی۔ ابن جوزی نے

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا ذکر ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) کے حوادث میں کیا ہے، اور لکھا ہے کہ وہ شیعہ فقیہ تھے، انہیں مشہد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام میں دفن کیا گیا تھا۔ ابن النجار کا بیان ہے کہ ان کی کتابیں جامع نصر کے صحن میں لوگوں کے سامنے جلادی گئی تھیں اور وہ خود ڈر کے مارے چھپ گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے سلف صالحین کے خلاف بدگوئی کی تھی (لسان المیزان ۵/ ۱۳۵)۔

(۳۸/ ۲۷۱) علی بن محمد بن عبدالکریم ابو الحسن

فخر الاسلام بزدوی کے لقب سے مشہور تھے۔ ماوراء النہر کے فقیہ، امام کبیر، صاحب طریقت اور حنفی تھے۔ وہ بزدوہ کے باشندے تھے جو نسف سے چھ فرسنگ کے فاصلے پر واقع ایک مضبوط قلعہ تھا۔

عمر بن محمد القند میں لکھتے ہیں کہ بلاشبہ وہ علی الاطلاق امام الائمہ تھے، اطراف وجوانب سے ان کے پاس علماء وطلبہ کے وفود آیا کرتے تھے اور ان کی اصولی و فروعی تصانیف نے دنیا کا احاطہ کر لیا تھا۔ سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ ماوراء النہر میں احناف کے شیخ تھے، جلیل القدر کتابیں تصنیف کیں، سمرقند میں درس دیتے رہے اور کش میں فوت ہوئے۔ ان کی وفات ۵ رجب ۴۸۲ھ کو بروز جمعرات ہوئی۔ ان کا تابوت سمرقند لایا گیا اور وہاں مسجد کے دروازے پر انہیں دفن کیا گیا۔

ان کی کتب یہ ہیں:

(۱) مبسوط ۱۱ جلد (۲) شرح الجامع الکبیر (۳) شرح الجامع الصغیر (۴) اصول فقہ کی ایک مشہور ومفید کتاب (اصول بزدوی) (۵) تفسیر قرآن مجید۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۲۰ ضخیم اجزاء پر مشتمل تھی۔

(۶) فقہ میں غناء الفقہاء نامی کتاب تالیف کی۔

ان کے بھائی ابوالیسر بزدوی ماوراء النہر کے فقیہ کبیر تھے۔

(۳۹/ ۲۷۲) ابو مسلم اصفہانی

محمد بن علی بن حسین، ادیب، مفسر، نحوی اور معتزلی تھے۔ ان کی تفسیر ۲۰ جلدوں میں ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ولادت ۳۶۶ ھ (۹۷۶ء) میں اور وفات ۴۵۹ھ (۱۰۵۹ء) میں ہوئی۔

وہ تفسیر، نحو اور ادب میں ماہر تھے، مگر غالی معتزلی تھے۔ وہ آخری آدمی ہیں جنھوں نے ابوبکر بن مقری سے اصفہان میں روایت کی۔ اور اسی طرح ان سے اسماعیل بن حمامی نے اصفہان میں سب سے آخر میں سماع کیا۔

حافظ ابن حجر لسان المیزان میں لکھتے ہیں کہ ان کا نام محمد بن علی بن مہریزد ابو مسلم اصفہانی تھا۔ وہ ادیب تھے، ایک ضخیم تفسیر تصنیف کی، جو ۲۰ جلدوں میں ہے اور وہ کبار معتزلہ سے تھے۔ یہ اصفہانی قدیم ہیں۔

(۴۰/ ۲۷۳) عبداللہ بن محمد بن مالک

ابو مروان قرطبی فقیہ جو فقہ، حدیث اور تفسیر کے حافظ تھے، اور فقہاء میں فقہی اختلاف کی وجوہ کے عالم تھے۔ متواضع، زبردست پارسا اور مجاہد تھے مگر دوباب لباس ابتذال سے کام لیتے، اور ضروریات زندگی میں تھوڑے پر قناعت کرتے تھے۔ ابوبکر بن مغیث وغیرہ سے سماع کیا، اور ان سے ابوالولید بن طریف نے۔ انھوں نے مختصر فی الفقہ لکھی۔ نیز ایک تصنیف کا نام ساطع البرھان ہے۔ ان کا سال وفات ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) ہے۔

(۴۱/ ۲۷۴) امام اسفر ائینی

ابوالمظفر شاہ پور بن طاہر شافعی، جو ۴۷۱ھ (۱۰۷۸ء) میں فوت ہوئے۔ شاہ پور خان پور (فرزند شاہ بمعنی شہزادہ) کے معنوں میں آتا ہے۔

امام ابوالمظفر اصولی، مفسر اور فقیہ تھے۔ ان کی تفسیر کا نام تاج التراجم فی تفسیر القرآن بالاعاجم ہے جو فارسی میں تھی اور تفسیر اسفرائینی کے نام سے مشہور تھی۔ التبصیر فی اصول الدین ان کی تصنیف ہے۔ ان کی تفسیر نویسی کا انداز یہ ہے کہ پہلے الفاظ کے معانی لکھتے ہیں، پھر شان نزول اور آخر میں دیگر تحقیق، ایران میں چھپ چکی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۲/ ۲۷۵) امام عبد القاهر جرجانی، نحوی

انہوں نے مائۃ عامل لکھی۔ نحو ابن اخت الفارسی سے پڑھی، کسی اور سے نہیں پڑھا اور نہ اپنے شہر سے نکلے۔ عربیت اور بیان کے ائمہ کبار سے تھے۔ المغنی نام کی ایک کتاب بطور شرح الایضاح لکھی۔ المقتصد فی شرح اعجاز القرآن: ایک کبیر اور ایک صغیر نیز تفسیر سورۃ الفاتحہ تصنیف کیں۔

انکی تفسیر ایک جلد میں ہے اور شاید یہ سورۃ فاتحہ کی مذکورہ تفسیر ہی ہے۔

سال وفات شاید ۴۷۳ھ (۱۰۸۱ء) ہے۔

(۴۳/ ۲۷۶) الواحدی، مفسر

ان کا نام علی بن احمد واحدی تھا۔ وہ ثعلبی مفسر کے حلقہ درس میں مستقل طور پر شامل ہوتے تھے۔ ان سے علم تفسیر اخذ کیا اور اس پر اضافات کئے۔

نظام الملک طوسی ان سے تکریم و تعظیم کا سلوک کرتا تھا، اور وہ فی الحقیقت اس اعزاز کے مستحق بھی تھے۔ کاش وہ ائمہ متقدمین کی شان میں گستاخی کے مرتکب نہ ہوتے، شعر:

قد جمع العالم فی واحد　　　عالمنا المعروف بالواحدی

تمام عالم ایک فرد میں جمع ہو گیا ہے اور وہ ہمارا عالم واحدی ہے۔

۴۶۸ھ (۱۰۷۵ء) میں نیشاپور میں طویل بیماری کے بعد فوت ہوئے۔ وہ نحو اور تفسیر میں اپنے عہد کے استاد تھے اور تصانیف میں خوش سعادت سے نوازے گئے تھے۔ ان کی تصانیف کی عمدگی پر لوگوں کا اتفاق و اجماع ہے اور مدرسین دوران درس ان کے حوالے دیتے ہیں۔

تفسیر میں انکی ایک کتاب البسیط فی التفسیر ہے جس میں اعراب، شواہد اور لغت کی طویل بحث ہے۔ اس کتاب کے دیکھنے سے علم لغت میں ان کی مہارت و حذاقت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ دوسری الوسیط فی التفسیر ہے جو البسیط کا انتخاب نیز البسیط اور الوجیز کے مقابلہ میں اوسط ضخامت کی ہے۔ تیسری الوجیز فی التفسیر ہے جو بہت عجیب کتاب ہے۔ انہوں نے تینوں کتابوں

Maktaba Tul Ishaat.com

کو الحاوی لجمیع المعانی فی التفسیر میں اکٹھا کر دیا ہے، اسکی جلد دوم کتاب کے نصف ثانی پر مشتمل ہے اور سورہ مریم کی ابتداء سے شروع ہو کر آخر کتاب پر تمام ہوتی ہے۔

(۴۴/ ۴۷۷) الباجی سلیمان بن خلف

ابن سعید، حافظ، علامہ، ابو الولید، اصل میں بطلیوس کے باشندے تھے۔ انکے دادا وہاں سے نقل مکانی کر کے باجہ میں جو اشبیلیہ کے نواح میں ہے، آگئے تھے۔ اسی نام کی ایک اور بستی قیروان کے قریب ہے۔ انہوں نے فقہ قاضی ابو الطیب طبری اور قاضی ابو عبداللہ حسین صمیری وغیرہ سے پڑھی۔ اس کے بعد بغداد اور دمشق سے ہوتے ہوئے موصل آئے اور وہاں ایک سال قیام کیا۔ اور تیرہ برس کی غیر حاضری کے بعد کثیر علم کے ساتھ واپس اندلس آئے۔ یہ تمام علوم انہوں نے فقر و پرہیزگاری کے ساتھ حاصل کئے تھے۔

حافظ خطیب بغدادی اور حافظ ابن عبد البر نے ان سے استفادہ کیا، حالانکہ وہ دونوں ان سے بڑے تھے۔ نیز ابو بکر طرطوسی اور دیگر لوگوں نے بھی۔ انکے ابن حزم سے مناظرے اور مباحثے رہے ہیں۔ اندلس میں منصب قضا پر سرفراز رہے تھے۔

۱۹ رجب ۴۷۴ھ کو مریہ میں وفات پائی۔

انکی کتابیں یہ ہیں: (۱) کتاب المنتقی فی الفقہ (۲) کتاب المعانی (۳) شرح المؤطاء ۲۰ جلد، یہ عدیم النظیر کتاب ہے۔ (۴) کتاب الاستیفاء، یہ کتاب بڑی ضخیم، جامع اور بلیغ ہے (۵) کتاب الایماء فی الفقہ ۵ جلد (۶) کتاب السراج فی الخلاف، نا تمام رہی (۷) مختصر المختصر فی مسائل المدونہ (۸) کتاب اختلاف المؤطات (۹) کتاب فی الجرح والتعدیل (۱۰) کتاب التسدید الی معرفۃ التوحید (۱۱) کتاب الاشارۃ فی اصول الفقہ (۱۲) کتاب احکام الفصول فی احکام الاصول (۱۳) کتاب الحدود (۱۴) کتاب شرح المنہاج (۱۵) کتاب سنن الصالحین و سنن العابدین (۱۶) کتاب سبیل المہتدین (۱۷) کتاب فرق الفقہاء (۱۸) کتاب التفسیر، نا تمام (۱۹) کتاب سنن المنہاج و ترتیب الحجاج (۲۰) کتاب السنن فی الرقائق (۲۱) کتاب الناسخ والمنسوخ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا سال ولادت ۴۰۳ھ (۱۰۱۲ء) اور سال وفات ۴۹۴ھ (۱۱۰۱ء) تھا۔

(۴۵/ ۲۷۸) ابو معشر المقری عبدالکریم

ابن عبدالصمد طبری، جن کا سال وفات ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) ہے۔ انہوں نے فن قراءات پر ایک کتاب تصنیف کی۔ کتاب سوق العروس بھی ان کی تصنیف ہے جس میں ایک ہزار پانچ سو پچاس روایات مذکور ہیں۔ اسی طرح الدرر فی التفسیر اور الرشاد فی السواد وغیرہ بھی ان کی تصنیفات ہیں۔

انہوں نے تفسیر ثعلبی سے پڑھی۔ وہ اپنے زمانہ کے شوافع کے امام تھے۔

(۴۶/ ۲۷۹) قشیری

عبداللہ بن عبدالکریم بن ہوازن، اپنے والد کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور منزلت وطرز زندگی میں بلند مرتبہ۔ اصولی تھے اور ذی الفہم۔ بقول سمعانی طریقت میں وہ اپنے والد کے تربیت یافتہ تھے اور بعد میں ان کی تعظیم میں مبالغہ کرنے لگے تھے۔

انہوں نے ابو الطیب طبری سے اور ان سے عبدالغافر فارسی نے سماع کیا۔

سال وفات ۴۷۷ھ (۱۰۸۴ء) ہے۔

(۴۷/ ۲۸۰) امام الحرمین

ابو المعالی عبدالملک بن عبداللہ جوینی، جن کا سال وفات ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) ہے جبکہ سال ولادت ۴۱۹ھ (۱۰۲۸ء)۔ انہوں نے اپنے والد اور استاد ابو القاسم اسکافی اسفرائینی سے فیض حاصل کیا۔ ابو اسحاق شیرازی ان کیلئے لکھتے ہیں کہ اے مشرق ومغرب کو فائدہ پہنچانے والے! آج تو امام الائمہ ہے۔ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ تمام متأخرین جو امام شافعی کے مسلک کے پیرو تھے، علی الاطلاق ان کی امامت اور غیر معمولی ذہانت نیز مختلف علوم وفنون اور اصول وفروع میں ان کی مہارت کے قائل تھے۔ وہ چالیس برس تک مکے میں مجاور رہے۔ مدینہ میں درس دیتے اور فتاوی لکھتے رہے اور مختلف مسالک کو قریب لانے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی وجہ سے امام الحرمین کہلائے۔ جب وہ واپس نیشاپور آئے

Maktaba Tul Ishaat.com

تو الپ ارسلان کا ابتدائی دور حکومت تھا اور نظام الملک وزیر تھے۔ ان کے لئے انہوں نے نیشاپور میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا۔ اور خطابت کا منصب امام الحرمین کو عطا کیا۔ وہ وہاں درس و تدریس کے علاوہ وعظ اور مناظروں کی خدمت بھی سر انجام دیتے۔ ان کے حلقہ درس میں اکابر ائمہ شریک ہوتے تھے۔ وہ اپنے ہم مشربوں کے سربراہ مانے گئے۔ محکمہ اوقاف بھی ان کی تحویل میں دے دیا گیا تھا اور وہ ۳۰ برس تک اس خدمت پر مامور رہے تھے۔ چنانچہ محراب، منبر، خطابت، تدریس اور جمعہ کا وعظ بغیر کسی نزاع کے مسلم طور پر ان کے سپرد رہا۔

انہوں نے ہر فن پر کتابیں لکھیں۔ ان کی کتابوں کی فہرست یہ ہے:

(۱) البرہان فی اصول الفقہ (۲) الارشاد فی الکلام (۳) الشامل فی اصول الدین (۴) مغیث الخلق فی اختیار الاحق (۵) تلخیص التقریب (۶) العقیدۃ النظامیہ (۷) مدارک العقول، ناتمام (۸) غیاث الامم فی الامامۃ (۹) تلخیص نہایۃ المطلب، ناتمام (۱۰) غنیۃ المسترشدین فی الخلاف وغیرہ۔

جب وہ علوم صوفیہ کا بیان شروع کرتے اور ان کے اصول کی تشریح کرتے تو حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی۔

جب وہ بیمار ہوئے تو انہیں نیشاپور سے اٹھا کر مضافات کے ایک گاؤں باشقان میں لے گئے جو آب و ہوا کی خوبی کی وجہ سے مشہور تھا۔ وہاں وہ بدھ کی رات کو بعد از نماز عشاء ۲۵ ربیع الآخر ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) کو فوت ہو گئے۔ اسی رات کو انکی میت وہاں سے نیشاپور واپس لائی گئی، اور دوسری صبح کو اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔ پھر کئی سالوں کے بعد ان کے تابوت کو وہاں سے نکال کر امام حسین علیہ السلام کے قبرستان میں اپنے والد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بیٹے ابو القاسم نے پڑھائی تھی۔ ان کے یوم وفات پر بازار بند رہا تھا اور مسجد کا منبر جس پر وہ خطبہ دیا کرتے تھے، توڑ دیا گیا تھا۔

(۴۸/ ۲۸۱) علی بن فضال بن علی

ابن غالب بن جابر، فرزدق کی اولاد میں سے تھے اور شاعر تھے، لغت، نحو، ادب، تفسیر اور سیر میں امام وقت تھے۔ وہ ہجر میں پیدا ہوئے، کئی ممالک کی سیاحت کی۔ کافی عرصہ غزنی میں رہے اور

Maktaba Tul Ishaat.com

پھر واپس عراق آ گئے۔ انہوں نے برھان العیدی فی التفسیر کے نام سے دس جلدوں میں ایک تفسیر مرتب کی۔ اسکے علاوہ انہوں نے الاکسیر فی علم التفسیر ۳۵ جلدوں میں، اکسیر الذھب فی صناعۃ الادب اور العصۃ فی القرآن وغیرہ کئی کتب لکھیں۔

وہ ۱۲ ربیع الاول ۴۷۹ھ کو فوت ہوئے۔

ذیل کے اشعار ان کے ہیں:

(۱) واخوان حسبتھم درعا — فکانوھا ولکن للاعادی

اور بھائیوں کو میں نے زرہ سمجھا — وہ زرہ تو تھے لیکن میرے دشمنوں کے لئے

(۲) وخلتم سھاما صائبات — فکانوھا ولکن فی فوادی

میں انہیں ٹھیک نشانے پر لگنے والے تیر خیال کرتا رہا وہ ایسے ہی تھے مگر نشانہ میرا دل تھا۔

(۳) وقالوا قد صفت منا قلوب — لقد صدقوا ولکن عن ودادی

وہ کہنے لگے کہ ہمارے دل بالکل صاف ہیں وہ سچے ہیں،

کہ ان کے دل میری محبت سے صاف اور خالی ہیں۔

عبدالغافر لکھتے ہیں کہ جب ابن فضال نیشاپور میں آئے تو میں ان سے ملنے جانے لگا۔ میں نے انہیں علم و فضل کا ایسا وسیع سمندر پایا کہ اہل وطن میں نہ اجنبیوں میں کوئی بھی ان جیسا تھا۔ وہ حنبلی مسلک کے پیرو تھے اور ہر شافعی سے الجھ جاتے تھے۔ ان کی کتب یہ ہیں:

(۱) العوامل والعوامل (۲) شرح عنوان الادب (۳) شرح معانی الحروف (۴) العروض (۵) شجرۃ الذھب فی معرفۃ ائمۃ الادب۔

وہ کافی عرصہ غزنی میں رہے اور وہاں انہیں قبولیت حاصل ہوئی۔

(۴۹/ ۲۸۲) ابو عبد اللہ حسین بن محمد

ابن ابراہیم الدامغانی، حنفی، فقیہ، جن کا سال وفات ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) ہے۔

انہوں نے وجوہ القرآن لکھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۰ / ۲۸۳) شیخ الاسلام انصاری

عبداللہ بن محمد بن علی بن محمد بن احمد بن جعفر بن منصور بن مت، ابو اسماعیل انصاری ہروی، حافظ، عارف، حضرت ایوب انصاریؓ کی اولاد سے تھے۔ تفسیر میں کامل امام تھے، تصوف میں عمیق انہماک اور عربی زبان، حدیث، تاریخ اور انساب میں غیر معمولی قابلیت رکھتے تھے۔ احکام دین اور احیائے سنت کے معاملے میں سلاطین تک سے مداھنت اور چشم پوشی کے روادار نہ تھے۔ چنانچہ بارہاان پر قاتلانہ حملے ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھا۔

انہوں نے ابوذر ہروی اور یحیی بن عمار سجزی مفسر سے سماع کیا۔ اور کافی عرصے تک تفسیر قرآن میں مصروف رہے۔ وہ کہا کرتے کہ جب میں قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتا ہوں تو ۱۰۷ تفاسیر میرے سامنے ہوتی ہیں۔ ان کی کتابوں میں ذم الکلام، منازل السائرین فی التصوف (ابن قیم نے تین جلدوں میں اس کی شرح لکھی ہے اور اس کا نام "مدارج السالکین رکھا ہے) اور کتاب الفاروق فی الصفات ہیں۔ وعظ و نصحیت میں اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے فارسی زبان میں ایک تفسیر لکھی اور قرآن کی آیت: ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ پر تین سو ساٹھ مجالس وعظ بپا کیں۔ ذوالحجہ ۴۸۱ھ (۱۰۸۹ء) میں فوت ہوئے۔

وہ کہا کرتے کہ مجھے فارسی زبان کے چھ ہزار اور عربی کے ستر ہزار اشعار یاد ہیں۔ اسی طرح تین لاکھ احادیث مع اسناد اور تین سو شیوخ کی کتب حدیث ازبر ہیں۔ انہوں نے تفسیر یحیی عمار سے پڑھی۔ شیخ الاسلام نے ایک لمبا چوڑا اور مشہور قصیدہ نونیہ لکھا جس میں اصول سنت اور حضور اکرم ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کی مدح بیان کی ہے۔ ابن رجب نے طبقات حنابلہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مولانا جامی نے نفحات الانس میں ان سے بکثرت نقل کیا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں جب بھی مجھے شیخ الاسلام کی یاد آتی ہے تو یوں محسوس کرتا ہوں گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔

شیخ الاسلام کو زندگی بھر مختلف مصائب و آلام سے واسطہ رہا۔ وہ مدتوں اپنے وطن سے دور رہے اور

Maktaba Tul Ishaat.com

اکے خلاف بارہا مجالس مناظرہ منعقد کی جاتی رہیں اور ایسی تمام مجالس میں شیخ الاسلام کامیاب رہے۔ نظام الملک نے انہیں ہرات سے نکال دیا تھا۔ پھر ہرات میں واپس لائے گئے اور خلیفہ وقت قائم بامر اللہ کے حکم سے باسٹھ برس کی عمر میں انہیں شاہی خلعت عطا کیا گیا۔ دوسری بار پھر امام المقتدی کے فرمان سے خطاب شیخ الاسلام، شیخ الشیوخ زین العلماء کے ساتھ خلعت عطا ہوا اور دوسرا خلعت ان کے بیٹے عبد الہادی کو مرحمت ہوا۔

ابن طاہر کہتے ہیں کہ ایک دن گفتگو شروع ہوئی اور میں شیخ کے سامنے بیٹھا تھا۔ کہنے لگے کہ مجھے بارہ ہزار ایسی احادیث یاد ہیں جو میں لگاتار بیان کر سکتا ہوں۔

ان سے ایک آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو انہوں نے شعراء جاہلیت کے چار سو اشعار پڑھے اور ہر بیت میں اس آیت کی ایک لغت موجود تھی۔ وہ کہا کرتے کہ ترمذی، صحیح بخاری اور مسلم سے زیادہ مفید ہے، کیونکہ ان دو کتابوں سے صرف وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جسے اس فن میں معرفت تامہ حاصل ہو۔ نقد و جرح میں بھی شیخ کا کلام نقل کیا گیا ہے۔

(۲۸۴/ ۵۱) حسن بن علی بن خلف بن جبر نیل

المعی، کاشغری، ان کی تصنیفات سو سے زیادہ ہیں، جن میں سے اکثر علم صرف کے متعلق ہیں۔ ان کی تفسیر کا نام المقنع فی تفسیر القرآن ہے۔ ان پر وضع حدیث کا الزام ہے۔

ان کا سال وفات ۴۸۴ھ (۱۰۹۱ء) ہے۔

(۲۸۵/ ۵۲) ابو یوسف قزوینی

عبد السلام بن محمد بن یوسف بن بندار، معتزلہ کے شیخ تھے۔ بغداد میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ وہ عمر رسیدہ اور فضلاء متقدمین کی جماعت کے ایک فرد تھے۔ انہوں نے تفسیر کبیر مرتب کی جس سے زیادہ ضخیم اور فوائد کی جامع تفسیر نہیں لکھی گئی۔ کاش وہ تفسیر میں معتزلہ کے رطب ویابس کو جمع نہ کرتے۔ تفسیر تین سو جلدوں پر مشتمل ہے، جن میں سے سات جلدیں سورۃ فاتحہ کے متعلق ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن نجار لکھتے ہیں کہ ابو یوسف زبان دراز تھے، سوائے تفسیر کے کسی اور موضوع پر وہ محقق نہیں تھے۔ کیونکہ وہ اسی موضوع کے شیفتہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے پانچ سو مجلات پر مشتمل ایک تفسیر مرتب کر رکھی تھی جس میں عجائبات بھر دیئے تھے۔ ان کی تفسیر کا نام "حدائق ذات بهجه" ہے۔ قرآن کی ایک آیت "واتبعوا ما تتلوا الشیاطین (۲/ ۱۰۲) پر ایک مکمل جلد میں نے دیکھی۔

انہوں نے قاضی عبدالجبار سے استفادہ کیا اور ابو نعیم اصفہانی وغیرہ سے سماع کیا۔

ان کا سال ولادت ۳۹۳ھ (۱۰۰۲ء) ہے اور وفات ۱۴ ذی قعد ۴۸۳ھ کو ہوئی۔

قاضی عیاض کتاب الصلہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے ابو علی بن سکرہ کو کہتے سنا کہ ابو یوسف قزوینی زندگی کی اس منزل پر پہنچ گئے ہیں کہ جہاں وہ بیٹھے ہوں، عجب نہیں کہ دکھائی ہی نہ دیں۔ ان کی زبان جوان ہے اور بتایا کہ تین سو جلدوں پر مشتمل تفسیر قرآن لکھی ہے، جس کی سات جلدیں تو سورۃ الفاتحہ پر ہیں۔ انہوں نے مصر اور اِدھر اُدھر سے اتنی کتابیں جمع کر رکھی تھیں کہ شاید ہی کسی اور کے پاس اتنا ذخیرہ ہو۔ انکی کتابیں بعد میں سالہا سال بکتی رہیں۔ وہ چالیس اُونٹوں کے بوجھ سے بھی زیادہ تھیں۔

ابن نجار کہتے ہیں کہ جب وہ بغداد میں آئے تو ان کے پاس کتابوں کا دس اُونٹوں کا بوجھ تھا۔ وہ کہتے تھے کہ میرے پاس ساٹھ عدد تفاسیر ہیں۔ انہوں نے مختلف شہروں، اصفہان اور رے کی سیاحت کی۔ مصر اور طرابلس شام میں مدتوں ٹھہرے رہے۔ پھر بغداد آگئے تھے۔

(۵۳/ ۲۸۶) علی بن حسن بن علی نیشا پوری

حنفی مسلک کے پیروکار تھے۔ فقہ، حدیث، تفسیر اور علم کلام میں امام تھے۔ ان کے معتزلہ سے مناظرے ہوتے رہے۔ وہ اُن کے سخت مخالف تھے۔ ان کا سال وفات ۴۸۴ھ (۱۰۹۱ء) ہے۔

(۵۴/ ۲۸۷) عبداللہ بن محمد بن حسین بن ناقیا

ابن داؤد، جو بندار شاعر کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے ہر فن میں کتابیں تصنیف کیں۔ مگر ان کے دین اور عقیدے میں کچھ فتور تھا۔ وہ کثیر الھذل والاستہزا تھے۔ انہوں نے ایک کتاب الجمان فی

Maktaba Tul Ishaat.com

متشابہات القرآن لکھی ہے (جمان کے معنی موتی ہیں)۔ دوسری کتاب کا نام ملح الکتابہ فی الرسائل ہے۔

وہ ۵ ذی قعد ۳۱۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۳ محرم ۳۸۵ھ کو فوت ہوگئے۔ اور مقابر باب الشام میں دفن کیے گئے۔ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد وحان لکھتے ہیں کہ میں ان کی وفات کے بعد انہیں غسل دینے کے لئے ان کے مکان پر گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے بائیں ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔ میں نے ان کی مٹھی کھولی تو اس میں ایک کاغذ تھا جس پر اوپر نیچے کچھ الفاظ لکھے تھے۔ چنانچہ میں انہیں پڑھنے میں کامیاب ہوگیا، وہاں درج ذیل اشعار مرقوم تھے۔

(۱) نزلت بجار لا یخیب ضیفه وارجو نجاتی من عذاب جهنم

میں اس ہمسایے کے پڑوس میں اترتا ہوں جو اپنے مہمانوں کو بھی

مایوس نہیں کرتا، اور میں جہنم کے عذاب سے نجات کا امیدوار ہوں۔

(۲) وانی علی خوف من الله واثق بانعامه والله اکرم منعم

اور میں اللہ سے ڈرنے کے باوجود اسکے انعام کی امید واثق رکھتا ہوں کیونکہ وہ بڑا کریم منعم ہے۔

(۵۵/ ۴۸۸) محمد بن عبد الحمید بن حسین بن حسن

ابن حمزہ، ابوالفتح اسمندی، ان کا عرف علاء العالم تھا۔ وہ فقیہ، مناظر اور فاضل اور پارسا تھے اور اپنے دور کے بزرگ ترین حنفی فقہاء میں سے تھے۔ سمرقند کے ایک گاؤں اسمند میں پیدا ہوئے۔ انکی تعلیقات (کتابوں پر حواشی) کئی جلدوں میں ہیں۔ انہوں نے خلافیات پر بھی کہا، اور تفسیر کی املا کرائی۔ ان سے ابوالمظفر سمعانی روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک جلد میں بذل النظر فی اصول الفقہ اور الھدایہ فی اصول الاعتقاد کی مرتب کیں۔ بعد میں وہ زاہد ہوگئے تھے، مناظرے ترک کردیئے تھے اور امور خیر میں مشغول ہوگئے تھے یہاں تک کہ ۴۸۸ھ (۱۰۹۵ء) میں فوت ہوگئے۔ ایک روایت کے مطابق سال وفات ۴۱۱ھ (۱۰۲۰ء) ہے۔

زاہد علاء ایک اور مفسر بھی ہیں، جن کا ذکر قرن سادس کے مفسرین میں آئے گا انشاءاللہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۶ /۲۸۹) عبدالواحد بن محمد بن علی بن احمد

شیرازی، مقدسی، دمشقی، فقیہ، زاہد اور اپنے وقت میں شام کے شیخ تھے۔ ایک عرصہ تک قاضی ابویعلی سے فقہ پڑھتے رہے۔ شام میں آئے تو بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لی۔ وہاں امام احمد کے مذہب کی اشاعت میں مصروف ہو گئے اور لوگوں میں خصوصی مقبولیت حاصل کر لی۔ فقہ اور اصول کے امام اور عمل بالسنۃ کے بارے میں سخت تھے، زاہد، عارف، عابد اور صاحب احوال و کرامات بزرگ تھے۔ اشاعرہ کے خلاف انہیں کئی واقعات پیش آئے۔ انہوں نے المبہج، الایضاح اور التبصرۃ فی اصول الدین کے علاوہ کتاب الجواہر فی التفسیر ۳۰ جلدوں میں مرتب کی۔ ان کا سال وفات ۴۸۶ھ (۱۰۹۳ء) ہے۔

(۵۷ /۲۹۰) منصور بن احمد

وہ امام سمعانی کے جنہوں نے الانساب مرتب کی، دادا تھے۔ وہ بلا شک وشبہ اپنے زمانے کے امام تھے۔ اور موافق، مخالف سب اس کے قائل تھے۔ پہلے حنفی تھے، پھر شافعی ہو گئے۔ مذہب حنفی چھوڑنے پر انہیں کئی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ اپنی روش پر ثابت قدم رہے اور اپنے اختیار کردہ مسلک کی تائید کرتے رہے۔ شافعی مذہب کے علاوہ اور مذاہب کے متعلق بھی انہوں نے کئی کتابیں لکھیں مثلاً منہاج اہل السنۃ، الانتصار اور الرد علی القدریۃ وغیرہ۔ علاوہ ازیں اصول میں القواطع اور اختلافی مسائل میں البرہان تصنیف کی جس میں تقریباً ایک ہزار اختلافی مسائل کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں الاوسط اور الاصطدام لکھیں۔ نیز ابوزید کی تردید کی اور اس کے جمع کردہ اسرار کا جواب دیا ہے۔ ان کی تصنیفات میں قرآن حکیم کی تفسیر بھی ہے جس کو ابن خلکان نے کتاب نفیس کہا ہے۔ ان کی تفسیر جس نے بھی دیکھی تعریف کی۔ حدیث میں ایک سو شیوخ سے ایک ہزار احادیث جمع کیں اور انکے بارے میں مستحسن طریقے سے گفتگو کی ہے۔

ان کی ولادت ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) میں اور وفات ۴۸۹ھ (۱۰۹۶ء) میں ہوئی۔

(۵۸ /۲۹۱) شیرازی

ابو محمد عبد الوہاب بن محمد شافعی، کہا جاتا ہے کہ ان کی تفسیر، جو تفسیر شیرازی کے نام سے مشہور

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے، میں ایک ہزار اشعار بطور شواہد مذکور ہیں۔ان کی وفات ۵۰۰ھ (۱۰۱۶ء) میں ہوئی۔

(۲۹۲/ ۵۹) سلیمان بن عبداللہ بن محمد

حلوانی، جو اہل نہروان سے تھے۔انہوں نے حدیث کا سماع قاضی ابوالطیب طبری سے کیا۔ اور نقل مکانی کر کے اصفہان میں آگئے۔ان سے سلفی نے روایت کی۔انہوں نے التفسیر علی القراءات لکھی۔ وفات ۱۲صفر ۴۹۴ھ (۱۱۰۱ء) کو ہوئی۔

(۲۹۳/ ۶۰) شیذلہ

یہ بزرگ البرھان فی مشکلات القرآن کے مصنف ہیں ۔ان کا نام ابو المعالی عزیزی بن عبدالملک تھا اور شیذلہ عرف تھا۔ابن خلکان لکھتے ہیں کہ باوجودیکہ انہوں نے شیذلہ کے معنی کی پوری وضاحت کی ہے، میں اسے سمجھ نہیں پایا۔

وہ شافعی مذہب کے فاضل، فقیہ ،ماہر فصیح اللسان اور شیریں زبان واعظ تھے۔ حیرت انگیز حافظہ پایا تھا۔انہوں نے فقہ، اصول دین اور وعظ پر کئی کتب لکھیں اور عربوں کے کثیر تعداد اشعار جمع کیے۔ وہ اشعری مسلک کے پیرو تھے۔بغداد میں کچھ عرصہ منصب قضا پر بھی فائز رہے ۔ذیل کا فقرہ ان کی تفسیر سے لیا گیا ہے :

"موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر (لن ترانی) کہنے کی وجہ یہ تھی کہ جب انہیں کہا گیا کہ (انظر الی الجبل) تو انہوں نے فوراً پہاڑ کی طرف دیکھا۔ فرمایا گیا کہ اے مجھے دیکھنے کے طلبگار! تم نے دوسری طرف دیکھا کیوں!

انکی وفات ۷ اصفر ۴۹۴ھ (۱۱۰۹ء) کو بغداد میں جمعہ کے دن ہوئی، اور باب ابرز میں شیخ ابواسحاق کے مزار کے سامنے دفن کیے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن پنجم کی خصوصیات

اس صدی میں مفسرین کی ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کے قصوں اور قرآنی سورتوں کے فضائل میں ضعیف اور موضوع احادیث کو روایت کرنا شروع کر دیا۔ اس تحریک کو فروغ دینے والے شیعہ تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی ثعلبی جیسے محدثین کی ایک جماعت بھی اس کام میں ان کی ہمنوا ہو گئی۔ چنانچہ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنو االذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون (المائدہ: ۵۵) کی تفسیر میں ثعلبی ایک حدیث کو جس کا اسناد ابوذرؓ تک ہے، بایں انداز پیش کرتے ہیں۔ "میں نے حضور اکرم ﷺ کو ان دو کانوں سے جو بہرے نہیں، سنا اور ان دو آنکھوں سے جو اندھی نہیں ہیں، دیکھا کہ آپؐ نے فرمایا" علی قائد البررۃ و قاتل الکفرۃ "(علیؓ نیکوکاروں کے قائد اور کافروں کے قاتل ہیں)، پھر کافی طویل حدیث بیان کی۔

اسی طرح بلغ ما انزل الیک من ربک (المائدہ: ۶۷) کی تفسیر ثعلبی یوں لکھتا ہے بلغ ما انزل الیک من ربک فی فضل علیؓ ۔ اسی انداز میں فی بیوت اذن اللہ ان ترفع (النور: ۳۶) کی تفسیر بیان کی ہے ۔ اور اسی طرح بعض سورتوں کی فضیلت میں ضعیف احادیث تفسیر کے صفحات پر جمع کر دی ہیں۔ چونکہ رافضیوں کی بنیاد زندیقوں کے طریقہ میں ہے اور ان کا مقصد قرآن کریم، رسول اللہ ﷺ اور اسلام پر طعن و تشنیع ہے۔ اس لئے انہوں نے ایسی احادیث وضع کیں جن کی تصدیق سے دین اسلام پر زد پڑے۔ رفض کفر والحاد کا باب اعظم اور اس کی دہلیز ہے اور بدعت و گمراہی اور افتراء کا سرچشمہ ہے۔ جو شخص فرضی قصے کہانیوں کے بیان کا شوقین ہو اور بیش قیمت اور ردی اشیاء کو ایک ساتھ جمع کر دے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو رات کو جنگل میں لکڑیاں جمع کرتا ہے۔ چنانچہ ایسا مفسر اپنی تفسیر میں ان موضوع روایات اور خالص جھوٹ کو یکجا جمع کر سکتا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ثعلبی بھلائی اور دین داری سے بہرہ ور ہیں، لیکن انہیں صحیح اور غیر صحیح حدیث کا کوئی علم نہیں۔ اپنے اکثر اقوال میں وہ سنت اور بدعت میں تمیز نہیں کر سکتے۔ مگر

Maktaba Tul Ishaat.com

جلیل القدر علماء تفسیر جیسے ابن جریر طبری، بقی بن مخلد، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور عبدالرحمان بن ابراہیم وغیرہ رحمہم اللہ کی تفاسیر ان موضوع روایات سے خالی ہیں، ان سے بڑے اہل علم جیسے احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راھویہ کا ذکر تو چھوڑ ہی دو۔ ان موضوع روایات کا ذکر ابن حمید اور عبدالرزاق کے ہاں بھی نہیں ملتا۔ حالانکہ عبدالرزاق کا میلان شیعیت کی طرف تھا۔ اور اسی لیے وہ حضرت علیؓ کی فضیلت کے بارے میں کافی ضعیف احادیث بیان کر گئے ہیں۔ مگر انہوں نے بھی گوارانہ کیا کہ ایسی صاف جھوٹی روایات کا ذکر اپنی تفسیر میں کریں ۔ آگے چل کر امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جمہور علماء اس امر پر متفق ہیں کہ ثعلبی اور ان کے ہم مذاق لوگ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی فضیلت ہو یا کوئی اور دینی حکم ہو، لائق احتجاج نہیں ہیں الا یہ کہ ان کی بات کا ثبوت صحیح طریقہ سے مل جائے۔

اسی طرح وہ احادیث جو ہر سورت کی ابتداء میں اس کی فضیلت کے بارے میں بیان کی گئی ہیں، باتفاق محدثین جھوٹی ہیں، جس طرح زمخشری اور واحدی نے بیان کی ہیں۔ جب بغوی نے ثعلبی اور واحدی کی تفاسیر کو سامنے رکھ کر ایک مختصر تفسیر تیار کی، تو چونکہ اسے ان دونوں کے مقابلے میں فقہ اور حدیث کا زیادہ علم تھا، اس لئے اس نے اپنی تفسیر میں اکثر ایسی روایات کا ذکر نہیں کیا، ہر چند کہ ثعلبی کو مفسرین اور نحاۃ کے اقوال اور قصص انبیاء علیھم السلام اور واحدی کو عربی زبان پر زیادہ عبور حاصل تھا۔ اور بغوی عمل بالسنۃ میں ان دونوں سے بڑھ کر ہے۔ ثعلبی اور واحدی کے بعد یہ قصے اور موضوع احادیث پیہم نقل کی جانے لگیں اور بعد میں تصنیف شدہ تفاسیر ان سے بھر گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح اس قرن میں ہر فرقے نے اپنی تفاسیر میں اس فن یا علم کی نمائش شروع کر دی جس میں اسے تجربہ حاصل تھا۔ گویا قرآن نازل ہی اسی غرض کے لئے ہوا تھا۔ اس کے بعد کے ہر قرن میں علم تفسیر تقسیم ہوتا چلا گیا خواہ اسکی بجاد پہلے سے ہی ہو جیسا کہ ہم اس سے قبل بیان کر چکے۔ چنانچہ نحویوں نے اپنی تفاسیر کو اعراب، قواعد نحو اور تمام احتمالی وجوہ سے بھر دیا۔ اس قرن میں ائمہ نحاۃ میں سے حسن بن عبداللہ بن سہل لغوی، احمد بن علی باغانی صاحب غریب القرآن، ابوبکر محمد بن

Maktaba Tul Ishaat.com

حسن اصفہانی، ابوالقاسم المثوی حسین بن علی، الحوفی علی بن ابراہیم صاحب غریب القرآن وعلوم القرآن، المہدوی احمد بن عمار، مکی بن ابی طالب حموش، ابو عمرو الدانی صاحب التیسیر، المقری ابو طاہر اسماعیل بن خلف صاحب العنوان، امام عبد القاہر جرجانی، الواحدی صاحب البسیط، ابو معشر عبد الکریم، حسن ابن علی صاحب المقنع اور الجوینی عبد اللہ بن یوسف تھے۔

جو لوگ استخراج احکام ومسائل اور ثعلبی کی طرح موضوع احادیث اور فرضی قصوں کی طرف متوجہ ہوئے، ان میں احمد بن محمد، ابن مردویہ حافظ احمد بن موسیٰ، ابو عبد الرحمان سلمی جو صوفیوں کیلئے احادیث وضع کرتا تھا، ابوذر حافظ عبد بن حمید، امام قشیری، بیہقی، الماوردی، الصابونی، فخر الاسلام بزدوی، ابو الولید الباجی، ابو اسماعیل ہروی انصاری، امام الحرمین، العلاء العالم، احمد بن محمد طلمنکی، محمد بن عبد الرحمان، ابو مروان قرطبی اور الدامغانی شامل ہیں۔

ائمہ شیعہ ومعتزلہ میں سے قاضی عبد الجبار معتزلی، شریف المرتضی شیعی علی بن حسین، ابو جعفر طوسی محمد بن حسن، ابو مسلم اصفہانی محمد بن علی معتزلی، ابو یوسف القزوینی، ابو الحسین بصری اور محمد بن علی طیب المتوفی ۴۳۶ھ موجود تھے۔

اسی قرن میں کچھ معتزلی شیوخ شیعوں کے ساتھ اور کچھ خارجیوں کے ساتھ مل گئے، جس کی وجہ سے اعتزال رافضیت اور خارجیت کے ساتھ گڈمڈ ہو گیا۔ چنانچہ ابو الحسین معتزلی نے کئی مسائل میں اپنے شیوخ کی مخالفت کی، ان پر کھوٹا سکہ ہونے اور باطل پر ہونے کا الزام لگایا اور بعض مسائل میں ان سے علحدگی اختیار کرلی، مثلاً وہ زمانہ حال، معدوم اور اعراض والوان کا منکر تھا۔ وہ کہا کرتا کہ موجودات میں وجہ امتیاز ان کی ذات ہے اور یہ خیال نفی حال ہی کا شاخسانہ ہے۔ نیز وہ صفات باری کو عین ذات مانتا تھا۔ اور اس کا رجحان ھشام بن حکم کے اس خیال کی طرف تھا کہ اشیاء کے وجود میں آنے سے قبل ان کا علم ناممکن ہے۔ چنانچہ الجبائی اور ابو ہاشم نے بھی قرن سابق میں اپنے ان مشائخ سے اختلاف کیا تھا اور امامت وغیرہ کے معاملے میں وہ دونوں اہل السنۃ کے ہمنوا تھے۔

اہل السنۃ والجماعت کے وہ لوگ، جنہوں نے منحرفین اور اہل بدعت کا مقابلہ کیا، درج ذیل ہیں:

Maktaba Tul Ishaat.com

امام باقلانی، عبداللہ بن قطیس قرطبی، شیخ الاسلام انصاری، ابن فورک، اسماعیل بن احمد نیشاپوری نابینا، الجوینی عبداللہ بن یوسف، احمد بن حسین بیہقی، اسماعیل صابونی، ابو الحسن نیشاپوری علی بن عبداللہ، امام ابو المظفر اسفرائینی، ابو حامد اسفرائینی، الباجی سلیمان بن خلف، امام الحرمین عبدالملک، امام البزدوی، علی بن حسن نیشاپوری، شیخ الشام عبدالواحد المقدسی اور منصور بن احمد۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن ششم

(١) حسن بن فتح بن حمزہ

(٢) محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی

(٣) خطیب تبریزی

(٤) راغب اصفہانی

(٥) الکیاالہراسی علامہ ابوالحسن

(٦) امام غزالی محمد بن محمد بن محمد

(٧) عبداللہ بن طلحہ بن محمد ابوبکر

(٨) ابو غالب شجاع بن فارس ذھلی

(٩) ابن ہبیرہ محمد بن علی

(١٠) سلمان بن ناصر بن عمران

(١١) ابونصر عبدالرحیم

(١٢) بغوی

(١٣) محمد بن عبدالرحمان بن موسیٰ

(١٤) محمد بن برکات بن ہلال بن عبدالواحد

(١٥) ابوجمرہ، امام، حافظ

(١٦) محمد بن عبدالملک بن موسیٰ

(١٧) ابراہیم بن علی بن حسین

(١٨) علی بن عبداللہ بن موہب جذامی

(١٩) علی بن مسلم بن محمد

(٢٠) محمد بن حسین بن زینہ

(٢١) محمود بن احمد

(٢٢) شیخ الاسلام تیمی

(٢٣) عالی بن ابراہیم

(٢٤) علی بن عراق

(٢٥) امام نسفی

(٢٦) زمخشری

(٢٧) ابن برجان

(٢٨) احمد بن اسماعیل غزنوی

(٢٩) عبداللہ بن علی بن احمد بغدادی

(٣٠) امام ابن العربی

(٣١) شیخ نورالدین

(٣٢) ببو جعفرک

(٣٣) مسعود بن علی بن احمد بن عباس

(٣٤) عبدالرحمان بن محمد بن امیرویہ

(٣٥) محمد بن عبدالرحمان

(٣٦) عبدالحق بن غالب

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۷) شہرستانی

(۳۸) طبری شیعی

(۳۹) عمر بن عثمان

(۴۱) محمود بن ابوالحسن

(۴۲) زاغونی

(۴۳) احمد بن محمد

(۴۴) محمد بن ابو القاسم

(۴۵) ابوالحسن خوارزمی

(۴۶) ابن ابومریم نصر

(۴۷) محمد بن اسعد بن محمد بن نصر

(۴۸) محمد بن محمد بن ظفر، ادیب نحوی

(۴۹) خضر بن نصر بن عقیل

(۵۰) علی بن عبداللہ

(۵۱) ابوالعلاء، ہمدانی، حافظ

(۵۲) ابن الدھان نحوی

(۵۳) غانی بن ابراہیم

(۵۴) محمد بن عبدالغنی بن قاسم

(۵۵) مسعود بن محمود بن احمد

(۵۶) ظہیر الدین ابوجعفر

(۵۷) عبدالرحمان بن محمد

(۵۸) ابوالقاسم سہیلی وابوزید

(۵۹) احمد بن عبدالصمد انصاری

(۶۰) محمد بن علی بن شہر آشوب

(۶۱) عتابی حنفی

(۶۲) ابن جوزی

(۶۳) حسن بن خطیر نعمانی

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن ششم کے مفسرین

(۱/ ۲۹۴) حسن بن فتح بن حمزہ

الفتح ابو القاسم ہمدانی، ابو اسحٰق شیرازی کے ساتھ رہے اور ان سے فقہ پڑھی۔ان کی تفسیر بہت عمدہ ہے۔ابن الصلاح کہتے ہیں کہ میں نے ان کی تفسیر کی دو جلدیں دیکھی ہیں۔انکی تفسیر کا نام البدیع فی البیان عن غوامض القرآن ہے۔

ان کی وفات ۵۰۰ھ (۱۱۰۶ء) کے بعد ہوئی۔

(۲/ ۲۹۵) محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی

نحوی تھے۔یاقوت کہتا ہے کہ وہ تاج القرّاء، یکتا اور فہیم و نبیل عالم اور صاحب التصانیف فاضل تھے۔ دقت فہم اور حسن استنباط میں اعجوبہ روزگار تھے۔کبھی اپنے وطن سے نہ نکلے۔وہ ۵۰۰ھ (۱۱۰۶ء) کے لگ بھگ موجود تھے اور وفات بعد میں ہوئی۔ ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) لباب التفسیر (۲) الایجاز فی النحو، یہ کتاب اللمع کا اختصار ہے۔ (۳) الافادۃ فی النحو

(۴) تفسیر العجائب والغرائب: ان کی تفسیر میں بعض ایسے ناپسندیدہ اقوال ملتے ہیں جنہیں نہ تسلیم کرنا چاہئے اور نہ ان کا ذکر ہی، ماسوائے تنبیہ و تحذیر کے، مناسب ہے۔

(۵) البرھان فی توجیہ مشابہ القرآن لما فیہ من الحجۃ والبیان: یہ مختصری کتاب ہے جس میں ان آیات متشابہات کا ذکر ہے جو قرآن میں بار بار آتی ہیں اور اس تکرار کے اسباب، فائدے اور حکمتیں بیان کی ہیں۔

ذیل کے دو اشعار ان کے ہیں جن میں وہ منع صرف کے اسباب گنواتے ہیں:

فمعرفة و تانيث و نعت ... و نون قبلها الف و جمع

و عجمة ثم تركيب وعدل ... و وزن الفعل فالاسباب تسع

ان کا سال وفات ۵۰۵ھ (۱۱۱۱ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۹۶/۳) خطیب تبریزی

یحییٰ بن علی بن محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن بسطام شیبانی ابو زکریا بن خطیب تبریزی جو نحو، ادب اور لغت کے ائمہ میں سے تھے۔ حجت اور نہایت سچے تھے ۔انہوں نے ابو العلاء معری، حسن بن رجاء، ابن دھان، ابن برھان اور عبد القاہر جرجانی سے استفادہ کیا۔ کتاب الادب قاضی ابو الطیب طبری، ابو القاسم تنوخی اور خطیب بغدادی سے پڑھی۔

خطیب اکثر شراب میں مخمور رہتا اور ساتھ ہی اپنی تصانیف بھی پڑھاتا رہتا۔ اس نے تفسیر القرآن اور الاعراب وغیرہ تصنیف کیں۔ دیگر تصنیفات یہ ہیں :

(۱) شرح قصائد عشر (۲) شرح اللمع (۳) الکافی فی العروض والقوافی (۴) الحماسہ کی تین مستقل شروح (۵) شرح شعر المتنبی (۶) شرح شعر ابی تمام (۷) شرح الدرایہ (۸) شرح سقط الزند (۹) شرح المفضلیات (۱۰) تہذیب الاصلاح لابن السکیت۔

اس کی ولادت ۴۲۱ھ (۱۰۳۰ء) میں اور وفات جمادی الاولیٰ ۵۰۲ھ (۱۱۰۸ء) میں ناگہانی طور پر ہوئی۔

(۲۹۷/۴) راغب اصفہانی

مفضل بن محمد اصفہانی راغب، جو پانچویں صدی کے ابتدائی برسوں کے آدمی ہیں۔ امام سیوطی کہتے ہیں کہ میں ان کی تینوں کتابوں مفردات القرآن، افانین البلاغہ اور محاضرات سے خوب واقف تھا اور مجھے شبہ تھا کہ راغب معتزلی ہیں۔ اتفاقاً میں نے ابن عبد السلام کی تصنیف قواعد صغریٰ کی پشت پر شیخ بدر الدین زرکشی کے قلم سے ایک نوٹ لکھا دیکھا جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ امام فخر الدین رازی نے تاسیس التقدیس میں لکھا ہے کہ ابو القاسم راغب اصفہانی ائمہ اہل السنت والجماعت سے تھے اور امام غزالی کے ہم پلہ تھے۔ یہ نہایت عمدہ فائدہ ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ انہیں معتزلی سمجھتے ہیں۔ مفتاح السعادہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ ان کی کتابیں یہ ہیں :

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) مفردات القرآن ،اس کتاب پر بعد میں آنے والے تمام علماء نے اعتماد کیا ہے۔
(۲) تفصیل النشاتین : یہ بڑی عمدہ کتاب ہے اور اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب ناممکن ہے۔
اس میں بڑے عمدہ فوائد ہیں۔(۳) افانین البلاغہ (۴) المحاضرات (۵) احتجاج القرآن (۶) کتاب الذریعہ فی محاسن الشریعہ (۷) کتاب الاخلاق۔

یہ سب اتنی بلند پایہ ہیں کہ ان کی کماحقہ تعریف ممکن نہیں۔ ان کی تفسیر معتبر ہے اور صرف ایک جلد پر مشتمل ہے جس کی ابتداء اس فقرے سے ہوتی ہے :الحمد للہ علی آلا ئہ، تفسیر کی ابتداء میں مفید مقدمات ہیں اور طریقہ تفسیر یہ ہے کہ وہ آیات کے جملے لکھ کر ان کی سیر حاصل وضاحت کرتے ہیں۔ ان کی تفسیر بیضاوی کی انوار التنزیل کے ماخذ میں سے ہے۔

۵۰۳ھ (۱۱۰۹ء) میں فوت ہوئے۔

(۵ /۲۹۸) الکیا الهراسی ، علامه ابو الحسن

علی بن محمد بن علی طبری، امام غزالی کے رفیق تھے ۔انہوں نے امام الحرمین سے فقہ پڑھی ۔

احکام القرآن ان کی تصنیف ہے۔

سال وفات ۵۰۴ھ (۱۱۱۰ء) ہے۔

(۶ /۲۹۹) امام غزالی، محمد بن محمد بن محمد ابن احمد

ان کا لقب حجۃ الاسلام طوسی تھا۔ ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) میں پیدا ہوئے۔ امام الحرمین کی وفات تک ان سے منسلک رہے۔ پھر نیشاپور سے عسکر آئے اور نظام الملک سے ملے جو ان سے تکریم و تعظیم سے پیش آیا ۔ اس وزیر کے دربار میں علماء اور فضلاء کی ایک جماعت تھی، جن کے ساتھ ان کے کئی مناظرے اور مجادلے ہوئے ۔امام ان علمی مناقشوں میں ہمیشہ کامیاب ہوتے، جس سے ان کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی اور نظام الملک نے انہیں بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں درس و تدریس کے منصب پر متعین فرمادیا۔ یہ ۴۸۴ھ کا واقعہ ہے۔ اس پر اہل عراق کو بڑا تعجب ہوا۔ ذوالقعدہ

Maktaba Tul Ishaat.com

۴۸۸ھ میں امام سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر انقطاع اور عبادت گزاری میں مصروف ہو گئے اور پھر حج کو چلے گئے۔ وہاں سے لوٹے تو شام کو چلے گئے اور جامع دمشق کے ایک گوشے میں سکونت اختیار کر لی۔ وہاں ایک مدت تک ذکر اذکار اور درس و تدریس میں مشغول ہو رہے۔ پھر بیت المقدس آ گئے۔ اس کے بعد کچھ وقت اسکندریہ میں گزارا اور آخر کار اپنے وطن طوس کو لوٹ آئے جہاں اصلاح نفس اور مختلف فنون میں تصنیف کتب مفیدہ میں مصروف ہو گئے۔ ان کی کتب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الوسیط (۲) البسیط (۳) الوجیز (۴) الخلاصۃ فی الفقہ (۵) احیاء العلوم (۶) المستصفی فی اصول الفقہ، اس کتاب کی تسوید سے ۶ محرم ۵۰۳ھ (۱۱۰۹ء) کو فارغ ہوئے۔ (۷) المنخول والمنتحل فی علم الجدل (۸) تہافۃ الفلاسفہ (۹) محک النظر (۱۰) معیار العلم والمقاصد والمضنون بہا علی غیر اہلہ (۱۱) المقصد الاسنیٰ فی شرح الاسماء الحسنٰی (۱۲) مشکوٰۃ الانوار (۱۳) المنقذ من الضلال (۱۴) حقیقۃ القولین (۱۵) یا قوت التاویل (تفسیر): ۴۰ جلد (۱۶) عقود الجواہر (تفسیر) (۱۷) جواہر القرآن (تفسیر) وغیرہ۔

جواہر القرآن میں لکھتے ہیں کہ میں نے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) مقدمات و سوابق (۲) مقاصد (۳) لواحق (ضمیمہ جات)۔ پھر قسم اول کو ۱۹ حصوں (فصول) میں تقسیم کیا ہے۔ دوسری قسم (مقاصد) کو دو حصوں نمط اول اور نمط دوم میں تقسیم کیا۔ نمط اول کو جواہر اور نمط ثانی کو درر کا نام دیا ہے جبکہ قسم سوم لواحق میں ہے۔ اس کے بعد آیات کو اصول اخلاق کے تحت تقسیم کیا ہے۔ پھر امام لکھتے ہیں کہ قرآن کی سور اور آیات کل چھ حصوں میں منقسم ہیں: تین حصے سوابق اور اصول مہمہ ہیں جبکہ باقی تین حصے روادف اور توابع ہیں جن کی حیثیت ضمیموں اور تتموں کی ہے۔ اس کے بعد ان آیات کا ذکر ہے جن کا تعلق تزکیہ، تخلیہ، کفار سے بحث و مباحثہ اور مجادلہ، زادِ راہ کی تیاری کی کیفیت اور قرآنی علوم کی تقسیم سے ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں بہر حال یہ قرآن کے مضامین کا خلاصہ اور تفسیر ہے۔

امام بار دگر نظامیہ میں کچھ عرصے کے لئے درس و تدریس میں مصروف رہے۔ پھر ترک منصب

Maktaba Tul Ishaat.com

کر کے وطن لوٹ آئے۔ اور صوفیوں کیلئے ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور اپنے اوقات کو تین حصوں میں بانٹ دیا ۔(۱) ذکر (۲) ختم قرآن (۳) اہل دل کی مجالست۔

امام نے عمر کے آخری حصے میں فلسفہ اور مجادلوں سے توبہ کرلی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں : میں نے زندگی کا قابل لحاظ حصہ ان کتابوں کی تصنیف میں گنوادیا جو اس کے خلاف تھیں اور ایک حصہ عمر مذہبی کتابوں کی تصنیف وترتیب میں صرف کیا مثلاً وسیط، بسیط اور وجیز وغیرہ، باوجو دیکہ موضوع کو تقسیم در تقسیم کرنے کے غلو اور افراط کا شکار بھی رہا۔

امام نے ۱۴۔جمادی الاخری ۵۰۵ھ (۱۱۱۱ء) کو بروز سوموار بمقام طابران، جو طوس کا ایک قصبہ ہے، وفات پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۷/ ۳۰۰) عبداللہ بن طلحہ بن محمد ابو بکر الیا بونی

اشبیلیہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ فقہ، اصول، نحو اور تفسیر میں انہیں مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے ابوالولید الباجی وغیرہ سے سماع کیا۔ بعد میں مصر آئے اور ایک مدت تک یہاں رہے۔ پھر حج کو گئے اور وہیں ۵۱۶ھ (۱۱۲۲ء) میں وفات پائی۔

(۸/ ۳۰۱) ابو غالب شجاع بن فارس ذھلی سھر وردی بغدادی

انہوں نے اپنے وقت کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور تفسیر القرآن الکریم کے علاوہ بھی کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ان کا سال وفات ۵۰۷ھ (۱۱۱۳ء) ہے۔

(۹/ ۳۰۲) ابن ھبیرہ، محمد بن علی

ابن یحییٰ بن یونس بن حسین بن محمد بن عبیداللہ بن ھبیرہ، ابو رضی، نسفی، بغدادی، فن تفسیر میں فاضل اور باخبر آدمی تھے۔ ۵۱۰ھ (۱۱۱۶ء) میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۰/ ۳۰۳) سلمان بن ناصر بن عمر ان

ابو القاسم انصاری، نیشاپوری، وہ فقیہ، صوفی اور امام الحرمین کے ساتھی تھے۔ اصول اور تفسیر میں بلند پایہ عالم تھے۔ اپنے شیخ کی کتاب الارشاد کی شرح لکھی۔ مدتوں ابو القاسم قشیری کے خدام میں شامل رہے۔ وہ صالح، عارف، زاہد، امام، امت کے نادر روزگار اور علم کلام میں بلند پایہ مصنف تھے۔
انہوں نے حدیث کا سماع عبد الغافر فارسی، ابن سمعانی اور کریمہ مروزیہ سے کیا۔
ان کا سال وفات ۵۱۱ھ (۱۱۱۷ء) ہے۔

(۱۱/ ۳۰۴) ابو نصر عبد الرحیم

ابن امام قشیری، نیشاپوری، امام ابن امام ہیں۔ ان کے والد نے ان کی تربیت کی۔ اس کے بعد امام الحرمین کے حلقے میں شامل ہو گئے۔ حدیث میں اپنے والد، ابو عثمان صابونی، ابن نسفور اور ابو القاسم زنجانی سے سماع کیا۔ سال وفات ۵۱۴ھ (۱۱۲۰ء) ہے۔

(۱۲/ ۳۰۵) بغوی

حسین بن مسعود بن محمد، علامہ، محی السنۃ امام بغوی۔ (بغوی خلاف قیاس بغشور سے صفت نسبتی ہے۔ اور بغ خراسان میں مرو اور ہرات کے درمیان ایک بستی تھی)۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:
(۱) معالم التنزیل، تفسیر (۲) شرح السنۃ (۳) المصابیح (۴) الجمع بین الصحیحین
(۵) التہذیب فی الفقہ، وغیرہ۔
قاضی حسین مصنف تعلیقہ سے انہوں نے فقہ جبکہ ان سے اور دیگر کئی مشائخ سے حدیث پڑھی۔ خدا رسیدہ علماء میں سے تھے، عبادت میں مصروف رہتے اور تھوڑے پر قانع رہتے۔
بقول ذہبی شاید وہ اسی (۸۰) برس کو پہنچے۔ شوال ۵۱۶ھ میں مرو الروذ میں فوت ہوئے اور اپنے شیخ قاضی حسین کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ آیات کی تفسیر میں احادیث سند کے ساتھ اور ہم معنی آیات قرآنی ذکر کرتے۔ گویا ان کی کتاب تفسیر بالروایہ ہے۔ ان کی تفسیر کی تلخیص تاج الدین اور خازن علی بن محمد نے کی تھی۔ اس کا ذکر آگے آئیگا، انشاء اللہ۔

(۱۳/ ۳۰۶) محمد بن عبد الرحمان بن موسیٰ

ابن عیاض، ابو عبداللہ، مخزومی، شاطبی، تفسیر کے امام تھے۔

سال وفات ۵۱۹ھ (۱۱۲۵ء) ہے۔

(۱۴/ ۳۰۷) محمد بن برکات بن ھلال بن عبد الواحد

سعیدی، نحوی، مصر کے فضلاء میں سے تھے۔ الایجاز فی الناسخ والمنسوخ ان کی تصنیف ہے۔ انہوں نے ابو القاسم سعد بن علی زنجانی اور العلاء بن ابی الفتح عثمان بن جنی سے سماع کیا اور ان سے سلفی وغیرہ نے۔ ۴۲۰ھ میں پیدا ہوئے جبکہ سال وفات ۵۲۰ھ (۱۱۲۶ء) ہے۔

(۱۵/ ۳۰۸) ابو جمرہ، امام، حافظ

عبداللہ بن سعید ازدی، اندلسی۔ سال وفات ۵۲۵ھ (۱۱۳۱ء) ہے۔

(۱۶/ ۳۰۹) محمد بن عبدالمالك بن موسیٰ

ابن عبدالملک بن ولید اندلسی، جن کا عرف ابن ابی جمرہ تھا۔ بقول ابن زبیر وہ قرآن، حدیث، فقہ، لغت، اعراب، آداب اور حساب کے ماہر تھے۔ ان پر گوشہ نشینی، عبادت، توحید الٰہی میں انہماک اور عوام سے دوری و تنہائی کا غلبہ تھا۔ انہوں نے اپنے والد اور دوسروں سے سماع کیا۔ جب ۸۰ برس کو پہنچے تو آنکھیں بے نور ہوگئیں۔ ۸ ذوالحجہ ۵۲۰ھ (۱۱۲۶ء) کو جمعرات کے دن فوت ہوئے۔

(۱۷/ ۳۱۰) ابراھیم بن علی بن حسین

امام ابو اسحاق شیبانی طبری، جو کئی علوم میں امام تھے۔

وفات رجب ۵۳۳ھ (۱۱۳۸ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۸ /۳۱۱) علی بن عبداللہ بن موھب جذامی ، ابو الحسن

وہ فنون کے امام تھے اور تفسیر قرآن کے متعلق ایک عظیم کتاب کے مصنف۔ ابن عبدالبر وغیرہ سے روایت کی۔ ان کا سال ولادت ۴۴۱ھ (۱۰۴۹ء) ہے اور وفات ۱۶ جمادی الاولیٰ ۵۳۲ھ (۱۱۳۸ء) کو ہوئی۔

(۱۹ /۳۱۲) علی بن مسلم بن محمد

ابن علی بن الفتح ابو الحسن سلمی، دمشقی ، فقیہ، شافعی، انہوں نے قاضی ابو المظفر مروزی سے فقہ پڑھا اور شیخ نصر مقدسی اور امام غزالی کے حلقے میں شامل ہوگئے۔ انکے علم وفہم کی تعریف کی جاتی ہے۔ امام غزالی کہا کرتے تھے کہ میں نے شام میں ایک نوجوان جانشین چھوڑا ہے کہ اگر وہ زندہ رہا تو بڑا مقام پیدا کریگا۔ چنانچہ وہ اسی مقام کے مالک ہوئے۔ ان سے ابو القاسم ابن عساکر اور ان کے اپنے لڑکے نے سماع کیا۔ وہ ۵۳۳ھ (۱۱۳۹ء) کے ماہ ذوالقعدہ میں بحالت نماز فجر سجدے میں فوت ہوئے۔

(۲۰ /۳۱۳) محمد بن حسین بن زینہ

شیخ ابو غانم بن ابی ثابت انصاری ، واعظ، مفسر۔ ان سے ابن جوزی نے سماع کیا۔ سال وفات ۵۳۳ھ (۱۱۳۹ء) ہے۔

(۲۱ /۳۱۴) محمود بن احمد

ابن منعم بن محمود، ابو منصور اصفہانی۔ واعظ، فقیہ اور مفسر تھے۔ ۴۵۸ھ (۱۰۶۶ء) میں پیدا ہوئے اور ربیع الآخر ۵۳۶ھ (۱۱۴۱ء) میں فوت ہوگئے۔

(۲۲ /۳۱۵) شیخ الاسلام تمیمی

حافظ کبیر، شیخ الاسلام ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن فضل بن علی قرشی، تمیمی، طلحی، اصفہانی۔ ان کا لقب قوام السنۃ تھا۔ ۴۵۷ھ (۱۰۶۵ء) میں پیدا ہوئے۔ الترغیب والترھیب کے مصنف ہیں۔ شیخ نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور املا کرائیں۔ رجال کی حیثیت اور ان کے حالات میں گفتگو کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

امام ذہبی نے ابن موسیٰ سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا کہ قولاً یا فعلاً اس کی عیب چینی ہوئی اور کسی شخص نے اس سے عناد کا اظہار کیا اور اللہ کی تائید اس کے شامل حال نہ رہی ہو۔ شیخ نے ساڑھے تین ہزار مجالس میں فی البدیہہ املا کرائی۔

علم تفسیر، معانی اور اعراب میں انہوں نے عربی اور فارسی میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ علم فقہ میں انکے فتاویٰ کو شہروں اور دیہات میں پذیرائی حاصل تھی۔ انکی تفسیر کا نام الجامع تھا، جو تین جلدوں پر مشتمل تھی۔ نیز تفسیر اسفر چار جلد، الموضح تین جلد، کتاب المتعمد فی التفسیر ۱۰ جلد، کتاب السنۃ ایک جلد، سیرۃ السلف ایک ضخیم جلد، کتاب دلائل النبوہ ایک جلد اور المغازی ایک جلد وغیرہ غرض ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ انہوں نے بخاری اور مسلم کی شرح لکھی اور قرآن حکیم کی تفسیر کبیر ۳۰ جلدوں میں لکھی۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ذریعے قرن خامس کے خاتمے پر اسلام کو زندہ کیا۔ سال وفات ۵۳۵ھ ہے۔

(۳۱۶/۲۳) عالی بن ابراہیم

ابن اسماعیل بن ناصر الدین ابو علی غزنوی، تفسیر، حدیث اور فقہ میں امام تھے۔ فقہ میں انہوں نے المشاع لکھی۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں نکات عجیبہ اور اشارات لکھے ہیں۔

سال وفات ۵۳۷ھ (۱۱۴۲ء) ہے۔

(۳۱۷/۲۴) علی بن عراق

ابن محمد اسماعیل حنفی، خوارزمی، انصاری، ابو الحسن، وہ نحوی، لغوی، عروضی، فقیہ اور مفسر تھے۔ بخارا گئے اور وہاں کے مشائخ سے فقہ پڑھا۔ ان کی تفسیر کا نام شماریخ الدرر فی تفسیر القرآن الکریم ہے۔ اس کے آخر میں یہ شعر درج ہیں:

(۱) فرغنا من کتابتہ عشیا — وکان اللہ فی عونی ولیا

ترجمہ: ہم اس کتاب کی تصنیف سے رات کو فارغ ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے بطور ولی میری امداد کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) وقد اودعته نكتا جسا ماً
ومعنى يشبه الرطب الجنيا

ترجمہ: میں نے اس کتاب میں اعلیٰ درجے کے نکتے اور ایسے معانی بیان کیے ہیں جو تازہ کھجور کی مانند ہیں۔
ان کا سال وفات ۵۳۹ھ (۱۱۴۴ء) ہے۔

(۳۱۸/۲۵) امام نسفی

عمر بن محمد بن احمد، مفتی الثقلین نجم الدین ابو حفص نسفی، وہ امام فاضل، اصولی، متکلم، مفسر، محدث، فقیہ، حافظ اور نحوی تھے۔ وہ مشہور حافظ اور قبول تام کے مالک فضلاء میں سے تھے۔ فقہ صدر الاسلام ابوالیسر محمد البزدوی سے پڑھی۔

بیان کرتے ہیں کہ نسفی زمخشری سے ملنے کے لئے مکے میں ان کے گھر گئے۔ دروازے پر دستک دی تو آواز آئی: کون ہو؟ انہوں نے کہا: عمر! زمخشری نے کہا: انصرف (واپس جاؤ)۔ نسفی نے کہا: میرے آقا، عمر (گرائمر میں) غیر منصرف (لوٹنے والا نہیں) ہے۔ زمخشری نے جواب میں کہا کہ جب یہ لفظ نکرہ کے طور پر استعمال ہو تو پھر منصرف ہو جاتا ہے، لفظی مطلب یوں بھی ہو سکتا ہے کہ جب اسے بے عزت کیا جائے تو پلٹ جاتا ہے۔

فقہ اور تفسیر میں ان کی جلیل القدر تصانیف ہیں جن میں سب سے عمدہ تصنیف التیسیر فی التفسیر ہے۔ فقہ میں سب سے پہلی منظوم تصنیف انہی کی ہے۔ نیز انہوں نے کتاب المواقیت، الجامع الصغیر (منظوم)، طلبۃ الطلبہ فی شرح الفاظ کتب الحنفیہ، الاشعار بالمختار من الاشعار (۲۰ جلد)، الشارع، کتاب القند فی علماء سمرقند (۲۰ جلد) اور تاریخ بخارا لکھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تقریباً ایک سو کتابیں لکھیں۔ صاحب ہدایہ نے اُن سے اُن کی بعض کتابیں پڑھیں۔

تفسیر، حدیث اور شروط پر بھی اُن کی کتابیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُن کے شاگردوں میں جن بھی شامل تھے، جبھی انہیں مفتی ثقلین کہتے تھے۔

نسف ماوراء النہر کا ایک شہر ہے۔ ان کی ولادت ۴۵۱ھ (۱۰۵۹ء) میں ہوئی جبکہ سال وفات ۵۳۷ھ (۱۱۴۲ء) ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر کی ابتداء اس فقرے سے کی: الحمد للہ الذی انزل

Maktaba Tul Ishaat.com

القرآن شفاءٌ۔ پھر خطبہ میں اسمائے قرآن کریم کاذکر کر کے تفسیر اور تاویل کا تعارف کرایا ہے۔

(۳۱۹/۲۶) زمخشری

ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر، اپنے زمانے کے مسلمہ امام تھے، نحوی، ذکی، فقیہ، مناظر، فصیح البیان مقرر، متکلم، ادیب، مفسر، شاعر اور اکابر احناف سے تھے، حنفی المذہب اور اعتقاداً معتزلی تھے۔ ان کی علمی یادگاریں ایسی ہیں کہ ان کے زمانے کا کوئی آدمی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے بہت عمدہ کتابیں لکھیں۔ انہی میں سے الکشاف فی تفسیر القرآن ہے۔ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ ان سے پیشتر کسی شخص نے ایسی کتاب نہیں لکھی۔ ان کی دیگر کتابیں یہ ہیں:

(۱) الحاجات بالمسائل النحویۃ (۲) المفرد والمرکب فی العربیۃ (۳) الفائق فی تفسیر غریب الحدیث (۴) اساس البلاغۃ، لغت میں۔ (۵) ربیع الابرار ونصوص الاخبار (۶) متشابہ اسامی الرواۃ (۷) النصائح الکبار (۸) النصائح الصغار (۹) ضالۃ الناشد (۱۰) الرائض فی علم الفرائض (۱۱) المفصل فی النحو، بے شمار لوگوں نے اسکی شرح میں قلم اٹھایا۔ (۱۲) الانموذج فی النحو (۱۳) المفرد والمؤلف فی النحو (۱۴) رؤس المسائل فی الفقہ (۱۵) شرح ابیات سیبویہ (۱۶) المستقصی فی امثال العرب (۱۷) صمیم العربیہ (۱۸) سوائر الامثال (۱۹) دیوان التمثیل (۲۰) شقائق النعمان فی حقائق النعمان ؒ (۲۱) شافی العی فی معنی کلام الشافعیؒ (۲۲) القسطاس فی العروض (۲۳) معجم الحدود (۲۴) المنہاج فی الاصول (۲۵) مقدمۃ الادب (۲۶) دیوان الرسائل (۲۷) دیوان الشعر (۲۸) الرسالۃ الناصحۃ (۲۹) ہر فن میں امالی وغیرہ۔

علامہ نے المفصل کی ابتداء یکم رمضان ۵۱۳ھ (۱۱۱۹ء) کو کی اور یکم محرم ۵۱۵ھ (۱۱۲۷ء) کو ختم کرلی۔ چونکہ وہ ایک طویل عرصے تک کعبہ میں مقیم رہے تھے، اسلئے انہیں جار اللہ کہتے تھے۔ برف کی وجہ سے ان کا ایک پاؤں ضائع ہو گیا تھا۔ انہیں اپنے عقیدہ اعتزال پر فخر تھا اور اپنے آپ کو ابو القاسم معتزلی کہتے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علامہ سیوطی البغیہ میں لکھتے ہیں کہ علامہ فضائل کثیرہ کے مالک، حد درجہ ذکی اور تیز فہم تھے اور ہر فن میں ماہر ۔ وہ پکے بلند بانگ معتزلی اور حنفی تھے۔

علماء کہتے ہیں کہ اعتزال کی وجہ سے ان کی تحریریں گہری چالوں کی حامل ہیں، جن سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ اسی وجہ سے بعض فقہاء نے ان کی تفسیر کے مطالعہ کو تاویل میں ان کے سوء تعبیر کی وجہ سے حرام کہا ہے۔ بایں ہمہ ان کی تفسیر سے کسی کے لئے صرف نظر ممکن نہیں اور کوئی دوسری تفسیر ان کی تفسیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی وجہ سے بکثرت اس کی شروح اور حواشی لکھے گئے۔ علامہ سیوطی بغیۃ الوعاۃ میں کہتے ہیں:

ان التفاسیر فی الدنیا بلا عدد ... ولیس فیها لعمری مثل کشافی

ان کنت تبغی الهدی فالزم قرائته ... فالجهل کالداء والکشاف کالشافی

دنیا میں تفاسیر تو بے شمار ہیں لیکن میری ساری زندگی کا
مشاہدہ و مطالعہ گواہ ہے کہ ان میں کشاف کی کوئی نظیر نہیں۔
اگر تجھے ہدایت درکار ہے تو کشاف کا مطالعہ لازم پکڑ لے
کہ جہالت ایک بیماری ہے اور کشاف اس کی شافی دوا۔

قرآن حکیم کی ایک آیت :ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ (البقرہ:۲۶) کے ضمن میں کسی شاعر کا یہ کلام نقل کیا ہے:

(۱) یا من یری مدالبعوض جناحها ... فی ظلمة اللیل البهیم الالیل

اے وہ جو سیاہ بھیانک رات میں مچھر کے بازوؤں کا کھلنا دیکھ سکتا ہے۔

(۲) ویری مناط عروقها فی نحرها ... والمخ فی تلك العظام النحل

اور جو اس کے سینے کی رگوں کے ٹھکانے اور اس کی کمزور ہڈیوں میں مخ کو دیکھ سکتا ہے۔

(۳) اغفر لعبد تاب عن فرطاته ... ما کان منه فی الزمان الاول

(اے خدا!) اپنے اس بندے کو، جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ سب کچھ معاف فرمادے جو اُس سے گذشتہ زمانے میں سرزد چکا۔

علامہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ ان کی قبر پر ذیل کے دو اشعار لکھے جائیں:

(۱) الهی لقد اصبحت ضیفک فی الثری وللضیف حق عند کل کریم

الٰہی! میں زمین کی اندھیری تہوں میں تیرا مہمان بن کر

آیا ہوں اور مہمان کا ہر کریم میزبان پر حق ہوتا ہی ہے۔

(۲) فهب لی ذنوبی فی قرای فانها عظیم ولا یقری بغیر عظیم

تو میرے گناہ مہمان نوازی میں معاف فرما دے، کیونکہ وہ

بے شمار ہیں اور ایک عظیم ہستی ہی ان سے درگزر کرسکتی ہے۔

زمخشر خوارزم کے نواح میں ایک بڑا قصبہ ہے، جہاں زمخشری کی ولادت ۲۷ رجب ۴۶۷ھ کو ہوئی، جبکہ وفات شب عرفہ ۵۳۸ھ کو مکہ مکرمہ سے واپس آتے ہوئے جرجانیہ خوارزم میں ہوئی۔ ۷۱ سال عمر پائی۔ حافظ ابن حجر لسان المیزان میں لکھتے ہیں کہ زمخشری کی کتاب اساس البلاغہ بہترین کتابوں میں سے ہے۔اس میں انہوں نے اپنی جودت طبع کا خوب مظاہرہ کیا ہے اور مرکب اور مفرد مستعمل الفاظ کے حقیقی اور مجازی معنوں میں فرق کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔اسی طرح ان کی کتاب الفائق فی غریب الحدیث اعلیٰ درجے کی کتاب ہے۔کیونکہ اس میں مصنف نے متفرق چیزوں کو ایک جگہ بڑے خوبصورت اور مختصر انداز میں بالکل صحیح طریقہ سے جمع کردیا ہے۔اسی طرح ان کی کتاب المفصل فی النحو کافی مشہور ہے۔میں نے راویوں کے متشابہ اسماء کے بارے میں انکی ایک کتاب دیکھی ہے۔ایک جلد پر مشتمل یہ کتاب بڑے اہم فوائد کو شامل ہے(۱)۔

---

(۱) امام ذہبی نے اس کتاب کا نام "مشتبہ اسامی الرواۃ" لکھا ہے(سیر اعلام النبلاء ۲۰/۱۵۶) جبکہ یاقوت نے "متشابہ اسماء الرواۃ" بتایا ہے(معجم الادباء ۱۹/۱۳۴) ۔ (سید کفایت بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

جہاں تک ان کی تفسیر کا تعلق ہے تو لوگوں نے اسے حد درجہ پسند کیا ہے، اس پر بحث کی ہے، اس کی سازشوں کو واضح کیا ہے اور اسے ایک خاص تصنیف شمار کیا ہے۔ جن کے پاؤں سنت کے راستے پر پختہ طور پر قائم تھے اور وہ علم اخلاقیات کو پڑھ چکے تھے، تو انہوں نے اس تفسیر سے فائدہ اٹھایا اور اس کی خفیہ سازشوں سے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے آخری عمر میں توبہ کرلی تھی اور اپنے موقف سے رجوع کرلیا تھا۔ بیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل کا ماخذ یہی تفسیر تھی۔

(۲۷/۳۲۰) ابن برجان

عبدالسلام بن عبدالرحمان بن ابی الرجال صوفی جو ابن برجان کے عرف سے مشہور تھے۔ ان سے عبدالحق اشبیلی اور محمد بن خلیل قیسی وغیرہ نے سماع کیا۔

ابن الآبار کہتے ہیں کہ ابن برجان قراءات، حدیث، تحقیق علم الکلام اور تصوف میں معرفت رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ پارسا اور پرہیزگار تھے۔ ان کی تصنیفات کے نام یہ ہیں:

(۱) تفسیر قرآن حکیم ۴ جلد (ناتمام) (۲) شرح الاسماء الحسنٰی۔

چونکہ انہیں علم الحروف سے خاص شغف تھا۔ اسلئے انہوں نے اسے تفسیر قرآن میں بھی استعمال کیا تھا، جسے سخت ناپسند کیا گیا اور یوسف بن تاشفین کے دربار میں ان کے خلاف غلط شکایت کی گئی۔ انہیں مراکش میں طلب کیا گیا اور ایک مجلس مناظرہ قائم کی گئی، جس میں وہ مسائل پیش کیے گئے جن پر مخالفین نے اعتراضات کیے تھے۔ انہوں نے جواب دیا اور تمام احتمالی وجوہ بیان کیں، لیکن لوگوں کو وہ پسند نہ آئیں، کیونکہ وہ ان کے مقاصد کو نہ سمجھ سکے اور انہوں نے سلطان کے سامنے اصرار کیا کہ ملزم بدعتی ہے۔ اتفاق سے چند ہی دنوں کے بعد وہ بیمار پڑ گئے اور محرم ۵۳۷ھ (۱۱۴۲ء) میں فوت ہوگئے۔ ایک قول ۵۳۶ھ (۱۱۴۱ء) کا بھی ہے۔

جب ان کے انتقال کی خبر عام ہوئی تو کہا گیا کہ ان کی میت ڈھیر پر پھینک دی جائے اور نہ جنازہ پڑھایا جائے نہ تدفین کی جائے جیسا کہ خودساختہ ماہرین فقہ مخالفین نے اپنے اعتراضات کی

Maktaba Tul Ishaat.com

وجہ سے طے کیا تھا ۔لیکن اتفاقاً یہ خبر بعض فضلاء شہر کو موصول ہوگئی توانہوں نے بازاروں میں منادی کر دی کہ عوام فلاں کی نماز جنازہ کے لئے جمع ہو جائیں۔ چنانچہ تمام کھلے میدان آدمیوں سے بھر گئے۔ انہوں نے انہیں غسل دیا اوراُن پر نماز جنازہ پڑھی (لسان المیزان)۔

وہ اپنے زمانے کے لغت کے بہت بڑے حافظ اور مسلم ماہر تھے۔ نیز صدوق اور ثقہ تھے۔

(۲۸/ ۳۲۱) احمد بن اسماعیل غزنوی

ابن عیسیٰ ابوبکر، جوہری، مفسر۔وہ غزنی کے فضلاء اور ائمہ میں سے تھے۔

۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء) کے بعد تک زندہ رہے۔

(۲۹/ ۳۲۲) عبداللہ بن علی بن احمد بغدادی

مقری، نحوی ،ادیب اور زاہد تھے۔ابو منصور خیاط کے نواسے تھے۔عربیت اور لغت میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ قراءات میں انہوں نے کئی کتابیں اور قصائد لکھے۔ ان سے ابن جوزی ، ابن سمعانی اور ابن ناصر وغیرہ بہت سے حضرات نے حدیث کا سماع کیا۔ابن جوزی کہتے ہیں باوجودیکہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے، میں نے ان جیسا خوش آواز اور خوش ادا آدمی نہیں دیکھا۔ سنت کے بارے میں بڑے پختہ تھے۔ اور عمر کا زیادہ عرصہ اکیلے مسجد میں گزار دیا تھا۔وہ سارے عراق کا حسن تھے، اور اکثر علوم میں کوئی ان کا جانشین نہیں ہو سکا۔

امام ذہبی نے طبقات القراء میں لکھا ہے کہ انہوں نے قرات میں بڑی لطیف کتابیں مثلاً المنهج، الکفایہ، العقیدہ المحدہ، الروضۃ ،الایجاز فی السبعۃ، المویدۃ للسبعۃ ، الموضحۃ فی العشرۃ ،الاختیار اور التبصرۃ وغیرہ لکھیں۔

وہ ۱۲ ربیع الاول ۵۴۱ھ سوموار کو صبح کے وقت فوت ہوئے۔

انہوں نے صوفیاء کے بارے میں ذیل کے اشعار کہے :

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) ترك التكلف فی التصوف واجب ومن المحال تكلف الفقراء

تصوف میں ترک تکلف ضروری ہے اور فقراء کا تکلف کرنا ناممکن ہے۔

(۲) قوم اذا متد الظلام رأیتهم یتر كعون تركع القراء

☆ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب اندھیرا اچھیل جائے تو قاریوں کی طرح رکوع میں جھک جاتے ہیں۔

(۳) والوجد منهم فی الوجوه محله ثم السماع یحل فی الاعضاء

اور وجدان کے چہروں پر نمایاں ہوتا ہے پھر سماع قراءت قرآن

ان کے اعضاء میں حلول کرجاتا ہے۔

(۴) لا یرفعون بذاك صوتا مجهراً یتجنبون مواقع الاهواء

اس حال میں وہ آواز بلند نہیں کرتے اور نفسانی خواہشات کے مواقع سے بچتے ہیں۔

(۵) و یواصلون الدهر صوما دائما فی البأس ان یاتی و فی السراء

وہ زمانے کو دائم روزے سے ملائے رکھتے ہیں خواہ مصیبت کا زمانہ ہو یا خوشی کا۔

(۶) و تراهم بین الانام اذا أتوا • مثل النجوم الغر فی الظلماء

جب وہ لوگوں میں ظاہر ہوتے ہیں تو اس طرح دکھائی دیتے ہیں جسے اندھیری رات میں روشن ستارے۔

(۷) صدقوا الاله حقیقة و عزیمة ورعوا حقوق الله فی الآناء

وہ اللہ کی وحدانیت کی، حقیقت میں اور استقامت کے ساتھ،

تصدیق کرتے ہیں اور حقوق اللہ کا ہر آن خیال رکھتے ہیں۔

(۸) الرقص نقص عندهم فی عقدهم ثم القضیب بغیر ما اخفاء

رقص ان کے اعتقاد کی رو سے نقص ہے اور میں لگی لپٹی

رکھے بغیر کہتا ہوں کہ ساز و مضراب بھی ممنوع ہے۔

(۹) هذا شعار الصالحین و من مضی من سادة الزهاد والعلماء

یہ شعار ہے نیک لوگوں کا اور گزشتہ دور کے بڑے بڑے زہاد و علماء کا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۰) فاذا رأیت مخالفا لفعا لھم فاحکم علیہ بمعظم الاغواء

جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھ پاؤ جو انکے اعمال کا مخالف ہو تو تم اسے بہت بڑا گمراہ کہہ دو۔

(۳۰/ ۳۲۳) امام ابن العربی

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ حافظ اور مشاہیر میں سے تھے۔ ۲۲۔ شعبان ۴۶۸ھ (۱۰۷۵ء) میں اشبیلیہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے ساتھ مشرق کا سفر کیا اور ابوبکر طرطوشی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ اصلین (قرآن وحدیث) کا علم ابوبکر شاشی اور امام غزالی سے حاصل کیا۔

امام ذہبی نے تذکرہ میں ان کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ وہ علم کا سمندر، روشن دماغ، شیریں گفتار، خوش کردار، پسندیدہ اخلاق کے مالک اور کثیر الاموال تھے۔ اشبیلیہ کے قاضی مقرر ہوئے اور اس منصب پر بہ احسن وجوہ کامیاب رہے۔ بارعب اور سخت گیر تھے۔ اہل ظلم اور مجرم لوگوں پر ان کا بہت رعب ودبدبہ تھا۔ بعد میں معزول کردیئے گئے۔ چنانچہ وہ تصنیف کتب میں لگ گئے اور علوم کی اشاعت کی۔ ابن بشکوال نے ان کی اس سے بھی زیادہ تعریف کی ہے۔

انہوں نے حدیث، فقہ، اصول، علوم القرآن، ادب، نحو اور تواریخ میں کئی کتابیں لکھیں۔

۴۸۹ھ میں حج کیا اور واپس آکر ابوبکر شاشی اور ابوحامد غزالی کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔

ان کی بعض تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب المسالک فی شرح مؤطا امام مالکؒ (۲) کتاب القبس علی مؤطا (۳) عارضۃ الاحوذی علی کتاب الترمذی (۴) العواصم من القواصم (۵) المحصول فی اصول الفقہ (۶) سراج المریدین (۷) سراج المہتدین (۸) کتاب المتوسط (۹) کتاب المتکلمین (۱۰) کتاب الناسخ والمنسوخ (۱۱) تلخیص التلخیص (۱۲) کتاب القانون فی تفسیر القرآن العزیز (۱۳) انہوں نے حدیث ام زرع پر بھی ایک کتاب لکھی۔

کتاب القبس میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب انوار الفجر فی تفسیر القرآن بیس سال کے عرصہ میں اسی ہزار اوراق میں قلم بند کی، جو لوگوں کے ہاتھوں میں پھیل گئی۔

ابن فرحون الدیباج میں لکھتے ہیں کہ مجھے شیخ یوسف حزام مغربی المتوفی ۷۶۰ھ نے اسکندریہ

Maktaba Tul Ishaat.com

میں بتایا کہ انہوں نے قاضی ابن العربی کی کتاب انوار الفجر کا کامل نسخہ الملک العادل ابو عماز فارس کے کتب خانے میں دیکھا اور میں نے اس کی ۸۰ جلدیں شمار کیں۔ ان کی کتاب احکام القرآن پہلی بار دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ اب دوسرا ایڈیشن چار جلدوں میں چھپا ہے ۔اس کتاب میں انہوں نے تمام فرضی قصوں، موضوع روایات اور انبیاء علیہم السلام کے خلاف الزامات جیسے زینب ؓ کا قصہ جو بعض مفسرین کی اختراع ہے، کو بوجوہ ودلائل بڑی اچھی طرح سے رد کیا ہے۔ اسی طرح حضرت آدم، داؤد اور سلیمان علیھم السلام کے خلاف اختراع کردہ افتراؤں کی تردید کی ہے۔ اس تفسیر میں بعض ایسے پسندیدہ اور عمدہ نکات ہیں جو اور کہیں نہیں ملتے۔

ان کی وفات ربیع الاول ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں مراکش سے واپسی پر ہوئی اور تدفین بہ مقام فاس باب الحروق کے باہر ہوئی۔

(۳۲۴/ ۳۱) شیخ نور الدین

ابو الحسن علی بن حسین بن علی باقولی نابینا نحوی، جن کا عرف الجامع تھا۔ بیہقی الوشاح میں لکھتے ہیں کہ وہ نحو اور اعراب میں کعبہ تھے، فضلائے زمانہ ان کے خادم تھے اور وہ فضل وبزرگی کے لئے بہترین نمونہ تھے۔ انہوں نے شرح الجمل، الجواہر المجمل، الاستدراک علی ابی علی، علل القراءات اور شواہد القرآن تصنیف کیں۔ سال وفات ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) ہے۔

(۳۲۵/ ۳۲) بیو جعفرك

احمد بن علی بن محمد بیہقی، جن کا عرف بیو جعفرک تھا۔ بقول سمعانی وہ نحو، لغت، قراءات اور تفسیر کے امام تھے۔ انہوں نے کئی مفید تفاسیر لکھیں جو قرب وجوار میں پھیل گئیں۔ کئی بھلے لوگ ان کے حلقہ میں شامل ہو گئے اور بڑی کثرت سے لوگ ان کے حلقہ درس سے کامیاب ہو کر گئے۔ وہ خانہ نشین ہو گئے تھے اور سوائے نماز کے باہر نہیں نکلتے تھے اور نہ کسی سے ملتے تھے۔ انہوں نے صحاح المیدانی سے پڑھیں اور زبانی یاد کر لیں۔ ان کی تصانیف میں المحیط بلغات القرآن، ینابیع اللغۃ

Maktaba Tul Ishaat.com

اور تاج المصادر شامل ہیں۔

ان کا سال ولادت ۴۷۰ھ (۱۰۷۷ء) کے لگ بھگ ہے اور وفات رمضان ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) کے آخری دن ہوئی۔

(۳۳/ ۳۲۶) مسعود بن علی بن احمد بن عباس

صوانی، بیہقی، ابو المحاسن، جو فخر الزمان کے لقب سے مشہور تھے۔ انہوں نے تفسیر، شرح حماسہ، صیقل الالباب فی الاصول، التوابع واللوامع فی الاصول اور نفثۃ المصدور مرتب کیں۔ ایک جلد اشعار کی بھی ہے۔ ان کی وفات ۲۳ محرم ۵۴۴ھ کو ہوئی۔

(۳۴/ ۳۲۷) عبد الرحمن بن محمد بن امیرویہ

ابن محمد، علامہ ابو الفضل کرمانی، جو خراسان میں اپنے عہد کے حنفیوں کے شیخ تھے۔ مرو میں قاضی محمد بن حسین سے فقہ پڑھی۔ پڑھنے والوں کا ان کے یہاں ہجوم رہتا تھا، جو ان کے ہاں سے فارغ ہو کر آفاق واقطار عالم میں پھیل گئے۔ وہ ان سے تفسیر اور حدیث پڑھتے تھے۔ خود انہوں نے اپنے والد اور شیخ ارسابندی سے سماع کیا اور ان سے ابو سعد سمعانی نے استفادہ کیا۔ وہ ان کے حد درجہ گرویدہ تھے۔ ان کا سال وفات ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) ہے۔

(۳۵/ ۳۲۸) محمد بن عبدالرحمان

ابن احمد ابو عبد اللہ بخاری، جو زاہد العلاء کے لقب سے مشہور تھے۔ فقہ ابو نصر احمد بن عبد الرحمان سے پڑھی اور ان سے ہی حدیث کی روایت کی۔ سمعانی کہتے ہیں کہ وہ فقیہ، فاضل، متقی، مذاکر، اصولی اور متکلم تھے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہزار جزو سے زائد پر مشتمل ایک تفسیر لکھی، جسے آخری عمر میں انہوں نے املا کرایا تھا۔ وہ صاحب الہدایہ کے مشائخ سے تھے اور اسے اپنا اعزاز شمار کرتے تھے۔ ان کی وفات ۱۲ جمادی الثانیہ ۵۴۶ھ کی رات کو ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۶ /۳۲۹) عبدالحق بن غالب

ابن عبدالرحمان ابو محمد، جو زید بن محارب کی اولاد سے تھے۔ وہ فقیہ، عالم بالتفسیر والاحکام، محدث لغوی، نحوی اور ادیب تھے، اور بڑی خوبی سے اپنی مراد کو واضح کرتے تھے۔ وہ نثر اور نظم کے استاد تھے۔ مدینہ الریہ میں قاضی تھے۔ تیزی فہم اور ذکاوت میں بے مثال تھے۔ حصول علم کا خاص اہتمام کیا۔ اور کتابوں کی فراہمی میں بلند ہمت تھے۔ الوجیز فی التفسیر کے نام سے قرآن کی تفسیر لکھی جو بڑی عمدہ اور اعلیٰ درجے کی تصنیف ہے۔ اس میں حسن نیت سے ہر میدان کو اُڑ کر طے کیا ہے۔ اپنے شیوخ کے اسماء، روایات اور وحدانیات کو ایک برنامجہ میں مرتب کیا تھا۔ شعر اچھا کہتے تھے۔ انکی تفسیر المحرر الوجیز، تفسیر ابن عطیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی چھٹی جلد الیہ یرد علم الساعۃ سے شروع ہو تی ہے اور کتاب کریم کے خاتمے پر ختم ہوتی ہے۔

ان پر اعتزال کا الزام ہے حتیٰ کہ وہ اس میں علامہ زمخشری سے بھی زیادہ قبیح ہیں۔ لیکن فرق یہ تھا کہ زمخشری علی الاعلان معتزلی تھے اور ہر ایک ان کے اعتزال کو پہچان کر ان سے بچ سکتا ہے۔ لیکن یہ لوگوں میں اپنے آپ کو اہل السنۃ کہتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ان کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ ان کی تفسیر زمخشری کی تفسیر سے بہتر ہے۔ اس کے حوالے درست ہیں اور یہ بدعتوں سے پاک ہے۔

یہ ابن عطیہ المتاخر ہیں۔ ابن عطیہ قدیم کا سال وفات ۳۸۳ھ (۹۹۳ء) ہے۔ ابن عطیۃ المتاخر کا سال ولادت ۴۸۱ھ (۱۰۸۸ء) ہے اور وفات ۵۴۶ھ (۱۱۵۱ء) میں شہر لورقہ میں ہوئی۔ دونوں ابن عطیہ صاحب تفسیر ہیں۔

(۳۷ /۳۳۰) شہرستانی

ابو الفتح محمد بن ابی القاسم عبدالکریم، جو متکلم اور مذہب اشعری کے پابند تھے۔ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ وہ بلند پایہ امام، فقیہ اور متکلم تھے۔ انہوں نے ابو محمد الخوانی اور ابو نصر قشیری سے فقہ پڑھی جبکہ علم کلام ابو القاسم انصاری سے اور اس میں امتیاز حاصل کیا۔ قرب وجوار کے علماء اور طلبہ کا ان کے پاس

Maktaba Tul Ishaat.com

بکثرت ہجوم رہتا تھا۔ انہوں نے بکثرت سفر کیے تھے۔چنانچہ نواح خوارزم اور خراسان تک گھوم آئے تھے۔۵۱۰ھ (۱۱۱۶ء) میں،جب ان کی عمر ۳۰ برس تھی، توانہوں نے حج کیااور تین برس بغداد میں مقیم رہے۔انہوں نے نہایۃ الاقدام فی علم الکلام اور المصارعہ تصنیف کیں۔

ابن قیم الاغاثہ میں لکھتے ہیں کہ ان دونوں کتابوں میں شہرستانی نے ابن سینا کے نظریہ قدم عالم ،انکار معاد اور اللہ تعالیٰ کے علم،اس کی قدرت اور تخلیق عالم کی نفی کی تردید کی۔اس پر وہ الحاد کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور المصارعہ کی تردید میں مصارعۃ المصارعہ لکھی اور ہمیں دوایسی کتابیں دیکھنے کااتفاق ہوا جن میں اس نے لکھا کہ خدا نے زمین وآسمان کو چھ دن میں پیدا نہیں کیااور اسے کوئی علم نہیں اور وہ اپنی قدرت اور اختیار سے کچھ نہیں کر سکتااور نہ وہ قبروں سے مردے اٹھائے گا۔

شہرستانی نے ذیل کی کتابیں لکھیں :

(۱) الجزء الذی لایتجزی (۲) الارشادالی عقائد العباد (۳) شبہات ارسطوطالیس وابن سینا ونقضھا (۴) نہایۃ الاوھام (۵) الملل والنحل جس کا فارسی، ترکی اور جرمنی میں ترجمہ ہوگیا ہے(۱)۔(۶) المناھج (۷) البیان (۸) تلخیص الاقسام لمذاھب الانام۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ (۳ / ۶۸) میں انکی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ شہرستانی کو دیگر متکلمین کے مقابلے میں مقالات اور اختلاف کا بہتر علم ہے۔

علی بن زید بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ شہرستانی تصنیف تفسیر کے دوران آیات کی تاویل قوانین حکمت و شریعت وغیرہ کے مطابق کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ طریقہ غلط ہے۔کیونکہ قرآن کی تفسیر صرف سلف اور تابعین کے اقوال سے کی جاسکتی ہے۔اور فلسفہ وحکمت سے یہاں دست بردار ہونا پڑتا ہے، بالخصوص جس طریقہ سے تم آیت کی تاویل کرتے ہو۔وہ میری بات سن کر ناراض ہوگئے۔ان کی تفسیر کا نام مفاتیح الاسرار ومصابیح الابرار ہے۔

وہ ۴۶۷ھ میں شہرستان میں پیدا ہوئے اور اواخر شعبان ۵۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

---

(۱)اس کتاب کا دو جلدوں میں اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے (مصحح)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شہرستان نام کے تین شہر تھے:۔

(۱)خراسان میں نیشاپور اور خوارزم کے درمیان ایک شہر، ابوالفتح کا تعلق یہیں سے تھا۔

(۲)فارس میں سابور کے نواح میں ایک قصبہ۔

(۳)اصفہان کا ایک شہر۔

(۳۳۱/ ۳۸) طبرسی شیعی

امین الدین ابوعلی الفضل بن حسین بن فضل طبرسی شیعی، جو علمائے امامیہ سے تھے۔ان کی تفسیر کا نام جوامع الجامع ہے، جو اسی مصنف کی علم تفسیر میں ایک اور کتاب مجمع البیان لعلوم القرآن کا اختصار ہے۔

ان کی ایک اور کتاب کا نام الکافی الشاف من کتاب الکشاف ہے۔

ان کی تفسیر مجمع البیان تفسیر طبرسی کے نام سے معروف ہے اور اسکی پہلی جلد سورۃ کہف کے آخر پر ختم ہوتی ہے۔

ان کا سال وفات ۵۴۸ھ (۱۱۵۳ء) ہے۔

(۳۳۲/ ۳۹) عمر بن عثمان

ابن حسین بن شعیب ابوحفص الجنزی، الوشاح میں لکھا ہے کہ وہ نحو اور ادب میں امام تھے۔ ان علوم میں کوئی ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پاکیزگی نفس سے بھی مالامال تھے۔

بقول سمعانی وہ ادب کے امام تھے نحو اور شعر میں انہیں بڑی دسترس حاصل تھی۔ وہ بغداد آئے اور ائمہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔انہوں نے ادب ابوالمظفر ابیوردی سے پڑھا۔

تفسیر کی تصنیف شروع کی۔اگر ناتمام نہ رہتی تو بے مثال کتاب ہوتی۔

ان کی وفات ۴ا ربیع الثانی ۵۵۰ھ کو ہوئی۔ عمر ستر برس سے زیادہ ہو چکی تھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۳۴/۴۱) محمود بن ابو الحسن

ابن الحسین نیشاپوری، غزنوی، جن کا لقب بیان الحق تھا۔ یاقوت کہتے ہیں وہ عالم، کامل، مفسر، لغوی، فقیہ، نیز پختہ حافظہ کے مالک اور فصیح تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں اعجاز کا دعویٰ بھی کیا۔

تصانیف کے نام یہ ہیں:

(۱) خلق الانسان (۲) جمل الغرائب فی تفسیر الحدیث

(۳) ایجاز البیان فی معانی القرآن، تفسیر۔

انہوں نے اس تفسیر میں دس ہزار فواید و نکات بیان کئے ہیں، جیسا کہ اس کے دیباچہ فصل الغرائب میں وہ خود کہتے ہیں۔ کشف الظنون کے مصنف لکھتے ہیں کہ میرے پاس ان کی تفسیر موجود ہے، جس کے آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ اسے انہوں نے خجند میں ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں مکمل کیا تھا۔

(۳۳۵/۴۲) زاغولی

محمد بن حسین بن محمد بن حسین بن علی مروزی زاغولی۔

(زاغول نجدیہ کا ایک گاؤں یا محلہ ہے)۔

انہوں نے بغوی اور ابوالفتح نصر بن ابراہیم حنفی سے سماع کیا تھا۔

امام ذہبی نے ابوسعد سے نقل کیا ہے کہ وہ صالح تھے۔ زندگی پریشانی میں گزاری۔

حدیث اور طرق حدیث کے عارف تھے۔ لغت کے بڑے ماہر تھے۔ ساری زندگی حدیث کی طلب، انہیں جمع کرنے اور مدون کرنے میں صرف کردی۔

کافی کتابیں لکھیں۔ انہوں نے چار سو سے زائد جلدوں پر مشتمل ایک بڑی ضخیم کتاب مدون کی جس میں تفسیر، حدیث، فقہ اور لغت کو جمع کردیا اور اس کا نام قید الاوابد رکھا۔

۴۷۰ھ اور ۴۸۰ھ کے درمیان پیدا ہوئے اور ۱۲ جمادی الآخرہ ۵۵۹ھ کو وفات پائی۔

انہوں نے ہرات کا سفر بھی کیا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۳/ ۳۳۶) احمد بن محمد

ابن محمد بن سعید، ابو العباس انصاری اندلسی، جو قراءات، تفسیر، کلام اور لغت کے ماہر تھے۔ لیکن لغت سے خاص لگاؤ تھا۔

علامہ سیوطی بغیہ میں لکھتے ہیں کہ وہ تفسیر کے بڑے اچھے ماہر تھے۔ محدث، بکثرت روایت کنندہ اور علم اصول و کلام سے معرفت تامہ رکھتے تھے۔ کچھ اشعار بھی کہے تھے۔

ان کی وفات ۵۶۲ھ (۱۱۶۶ء) میں ہوئی جب وہ ابھی صرف ۳۰ برس کے ہی تھے۔

(۴۴/ ۳۳۷) محمد بن ابی القاسم

ابن باجوک بقالی، خوارزمی، ادمی، نحوی، ابو الفضل، جوزین المشائخ کے لقب سے سرفراز تھے۔

یاقوت لکھتے ہیں کہ وہ ادب کے امام اور زبان عرب کی حجت تھے۔ انہوں نے لغت اور اعراب کی تعلیم زمخشری سے حاصل کی اور استاد کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ سماع حدیث ان سے اور بعض دیگر علماء سے کیا۔ وہ کثیر الفوائد، صحیح الاعتقاد اور شریف النفس انسان تھے۔ ان کی تصانیف کے نام یہ ہیں:

(۱) مفتاح التنزیل (۲) تقویم اللسان، نحو میں۔ (۳) الاعجاب فی الاعراب

(۴) البدایۃ فی المعانی والبیان (۵) منازل العرب ومیاھھا (۶) شرح اسماء اللہ تعالیٰ

(۷) کتاب الترغیب فی العلم (۸) اذکار الصلوۃ (۹) آفات الکذب۔

ان کی وفات ۵۶۲ھ (۱۱۶۶ء) یا ایک قول کے مطابق ۵۷۶ھ (۱۱۸۰ء) میں جرجانیہ خوارزم میں ہوئی۔ ان کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔

(۴۵/ ۳۳۸) ابو الحسن خوارزمی

علی بن محمد بن علی بن احمد بن ہارون عمرانی خوارزمی، جن کا لقب حجۃ الافاضل اور فخر المشائخ تھا۔

یاقوت لکھتے ہیں کہ وہ ادیبوں کے سردار، مشائخ علم و فضل کے امام، اسرار ادب کے سمندر اور عربی زبان

Maktaba Tul Ishaat.com

کے غوامض سے نہایت باخبر تھے۔ زمخشری سے علم حاصل کیا۔اوران کے مصاحبین میں سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے ہوئے۔حدیث بھی زمخشری اور دیگر سے سماع کی۔وہ غور سے سماع کرنے والے اور غضب کے تیزنویس تھے۔زندگی کے آخری ایام انہوں نے علم کی اشاعت اور طلبہ کے افادے کے لئے وقف کر دئے تھے۔لوگ اپنی مشکلات کے حل اور دقتوں کی وضاحت کے لئے ان کی طرف ٹوٹے پڑتے تھے۔ابوالحسن اپنے بیش قیمت علم،بے پناہ فضل ،دینی احکام کے وقوف اور حددرجہ تقویٰ وپارسائی کے باوصف اعتقاداً معتزلی تھے۔

انہوں نے تفسیر کے علاوہ اشتقاق الاسماء اور المواضع والبلدان بھی لکھیں۔

سال وفات ۵۶۰ھ(۱۱۶۵ء) ہے۔

(۳۳۹/۴۶) ابن ابی مریم نصر

ابن علی بن محمد ابو عبداللہ شیرازی، فارسی، فسوی، نحوی۔یاقوت کہتے ہیں وہ شیراز کے خطیب، عالم،ادیب اور امور شرعیہ ومشکلات ادبیہ میں لوگوں کا مرجع تھے۔انہوں نے محمود بن حمزہ کرمانی سے علم حاصل کیا۔ تفسیر قرآن لکھی،اور ایضاح الفارسی کی شرح تصنیف کی۔

سال وفات ۵۶۵ھ(۱۱۷۰ء) ہے۔

(۳۴۰/۴۷) محمد بن اسعد بن محمد بن نصر

ابوالمظفر بن حکیم الحکیمی،واعظ تھے،دمشق میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ بغداد میں فقہ پڑھی۔ نورالھدی زینبی سے سماع کیااور مقامات کواس کے مصنف سے پڑھا۔ ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں :

(۱) تفسیر القرآن(۲) شرح المقامات(۳) شرح الشہاب(۴) نظم القدوری۔

وہ شاعر بھی تھے۔ان کا وعظ پرلطف ہو تا تھا۔ وہ ۱۶ ربیع الاول ۴۸۴ھ بروز جمعرات کو پیدا ہوئے اور محرم ۵۶۷ھ میں وفات پائی۔

ابن نجار نے ان کے نقائص بیان کئے ہیں۔ قاسم نے التراجم میں لکھاہے کہ میرے مشاہدہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کی حد تک وہ توذلیل ، بے مروت اور کمینہ آدمی تھے۔ ابن ناصر نے کذاب کہا ہے۔

(۴۸/ ۳۴۱) محمد بن محمد بن ظفر ،ادیب ،نحوی

اصل میں وہ مکہ مکرمہ کے باشندے تھے۔پھر حماۃ میں سکونت اختیار کرلی اور اِدھر اُدھر گھومتے پھرے اور مصر وغیرہ کی سیاحت کی۔کافی عرصہ مغرب میں مقیم رہے۔اسلئے اولاً وہ مغربی کہلاتے تھے۔

ان کی تفسیر کا نام ینبوع الحیاۃ ہے۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ تفسیر میں جو احادیث انہوں نے بیان کی ہیں،ان میں کمی بیشی کردی ہے۔یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کتاب دیکھے بغیر لکھ رہے ہیں۔دوسری کتاب شرح المقامات ہے۔اس کی ابتداء میں وہ لکھتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب سلفی سے سنی اور انہوں نے حریری سے سنی تھی۔ لیکن ابن حجر نے لسان المیزان میں اس کی تردید کی ہے۔

کشف الظنون میں ردیف تا کے ذیل میں ان کی تفسیر کے ضمن میں انکا ذکر کیا ہے، ردیف سین میں انکی تصنیف سلوان المطاع فی عدوان الطباع کا اور ردیف یا میں ینبوع الحیاۃ کا۔ حسب عادت کشف الظنون کے مصنف نے ان کی تاریخ وفات کے بارے میں گڑبڑ کردی ہے۔ ایک جگہ تاریخ وفات ۵٦۷ھ (۱۱۷۱ء) اور دوسری جگہ ۵۹۸ھ (۱۲۰۲ء) لکھی ہے۔

ابن حجر نے لسان المیزان میں ان کی وفات کے بارے میں کئی اقوال نقل کئے ہیں۔

علامہ احمد بن مصطفےٰ المتوفی ۹٦۲ھ سلوان المطاع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مصنف نے یہ کتاب سسلی کے بعض امراء کیلئے لکھی تھی۔ان کی دیگر کتابوں میں (۱) خیر البشر بخیر البشر (۲) نجباء الابناء اور (۳) حاشیۃ درۃ الغواص للحریری شامل ہیں۔

وہ پست قامت ،بدصورت اور بدرنگ چہرے کے مالک تھے۔مختلف شہروں میں گھومتے پھرے اور آخری وقت میں حماۃ میں مقیم ہوگئے ،جہاں ۵٦۵ھ (۱۱٦۹ء) میں وفات پائی۔مرتے دم تک تنگدستی کا مقابلہ نہ کرسکے۔کہتے ہیں کہ اپنی لڑکی کو بربنائے ضرورت وحاجت غیر کفو میں بیاہ دیا تھا۔چنانچہ ان کا داماد بیوی کو ساتھ لیکر حماۃ سے نکل کھڑا ہوا اور اُسے کسی کے ہاتھ بیچ دیا (مفتاح السعادۃ ۱/ ۱۸۸)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۹/ ۳۴۲) خضر بن نصر بن عقیل ابو العباس اربلی

مضافات آذربائجان میں اربل نامی ایک بستی کے باشندے تھے۔ دمشق اور بغداد گئے اور وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔ حضور اکرم ﷺ کے خطبات باسند جمع کئے اور ایک تفسیر بھی لکھی۔ انکا سال وفات ۵۶۷ھ (۱۱۷۱ء) ہے۔

(۵۰/ ۳۴۳) علی بن عبداللہ

ابن خلف بن محمد بن عبدالرحمان بن عبدالمالک، الامام ابوالحسن بن النعمه، انصاری، اندلسی، نحویوں کے کاتب تھے۔ قرآن، فقہ، نحو اور حدیث کی خدمت کی۔ لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا اور بکثرت طلبہ نے ان سے فراغت حاصل کی۔ ایک تفسیر اور نسائی کی شرح ان کی تصنیفات ہیں۔ ان کی تفسیر کا نام ری ٔمن تفسیر القرآن ہے۔

ان کی وفات رمضان ۵۶۷ھ میں ہوئی۔

(۵۱/ ۳۴۴) ابو العلاء همدانی، حافظ، علامہ

المقری شیخ الاسلام حسن بن احمد بن احمد بن حسن، شیخ ہمدان۔ ان کا سال ولادت ۴۸۸ھ (۱۰۹۵ء) ہے۔

ابو سعد سمعانی لکھتے ہیں کہ وہ حافظ حدیث، پختہ کار، فاضل قاری، خوش اخلاق، پسندیدہ اطوار، عزیز اور سخی تھے، جو کچھ ان کے پاس ہوتا اس سے غریبوں کی مدد کرتے۔ قراءات، حدیث اور ادب سے اچھی طرح واقف تھے۔ اسی طرح عبدالقادر نے ان کی تعریف کی ہے۔ وہ نحو اور لغت کے امام تھے۔ اور انہیں ہروی کی کتاب الجمہرۃ والغر یبین یاد تھی۔ دنیوی مال کی ان کے یہاں کچھ بھی وقعت نہ تھی، چنانچہ سارا مال طلب علم میں صرف کر دیا تھا۔ بغداد اور اصفہان تک پیدل سفر کیا۔ اور اس سفر میں کتابوں کا پشتارہ پیٹھ پر ہوتا تھا۔ خود بتاتے تھے کہ میں بغداد میں رات مسجد میں سو کر گزار دیتا اور کنگنی کی روٹی پر گزارا کرتا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابو الفضل بن عثمان ادیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو العلاء کو بغداد کی ایک مسجد میں رات کے وقت چراغ کی روشنی میں قیام کی حالت میں لکھتے دیکھا، کیونکہ چراغ کا طاق اونچا تھا۔ آگے کہتے ہیں کہ عوام کے دلوں میں ان کا وقار اتنا بڑھ گیا تھا کہ جہاں سے وہ گزرتے تو ہر آدمی حتیٰ کہ بچے اور یہودی بھی احتراماً کھڑے ہو جاتے اور انہیں سلام کہتے۔ بعض اوقات انہیں کافی مال بھی مل جاتا مگر وہ ذخیرہ نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے شاگردوں کے آرام اور آسائش پر صرف کر دیتے۔ وہ ظالم لوگوں کا کھانا نہیں کھاتے تھے اور نہ ہی ان کا مال اپنے مدرسے اور خانقاہ کے لئے قبول کرتے تھے۔ وہ اپنے گھر میں درس دیتے تھے اور ہماری رہائش ان کی مسجد میں ہوتی۔ نصف دن حدیث اور نصف دن قرآن اور دوسرے علوم کا درس دیتے تھے۔ وہ سلاطین کے ہاں نہیں جاتے تھے۔ اور دینی معاملات میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور نہ کوئی آدمی ان کی مجلس میں ناشائستہ حرکت کر سکتا تھا۔ سنت ہی ان کا شعار اور اوڑھنا بچھونا تھا۔ انکی وفات ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں ہوئی۔

ان کی کتب کے نام یہ ہیں: (۱) زاد المسافر ۵۰ جلد (۲) وہ قرآنی علوم کے امام اور قراءات کے ماہر تھے۔ چنانچہ العشرۃ والمفردات لکھی۔ (۳) الوقف والابتداء (۴) تجوید، عدد اور معرفت قراء وغیرہ پر تقریباً دس جلدیں تصنیف کیں۔

(۳۴۵/۵۲) ابن الدھان

سعید بن مبارک بن علی بن عبد اللہ نحوی بغدادی، جو ابن الدھان کے عرف سے مشہور تھے اور اپنے عہد کے سیبویہ تھے۔ انہوں نے حدیث ابو القاسم بن ھبۃ اللہ محمد بن حسین اور ابو غالب احمد بن البناء سے سماع کی۔ وہ اس عہد کے عظیم المرتبہ نحویوں سے تھے۔ اس زمانے کے نحوی ابن جوالیقی، ابن الخشاب اور ابن الشجری کے پائے کے لوگ تھے۔ مگر علماء ابن الدھان کو ان پر ترجیح دیتے تھے۔ انہوں نے شرح الایضاح ۴۰ جلدوں میں اور شرح اللمع لابن جنی متعدد جلدوں میں مرتب کی، نیز الدروس فی النحو، الریاض فی النکت النحویہ، الفصول فی النحو، الدروس فی العروض، المختصر فی القوافی، الضاد والظاء،

Maktaba Tul Ishaat.com

القوونی المقصور والممدود، النعت والاشارات علی السنۃ الحیو انات ،ازالۃ العراقی العین والراء ، تفسیر الفاتحہ اور تفسیر سورۃ الاخلاص وغیرہ ان کی تصنیفات ہیں۔

ان کی ولادت گیارہ رجب ۴۹۴ھ (۱۱۰۱ء) یا بروایتے ۴۹۳ھ (۱۱۰۰ء) جمعہ کی رات کو اور وفات موصل میں عید الفطر کی رات کو ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں ہوئی۔

ایک دوسرے ابن الدھان محمد بن علی ابو شجاع بغدادی بھی ہیں جو ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) میں مصر گئے اور ۵۹۰ھ (۱۱۹۳ء) میں فوت ہوئے۔ جبکہ ابن الدھان موصلی عبداللہ بن اسعد بن علی حمص میں ۵۸۱ھ (۱۱۸۵ء) میں فوت ہوئے۔

(۳۴۶/ ۵۳) غالی بن ابراھیم

ابن اسماعیل ابو عالی ناصر الدین تاج الشریعہ ، نظام الاسلام غزنوی، انہوں نے ایک تفسیر لکھی ہے۔ وہ زمخشری کے ساتھی تھے۔ قاسم کہتے ہیں کہ میں نے فاضل ابراہیم بن وتعاق کے قلم سے انکی غزنوی بلخی کے ترجمے میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ وہ تفسیر ، فقہ ، لغت ،عربیت ،اصول اور جدل میں امام تھے۔ ان کی قرآن کی تفسیر دو ضخیم جلدوں میں ہے، جس کا نام تقشیر التفسیر ہے۔ اس میں انہوں نے بڑی لطیف باتیں پیدا کی ہیں۔ ان سے عبدالوھاب بن یوسف نے فقہ پڑھا ۔ ان کی وفات ۵۹۹ھ (۱۲۲۰ء) میں ہوئی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں فخر خوارزم ابوالقاسم زمخشری سے ملاقات کرنے، پڑھنے اور ان سے لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں سے وہ حلب گئے ،وہیں قیام پذیر ہو گئے اور فقہ پڑھانے لگے۔ ان کی کتابیں یہ ہیں :(۱) کتاب المشارع فی الفقہ (۲) کتاب النافع فی شرح الشارع۔

ان کا سال وفات ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) ہے۔ ایک روایت میں ۵۷۲ھ (۱۱۷۶ء) بھی بتایا گیا ہے۔

بعض مقامات پر عالی (عین سے) اور بعض مقامات پر غالی (غین سے) نام لکھا ہوتا ہے۔ بعض نے انہیں دو شخصیات قرار دیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے ایک ہی شخصیت مراد ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۴۷/ ۵۴) محمد بن عبدالغنی بن قاسم

ابوبکر شافعی، حجازی، انہوں نے سلیم رازی متوفی ۴۴۷ھ کی تفسیر ضیاء القلوب کی تلخیص کی، خود کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھ سکے۔ ان کا سال وفات ۵۷۲ھ (۱۱۷۶ء) ہے۔

(۳۴۸/ ۵۵) مسعود بن محمود بن احمد

ابن عبدالمنعم بن ماشاذہ امام ابو عبداللہ اصفہانی، مفسر اور فقیہ تھے۔

سال وفات ۵۷۶ھ (۱۱۸۰ء) ہے۔

(۳۴۹/ ۵۶) ظہیر الدین ابو جعفر

محمد بن محمود نیشاپوری، مفسر۔ انہوں نے البصائر نامی ایک تفسیر کئی جلدوں میں لکھی۔ کشف الظنون میں مذکور ہے کہ البصائر نامی تفسیر فارسی میں شیخ ظہیر الدین ابو جعفر محمد بن محمود نیشاپوری نے مرتب کی اور وہ ۵۷۷ھ (۱۱۸۱ء) میں اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے تھے۔ یہ کئی جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے۔

(۳۵۰/۵۷) عبدالرحمان بن محمد

ابن عبداللہ بن ابی سعید، امام ابوالبرکات کمال الدین انباری، انہوں نے کئی مشہور کتابیں تالیف کیں۔ وہ امام، ثقہ، صدوق، فقیہ، مناظر، علم کے شیدائی، پاکباز، عابد، زاہد، متقی اور پرہیزگار تھے اور کسی سے بھی کچھ نہیں لیتے تھے۔ اشیائے ضرورت اور خوراک کی انکے ہاں تنگی رہی، لیکن دنیا کی کوئی چیز لینا گوارا نہ کیا۔ اندلس چلے گئے تھے۔ غریب القرآن انکی تصنیف ہے۔ انکی وفات ۹ شعبان ۵۷۷ھ کو ہوئی۔

(۳۵۱/ ۵۸) ابو القاسم سہیلی و ابو زید

عبدالرحمٰن بن خطیب ابی محمد عبداللہ:- امام سیوطی بغیہ میں لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد سہیلی خثعمی، اندلسی، مالقی، حافظ۔ اُن کا ذکر ابن فرحون، ابن خلکان، ذہبی اور سیوطی

Maktaba Tul Ishaat.com

وغیرہ نے کیا ہے، اوران کی تعریف میں انہیں عربیت، لغت اور قراءات میں امام اور ماہر لکھا ہے۔ وہ روایت ودرایت کے جامع، نحوی، ادیب، تفسیر کے عالم، صنعت حدیث کے ماہر اور علم رجال وانساب کے حافظ، علم کلام اور اصول کے عارف اور تاریخ کے وسیع المطالعہ، بیدار مغز، ذکی، صاحب اختراعات و استنباط اور درس وتدریس کے متوالے تھے۔ انہوں نے ابن العربی، ابو طاہر اور ابن طراوہ سے روایت کی۔ ۱۷ برس کی عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔ان کی کتب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) روض الانف فی شرح السیرۃ (۲) شرح الجمل (مکمل نہ کر سکے) (۳) التعریف والاعلام بمافی القرآن من الاسماء والاعلام (۴) مسئلہ السر فی عور الدجال (۵) مسئلہ رؤیۃ اللہ تعالیٰ و النبی ﷺ فی المنام (۶) کتاب نتائج الفکر (۷) کتاب شرح آیۃ الوصیۃ فی الفرائض، یہ بڑی عجیب کتاب ہے۔

یہ سب کتابیں بڑی مفید ہیں اور ان کی طرز انوکھی ہے۔

ابن دحیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے ذیل کے اشعار سنائے اور کہنے لگے کہ میں نے جب بھی کسی حاجت برآری کے یہ اشعار پڑھے، اللہ نے وہ حاجت پوری کردی اور اسی طرح اس شخص کی حاجت بھی جس نے یہ اشعار پڑھے ۔وہ اشعار یہ ہیں:

یا من یریٰ ما فی الضمیر ویسمع   انت المعد لکل ما یتوقع

اے وہ خدا جو ضمیر کی باتوں کو دیکھتا اور سنتا ہے!

تو ہی وہ سب کچھ فراہم کرتا ہے جس کی توقع کی جاتی ہے۔

یا من یرجی فی الشدائد کلھا   یا من الیه المشتکی والمفزع

اے وہ ذات کہ تمام مصائب میں اس سے درخواست کی جاتی ہے!

اے وہ ذات جس سے شکایت کرتے اور پناہ مانگتے ہیں!

یا من خزائن رزقه فی قول کن   امنن فان الخیر عندك اجمع

اے وہ ذات جس کے رزق کے خزانے لفظ "کُن" میں ہیں!

تو کرم فرما کہ سب بھلائیاں تیرے پاس ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مالی سوی فقری الیك وسیلة　　　فبالا فتقار الیك فقری ادفع

میرا فقر ہی تجھ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور یہی فقر مجھے تیری طرف دھکیلتا ہے۔

مالی سوی قرعی الیك حیلة　　　فبای باب ان رددت فاقرع

میرے لئے تیرے دروازے پر دستک کے بغیر اور کوئی حیلہ نہیں۔

اگر میں اس دروازے سے لوٹا دیا گیا تو پھر کس دروازے پر جاؤں گا!

ومن الذی ادعو واھتف باسمه　　　ان کان فضلك عن فقیرك یمنع

میں کسے بلاؤں اور کس کا نام پکاروں اگر تیرا فضل اس محتاج سے روک لیا جائے!

حاشا لمجدك ان تقنط عاصیا　　　الفضل اجزل والمواھب اوسع

یہ تیری شان کے خلاف ہے کہ تو کسی عاصی کو مایوس کرے۔

تیرا فضل بے حساب ہے اور تیرے کرم کی کوئی حد نہیں۔

وہ ۵۰۸ھ میں مالقہ میں پیدا ہوئے اور اپنے قیام مراکش کے دوران ۲۵ شعبان ۵۸۱ھ بروز بدھ کو فوت ہوئے۔ تدفین جمعرات کو ظہر کے وقت ہوئی۔

سہیلی صفت نسبتی ہے۔ سہیل ایک ایسے ستارے کا نام ہے جو صرف اس پہاڑ سے اچھی طرح دکھائی دیتا ہے جو سہیل نامی بستی پر چھایا ہوا ہے۔ مالقہ اندلس میں ایک بڑا شہر تھا۔

(۳۵۲/۵۹) احمد بن عبدالصمد انصاری خزرجی

انہوں نے ابوبکر بن العربی وغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کئی مفید کتابیں تصنیف کیں:

(۱) افادۃ الشموس فی الاقضیۃ النبویۃ۔

(۲) اس کا خلاصہ اشراق الشموس، خود ذکر کرتے ہیں کہ اس کا نام آفاق الشموس واعلاق النفوس بھی رکھا گیا تھا۔

(۳) نفس الصباح فی غریب القرآن وناسخہ ومنسوخہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴) حسن المرتفق فی بیان ما علیہ المتفق فیما بعد الفجر و قبل الشفق۔

(۵) قصد السبیل فی معرفۃ آیات الرسول ﷺ۔

(۶) مقام المدرک فی افحام المشرک۔

(۷) قامع ھامات الصلبان ورواتع ریاض الایمان :۔اس میں طلیطلہ کے بعض پادریوں کی تردید تھی۔ اس کتاب میں اپنے موضوع پر جوابات و مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔

۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء) میں انہیں قید وبند کی مصیبت پیش آگئی تھی اور پھر بفضلہ رہائی پاگئے تھے۔

انکا سال ولادت ۵۱۹ھ (۱۱۲۵ء) ہے۔وفات ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) میں فاس میں ہوئی۔

(۶۰ / ۳۵۳) محمد بن علی بن شہر آشوب

ابن ابی نصر ،ابو جعفر سروری ،ماژندرانی رشید الدین ،جو شیعوں کے شیخ اور کثیر التصانیف مصنف تھے۔امام سیوطی لکھتے ہیں کہ عرصے تک عوام الناس ابن بطہ شیعی اور ابن بطہ حنبلی میں فرق نہ کرتے تھے تا آنکہ رشید نے آکر بتایا کہ ابن بطہ حنبلی بالفتح (بَطہ) ہے اور شیعی بالضم (بُطہ)۔ ان کی کتابیں یہ ہیں :

(۱) اسباب النزول (۲) متشابہ القرآن (۳) الفصول فی النحو (۴) المکنوف المائدہ۔

بکثرت عبادت کرنے والے اور خشوع کے حامل تھے۔علم القرآن ، غریب اور نحو کے بڑے ماہر تھے۔ سال وفات ۵۸۸ھ (۱۱۹۲ء) ہے۔

(۶۱ / ۳۵۴) عتابی حنفی

احمد بن محمد بن عمر ابو نصر ،یا بروایتے ابو القاسم ،زین الدین عتابی (عتابیہ بخارا کا ایک چھوٹا سا محلّہ تھا)۔ان کی کتب کے نام یہ ہیں :

(۱) کتاب الزیادات (۲) کتاب جوامع الفقہ ۴ جلد (۳) شرح الجامع الکبیر (۴) شرح الجامع الصغیر (۵) تفسیر القرآن ۔

وہ ۵۸۶ھ میں بروز اتوار بخارا میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

امام ذھبی کہتے ہیں انہوں نے الجامع الکبیر، الزیادات، چار جلدوں میں جوامع الفقہ اور تفسیر القرآن تصنیف کی تھیں۔ وہ شمس الائمہ کردری کی صحبت کو لازم پکڑے ہے اور ان سے کسب فیض کیا۔ اتوار کو بوقت ظہر فوت ہوئے اور کلاباذ میں مقبرۃ القضاۃ السبعہ میں مدفون ہوئے۔ ان سات قاضیوں میں ابوزید دبوسی بھی شامل تھے۔

سمعانی کہتے ہیں کہ عتابی، متعدد اشیاء سے منسوب ہے مثلاً عتاب بن اسید، مغربی بغداد کے محلّہ عتابیہ اور محلّہ دار عتاب سے اسم نسبتی ہے۔

(۶۲ /۳۵۵) ابن جوزی

عبدالرحمان بن علی بن محمد بن علی، جو ابوبکر صدیق ؓ کی اولاد میں سے اپنے وقت کے شیخ اور امام عصر تھے۔ الجوزہ کہا جاتا ہے کہ بصرے میں ایک محلّہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق واسط میں ان کے گھر میں ایک گوشہ تھا اور ایک قول کے مطابق ایک جگہ کا نام فرضۃ الجوز تھا، وغیر ذالك۔

ان کا سال ولادت ۵۰۸ھ (۱۱۱۴ء)، ۵۰۹ھ (۱۱۱۵ء) یا ۵۱۰ھ (۱۱۱۶ء) ہے۔ ہر فن میں امام تھے، اور ہر علم میں ان کی تصنیفات ہیں۔ علاوہ ازیں وعظ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بعض مجالس کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) جامع منصور میں ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) میں عاشور کے دن ان کی مجلس کے وعظ میں چیونٹیوں کی طرح ہزارہا انسان اکٹھا ہوئے تھے۔

(۲) ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) کے ایک وعظ میں تین لاکھ انسان موجود تھے۔

(۳) ۵۷۲ھ (۱۱۷۶ء) کی ایک مجلس وعظ میں جو جمادی الاخری کی پہلی تاریخ کو منعقد کی گئی تھی، ایک لاکھ آدمی تھے۔

(۴) اسی طرح ۵۷۳ھ کے ایک وعظ میں بھی حاضرین کی تعداد اتنی ہی تھی۔ اور جب امام ابن جوزی وعظ کے بعد امام احمد کی قبر کی طرف روانہ ہوئے تو پانچ ہزار آدمی ان کے ساتھ تھے۔ اور ایک

Maktaba Tul Ishaat.com

لاکھ سے بھی زیادہ افراد نے ان کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کی۔ وہ وعظ میں قرآن پاک کی آیات کے علاوہ احادیث اور دلچسپ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے مثلا :

ستنقلك المنايا عن ديارك ويبدلك الردى داراً بدارك

جلدی ہی موت تجھے اپنے وطن سے نکال باہر کریگی اور موت
تجھے اپنے گھر سے نکال کر کسی اور گھر میں پہنچادے گی۔

وتترك ما عنيت به زماناً وتنقل من غناك الى افتقارك

تجھے وہ جگہ چھوڑنا پڑیگی جہاں تو ایک عرصہ پابند رہا
اور تجھے خوش حالی سے بدحالی کی طرف جانا پڑے گا۔

فدود القبر في عينيك يرعى وترعى عين غيرك في ديارك

اور قبر کا کیڑا تیری آنکھوں میں گھاس چریگا اور اسی طرح کسی دوسرے آدمی کی آنکھیں تیرے گھر میں۔

ابن جوزی نے قرآن حکیم کی مکمل تفسیر منبر پر اپنے وعظ میں بیان کی اور ۷ جمادی الاولی ۵۷۴ھ (۱۱۷۸ء) اتوار کے دن ختم کے بعد سعادت مند واعظ نے منبر کے اُوپر ہی سجدہ شکر ادا کیا اور کہا کہ جب سے قرآن نازل ہوا ہے، میں کسی ایسے واعظ کو نہیں جانتا جسے یہ سعادت حاصل ہوئی ہو فا الحمد لله المنعم ۔ پھر دوبارہ ختم تفسیر شروع کردیا۔ المنتظم (۳۵۱/۱) میں اس طرح لکھا ہے۔ ان کی مجلس وعظ میں دس ہزار سے کم آدمی شاید ہی کبھی ہوتے ہونگے۔ لیکن کیا کسی نے کوئی ایسا واعظ بھی دیکھا جس کی مجالس وعظ میں خلیفہ ،وزیر، امراء اور معاصر علماء کبار موجود ہوں۔

انکی تصانیف کی تعداد ۵۷۴ھ (۱۱۷۸ء) میں ۱۳۰ ہوچکی تھی، جن کا تعلق ہر فن سے ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ "الاجوبۃ المصریۃ" میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزی کی تصنیفات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی۔ علوم قرآن کے متعلق ان کی تصنیفات یہ ہیں :

(۱) کتاب المغنی فی علم التفسیر، ۸۱ جزو پر حاوی ہے۔ (۲) زاد المسیر فی علم التفسیر ۴ جلد (۳) تیسیر القرآن فی تفسیر القرآن ۱ جلد (۴) تذکرۃ الاریب فی تفسیر الغریب ۱ جلد

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵) غریب الغریب (۶) نزھۃ النواظر فی الوجوہ والنظائر (۷) الوجوہ النواضر فی الوجوہ والنظائر (۸) نزھۃ العیون (۹) کتاب الی القراءۃ المختارۃ (۱۰) تذکرۃ المنتبہ فی عیون المشتبہ (۱۱) فنون الافنان فی عیون علوم القرآن (۱۲) رد الاغصان فی فنون الافنان (۱۳) عمدۃ الراسخ فی معرفۃ المنسوخ والناسخ (۱۴) المصفا باکف اہل الرسوخ من علم الناسخ والمنسوخ۔

ابن جوزی نے تالیف وتصنیف کا کام ۱۳ برس کی عمر میں شروع کر دیا تھا۔

وعظ سے متعلق ان کی تصنیفات کی تعداد ایک سو ہے۔ کوئی شعبہ علم ایسا نہیں جس میں ان کی تصنیفات نہ ہوں۔ اور اسی وجہ سے ان کی کتابوں میں اغلاط کی کثرت ہے۔

ابن جوزی بچپن میں یتیم ہو گئے تھے۔ لیکن پاکیزگی اور خوش اطواری میں پلے بڑھے۔ وہ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے، وہ اوراد واذکار کے پابند اور رونے دھونے والے تھے۔ انہوں نے باری تعالیٰ کو تین بار خواب میں دیکھا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ان دو انگلیوں سے دو سو جلدیں لکھی ہیں۔

انہیں عمر کے آخری حصے میں ایک مصیبت سے واسطہ پڑا، جس کی داستان طولانی ہے۔

جب وزارت ابن القصاب کو، جو ایک خبیث رافضی تھا، ملی تو رکن عبدالسلام بن عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادرؒ نے ان کے خلاف کوشش کی۔ رکن عبدالسلام ان کے مکان پر آیا۔ انہیں گالیاں دیں، تشدد کیا، پھر ان کی کتابیں اور مکان ضبط کر لیا۔ ان کے بال بچوں کو بھگا دیا اور ابن جوزی کو گرفتار کر لیا۔ وہ پانچ برس ۵۹۰ھ (۱۱۹۴ء) سے ۵۹۵ھ (۱۱۹۹ء) تک واسط میں قید رہے۔ پھر رہائی ہوئی۔

ابن جوزی کے پوتے ابو المظفر کا بیان ہے کہ میرے دادا سات رمضان ۵۹۷ھ (۱۲۰۱ء) کو ہفتے کے دن، ام الخلیفہ کی قبر پر جو معروف کرخی کی قبر کی مجاورہ تھی، بیٹھے تھے، میں بھی وہاں موجود تھا کہ انہوں نے چند اشعار پڑھے۔ پھر منبر سے اُتر آئے اور پانچ دن بیمار رہ کر جمعہ کی رات کو نماز مغرب اور عشاء کے درمیان فوت ہو گئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۵۶/ ۶۳) حسن بن خطیر نعمانی

ابو علی فارسی، ان کا بیان ہے کہ میں نعمان بن منذر کی اولاد سے ہوں اور جس قریے میں پیدا ہوا، اس کا نام نعمانیہ تھا۔ میں نے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کو قبول کیا۔ اور اس مسلک کے لئے ان معاملات میں جو میرے اجتہاد کے موافق تھے، کوشش کی۔ انہیں کتاب التفسیر لتاج القراء اور محمد بن حسن کی الجامع الصغیر ازبر تھیں۔ اسی طرح ان کی کتاب الافصاح فی شرح الحادیث الصحاح کا اختصار کیا اور اس کا نام المجرد رکھا۔ ان کی ایک اور کتاب کا نام اختلاف الصحابۃ والتابعین و فقہاء الامصار ہے۔ امام ذہبی کہتے ہیں میں نے ان کے امالی کی ایک جلد دیکھی ہے۔

الجواہر المضیہ میں ہے کہ ابن نجار کہتے ہیں نعمانی ۵۹۰ھ کے بعد حج کر کے بغداد آئے۔ چونکہ وہ شاعر تھے۔ میں نے ان کے کچھ اشعار لکھ لئے۔ وہ ادب، لغت اور شعر کا خاص ذوق رکھتے تھے اور ان علوم میں انہوں نے کتابیں لکھی ہیں۔

وہ ۵۹۸ھ (۱۲۰۲ء) میں قاہرہ میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن ششم کی خصوصیات

اس قرن میں مفسرین کے ایک گروہ نے تفسیر میں ان علوم (مثلاً معانی، بیان اور بدیع) کو استعمال کرنا شروع کر دیا جو پانچویں صدی کے اختتام تک دریافت ہو چکے تھے۔ اور مفسر کیلئے یہ امر لازم ہو گیا کہ وہ علم لغت سے پوری طرح واقف ہو، تاکہ مفرد الفاظ کے معانی اور حسب وضع ان کے مدلولات کو جان سکے۔ نیز وہ علم نحو کو سمجھتا ہو، کیونکہ اعراب کی تبدیلی سے معنیٰ تبدل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر مفسر صرف نہ جانتا ہو تو تفسیر قرآن میں کئی اغلاط کا مرتکب ہو گا۔ مثلاً علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ ایک مفسر نے قرآن حکیم کی آیت (یوم ندعو کل اُناس باما مھم ۱۷:۷۱) کے تحت امام کو اُم کی جمع لکھا ہے۔ ان لوگوں نے مفسر کی یہ شرائط وضع کیں حتیٰ کہ کہنے لگے مفسر کیلئے ناگزیر ہے کہ وہ ان پندرہ علوم میں انتہائی مہارت اور کمال رکھتا ہو:

(۱) علم صرف (۲) نحو (۳) اشتقاق (۴) معانی (۵) بیان
(۶) بدیع (۷) لغت (۸) قراءات (۹) اصول الدین (۱۰) اصول فقہ
(۱۱) اسباب النزول (۱۲) قصص و تاریخ (۱۳) ناسخ و منسوخ (۱۴) فقہ
(۱۵) مجمل اور مبہم آیات کی تفسیر کیلئے متعلقہ واضح احادیث (۱۶) وھبی علم: یہ وہ علم ہے جو اللہ ان لوگوں کو عطا کرتا ہے جو علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

یہ وہ علوم ہیں کہ ایک مفسر کے لئے ان کا جاننا ناگزیر ہے۔ انہوں نے ان علوم کے اُصول و قواعد مقرر کئے، اور ان پر اپنی تفاسیر میں عمل کیا۔ پس ہر فرقے کے لوگوں نے اپنی تفاسیر میں ان مسائل کو بیان کیا جن کا استنباط انہوں نے اپنے فرقہ کی تائید کے لئے کیا تھا۔ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر ایسے انداز میں کی گویا قرآن نازل ہی ان قواعد کی وضاحت کیلئے ہوا ہے جن پر انہوں نے اپنے عقائد کی بنیاد رکھی ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے مذہب کو بنیاد بنا کر تفسیر کو اس کا تابع بنا دیا اور جس طرح سے بھی بن پایا، تفسیر کو اپنے عقائد کے موافق بنایا۔ نتیجتاً صحیح اور غلط میں امتیاز مشکل ہو گیا۔ ان حالات میں

Maktaba Tul Ishaat.com

بہتر یہی ہے کہ ہر لکھی ہوئی چیز کو قابل اعتما د نہ سمجھا جائے اور نہ ہر تحریر کو سزاوار روایت گردانا جائے ۔بلکہ مغز کو چھلکے سے علٰحدہ کیا جائے۔

اس صدی میں کچھ ایسی تفاسیر بھی لکھی گئی جنکا ذکر ہم نے نہیں کیا، کیونکہ انکا نام ونشان مٹ گیا ہے۔

اس قرن میں بعض محققین نے متقدمین مفسرین کی تفاسیر میں سے کھرے کھوٹے اور مقبول ونامقبول میں امتیاز کرنے اور اہل کتاب کی روایات کو کسوٹی پر پرکھنے کیلئے ان کی تلخیص کی اور ان میں بحث وتمحیص کی۔انہوں نے قرآن کی تفسیر ان مستند روایات کے ذریعے مرتب کی جو حضور اکرم ﷺ ، صحابہؓ اور تابعین سے مروی تھیں۔ان میں ابو محمد بن عطیہ مغربی ہیں جنہوں نے مذکورہ بالا تفاسیر اور نیز ان تفاسیر کی جن کا معیار صحت ان جیسا تھا، کی تلخیص کی۔امام قرطبی نے بھی ان کا اتباع کیا اور صحیح کو موضوع سے علٰحدہ کیا ۔اہل کتاب کی موضوع روایات اور اقوال کا جواب امام ابن عربی نے جو امام غزالی کے رفقاء سے تھے،اپنی تفسیر میں دیا۔

اسی قرن میں ابن عربی شیخ اکبر اور قونوی کی طرز کے صوفیوں کا ایک طبقہ پیدا ہوا جنہوں نے قرآن کریم کی تفسیر ایسے اقوال سے کی جن کا آیات سے کوئی تعلق نہ تھا۔ان اقوال نے الحاد کا دروازہ کھول دیا۔ہمیں ان سے بچنا چاہیئے اور محققین کی تفاسیر کو غنیمت جاننا چاہیئے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم .

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن ہفتم

(۱) علم الدین عبدالکریم بن علی شافعی
(۲) عیسیٰ بن عبدالعزیز
(۳) امام رازی
(۴) ابو محمد روزبہان
(۵) یحییٰ بن ربیع
(۶) ابن اثیر
(۷) عبدالجلیل
(۸) ابو ربیع ہواری
(۹) علی بن عبداللہ
(۱۰) ابوالبقاء
(۱۱) عبدالکبیر
(۱۲) محمد بن احمد زہراوی
(۱۳) نجم الدین
(۱۴) قطب مغربی
(۱۵) ابن جزی
(۱۶) محمد بن قاسم
(۱۷) ابوبکر یحییٰ بن احمد بن خلیل
(۱۸) رافعی
(۱۹) ابن برهان
(۲۰) رازی حنفی
(۲۱) ابن ابی سنان نہروانی
(۲۲) شیخ اکبر ابن عربی
(۲۳) شیخ حسام الدین سمرقندی
(۲۴) محمد بن عمر قرطبی
(۲۵) عبداللہ بن محمد
(۲۶) ابن عسکر
(۲۷) حرالی
(۲۸) منتخب الدین
(۲۹) امام سخاوی
(۳۰) عبدالرحمان نخعی
(۳۱) بشیر
(۳۲) منصور بن سرار
(۳۳) شیخ عبدالواحد زملکانی
(۳۴) سبط ابن جوزی

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۵) شرف الدین نحوی
(۳۶) شیخ نجم الدین رازی
(۳۷) محمد بن یوسف مذدگی
(۳۸) محمود بن احمد بن محمود
(۳۹) سلطان العلماء عزالدین
(۴۰) عبدالعزیز بن ابراہیم قرشی
(۴۱) عبدالرزاق بن رزق اللہ
(۴۲) محمد بن علی انصاری
(۴۳) زین الدین محمد بن ابوبکر رازی
(۴۴) ابوشامہ مقدسی
(۴۵) محمد بن وحید توقانی
(۴۶) مفسر قرطبی
(۴۷) قونوی
(۴۸) کواشی
(۴۹) عبدالجبار
(۵۰) حموی
(۵۱) بیضاوی
(۵۲) ابن منیر
(۵۳) عبدالرحمان
(۵۴) احمد بن عمر انصاری اندلسی
(۵۵) برھان نسفی
(۵۶) برھان الدین حنفی
(۵۷) خوئی
(۵۸) دمیری

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن ہفتم کے مفسرین

(۳۵۷/۱) علم الدین عبدالکریم بن علی شافعی

سال وفات ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء)۔

(۳۵۸/۲) عیسیٰ بن عبدالعزیز

لن عیسیٰ بن عبدالواحد بن سلیمان لخمی، اسکندرانی، موفق الدین ابو القاسم۔ ان کی ولادت رمضان ۵۵۰ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ڈیڑھ ہزار شیوخ سے احادیث لکھی اور روایت کی تھیں۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں اور انکی تفسیر کا نام بیان مشتبہ القرآن ہے۔ وہ ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) میں زندہ تھے۔

(۳۵۹/۳) امام رازی

محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی البکری، طبرستانی، رازی، جن کا عرف ابن المخطیب تھا۔ وہ اپنے عہد کے امام اور بے مثال علم کے حامل تھے۔ علم کلام، معقولات اور علم الاوائل میں اپنے دور میں بے نظیر تھے۔ انہوں نے کئی مفید کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی کتابوں میں المطالب العالیہ، نہایۃ العقول، کتاب الاربعین، المحصل، کتاب البیان والبرھان فی الرد علی اہل الزیغ والطغیان، المباحث العمادیہ فی المطالب العادیہ، تہذیب الدلائل و عیون المسائل، ارشاد النظار، لطائف الاسرار، اجوبۃ المسائل النجاریہ، تحصیل الحق، الزبدۃ والمعالم، علم اصول میں المحصول والمعالم، حکمت میں الملخص، شرح الاشارات لابن سینا اور شرح عیون الحکمۃ۔ نیز المواخذۃ الجیدۃ علی النحاۃ، الطریقہ فی الخلاف اور شرح الکلیات فی الطب شامل ہیں۔ انہوں نے علم فراست اور امام شافعیؒ کے مناقب میں بھی لکھا۔ اساس التقدیس بھی ان کی کتاب ہے۔ ان کی ایک اور تفسیر بدرۃ التنزیل و غرۃ التاویل کے نام سے تھی۔ علامہ سبکی کا بیان ہے کہ ان سے کتاب السر المکتوم کا انتساب سراسر جھوٹ ہے۔

امام رازی نے اپنی تفسیر میں ہر عجیب و غریب بات جمع کر دی ہے جو کسی اور تفسیر میں دستیاب نہیں۔ اس لئے کوئی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ وہ قرآنی آیات کی مختلف انداز میں متعدد تو جیہات

Maktaba Tul Ishaat.com

پیش کرتے اور قطعی آیات سے جھوٹے فرقوں کی تردید کے لئے بکثرت دلائل کا استنباط کرتے ہیں اور اس میں کوئی ان کا ثانی نہیں۔

امام رازی سورۃ یوسف کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اپنے معاملات غیر اللہ کے سپرد کردے تو لامحالہ اسے بلاؤں، مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے اُمور خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دے اور کسی مخلوق سے کوئی توقع نہ رکھے تو بفضلہ تعالیٰ ہر مشکل بہ احسن وجوہ حل ہو جاتی ہے۔ علامہ نے یہ تفسیر اس وقت تصنیف کی جب وہ گروہ صوفیہ میں شامل ہو گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ یہ تفسیر مکمل سورۃ الانبیاء تک لکھ سکے تھے۔ بعد کا حصہ شیخ نجم الدین احمد بن محمد قمولی نے پورا کیا، جو ۷۷۷ھ میں فوت ہوئے۔

جب وہ وعظ کہتے تو ان پر وجد طاری ہو جاتا۔ انہوں نے فقہ اپنے والد سے، انہوں نے ابو القاسم سلیمان بن ناصر سے، انہوں نے امام الحرمین سے، انہوں نے استاد ابو اسحاق اسفرائینی سے، انہوں نے شیخ ابو الحسن باہلی سے اور انہوں نے اشعری سے استفادہ کیا۔ نیز انکے والد نے فراء محمد اور حسین بن مسعود بغوی سے، انہوں نے قاضی حسین مروزی سے، انہوں نے ابن سریج سے، انہوں نے ابو القاسم انماطی سے، انہوں نے مزنی سے اور انہوں نے امام شافعی سے استفادہ کیا۔

ابتداء میں وہ مفلس تھے لیکن بعد میں ان پر رزق کے دروازے کھل گئے، ان کی شہرت پھیل گئی اور وہ سلطان شہاب الدین غوری کے دربار میں پہنچ گئے اور وہاں مستفید ہوئے۔ سلطان چل کر ان کے پاس آتا۔ جب وہ خود سوار ہوتے تو علماء و فقہاء وغیرہ سے تین سو افراد ان کی رکاب میں چلتے۔

امام رازی ۵۴۳ھ یا ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۰۶ھ میں عید الفطر کے دن سوموار کو کرامیہ کی زہر خورانی سے وفات پائی۔

(۳۶۰/۴) ابو محمد روز بھان

بقلی شیرازی، ان کی تفسیر عرائس البیان صوفیانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ وہ شیراز کے اطراف اور اس کے پہاڑوں میں سخت ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ صاحب ذوق و استغراق تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور دائمی وجد و سرمستی کی کیفیت میں رہتے۔ لیکن ان کی پیاس تسکین نہیں پاتی تھی اور نہ ان کی روشنی کی چمک ہی ماند پڑتی تھی۔ ان کی تصنیفات میں ایک شرح شطحیات عربی اور فارسی میں، کتاب الانوار فی کشف الاسرار اور ایک تفسیر عرائس البیان ہے۔ میں نے اس تفسیر کا مطالعہ کیا ہے اور اسے اقوال شنیعہ وروایات ضعیفہ سے بھرپور پایا ہے۔ روزبہان کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی۔

انہوں نے خرقہ خلافت شیخ سراج الدین محمود بن خلیفہ بن عبدالسلام بن احمد بن سالبہ سے حاصل کیا۔ مولانا جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ روزبہان نے کشف الاسرار میں لکھا ہے قوال کو خوش چہرہ ہونا چاہئیے۔ کیونکہ محفل سماع میں عارف کو تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے: دل پسند خوشبو، صبیح صورت اور ملیح آواز۔

ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ روزبہان مکہ مکرمہ میں مجاور تھے اور ان پر ایسی حالت طاری تھی کہ وہ زور زور سے چیختے تھے۔ وہ کسی ایسی منزل پر رکے ہوئے تھے کہ انکی اس حالت سے طواف کرنے والے سخت بیزار تھے۔ روزبہان رم کی سطح پر طواف کرتے تھے۔ وہ صادق الحال تھے۔ ایک بدکارہ مغنیہ سے انہیں عشق ہو گیا تھا لیکن بعد میں تائب ہو گئے تھے۔

(۵ /۳۶۱) یحیی بن ربیع

ابن سلیمان، العلامہ مجد الدین ابو علی فہری واسطی شافعی، جو حضرت عمرؓ کے خاندان سے تھے۔ انہوں نے اپنے والد ابو النجیب سہروردی سے فقہ پڑھی۔ ان کا سال ولادت ۵۲۸ھ (۱۱۳۳ء) اور وفات ذوالقعدہ ۶۰۶ھ میں ہوئی۔

(۶ /۳۶۲) ابن الاثیر

مبارک بن محمد بن الاثیر، جزری، اربلی، شیبانی:

یہ مشاہیر علماء سے تھے اور بلند پایہ فاضل اور جلیل القدر نبیل، ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) میں الجزیرہ میں پیدا ہوئے اور پھر موصل چلے گئے۔ نحو ابن الدہان سے پڑھی۔ ان کی کتابوں میں النہایۃ فی غریب

Maktaba Tul Ishaat.com

الحدیث، جامع الاصول فی حدیث الرسول، الانصاف بین الثعلبی وصاحب الکشاف، البدیع الباہر فی النحو اور تہذیب فصول ابن الدھان شامل ہیں۔

وہ سلخ ذوالحجہ ۶۰۶ھ (۱۲۰۹ء) کو جمعرات کے دن فوت ہوئے۔

(۳۶۳/۷) عبدالجلیل

ابن موسیٰ بن عبدالجلیل، ابو محمد انصاری اندلسی، قرطبی، صوفی زاہد، شیخ الاسلام، جو قصر عبدالکریم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی کتابوں میں تفسیر القرآن، کتاب شعب الایمان اور شرح الاسماء الحسنٰی وغیرہ ہیں۔ انکے ساتھ ہی مغرب میں اہل تصوف کے طریقے پر تصوف کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ علم کلام میں ماہر اور علم و عمل میں سربرآوردہ بزرگ تھے۔ ان کا سال وفات ۶۰۸ھ (۱۲۱۱ء) ہے۔

(۳۶۴/۸) ابو الربیع ہواری، سلیمان بن عبد اللہ بن یوسف

حلوی، نابینا، مقری، وہ قراءات، نحو اور تفسیر میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے ابن بری سے سماع کیا اور مدتوں پڑھاتے رہے۔ وہ دیندار، پرہیزگار اور قانع آدمی تھے۔ وہ ۷ شعبان ۶۱۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۶۵/۹) علی بن عبد اللہ

ابن مبارک، ابو بکر داری، نحوی، مفسر، خطیب، امام اور فاضل تھے۔ انہوں نے ابیات الجمل کی شرح لکھی۔ عمدہ شعر کہتے تھے۔ ان کی وفات ذی قعد ۶۱۵ھ میں ہوئی۔ یہ امام ذہبی کا قول ہے جیسا کہ بغیہ میں ہے۔

(۳۶۶/۱۰) ابو البقاء

عبکری عبداللہ بن حسین بن ابی البقاء، عکبری الاصل تھے، بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں رہائش پذیر رہے۔ وہ حنبلی مسلک کے فقیہ تھے۔ انہوں نے نحو ابو محمد خشاب سے اور حدیث محمد بن عبدالباقی جن کا عرف ابن بطی ہے، اور ابو زرعہ طاہر بن محمد المقدسی سے سماع کی۔ انہوں نے کتاب الایضاح الفارسی، دیوان متنبی اور مقامات حریری کی شروح لکھیں۔ انکی کتاب اعراب القرآن الکریم دو جلدوں میں ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انکی ولادت ۵۴۸ھ (۱۱۵۳ء) میں اور وفات ہفتہ کی رات ۱۸ ربیع الآخر ۶۱۶ھ کو بغداد میں ہوئی اور وہ بغداد کی مضافاتی بستی عکبری میں، جو دریائے دجلہ کے کنارے پر ہے، دفن ہوئے۔

صاحب کشف الظنون نے حسب عادت ان کے سال وفات میں گڑبڑ کی ہے جیسا کہ اکثر ائمہ کے بارے میں انکی روش ہے۔ انکی تفسیر متعلقہ اعراب قرآن، جس کا نام املاء مامن به الرحمن ہے، ہر مفسر کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں قرآن کریم کی مشکلات کا حل پیش کیا گیا ہے، مثلاً وا تبعواما تتلوا الشیاطین علی ملك سلیمان ٥ (۲:۱۰۲) اور ما ننسخ من آیة ٥ (۲:۱۰۶) کی تفسیر وغیرہ۔

(۱۱/ ۳۶۷) عبد الکبیر

ابن محمد بن عیسیٰ بن محمد بن بقی جو اشبیلیہ میں آبسے تھے۔ انہوں نے ایک تفسیر مرتب کی جس میں ابن عطیہ اور زمخشری کی تفاسیر جمع کردی ہیں۔ انہوں نے المختصر فی الحدیث بھی ترتیب دی۔ یہ حافظ و شارک حدیث تھے اور فتویٰ دینے میں امام وقت تھے۔

ان کا سال ولادت ۵۳۶ھ (۱۱۴۱ء) اور سال وفات ۶۱۷ھ (۱۲۲۰ھ) ہے۔

(۱۲/ ۳۶۸) محمد بن احمد زہراوی

محمد بن احمد سلیمان بن ابراہیم ابو عبداللہ الزہراوی، ان کی ایک کتاب البیان والتبیین فی انساب المحدثین ہے۔ ایک دوسری کتاب البیان فیما ابھم من الاسماء فی القرآن ہے۔ تیسری کتاب شرح الایضاح فی النحو ۱۵ جلدوں میں ہے۔

انہیں مغلوں نے ۶۱۷ھ (۱۲۲۰ء) میں قتل کردیا تھا۔

(۱۳/ ۳۶۹) نجم الدین

ابو الجناب احمد بن عمر خیوقی صوفی، جن کا عرف کبیری شافعی تھا۔ وہ خوارزم کے ایک قریہ خیوف کے رہنے والے تھے اور صوفیاء میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے ۱۲ جلدوں پر مشتمل ضخیم تفسیر لکھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) میں مریدین کی ایک جماعت کے ساتھ تاتاریوں سے جنگ میں شہید ہوئے۔

(۱۴/ ۳۷۰) قطب مغربی

ابراہیم بن علی بن محمد سلمی، جو امام رازی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے زمخشری کی تفسیر کشاف پر حاشیہ لکھا۔ ان کی تفسیر کا نام التمیز ہے۔ انہیں تاتاریوں نے ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) میں قتل کیا۔

(۱۵/ ۳۷۱) ابن جزی

ابو احمد بن جزی کلبی، بنو کلب سے منسوب تھے، وہ عابد اور زاہد تھے۔ انہوں نے ایک تفسیر لکھی، ابن فرحون نے دیباج میں لکھا ہے کہ وہ شیخ جلیل ،پارسا، زاہد اور عابد تھے اور نیز فقیہ و مفسر۔ انہیں دنیا سے بہت کم واسطہ تھا۔ انکا سال وفات ۶۲۰ھ (۱۲۲۳ء) ہے۔

(۱۶/ ۳۷۲) محمد بن قاسم

خضر بن محمد بن علی جن کا لقب فخر الدین خطیب تھا۔ وہ واعظ تھے اور حنبلی مسلک کے پیرو۔ حران کی خطابت ان کے سپرد تھی اور ان کی وفات کے بعد یہ اعزاز ان کے خاندان میں ہی رہا۔ وہ فقہ، تفسیر اور حدیث کے امام تھے اور روزانہ تفسیر پڑھایا کرتے تھے۔ ان کے والد کا شمار ابدال میں ہوتا تھا۔ وہ مناظروں میں بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے ایک تفسیر لکھی اور قواعد التفسیر نامی کتاب لکھی۔ نیز الخطب المشہورہ اور مختصرات فی الفقہ کے نام سے بڑی عمدہ کتابیں تصنیف کیں۔

اواخر شعبان ۵۴۷ھ میں حران میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰ صفر ۶۲۲ھ کو جمعہ کے دن وفات پائی۔

(۱۷/ ۳۷۳) ابو بکر یحیی بن احمد بن خلیل

وہ اصول اور تفسیر میں امام شمار ہوتے تھے، اشبیلیہ میں درس دیتے رہے۔ امام غزالی کی تصنیف المستصفی فی الاصول کی شرح لکھی اور الحسنات والسیئات کے نام سے تفسیر کشاف پر تنقید کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا سال وفات ۶۲۰ھ (۱۲۲۳ء) ہے۔

(۱۸ / ۳۷۴) رافعی

عبدالکریم بن محمد بن عبدالکبیر بن فضل بن حسن قزوینی، جو فقہ، حدیث اور تصوف میں امام جلیل اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ علوم دینیہ میں اپنے عہد کے منفرد آدمی تھے۔ ابن صلاح کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے میں نے عجم بھر میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ نا آشنا لوگ بھی جس کی مدح کرتے ہوں۔ انہوں نے الامالی علی الفاتحہ، الفتح العزیز فی شرح الوجیز اور امالی الشارحہ فی مفردات الفاتحہ لکھیں۔ آخر الذکر کتاب میں سند کے ساتھ اپنے شیوخ کی احادیث کو ۳۰ مجالس میں املا کرایا ہے۔ ان کی ایک اور کتاب الایجاز فی اخطار الحجاز ہے۔ اس میں انہوں نے ان خیالات کو قلم بند کیا ہے جو سفر حجاز کے دوران میں ان کے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ صحیح یہ ہے کہ نام کے سلسلہ میں ناقل سے غلطی ہوگئی اور اخطار کی جگہ خطرات یا خطوات ہوگا۔ اور کنایۃً ان خطرات کو جو انہیں مکہ مکرمہ لے گئے، شرف وعظمت کی بنا پر فتح عزیز سے تعبیر کیا ہے۔ بلاشبہ وہ شرف واحترام میں آسمان سے بھی بلند ہوگئے تھے۔ طاش کبری زادہ نے مفتاح السعادۃ میں ان کی تعریف کی ہے۔

وہ ذوالقعدہ ۶۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

(۱۹ / ۳۷۵) ابن برّجان

عبدالسلام بن عبدالرحمان بن عبدالسلام بن عبدالرحمٰن بن ابوالرجال محمد بن عبدالرحمٰن، ابوالحکم لخمی اشبلی، المعروف بہ ابن برّجان۔ برّجان ابوالرجال کا مخفف ہے جیسا کہ البلغہ میں مذکور ہے۔

آبار کہتے ہیں: وہ اپنے زمانہ کے لغت کے بڑے حفاظ میں سے تھے اور اُن کا یہ مقام ہر کہیں تسلیم کیا جاتا تھا۔ صدوق اور ثقہ تھے۔ ۶۲۷ھ (۱۲۳۰ء) میں فوت ہوئے۔ مولی طاش کبریٰ زادہ نے مفتاح السعادہ میں ۷۲۷ھ لکھا ہے (جو ناممکن ہے)۔

انہوں نے ابن سیارہ کی تردید میں بھی ایک کتاب لکھی۔

ان کی تفسیر کا نام ارشاد فی تفسیر القرآن ہے جو کافی ضخیم ہے اور کئی جلدوں میں ہے۔ اس میں وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ایسے اسرار ورموز بیان کرتے ہیں جو اس مقام ومرتبہ کے حامل افراد میں مشہور ومعروف ہیں۔اُن حضرات نے ان اسرار ورموز سے کچھ امور کا استنباط قبل از وقوع کیا ہے۔

مفتاح السعادہ میں ہے: ابو المعالی محمد بن حسین نے تفسیر ابن برجان میں آیت کریمہ آلمّ غلبت الروم کی تفسیر سے فتح بیت المقدس کی تاریخ نکالی اور اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔

حضرت شیخ القرآنؒ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ فتح بیت المقدس رجب ۵۷۳ھ (چھٹی صدی ہجری) کا واقعہ ہے جبکہ ابن برجان ساتویں صدی ہجری کے اعیان میں سے تھے۔شاید یہ بات اُن کے دادا عبدالسلام کی تفسیر کے متعلق ہو جن کا ذکر ہم نے قرن ششم میں کیا ہے۔

(۲۰/ ۳۷۶) رازی حنفی

بدر الدین ابو المحامد (ابو الفضائل) احمد بن محمد بن مظفر بن مختار رازی حنفی، جن کی وفات ۶۴۱ھ کے حدود میں ہوئی۔ان کی تفسیر کا نام لطائف القرآن ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے:

باب اول: تصریحات، دوم: کنایات، سوم: ابیات: چہارم: ذکر اشجار، پنجم: میزان، ششم: حیوانات، ہفتم: دس انبیاء کا تذکرہ، ہشتم: پہاڑ، نہم: محبت، دہم: بقایا۔

(۲۱/ ۳۷۷) ابن ابی سنا ن نہروانی

جمال الدین ابو محمد المعافی بن اسماعیل بن حسن بن حسین بن ابی الفتح بن محمد بن حدوس بن ابی السنان نہروانی، شیبانی، موصلی، شافعی، جن کی وفات ۶۳۰ھ (۱۲۳۳ء) میں ہوئی۔وہ مدرسہ صالحیہ میں مدرس تھے۔ ان کی تفسیر کا نام نہایۃ البیان فی تفسیر القرآن ہے جو خاصی بڑی ہے۔ان کی ایک اور تفسیر البیان فی تفسیر القرآن ہے جو دراصل اول الذکر ہی کا ایک حصہ ہے اور سورۃ الانعام کی ابتداء سے لے کر سورۃ حجر کے آخر تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔

(۲۲/ ۳۷۸) شیخ اکبر ابن عربی

محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ، ابو بکر طائی حاتمی، اندلسی، مرسی، جن کا عرف ابن عربی تھا۔وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

رمضان ۵۶۰ھ میں بہ مقام مرسیہ پیدا ہوئے۔ ابن بشکوال سے مکہ میں سماع کیا۔نیز دمشق،موصل اور بغداد بھی اسی غرض کیلئے گئے اور پھر روم میں مقیم ہوگئے۔ الفصوص اور فتوحات مکیہ وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔

اتحاد کی طرف میلان کی وجہ سے علماء نے اُن پر تنقید کی ہے۔ذہبی نے ان کی طرف سے بطور معذرت لکھا ہے کہ یہ آدمی تصوف میں پڑ گیا جس کی وجہ سے کمزور ہوگیا۔بھوک اور شب بیداری سے اس کی قوت متخیلہ متاثر ہوئی اور اسے بعض ایسی چیزیں نظر آنے لگیں جن کا کوئی وجود نہ تھا مگر شیخ نے انہیں حقیقت سمجھ لیا۔ علامہ ابن عابدین شامی کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں کا مطالعہ حرام ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ان کی کتابوں میں یہود نے ردوبدل کردیا ہے۔امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بھی اپنے مکتوبات میں شیخ کی طرف سے معذرت کی ہے۔

تفسیر اکبر کے نام سے مشہور تصنیف انکی ہے۔صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ شیخ اکبر نے صوفیوں کے انداز میں ایک ضخیم تفسیر مرتب کی تھی۔کہا جاتا ہے کہ یہ تفسیر ساٹھ جلدوں میں ہے اور سورۃ کہف تک ہے۔ وہ شوال ۶۲۸ھ یا ۶۳۸ھ میں فوت ہوئے۔

(فائدہ): شیخ اکبر اور امام ابن عربی کے درمیان جو امام غزالی کے شاگرد تھے، یوں فرق کیا جاتا ہے کہ جب امام غزالی کے شاگرد مراد ہوں جو صاحب احکام القرآن ہیں تو ابن العربی (عربی پر الف لام کے دخول کے ساتھ) کہا جا ئیگا اور ابن عربی (بغیر الف لام کے) سے شیخ اکبر مراد ہوتے ہیں۔

(۳۷۹/۲۳) شیخ حسام الدین سمرقندی

محمد بن عثمان بن محمد حنفی سمرقندی، فقہ اور تفسیر میں امام تھے۔کامل الفتاویٰ فی الفقہ ان کی تصنیف ہے۔ ان کی تفسیر کا نام مطلع المعانی ومنبع المبانی ہے جو کئی جلدوں میں ہے۔ سال وفات ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) ہے۔

(۳۸۰/۲۴) محمد بن عمر قرطبی

ابن یوسف ابوعبداللہ انصاری قرطبی مالکی، جو فقیہ اور امام تھے۔ان کی ولادت ۵۵۰ھ (۱۱۵۵ء) کے حدود میں ہوئی۔ انہوں نے قصیدہ رائیہ اور لامیہ امام شاطبی سے پڑھے اور فضلاء کی ایک جماعت کو سنائے۔پھر مدرسہ فاضلیہ میں تدریس کا منصب سنبھال لیا۔ان کی وفات مدینہ میں یکم صفر ۶۳۱ھ (۱۲۳۳ء) کو ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۵ /۳۸۱) عبد اللہ بن محمد

ابن عبد الرحمان بن محمد انصاری، اندلسی ابو محمد، لغوی، جو اہل بسط سے تھے۔ وہ فاضل شیخ تھے اور علم لغت سے خاص ربط رکھتے تھے، جو انہوں نے ابو محمد بن زید مکی لغوی سے پڑھی تھی۔ ایک کتاب ری الظمان فی متشابہ القرآن تصنیف کی۔ ان کی وفات ۶۳۴ھ میں ربیع الآخر کی پندرھویں شب میں ہوئی۔

(۲۶ /۳۸۲) ابن عسکر

محمد بن علی بن خضر، المعروف بہ ابن عسکر، مالکی۔ وہ ۶۳۶ھ (۱۲۳۸ء) میں فوت ہوئے۔ انہوں نے التکمیل و الاتمام لکتاب التعریف والاعلام لکھی۔ وہ اپنی کتاب کو بایں انداز شروع کرتے ہیں:

بہترین علم ان اشخاص کے متعلق جاننا ہے جن کے اوصاف میں آیات نازل ہوئی ہیں لیکن انکے ناموں کو (ان آیات میں) مبہم رکھا گیا ہے۔ اور اس باب میں بہترین تصنیف ہمارے شیخ الشیوخ ابو زید عبد الرحمان ابن ابوالحسن سہیلی (جو ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء میں فوت ہوئے) کی التعریف والاعلام بما ابھم فی القرآن من الاسماء والاعلام ہے اور میں ہمیشہ ان کے حوض سے اپنی پیاس بجھاتا رہا۔ جب بھی میں سوائے کتب تفسیر کے کسی اور کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں اور اس میں کوئی ایسا نام سامنے آجاتا ہے جس کا تعلق اس جماعت سے ہوتا ہے جن کے نام قرآن میں مبہم رکھے گئے ہیں اور شیخ مرحوم کی نظر اس سے چوک گئی ہو، تو میں اسے شیخ کی کتاب میں انہی کی طرز پر شامل کر لیتا ہوں، یہاں تک کہ میں نے کافی ذخیرہ اکٹھا کر لیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس مواد کو ایک کتاب میں اس طرح جمع و مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ شیخ کی کتاب کا تکملہ بن سکے۔

(۲۷ /۳۸۳) حرالی

ابو الحسین علی بن احمد بن حسن تجیبی حرالی، منسوب بہ حرال ہیں۔ انہوں نے ایک عظیم تفسیر تصنیف کیں جسے بقاعی نے معتمد علیہ گردانا ہے اور جو عجائبات سے بھری پڑی ہے اور اس تفسیر پر امام ابن تیمیہ نے تنقید کی

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے۔حرالی نے تفسیر میں علم الاعداد اور علم الحروف پر بحث کی ہے اور بزعم خویش خروج دجال اور مغرب سے طلوع آفتاب کا وقت تعین کیا ہے۔ان کی وفات ۶۳۷ھ میں ہوئی۔

ان کی تفسیر کا نام مفتاح الباب المقفل لفهم كتاب الله المنزل ہے۔اس میں انہوں نے اصول فقہ کی طرح قوانین وضع کیے ہیں۔ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے انکی تردید کی ہے کہ خروج دجال اور مغرب سے طلوع آفتاب کے اوقات کا انہوں نے کیسے استخراج کرلیا حالانکہ اللہ کے انبیاء کو ان علوم وتعینات کی خبر نہ تھی۔انہوں نے منطق میں ایک کتاب اور شرح الاسماء الحسنیٰ لکھیں۔علماء کی ایک جماعت نے انکے عقیدہ میں کلام کیا ہے۔ان کی بردباری ضرب المثل تھی اور کوئی انہیں غصہ نہیں دلاسکتا تھا۔

(۲۸/ ۳۸۴) منتخب الدین

ابن ابی العز بن رشید ابو یوسف ہمدانی، جو امام کامل،علامہ اور قراءات وعربیت میں لاثانی تھے۔ وہ صالح،متواضع اور صوفی تھے۔انہوں نے مصر میں ابوالجود سے پڑھا اور دمشق میں ابوالیمن الکندی سے سماع کیا اور ان سے قراءت کی۔انہوں نے شاطبیہ کی ایک مناسب شرح لکھی۔اعراب القرآن العظیم کے نام سے ایک متوسط کتاب نیز زمخشری کی المفصل کی نہایت عمدہ شرح لکھی۔ذہبی نے تاریخ الاسلام میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ بوجہ امام سخاوی کے ان کا بازار بے رونق ہورہا۔ابوشامہ نے اپنے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے قاری تھے اور ہمارے شیخ امام سخاوی سے قصیدہ شاطبیہ کو سمجھنے میں استفادہ کیا تھا۔ پھر قصیدے کی شرح میں مصروف ہوگئے اور ایسے سمندر میں چھلانگ لگائی جس میں تیراکی سے عاجز آگئے۔ اور ہمارے استاد کے حق تدریس واستفادہ کا انکار کردیا۔علامہ جزری لکھتے ہیں کہ ان کی شرح قصیدہ میں کئی مقامات تحقیق سے بعید ہیں کیونکہ انہوں نے نہ تو خود صاحب قصیدہ سے اور نہ ہی ان کے کسی شاگرد سے اسے پڑھا۔ان کی وفات ربیع الاول ۶۳۰ھ (۱۲۳۳ء) یا ۶۴۰ھ (۱۲۴۳ء) میں ہوئی۔

(۲۹/ ۳۸۵) امام سخاوی

علی بن محمد بن عبد الصمد الامام،علامہ علم الدین ابوالحسن ہمدانی،سخاوی،مقری،مفسر،نحوی،

Maktaba Tul Ishaat.com

لغوی، شافعی، جو دمشق میں قراء کے شیخ الشائخ تھے۔ وہ مصر کی ایک بستی سخاوی میں ۵۵۸ھ (۱۱۶۳ء) یا ۵۵۹ھ (۱۱۶۴ء) میں پیدا ہوئے۔

انہوں نے سلفی، ابو طاہر بن عوف اور بوصیری سے سماع کیا، اور قراءات ولی اللہ ابوالقاسم شاطبی سے پڑھیں، پھر دمشق چلے گئے اور وہاں ابوالیمن کندی سے بکثرت قراءات پڑھیں اور ان سے نحو، لغت اور ادب میں استفادہ کیا۔ انہوں نے بکثرت علماء سے سماع کیا تھا۔ وہ امام، علامہ، محقق، عمدہ قاری اور قراءات کے ماہر اور ان کے علل کو اچھی طرح جاننے والے تھے۔ نحو، لغت، تفسیر اور ادب میں امام اور زبردست مہارت کے حامل تھے اور اس زمانے میں کوئی ان کی مثال نہ تھا۔ بڑے بڑے ائمہ نے ان کی مدح کی ہے۔ چالیس سال سے زائد عرصہ تک لوگ ان سے قراءات پڑھتے رہے۔ ان کا شمار اذکیائے بنی آدم میں ہوتا تھا اور وہ معزز ترین اور محبوب ترین شخص تھے، جن کا علم کے علاوہ کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں میں دنیا بھر میں کسی ایسے قاری کو نہیں جانتا جس کا حلقہ درس ان جیسا وسیع ہو۔ علامہ جزری کے شمار کے مطابق ان کے شاگردوں کی تعداد ایک ہزار بیس سے زیادہ تھی۔

ان کی تصنیفات میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہیں:

(۱) شرح الشاطبیہ: اسے بڑی شہرت ملی۔ یہ اس قصیدہ کی پہلی شرح ہے اور اس کا نام فتح الوصید ہے۔

(۲) شاطبی کے قصیدہ رائیہ کی شرح، جس کا نام الوسیلہ الی شرح العقیلہ ہے۔

(۳) کتاب المفضل فی شرح المفصل، یہ بڑی نفیس کتاب ہے اور چار جلدوں میں ہے۔

(۴) انہوں نے نحو میں کتاب المفصل کی ایک اور شرح بھی لکھی جس کا نام سفر السعادت ہے۔

(۵) زمخشری کی الاحاجی النحویہ کی شرح لکھی جو اس موضوع پر نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ اس شرح میں سخاوی نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ زمخشری کی دو پہیلیوں کے بعد وہ اپنی طرف سے بھی دو پہیلیوں کا اضافہ کرتے ہیں۔

(۶) تفسیر کے موضوع پر ان کی چار کتابیں ہیں اور جو شخص بھی ان پر غور کریگا، اسے ان کے علم کا اندازہ ہو جائیگا۔ انہوں نے ایسے ایسے نکتے اور لطائف بیان کئے ہیں کہ کہیں اور نہیں مل سکتے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۷) حضور اکرم ﷺ کی مدح میں کتاب القصائد السبع فی مدح سید الخلق (فداہ ابی وامی) محمد ﷺ لکھی، جس کی شرح شیخ ابو شامہ نے لکھی ہے۔

(۸) المفاخرہ بین دمشق والقاہرہ۔

ابو شامہ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ علم الدین جو علامہ ٔ زمان عالم اور شیخ الوقت تھے، ۱۲ جمادی الاخری ۶۴۳ھ کو فوت ہوئے۔

(۳۰/ ۳۸۶) عبد الرحمن لخمی

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالعزیز لخمی ابو القاسم امام۔ وہ ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ء) میں سوموار کی رات کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے علامہ ابو محمد عبداللہ بن بہری سے ان کی وہ کتاب پڑھی جس میں انہوں نے ضعیف اہل فقہ کی اغلاط بیان کی ہیں۔ ان سے یہ کتاب امام ابو عبداللہ محمد بن عبد المنعم حرانی نے اور ان سے ابو اسحاق ابراہیم صیرفی نے روایت کی۔

دمیاطی لکھتے ہیں کہ انہیں عبدالرحیم بھی کہا جاتا تھا۔ وہ قاہرہ میں رہائش پذیر تھے۔ انہوں نے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن سعد بجلی سے، جو مدرسہ سیوفیہ کے مدرس تھے، فقہ پڑھی اور ان سے اور حافظ ابو محمد قاسم بن علی بن عبدالرحمان سے سماع کیا۔ دمیاطی لکھتے ہیں لخمی فاضل عالم اور شاعر تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فقہ حنفی میں بے مثال تبحر کے مالک تھے۔ کیونکہ وہ مدرس اور مناظر تھے۔ انہوں نے طویل عمر پائی تھی، اور اپنی وفات تک مدرسہ حنفیہ حارہ زویلہ میں پڑھاتے رہے۔ ہر شعبہ علم میں نظم اور نثر میں ان کی بکثرت تصنیفات ہیں، جن کا تعلق مذاہب اربعہ، لغت، تفسیر، وعظ اور انشاء سے ہے۔ ان کی ایک تفسیر بھی ہے۔ وہ خوش نویس تھے۔ حافظ منذری نے ان سے سماع کیا ہے۔ اور انہیں اپنے عظیم شیوخ میں شمار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ ذی قعد ۶۴۳ھ (۱۲۴۶ء) میں فوت ہوئے۔ انکی تدفین سفح المقطم میں ہوئی، جو مصر کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۱/ ۳۸۷) بشیر

نجم الدین بشیر بن ابی بکر بن حامد بن سلیمان بن یوسف زینی تبریزی، شافعی جو مکہ مکرمہ میں ۶۴۶ھ (۱۲۴۸ء) میں فوت ہوئے۔ ان کی ولادت اردبیل میں ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک عمدہ تفسیر کئی جلدوں میں لکھی ہے۔ بغداد اور دیگر شہروں میں علم فقہ حاصل کیا۔ ان سے حافظ ظاہر، محب طبری اور شرف الدمیاطی نے روایت کی۔ ذیل کے اشعار ان سے منقول ہیں:

(۱) دخلت اليك يا املي بشيرا　　　فلما ان خرجت، خرجت بشرا

اے میری امید! جب میں تیرے پاس آیا، تو بشیر تھا اور باہر نکلا تو صرف بشر تھا۔

(۲) اعد ياء التي سقطت من اسمي　　　فيا ی فی الحساب یعد عشرا

میرے نام سے جو یا تو نے گرادی ہے، وہ مجھے لوٹا دے۔ کیونکہ حساب (جمل) میں یا دس شمار ہوتی ہے۔

(۳۲/ ۳۸۸) منصور بن سرّار (با لتشدید)

ابن عیسیٰ بن سلیم (بفتح سین) ابو علی انصاری اسکندرانی مالکی، جن کا عرف المساری تھا۔ ایک تفسیر تصنیف کی۔ ان سے دمیاطی وغیرہ نے روایت کی۔

ان کا سال ولادت ۵۷۰ھ (۱۱۷۴ء) ہے۔ وفات رجب ۶۵۰ھ (۱۲۵۲ء) میں ہوئی۔

(۳۳/ ۳۸۹) شیخ عبد الواحد زملکانی

عبد الواحد بن عبد الکریم، جو زملکان (دمشق کے قریب ایک بستی) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایک تفسیر بنام عنایۃ التاویل فی علوم التنزیل مرتب کی۔ ان کا سال وفات ۶۵۱ھ (۱۲۵۳ء) ہے۔

(۳۴/ ۳۹۰) سبط ابن الجوزی

یوسف بن قزعلی بن عبد اللہ ابو المظفر جو امام ابو الفرج بن الجوزی کے نواسے تھے۔ انہوں نے بغداد میں اپنے نانا اور دیگر سے سماع کیا۔ ان کے والد قزعلی، عون الدین بن ھبیرہ کے غلام تھے۔ شیخ جمال الدین ابن جوزی کی لڑکی سے شادی کی تھی، جس سے ۵۸۱ھ (۱۱۸۵ء) میں بغداد میں ان کے یہاں یوسف پیدا

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوئے۔ پہلے وہ حنبلی تھے۔ پھر جب ملک معظم عیسیٰ کے ہاں آنے جانے کا موقعہ ملا تو انہوں نے انہیں امام ابو حنیفہ کے مذہب میں سمولیا۔ وہ مذہب کے معاملے میں سخت گیر تھے۔ ان کی مجالس دل ودماغ کی فرحت کا باعث ہوتی تھیں، جن میں علماء، صلحاء، امراء اور وزراء بلکہ فرمانروا بھی شریک ہوتے۔ جس صبح کو انہیں وعظ کہنا ہوتا تھا، اس کی رات کو لوگ دمشق میں شب بسری کرتے، تاکہ صبح کو ان کے قریب تر بیٹھ سکیں۔ علامہ بڑے تیز فہم تھے۔

ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) شرح الجامع الکبیر (۲) کتاب ایثار الانصاف (۳) تفسیر القرآن، ۲۹ جلد (۴) مناقب امام ابی حنیفہ (۵) مرأۃ الزمان، ۴۰ جلد (۶) منتہی السول فی سیرۃ الرسول (۷) اللوامع فی احادیث المختصر والجامع۔

امام ذہبی المیزان میں لکھتے ہیں کہ مرأۃ الزمان میں مصنف نے بعض ناپسندیدہ حکایات نقل کی ہیں اور وہ مجھے ثقہ معلوم نہیں ہوتے بلکہ وہ کچھ گھٹا بڑھا دیتے ہیں اور پھر ڈٹ جاتے ہیں۔

وہ منگل کی رات ۲۱ ذی الحجہ ۶۵۴ھ (۱۲۵۷ء) کو فوت ہوئے۔

(۳۹۱/۳۵) شرف الدین نحوی

محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی الفضل مرسی ابو عبداللہ علامہ شرف الدین، نحوی، ادیب، زاہد مفسر، محدث، فقیہ اور اصولی تھے۔ یاقوت لکھتے ہیں کہ وہ ہمارے عہد کے بے مثال ادیب تھے۔ انہوں نے نحو اور شعر میں کافی مہارت حاصل کرلی تھی۔ اور نئے نئے قاعدے استنباط کئے تھے۔ نیز انہوں نے زمخشری کی کتاب المفصل پر تنقید کی اور میری معلومات کے مطابق اس پر ستر اعتراض کئے تھے۔ اور ہر اعتراض کی دلیل پیش کی اور ہر سقم کی وضاحت کی تھی۔ وہ پہلے خراسان اور پھر مروشاہجان گئے اور وہاں کے علماء سے ملاقات کی۔ پھر بغداد آئے۔ وہاں سے حلب اور پھر دمشق گئے۔ یاقوت نے انہیں موصل میں دیکھا۔ وہاں سے حج کو گئے اور پھر دمشق آئے۔ وہاں سے مدینے گئے جہاں قراءت کی خدمت پر مامور ہو گئے۔ وہاں سے مصر گئے اور ۶۲۴ھ (۱۲۲۷ء) تک وہاں رہے اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چنانچہ عبادت اور زہد میں انہماک پیدا کرلیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یاقوت مزید لکھتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کا سال ولادت ۵۷۰ھ (۱۱۷۴ء) ہے۔
قرآن ابن غلبون وغیرہ سے، نحو ابوالحسن علی بن یوسف بن شریک الدانی اور طیب بن محمد بن طیب وغیرہ سے اور سماع حدیث واسط، ہمدان، نیشاپور، ہرات اور مکہ میں کیا۔ انہیں اسناد کے بغیر صحیح مسلم حفظ تھی۔
تصانیف: (۱) ضوابط النحو فی علم العربیہ (۲) الاملاء علی المفصل (۳) تفسیر القرآن: اس میں آیات کے مابین ربط بیان کیا گیا ہے۔ (۴) اصول فقہ و دین میں ایک کتاب (۵) علم بدیع وبلاغت میں ایک کتاب۔
ان کی تعریف ابن نجار نے تاریخ بغداد میں کی۔ الفاسی تاریخ مکہ میں لکھتے ہیں کہ شرف الدین کی کئی تصانیف ہیں جن میں سے ایک تفسیر کبیر بیس جزو سے زیادہ، اوسط دس اجزاء پر اور مختصر تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ نیز صحیح مسلم کا اختصار کیا۔ الکافی فی النحو نہایت عمدہ لکھی۔ قطب یونینی نے ان کا ذکر ذیل المرآۃ میں، تاج السبکی نے طبقات شافعیہ میں اور حافظ شرف الدین دمیاطی نے اپنے معجم میں کیا ہے۔ وہ دمشق کو روانہ ہو کر عریش اور زعقا کے درمیان پہنچے تھے کہ ۱۵ ربیع الاول ۶۵۵ھ کو سوموار کی رات میں فوت ہو گئے۔ ذیل کے اشعار ان کے ہیں:

قالوا محمد قد کبرت و قداتی — داعی المنون و ما اهتممت بزاد

انہوں نے کہا اے محمد! تم بوڑھے ہو گئے ہو، موت کا پیغام آچکا ہے اور تم نے زادِ سفر کا اہتمام نہیں کیا۔

قلت الکریم من القبیح لضیفه — عندالقدوم مجیئه بالزاد

میں نے جواب دیا کہ ایک سخی اپنے قبیح سے مہمان کو بھی جب وہ آجائے تو کھانا فراہم کرتا ہے۔
ذیل کے اشعار بھی ان کے ہیں:

(۱) من کان یرغب فی النجاۃ فما له — غیر اتباع المصطفی فیما اتی

جو شخص چاہتا ہے کہ اسے نجات حاصل ہو تو اس کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس دین میں، جو آپ لائے ہیں، حضور ﷺ کا اتباع کرے۔

(۲) ذاک السبیل المستقیم وغیرہ — سبل الغوایة والضلا له والردی

یہ سیدھا راستہ ہے اور اس کے سوا جتنے راستے ہیں وہ تباہی، گمراہی اور بربادی کے راستے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳)ودع السوال بکم و کیف فانه باب یجر ذوی البصیرۃ للعمی

کم اور کیف کے بارے میں سوال نہ کرو، یہ وہ دروازہ ہے
جو اہل بصیرت کو بھی اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے۔

(۴)فاتبع کتاب اللہ والسنن التی صحت فذاک اذا تبعت ھو الھدی

کتاب اللہ اور صحیح احادیث کی پیروی کر کہ یہی ہدایت کا راستہ ہے۔

(۵)الدین ما قال الرسول و صحبہ والتابعون و من مناھجھم قفا

حضور اکرم ﷺ، آپؐ کے صحابہؓ اور تابعین کے اقوال
اور ان کے راستے پر چلنے والوں کا اتباع دین ہے۔

(۳۶/ ۳۹۲) شیخ نجم الدین رازی

ان کا عرف دانیہ تھا۔ نجم الدین کبیر کے حلقہ اصحاب سے تھے۔ شیخ مجد الدین نے انکی تربیت کی۔ وہ صاحب کشف و کرامات تھے۔ جب چنگیز خان نے خوارزم پر حملہ کیا تو شیخ وہاں سے نکل کر روم چلے گئے۔ وہاں صدر الدین قونوی اور مولانا جلال الدین رومی سے ملاقات کی۔ مرصاد العباد اور تفسیر بحر الحقائق ان کی تصنیفات ہیں۔

ان کی وفات ۶۵۴ھ (۱۲۵۶ء) میں ہوئی اور شیخ سری سقطی اور جنید بغدادی کی قبروں سے باہر بغداد میں دفن ہوئے۔

(۳۷/ ۳۹۳) محمد بن یوسف مذدعی

صالح، دیندار اور امام وقت تھے، اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع۔ اور اشبیلہ و قرطبہ میں مرجع عوام تھے۔ تفسیر قرآن سورۃ فتح تک لکھی تھی کہ ۱۴ ربیع الاول ۶۵۵ھ کو فوت ہوگئے۔

(۳۸/ ۳۹۴) محمود بن احمد بن محمود

ابتداءً نظامیہ بغداد میں اور بعد میں المستنصریہ میں درس دیتے رہے۔ زنجان ان کا مولد

Maktaba Tul Ishaat.com

تھا۔ واقعہ بغداد میں ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) میں شہادت پائی۔ انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر لکھی۔

(۳۹/ ۳۹۵) سلطان العلماء

شیخ الاسلام عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام مصری شافعی، وہ ۵۷۶ھ یا ۵۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۶۰ھ میں وفات پائی۔ ابن عساکر اور آمدی نے انہیں سلطان العلماء کا لقب دیا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے انہیں خرقہ خلافت عطا کیا تھا۔ یہ خود بھی صاحب کشف تھے۔

انکی ایک تفسیر کا نام مجازاۃ القرآن ہے۔ ایک دوسری تفسیر بھی لکھی جو کئی جلدوں میں تھی۔ امام رافعی نے مراءۃ الجنان میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۰/ ۳۹۶) عبدالعزیز بن ابراھیم قرشی

تونسی مالکی، جن کا عرف ابن بزیز تھا۔ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی جس میں زمخشری کی تفسیر کشاف اور ابن عطیہ کی تفسیر کو جمع کر دیا ہے۔ ان کا سال وفات ۶۶۲ھ ہے۔

(۴۱/ ۳۹۷) عبد الرزاق بن رزق اللہ

ابن ابی بکر بن خلف جو فقیہ، محدث اور مفسر تھے۔ وہ ۵۸۹ھ میں راس عین الخابور میں پیدا ہوئے۔ دارالحدیث موصل کی صدارت انہیں عطا ہوئی۔ حاکم موصل بدرالدین اور دیگر ملوک جزیرہ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ انہوں نے چار جلدوں میں ایک عمدہ تفسیر لکھی جس کا نام رموز الکنوز رکھا۔ اس میں عمدہ فوائد بیان کیے ہیں اور احادیث کا اپنی اسناد سے ذکر کیا ہے۔ ایک کتاب مصرع الحسینؓ بھی تصنیف کی، جو حاکم موصل کے کہنے پر لکھی تھی۔ اس میں حضرت امامؓ کی شہادت کے متعلق صرف صحیح روایات کا تذکرہ ہے اور ادھر اُدھر کی باتوں سے اجتناب کیا ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں زمخشری کی عربیت وغیرہ پر اعتراضات کئے ہیں۔ وہ سنت وآثار پر پختگی سے عامل تھے اور روافض وغیرہ پر جو سنت کے مخالف ہیں، خوب برستے تھے۔ نیز وہ شعر اچھا کہتے تھے۔ چنانچہ ضاد اور ظاء کے فرق کے متعلق قصیدہ نونیہ لکھا۔ فقہ اور عروض وغیرہ میں بھی انکی تصنیفات ہیں۔ ان سے ابن دقیق

Maktaba Tul Ishaat.com

العید نے روایت کی۔ وہ سنجار میں بارہ ربیع الاول ۶۶۱ھ شب جمعہ کو فوت ہوئے۔ایک روایت میں اٹھارہ ربیع الاول بھی کہا گیا ہے۔ ایک روایت میں سال وفات ۶۶۰ھ بیان کیا گیا ہے۔انکی تفیسر کا ایک حصہ یوم یحشرھم جمیعا (الانعام) سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ الاسراء کے اختتام کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔

(۳۹۸/۴۲) محمد بن علی انصاری

انہوں نے تفیسر الکشاف کا خلاصہ پیش کیا۔ ان کا سال وفات ۶۶۲ھ (۱۲۶۴ء) ہے۔

(۳۹۹/۴۳) زین الدین محمد بن ابو بکر

امام کبیر، حافظ، علامہ، حجۃ، ثبت، کئی مفید تصانیف کے مصنف، شیخ زین الدین محمد بن ابو بکر ابن عبدالقادر بن عبدالمحسن رازی حنفی، جو مشہور شہر رے کے باشندے تھے۔رازی اسی سے صفت نسبتی ہے۔ وہ عظیم الشان مصنف اور صاحب تحقیق واتقان تھے۔کثیر الاطلاع، خوش خلق، جمیل الاثر اور اپنے عہد کے منفرد عالم تھے۔ نیز وہ کثیر علوم کے ماہر اور حفظ وفہم وذکاء میں عجوبہ روزگار تھے۔پارسائی میں بے مثل، عربیت میں صاحب بصیرت، لغت میں امام اور ادب میں نہایت فاضل تھے۔ اسی طرح زھد، ولایت، عبادت، انقطاع عن الخلق اور کشف میں لاثانی تھے۔ انہوں نے تفسیر، فقہ، لغت اور وعظ میں کئی کتابیں لکھیں۔ مصر اور شام کی سیاحت کی اور ۶۶۶ھ (۱۲۶۷ء) میں قونیہ میں فوت ہوئے۔

تصانیف: (۱) الذھب الابریز فی کتاب اللہ العزیز (۲) روضۃ الفصاحۃ فی علم البیان والبدیع (۳) مختار الصحاح فی اللغۃ (۴) شرح مقامات حریری (۵) تحفۃ الملوک: عبادات کے بارے میں یہ ایک مختصر اور بہترین کتاب ہے جو دس ابواب طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، جہاد، شکار وذبائح، کراھت، فرائض اور کسب وادب پر مشتمل ہے۔علامہ عینی نے ایک جلد میں اس کی شرح لکھی اور اسکا نام منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک رکھا۔(۶) حدائق الحقائق فی الوعظ۔یہ کتاب ساٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ (۷) شرح غریب القرآن: مصنف نے اپنی کتاب مسائل القرآن کے صفحہ ۲۷۱ پر اس کا ذکر کیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۷) مسائل الرازی واجو بتھا من غرائب التنزیل،اس میں دوہزار سے زائد سوالات ہیں۔

(۴۰۰/۴۴)ابو شامہ مقدسی

شہاب الدین ابو محمد یا ابو القاسم عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان ابی بکر المقدسی ،شافعی ، جن کا عرف ابو شامہ تھا۔ وہ ۶۶۵ھ (۱۲۶۷ء) میں فوت ہوئے۔صاحب التصانیف تھے۔ان کی تفسیر کا نام تتمة البیان لما اشکل من متشابہ القرآن ہے۔یہ ایک رجزیہ نظم ہے جو الف بائی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔یہ ایک اور منظومہ کا تتمہ ہے جس کا نام البیان لما اشکل من متشابہ القرآن ہے۔

(۴۰۱/۴۵) محمد بن وحید تو قانی

انہوں نے مشکلات القرآن نامی ایک کتاب تصنیف کی۔سال وفات ۶۶۶ھ (۱۲۶۸ء) ہے۔

(۴۰۲/۴۶) مفسر قرطبی

محمد بن احمد بن ابی بکر بن فروح، الشیخ الامام، ابو عبداللہ الانصاری الاندلسی القرطبی المفسر، جو صالح، عارف، زاہد اور پاکباز علماء میں سے تھے، دنیا سے کنارہ کش اور آخرت کے امور میں منہمک تھے۔انہوں نے اپنے اوقات کو توجہ، عبادت اور تفسیر قرآن کی عظیم تصنیف میں تقسیم کر رکھا تھا، جو بارہ جلدوں پر مشتمل تھی اور اس کا نام انہوں نے جامع احکام القرآن والمبین لما تضمنہ من السنة وآی القرآن رکھا۔اس کتاب کا شمار سب سے جلیل القدر، عظیم الشان اور سب سے زیادہ نافع تفاسیر میں ہوتا ہے۔ مصنف نے اس تفسیر میں قصوں اور تاریخی واقعات کو ترک کر دیا ہے۔ اور اس کی بجائے ،احکام القرآن اور استنباط دلائل ، ذکر قراءات، اعراب اور ناسخ و منسوخ پر بحث کی ہے۔ انہوں نے شرح اسماء اللہ الحسنیٰ لکھی اور کتاب التذکار فی افضل الاذکار بھی لکھی جس میں امام نووی کی التبیان کا انداز اپنایا ہے۔لیکن یہ کتاب اس سے زیادہ مکمل ہے اور اس میں زیادہ علمی مواد ہے۔دیگر تصانیف میں التذکرة باموار الآخرة (دو جلد)،کتاب شرح المتقصی، قمع الحرص بالزہد القناعة ورد ذل السئوال بالکتب والشفاعة شامل ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن فرحون لکھتے ہیں کہ میں نے اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب نہیں دیکھی۔ انہوں نے ایک ارجوزہ بھی لکھی ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ کا ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی انہوں نے کئی مفید اور کارآمد تالیفات وتعلیقات بطوریادگار چھوڑی ہیں۔ انہوں نے تمام تکلفات ترک کر دیئے تھے۔ ان کے جسم پر صرف ایک کپڑا اور سر پر کپڑے کی ٹوپی ہوتی تھی۔

انہوں نے شیخ ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی سے، جو المفہم شرح صحیح مسلم کے مولف ہیں، اس کتاب کا کچھ حصہ سماع کیا۔ اور ابو علی حسن بن محمد بن محمد البکری پر اعتراضات کئے۔ وہ بنو خصیب کی پناہ میں ٹھہرے ہوئے تھے: جہاں شوال ۶۷۱ھ (۱۲۷۲ء) میں وفات پائی۔ تفسیر کی ابتداء میں ایک وسیع الذیل مقدمہ ہے جس میں جمع قرآن، فضائل قرآن اور وجوہ اعجاز القرآن پر بحث کی ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں قول کے قائل کا نام ذکر کرنے کی شرط رکھی ہے۔

قونوی (۴۷/ ۴۰۳)

محمد بن اسحاق بن صدر الدین قونوی، شیخ اور زاہد تھے۔ تصوف میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انکی والدہ نے شیخ محی الدین ابن عربی سے نکاح کر لیا تھا۔ شیخ نے ان کی تربیت کا خاص اہتمام کیا اور علوم شرعیہ وعلوم تصوف کا جامع بنایا۔ یوں قونوی مجمع البحرین اور بدرین کا مقام اتصال بن گئے۔ چنانچہ دنیا بھر کے فضلاء ان کی خدمت میں آنے لگے۔ اور تو اور علامہ قطب الدین شیرازی بھی قونیہ میں ان کے پاس گئے اور ان سے علوم ظاہری وباطنی میں استفادہ کیا۔ علامہ نے اپنی کتاب مراۃ التاج کی قسم عملی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شیخ قونوی کے بعض فلسفیانہ مسائل پر خواجہ نصیر الدین طوسی سے لمبی چوڑی خط وکتابت رہی۔ آخر کار طوسی نے اپنے عاجز آجانے کا اقرار کر لیا اور قصور مان لیا۔ انہوں نے احادیث اربعینیہ کی شرح لکھی مگر اسے مکمل نہ کر پائے۔ انہوں نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر بھی لکھی جس کا نام اعجاز البیان فی کشف بعض اسرار ام القرآن ہے۔ یہ کتاب کئی مقدمات اور فصول پر مشتمل ہے جس میں اہل تصوف کے طریقے کے مطابق سورۃ الفاتحہ پر گفتگو کی گئی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انکا سال وفات ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء) یا ۶۷۳ھ (۱۲۷۴ء) ہے۔

(۴۸/ ۴۰۴) کواشی

احمد بن یوسف بن حسن بن رافع، امام موفق الدین کواشی، موصلی، مفسر، فقیہ شافعی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ عربیت اور قراءات و تفسیر میں انہیں بلند مقام حاصل تھا۔ انہوں نے اپنے والد اور امام سخاوی سے استفادہ کیا۔ وہ زہد و پارسائی، پرہیزگاری اور صدق و صفا میں بے مثال تھے۔ بادشاہ وقت بھی ان سے ملنے آتے، مگر وہ نہ ان کی پرواکرتے، نہ کھڑے ہوتے اور نہ ان سے کوئی چیز لیتے۔

وہ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ وہ موت سے دس برس پہلے نابینائی کا شکار ہو گئے تھے۔

انہوں نے تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر دو کتابیں لکھیں۔ اور ان میں اعراب اور انواع وقوف کا نہایت عمدہ ذکر کیا۔ اس کا ایک ایک نسخہ انہوں نے مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کو روانہ کیا۔ امام سیوطی لکھتے ہیں کہ شیخ جلال الدین محلی نے اپنی تفسیر میں اس کتاب پر اعتماد ہے۔ نیز میں نے بھی تکملہ مع الوجیز و تفسیر البیضاوی و ابن کثیر میں اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کی ولادت ۵۹۰ھ میں اور وفات موصل میں جمادی الآخر ۶۸۰ھ (۱۱۹۴ء) میں ہوئی۔

(۴۹/ ۴۰۵) عبدالجبار

ابن عبدالخالق، علامہ جلال الدین، بغدادی، جو مشاہیر سے تھے۔ انہوں نے ابن اللتی سے سماع کیا۔ متعدد تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ ان کی تفسیر کا نام مشکوۃ البیان فی تفسیر القرآن ہے۔ وعظ اور تفسیر میں یگانہ روزگار (وحید العصر) تھے۔ مستنصریہ کی تدریس ان کے سپرد تھی۔

۶۰۲ھ (۱۲۰۵ء) میں پیدا ہوئے اور ۷ اشعبان ۶۸۱ھ کو فوت ہوئے۔

(۵۰/ ۴۰۶) حموی

محمد بن حسین الحموی، تقی الدین شافعی۔ ان کا سال وفات ۶۸۰ھ (۱۲۸۱ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۱ / ۴۰۷) بیضاوی

عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی شیرازی، ناصرالدین ابوالخیر، شیراز کے مضافات میں بیضاء نام کی ایک بستی میں پیدا ہوئے۔ علامہ اسنوی طبقات شافعیہ میں لکھتے ہیں کہ اکثر علوم میں انہیں مہارت حاصل تھی، نہایت صالح اور پارسا آدمی تھے۔ مختلف شعبہ ہائے علم میں انہوں نے کئی مشہور کتابیں تصنیف کیں۔

تصانیف: (۱) مختصر الکشاف (۲) مختصر الوسیط فی الفقہ، اس کا نام الغایہ تھا۔ (۳) **المنہاج فی اصول الفقہ** (۴) شرح المنہاج (۵) الطوالع فی علم الکلام (۶) شرح المصابیح، علم حدیث میں (۷) شرح مختصر ابن حاجب، اصول میں (۸) شرح الکافیہ فی النحو لابن حاجب (۹) شرح المنتخب فی الاصول للامام فخر الدین (۱۰) شرح المطالع، منطق میں (۱۱) تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل۔ یہ تفسیر انہوں نے اپنے پیر (شیخ) کے ارشاد کی تعمیل میں لکھی تھی جب وہ ان سے منسلک ہوئے تھے اور جب انہوں نے دنیوی مناصب چھوڑ دیئے تھے۔

وہ کچھ عرصہ اقلیمہ میں منصب قاضی القضاۃ پر فائز رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۶۴۱ھ (۱۲۴۳ء) میں ہوئی۔ صفدی کا قول ہے کہ ۶۸۵ھ (۱۲۸۶ء) میں تبریز میں فوت ہوئے اور اپنے شیخ کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

ان کی یہ تفسیر عظیم الشان اور کسی کی بھی تعریف سے مستغنی ہے۔ اس میں اعراب، معانی اور بیان سے متعلق جو کچھ بیان ہوا ہے، وہ کشاف سے لیا گیا ہے۔ فلسفہ اور دلائل کا جو مواد ہے وہ کسی اور تفسیر کا ماحصل ہے۔ اسی طرح اشتقاق، عمیق حقائق اور لطیف اشارات کسی اور کے خوان کرم کا عطیہ ہے۔ ان اوصاف میں اگر ان کی اپنی معقول وجوہات اور مقبول تصرفات کو بھی شامل کرلو تو شک کا سارا میل دھل جائیگا اور علم کے اندر وسعت وبصیرت پیدا ہوگی۔ جیساکہ مولانا منشی نے کہا ہے:

اولوا الالباب لم یاتوا بکشف قناع ما یتلیٰ ولکن کان للقاضی ید بیضاء لا تبلی

اہل عقل جو کچھ پڑھتے ہیں، اس میں مشکلات کے پردوں کو اٹھا نہیں سکتے۔

لیکن قاضی کے پاس ید بیضاء ہے جو کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

صاحب کشف الظنون نے ان کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن قاضی بیضاوی نے جو احادیث قرآنی سورتوں کی فضیلت کے بارے میں نقل کی ہیں، وہ زیادہ تر ضعیف اور موضوع ہیں۔اس تفسیر پر بکثرت حواشی لکھے گئے ہیں۔صاحب کشف الظنون نے ان میں سے تقریباً ۴۵ حواشی اور تعلیقات کا ذکر کیا ہے۔ ہم بھی اگلے قرن میں انکا ذکر کرینگے (انشاء اللہ)۔

(۵۲/ ۶۰۸) ابن منیر

احمد بن محمد بن منصور بن ابی القاسم بن مختار بن ابو بکر، جذامی، اسکندری، مالکی، قاضی ناصر الدین ابو العباس ابن منیر، جو نحو، ادب، اصول اور تفسیر میں امام تھے۔ انہیں علم بیان اور انشاء میں کمال حاصل تھا۔ انہوں نے اپنے والد اور دیگر سے سماع کیا جب کہ ابو حیان نے اُن سے۔ شیخ ابن حاجب کے ہم وقتی اصحاب میں سے تھے۔ وہ درس اور خطبات دیتے تھے۔ابن دقیق العید سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو انکی رائے یہ تھی کہ ان کے علم کی کوئی حد نہیں ہے۔ شیخ عزالدین بن عبد السلام کا قول ہے کہ مصر دو آدمیوں پر فخر کر سکتا ہے۔ ابن دقیق العید پر جو مصر کے ایک کنارے پر قوص میں مقیم ہیں، اور ابن منیر پر جو دوسرے کنارے پر اسکندریہ میں رہتے ہیں۔ وہ ابن حاجب سے اور ابن حاجب ان سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے۔ ابن حاجب کہتے ہیں:

لقد سمئت حیاتی الیوم لولا ۔۔۔ مباحث ساکن الاسکندریہ

میں زندگی سے حد درجہ اکتا گیا ہوتا اگر اسکندریہ میں رہنے والے کے مباحث نہ ہوتے۔

کاحمد سبط احمد حین یاتی ۔۔۔ بکل غریبۃ کاالعبقریۃ

وہ احمد سبط احمد کی طرح ہے اپنی ہر عجیب و غریب اور حیران کن بات میں۔

تذکرنی مباحثہ زمانا ۔۔۔ واخوانا لقیتھم السریہ

اس کے بحث مباحثہ سے وہ زمانہ اور احباب یاد آتے ہیں جنہیں میں فوجی دستے میں ملا تھا۔

(فائدہ) سبط احمد سے مراد ان کے دادا امام احمد بن فارس ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے ایام جوانی میں تفسیر الانتصاف من صاحب الکشاف تصنیف کی تھی۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس کتاب پر اپنی تحریر میں ان کی تعریف فرمائی تھی۔ ان کے علاوہ شیخ شمس الدین خسروشاہی، شیخ شہاب الدین قرافی اور کئی دیگر علماء نے ان کی تعریف کی۔ نیز کتاب المقتضیٰ فی آیات الاسراء تحریر کی، جو ایک عمدہ کتاب ہے۔ یہ کتاب بڑے قیمتی فواید اور عمدہ استنباطات پر حاوی ہے۔ ان کی ایک اور تصنیف اختصار التهذیب ہے۔ جس کا شمار ان کے بہترین مختصرات میں ہے۔ انہوں نے ایک مشہور مجموعہ بڑے عمدہ خطبات کا بھی ترتیب دیا تھا۔ انہوں نے شیخ ابو القاسم الغباری کے مناقب بھی لکھے۔ ابن منیر لطیف گو شاعر بھی تھے۔

ابن منیر اپنی تفسیر کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ میں ابو عمرو ابن حاجب سے اس وقت تک نہ ملا جب تک میں نے ان کے مختصر فی الفقہ اور مختصر فی الاصول کو ازبر نہ کر لیا۔ ابن حاجب نے انہیں افتاء کی اجازت دی تھی۔ مناسبات تراجم البخاری بھی انہوں نے لکھی۔ وہ رد الاحیاء کے لکھنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ان کی والدہ نے انہیں منع کر دیا۔ کہنے لگیں کہ آگے تم زندوں سے مضاربت کرتے رہے اور اب مردوں سے مضاربت کا ارادہ ہے۔ والدہ کی نارضامندی سے ارادہ ترک کر دیا۔ وہ ۳ ذی قعدہ (۶۲۰ھ) کو پیدا ہوئے اور یکم ربیع الاول ۶۸۳ھ کو جمعہ کے دن فوت ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ان کی وفات زہر خورانی سے ہوئی۔

(۵۳ /۴۰۹) عبد الرحمن

عبد الرحمان بن ابو القاسم، علامہ نور الدین بصری، العبد الیانی، حنبلی، انہوں نے جامع العلوم فی التفسیر تصنیف کی اور الخرقی کی شرح لکھی۔ ابن عکبری کے بعد المستنصریہ کے مدرس رہے۔ علم الخلاف میں ان کا ایک اپنا طریقہ تھا۔ وہ ۶۶۴ھ (۱۲۶۶ء) میں عید الفطر کی رات کو ساٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۴ /۴۱۰)احمد بن عمر انصاری اندلسی

انہوں نے خرقۂ خلافت شیخ ابوالحسن شاذلی سے حاصل کیا۔ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے پیروکار تھے۔ کئی مصنفات اُن سے یادگار ہیں جیسے فقہ میں تہذیب، عقائد میں ارشاد اور تفسیر میں ایک کتاب جو دس جلدوں پر مشتمل تھی۔

ان کا سال وفات ۶۸۵ھ (۱۲۸۶ء) ہے۔

(۵۵ /۴۱۱) برھان نسفی

محمد بن محمد علامہ ابوالفضائل، جن کا عرف برھان نسفی تھا۔ انہوں نے کلام اور خلافیات کے موضوع پر کئی کتابیں لکھیں۔ نیز علامہ فخرالدین رازی کی تفسیر کی تلخیص کی۔ علاوہ ازیں انہوں نے مقدمۃ فی الخلاف تحریر کیا ہے۔ انہوں نے ۶۸۴ھ میں حافظ ابومحمد قاسم برزالی کو اجازت روایت دی۔

وہ تقریباً ۶۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۸۷ھ میں فوت ہوئے۔ انہیں مقبرہ خیزرانیہ میں مشہد امام ابوحنیفہؒ کے پاس دفن کیا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۵۶ /۴۱۲) برھان الدین حنفی

ابوالمعالی احمد بن ناصر بن طاہر حسینی حنفی۔ انہوں نے سات جلدوں میں ایک تفسیر تصنیف کی۔

۶۸۹ھ (۱۲۹۰ء) میں دمشق میں فوت ہوئے۔

(۵۷ /۴۱۳) خویی

شہاب الدین محمد بن احمد بن خلیل بن سعادہ، جو فقیہ اور مناظر تیز طب اور حکمت میں استاد تھے۔

خویّی خوئی سے اسم نسبت ہے جو خُو کی تصغیر ہے اور مضافات آذربائجان کا ایک مشہور قصبہ ہے۔

وہ شافعی دمشقی تھے۔ ان کا سال وفات ۶۹۳ھ (۱۲۹۴ء) ہے۔ مؤطا کی شرح لکھ رہے تھے کہ موت نے آلیا اور کتاب ناتمام رہ گئی۔ علامہ سیوطی البغیہ میں لکھتے ہیں کہ علامہ خوی دمشق میں شوال، یا بروایتے رجب،

Maktaba Tul Ishaat.com

۶۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔فقہ، نحو، تفسیر، اصولین، معانی، بیان، فرائض، حساب، خلافیات اور ہند سہ میں کمال حاصل کیا۔ علامہ سخاوی ، ابن اللتی ، ابن المقری اور ابن الصلاح سے سماع کیا۔جبکہ اصفہان، بغداد، مصر اور شام کے بے شمار علماء نے انہیں اجازت عطا کی۔ ابھی جوان ہی تھے کہ پڑھانا شروع کر دیا۔اور بوجہ کثرت علوم وہ کبار علماء اذکیاء اور بے مثل مصنفین میں شمار ہو تے تھے۔ان سے ابن الفرقاح، ابن الوکیل اور ابن الزملکانی نے فیض اٹھایا۔مزی نے ان سے روایت کی ہے۔

وہ فضل کامل، ذہن ثاقب اور وافر عقل کے مالک تھے، خوش عقیدہ اور خوش اخلاق تھے۔ انہوں نے ایک بہت ضخیم کتاب تصنیف کی جو بیس علوم کو جامع تھی ۔ نیز نحو میں ابن معط کی الفصول، ابن ثعلب کی نظم الفصیح اور ابن الصلاح کی کفایۃ المحتفظ والعلوم کی شرح اور الفیہ ابن مالک کی توضیح لکھیں۔ثعالبی کی الملخص سے ابتدائی پندرہ احادیث کی شرح کی۔ان کی ایک اور کتاب المطلب الا سنی فی اما مت الا عمی ہے۔

وہ بیت المقدس وغیرہ میں مرتبہ قضاء پر فائز رہے تھے۔ پھر انہیں دیار مصریہ میں قضائے اکبر کا منصب ملا۔ پھر انہیں شام کا قاضی مقرر کیا گیا۔ تادم حیات وہیں رہے اور ۲۵ رمضان ۶۹۳ھ کو بروز جمعرات فوت ہوئے۔ اچھے شاعر تھے۔ذیل کے اشعار ان کے ہیں:

(۱) و بحق لطفک کل سوء اتقی — فا منن بار شا دی الیہ ووفقی

میں تیری مہربانی سے ہر برائی سے بچتا ہوں تو مجھے ادھر کا حکم دے اور توفیق عطا کر۔

(۲) احسنت فی الماضی وانی واثق — بک ان تجود علی فیما قد بقی

ماضی میں تو احسان فرمارہا اور مجھے وثوق حاصل ہے کہ تو باقی ماندہ زندگی میں بھی کرم فرمارہیگا۔

(۳) انت الذی ارجو فما لی فی الوری — ان الذی یرجو سواک ھو الشقی

کائنات میں تیرے سوا مجھے کسی اور سے کوئی توقع نہیں ۔

یقیناً جو آدمی کسی اور سے توقعات رکھے وہ گمراہ ہے ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۸ / ۳۱۴) دمیری

ابومحمد بن عبدالعزیز بن احمد بن سعید عزالدین۔ تین ہزار دوسو اشعار پر مشتمل ایک منظوم تفسیر کے مصنف ہیں اور تفسیر کا نام التیسیر فی علم التفسیر ہے۔

ان کا سال وفات ۶۹۳ھ (۱۲۹۴ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن ہشتم

(۱) ابراہیم بن احمد ابواسحاق

(۲) عبدالکریم بن علی انصاری

(۳) مالقی

(۴) ابوجعفر بن زبیر

(۵) صاحب المدارک

(۶) علی بن احمد بن علی اموی

(۷) شیرازی

(۸) ربعی

(۹) فضل اللہ بن ابوالخیر

(۱۰) ابوعلی عمر بن محمد

(۱۱) احنف، احمد بن ابوبکر

(۱۲) عبدالصمد بن عبدالرحمان اندلسی

(۱۳) عماد کندی

(۱۴) ابوبکر محمد بن علی جذامی

(۱۵) احمد بن محمد بن عثمان ازدی

(۱۶) علی بن یعقوب بن جبریل البکری

(۱۷) قمولی

(۱۸) احمد بن محمد بن جبار حنبلی

(۱۹) ابن زملکانی

(۲۰) شیخ الاسلام ابن تیمیہ

(۲۱) حسن بن محمد قمی

(۲۲) سید محمد ادریس بن ناصر

(۲۳) ابن منیر عبدالواحد

(۲۴) جعبری، ابراہیم بن عمر

(۲۵) حموی، ھبۃ اللہ

(۲۶) سمنانی

(۲۷) ابن القویلع

(۲۸) یحیی بن عبداللہ شافعی

(۲۹) ابوالحسین بن ابوبکر مالکی

(۳۰) خازن

(۳۱) ابراہیم بن احمد بن محمد انصاری

(۳۲) ابراہیم بن محمد بن ابراہیم قیسی

(۳۳) طیبی

(۳۴) ابوحیان نحوی

(۳۵) ابن نقیب

(۳۶) جاربردی

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۷) علی بن عبداللہ شافعی
(۳۸) ابن عبدالہادی
(۳۹) شمس الدین اصفہانی
(۴۰) ابن مکتوم، احمد حنفی
(۴۱) محمد بن احمد اسعردی
(۴۲) امام ابن قیم
(۴۳) علی بن عثمان ماردینی
(۴۴) شیخ عمادالدین یحیی بن قاسم علوی
(۴۵) احمد بن سعد عسکری
(۴۶) السمین
(۴۷) سبکی، علی بن عبدالکافی
(۴۸) شیخ مخلص بن عبداللہ دہلوی
(۴۹) محمد بن علی بن عبدالواحد دکالی
(۵۰) عبدالصمد بن ابراہیم بغدادی
(۵۱) قطب الدین رازی
(۵۲) آقسرائی
(۵۳) ابن عقیل، ہاشمی
(۵۴) محمود بن احمد قونوی
(۵۵) خضر بن عبدالرحمان ازدی
(۵۶) محمد بن عبداللہ، شمس الدین
(۵۷) محمد بن محمد بن عبدالکریم
(۵۸) عمران بن اسحاق غزنوی
(۵۹) ابن کثیر، امام
(۶۰) ابن الصائغ حنفی
(۶۱) احمد بن ابراہیم عاصمی
(۶۲) محمد بن علی بن احمد
(۶۳) اکمل الدین بابرتی
(۶۴) محمد بن یوسف کرمانی
(۶۵) شیخ علی بن شہاب ہمدانی
(۶۶) شیخ عمر بن محمد سنامی
(۶۷) شیخ محمد بن محمود شیرازی
(۶۸) علامہ تفتازانی
(۶۹) امام زرکشی
(۷۰) امیر تاتارخان دہلوی
(۷۱) شیخ قاسم بن عمر دہلوی
(۷۲) حدادی، ابوبکر بن علی
(۷۳) محمد بن علی بلنسی

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن ہشتم کے مفسرین

(۱/ ۴۱۵)ابراھیم بن احمد بن محمد ابو اسحاق

حنبلی واعظ تھے، دمشق میں قیام پذیر ہوگئے تھے۔ ۶۴۰ھ (۱۲۴۲ء) کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ تفسیر، فقہ اور وعظ ونصیحت کی طرف توجہ فرمائی۔ طب اور وعظ گوئی میں بڑا مرتبہ حاصل کیا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابراہیم بن احمد نے سورۃ فاتحہ کی ایک تفسیر لکھی جو کئی فوائد کی حامل ہے۔ ذہبی نے المعجم المختصر میں انکی تعریف کی ہے۔ اور کہا ہے کہ انہوں نے علوم اسلامیہ کی اشاعت میں حصہ لیا۔ ان کے وعظ اتنے پرتاثیر ہوتے کہ سامعین کے دل اللہ کی طرف متوجہ ہوجاتے۔ ان کا انداز بیان حددرجہ شیریں تھا۔ اور احادیث نبویہ کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف مفید تھیں۔ زاہد ہونے کے باوجود عوام کے ساتھ حسن تربیت سے پیش اتے، کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں تھوڑے پر اکتفا کرتے۔ ان اوصاف کے باوجود صحیح اور غلط روایات میں تمیز نہیں کرسکتے تھے۔ چنانچہ موضوع روایات لکھ جاتے اور انہیں پتہ بھی نہ چلتا۔

ان کی وفات ۱۵ محرم ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) کو ہوئی۔ ان کے جنازے پر اتنا بڑا اجتماع تھا کہ سوائے امام ابن تیمیہؒ کے یہ اعزاز اور کسی کو حاصل نہ ہوسکا۔

(۲/ ۴۱۶)عبدالکریم بن علی انصاری

شیخ ابواسحاق عراقی شافعی کے نواسے تھے۔ وہ ۶۲۲ھ (۱۲۲۵ء) یا ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) میں مصر میں پیدا ہوئے۔ ابن نحاس کے بعد مدرسہ منصوریہ میں تفسیر کے مدرس مامور ہوئے۔ اور ابن منیرؒ نے زمخشری کے خلاف ان کی تفسیر کشاف پر جو اعتراضات کیے تھے ان کی تردید میں ایک کتاب لکھی اور اس پر ان کو سرزنش بھی کی گئی۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ردالرد ہے۔ ایک تفسیر تصنیف کی اور ماوردی کی کتاب الحاوی کی دودفعہ کتابت کی۔

ان سے ابوحیان اور سبکی کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اخذ کیا۔

ابوحیان ان کی مہارت کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تفسیر کبیر میں اپنے خدشات کا

Maktaba Tul Ishaat.com

اظہار کیا ہے۔مگر بہاؤالدین ابن نحاس نے ان کی تعریف کی اور ذہبی نے بھی انکی مدح کی ہے۔(۸۰) برس کی عمر میں سات صفر ۷۰۴ھ (۱۳۰۴ء) کو فوت ہوئے۔

(۳ /۴۱۷) مالقی

عبدالو احد بن محمد بن علی سداد جو مالقی کے عرف سے مشہور تھے۔وہ فقیہ، نحوی، اصولی، نافع اور کریم النفس بزرگ تھے۔انہوں نے نہایت اعلیٰ درجے کی تعلیم پائی تھی۔وہ دینداری، صلاح وتقویٰ، تواضع اور حسن اخلاق میں اپنے دور میں بے مثال تھے۔انہوں نے ابوعمر، عبدالرحمان بن حوط اللہ وغیرہ مشائخ سے سماع کیا۔انہوں نے قراءات اور فقہ میں تالیف کی اور تفسیر کی شرح لکھی۔وہ شعر بھی کہتے تھے۔ان کا سال وفات ۷۰۵ھ (۱۳۰۵ء) ہے۔

(۴ /۴۱۸) ابو جعفر بن زبیر

احمد بن ابراہیم بن زبیر بن محمد بن ابراہیم بن عاصم بن مسلم بن کعب، علامہ ابوجعفر اندلسی، حافظ، نحوی، ۶۲۷ھ (۱۲۳۰ء) میں پیدا ہوئے۔انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔احادیث کی روایت کی اورانہیں جمع کیا۔اور حدیث اور قراءات میں اپنے عہد کے علامہ بن گئے۔انہوں نے ابن بشکوال کی تاریخ کا ایک ضمیمہ (ذیل) ترتیب دیا اورفن تفسیر میں ایک کتاب بہ اسم ملاک التاویل تصنیف کی جس میں خطیب کے طریق کار کی پیروی کی، اس کی کتاب کی تلخیص کی اور اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ بھی کیا۔ان سے ابوحیان نے استفاضہ کیا اورانہوں نے ان کی تعریف کی ہے۔ابن عبدالملک نے بھی التکملہ میں ان کی تعریف کی اور لکھا ہے کہ ابو جعفر حدیث کے حافظ تھے، اور درست نادرست میں امتیاز کر سکتے تھے۔نیز رجال اوران کی تاریخ سے واقف تھے۔انہوں نے الاعلام بمن ختم به القطر الاندلسی من الاعلام، ردع الجاهل عن اعتساف المجاهل فی الرد علی الشر ذمة اور معجم الشیوخ لکھیں۔اس کتاب کی وجہ سے انہیں بعض مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور وطن بھی چھوڑنا پڑا۔لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مصائب سے نجات دلادی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کے مناقب میں مذکور ہے کہ جب جادوگر فازازی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو جعفر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے خلاف حد ثابت کی تو عدالت نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس پر تلوار کا وار کیا گیا لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ ابو جعفر نے کہا کہ اس کے کپڑے اتارو۔ اسکے جسم پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ اسے دھو یا گیا۔ اس کے بعد اس کی زبان کے نیچے ایک چھوٹا سا کنکر دریافت ہوا، وہ نکالا گیا۔ تب اس پر تلوار کارگر ہوسکی۔

کمال کا ان کے بارے میں یہ قول منقول ہے کہ ابو جعفر ثقہ تھے، امر بالمعروف اور نھی عن المنکر پر عمل پیرا تھے اور اہل بدعت کا قلع قمع کر کے دم لیتے تھے۔ انہیں اپنے عہد کے حکمرانوں کے ہاتھوں کچھ دقتیں پیش آتی رہیں مگر وہ خواص وعوام میں مقبول تھے اور عمدگی سے انہیں پڑھاتے سکھاتے رہتے تھے۔

ان کی وفات ۷۰۷ھ (۱۳۰۸ء) یا ۷۰۸ھ (۱۳۰۹ء) کے ماہ ربیع الاول میں ہوئی، ۷ رمضان بھی کہا گیا ہے۔ انہوں نے کئی تصانیف یادگار چھوڑیں۔

ان کی وفات پر ابو جبل معافری اندلسی نے مرثیہ لکھا تھا۔ یہ اشعار انہی کے ہیں:

(۱) عزیز علی الاسلام والعلم ماجری   فکیف المعنی ان یلم بها الکری

اسلام اور علم پر جو مصیبت پیش آئی ہے، وہ بڑی کڑی ہے

اور جب ایسی مصیبت پیش آجائے تو کون مدد کریگا!

(۲) حقیق لعمری ان تفیض نفوسنا   وفرض علی الاکباد ان یتفطرا

مجھے اپنی عمر کی قسم! ہماری روحوں پر جسم سے نکل جانا

قرض ہے اور ہمارے جگروں پر لازم ہے کہ پھٹ جائیں۔

(۳) وان کان للصبر الجمیل رجاحة   فَرُبَّ مصابٍ صیر الحزن اعذرا

اگرچہ صبر جمیل کا اجر ملتا ہے، مگر بہت سے مصیبت زدہ

ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا غم ان کا بڑا عذر بن جاتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴) امیرٌ و ھا رکن الدیانة قدوَھیٰ　　　　وذا مربع التدریس اصبح مقفرا

وہ انتظامیہ کے ممبر تھے۔ ان کی وفات سے دیانت کا پایہ کمزور
ہوگیا ہے اور حیف ہے کہ تدریس کی مسند بھی اجڑ گئی ہے۔

وہ اسی سلسلے میں مزید کہتے ہیں:

(۱) بعد حلول ابن الزبیر برمسه　　　　نقیم دلیلا او نؤمل مظھرا

کیا ابن زبیر کے اپنی مٹی میں مل جانے کے بعد ہم کوئی نشان لگا دیں یا کسی مظہر کی امید رکھیں۔

(۲) تحری کتاب اللہ شغلا ولم یزل　　　　مقیما علیه رائحا و مبکرا

ابن زبیر اپنے آپ کو اکثر قرآن میں مصروف رکھتے تھے۔ شام ہو یا صبح، وہ قرآن کے پاس ہی ہوتے تھے۔

(۳) متی جئته الفیته متلبساً　　　　به تالیاً او مقرئا او مفسرا

جب بھی میں ان سے ملنے جاتا تو انہیں تلاوت کرتے، قرأت کرتے یا تفسیر کرتے ہوئے پاتا۔

(۴) فوا اسفا للعلم ضاعت فنونه　　　　و امسیٰ من التحقیق منفصم العُریٰ

افسوس کہ علم کے تمام شعبے ضائع ہوگئے، اور تحقیق و تدقیق سے رشتہ ٹوٹ گیا۔

(۵/ ۴۱۹) صاحب المدارک

عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی، حافظ ابن حجر نے الدرر میں انہیں علامۃ الدنیا اور ابوالبرکات کہا ہے۔ ان کا ذکر حافظ عبدالقادر نے اپنے طبقات میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ زہاد متاخرین میں سے تھے، فقہ اور اصول میں مفید کتابیں لکھنے والے بزرگ تھے۔ انہوں نے المستصفی فی الشرح المنظومۃ کے علاوہ ایک نافع شرح لکھی جس کا نام المنافع رکھا۔ علاوہ ازیں الکافی فی شرح الوافی لکھی، الوافی بھی ان کی تصنیف ہے۔ کنز الدقائق، المنار فی اصول الفقہ اور العمدۃ فی اصول الدین بھی ان کی کتابیں ہیں۔ انہوں نے فقہ شمس الائمہ الکردری سے پڑھی۔ اور الزیادات احمد بن محمد عتابی سے روایت کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے منتخب الاخسیکی پر اور المنار پر دو دو شرحیں لکھیں۔ المنار کی ایک شرح کا نام الکشف ہے جبکہ دوسری شرح اس سے زیادہ لطیف ہے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ انہوں نے الہدایہ کی شرح بھی لکھی۔

۷۱۰ھ (۱۳۱۰ء) میں فوت ہوئے اور ایدج میں دفن کیے گئے۔ ملا علی قاری نے سال وفات (۷۱۱ھ) بتایا ہے۔

(۶ / ۴۲۰) علی بن احمد بن علی بن احمد اموی

شیخ زین الدین اموی حنبلی۔ علم تفسیر میں ان کی کتاب تبصرة الرحمان و تیسیر المنان لبعض ما یشیر الی اعجاز القرآن ہے۔ یہ تفسیر ممزوج، مبسوط اور ایک جلد میں ہے۔ وہ اسے بایں انداز شروع کرتے ہیں: الحمد لله الذی انار بکلامه۔

ان کا سال وفات ۷۱۰ھ (۱۳۱۰ء) ہے۔

(۷ / ۴۲۱) شیرازی

علامہ قطب الدین محمود بن مسعود، وہ ۶۳۴ھ (۱۲۲۷ء) میں شیراز میں پیدا ہوئے۔ نصیر الدین طوسی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ وہ علم کا سمندر تھے اور دنیا کے قابل ترین انسان شمار ہوتے تھے، جب تصنیف کا کام کرتے تو روزہ رکھتے اور راتوں کو جاگتے۔

انہوں نے ابن حاجب کی المختصر کی شرح کے علاوہ شرح مفتاح، شرح کلمات ابن سینا اور فلسفہ و حکمت میں غرة التاج اور شرح کتاب الاسرار للسہروردی لکھیں۔ ان کی تفسیر العلائی چالیس جلدوں میں ہے۔ ۱۴ رمضان ۷۱۰ھ (۱۳۱۰ء) کو فوت ہوئے۔

قطب الدین جو قطبی کے نام سے جانے جاتے ہیں، وہ ان سے متاخر ہیں۔ وہ علامہ عضد کے شاگرد تھے۔ ان کی وفات ۷۶۶ھ (۱۳۶۴ء) میں ہوئی۔ ان کا تذکرہ آئندہ آرہا ہے، انشاء اللہ۔

(۸ / ۴۲۲) ربعی (شمس الدین)

محمد بن ابی القاسم بن عبدالسلام الربعی تونسی، مالکی، ۶۳۹ھ (۱۲۴۱ء) میں پیدا ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۶۷۳ھ میں کمال بن عبد، قطب قسطلانی، ابن زبیر اور الیغوری وغیرہ سے سماع کیا اور وہ علوم وفنون میں مصروف ہوگئے، اور فتوی دینے لگ گئے، منکوتمریہ میں درس دیتے رہے اور صالحیہ میں امام رہے۔ ان کے درس فصاحت کا معیار اور نہایت دل کش ہوتے۔ انہیں حسینیہ میں نائب حاکم مقرر کیا گیا۔ بعدہ اسکندریہ میں قضاء کے منصب پر مامور ہوئے۔ کسی نے ان کو پسند نہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے میں جانتا ہوں کہ لوگوں سے روپے کس طرح لیے جاتے ہیں تاکہ اپنی ضرورتیں پوری کی جاسکیں۔ انہوں نے ابن الخطیب کی تفسیر کی تلخیص کی ہے۔ قواعد القوافی بھی ان کی کتاب ہے۔

وہ صفر ۷۱۵ھ (۱۳۱۵ء) میں فوت ہوئے۔

(۹ / ۴۲۳) فضل اللہ بن ابو الخیر (یحییٰ)

ابن غالی ہمدانی رشید الدولہ فضل اللہ ابوالفضل، وزیر تھے۔ ان کے والد یہودی مطار تھے۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور غاز ان کے دربار میں پہنچ گئے۔ غازان نے انہیں ملازمت میں لے لیا۔ چونکہ وہ طبیب تھے، ترقی پاکر وزیر بن گئے۔ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ تھے اور ان کی طرف سے دفاع کرتے اور ان کی خونریزی کو روکنے کے لئے کوشاں رہتے۔ تبریز میں ان کے رفاہ عامہ کے عظیم آثار پائے جاتے ہیں۔

وہ اپنے مخالفین اور بدخواہوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے اور انہیں ختم کرکے ہی دم لیتے۔ ذاتی طور پر وہ سخی اور متواضع تھے اور علماء وصلحاء کو فراخدلی سے نوازتے تھے۔ انہوں نے قرآن کی ایک تفسیر فلسفیانہ انداز میں تحریر کی۔ چنانچہ ان پر الحاد کی تہمت لگائی گئی اور ان کے قتل کے بعد ان کی تمام کتابیں جلادی گئیں۔ ان پر الزام یہ تھا کہ وہ ملک تاتار خربندہ کے قتل کا سبب بنے تھے۔ جوبان نے انہیں سلطان کے دربار میں طلب کیا اور کہا کہ قاآن کے قاتل تم ہو۔ سلطان نے جوبان کو ان کے قتل کا حکم دیا جس نے انہیں قتل کردیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر علیحدہ علیحدہ کردیے گئے اور منادی کرائی گئی کہ یہ اس ملحد یہودی کا سر ہے۔

کہتے ہیں کہ ان کے مکان سے دس لاکھ مثقال سونا نکلا۔ ان کی موت خربندہ کی موت یعنی ۷۱۶ھ (۱۳۱۶ء) کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ ان کے پاس ان کی اشیائے خوردنی کے علاوہ ہر چیز کی فراوانی تھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے اسی (۸۰) سال کی عمر پائی۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ بڑے عقل مند، ہوشیار اور با مروت آدمی تھے۔ مگر تاج الدین الافضل انہیں یہودی کہتے اور برا بھلا کہتے اور انہیں تنگ کرتے تھے، مگر انہوں نے ان سے درگزر ہی کیا۔ بہر حال وہ بڑی خوبیوں، شفقت اور اہل خیر کے لئے جود و سخا اور محبت کا پیکر تھے۔ ذہبی نے دول الاسلام میں ان کی وفات کا ذکر ۷۱۸ھ کے حوادث میں کیا ہے۔

ان کی تفسیر کا نام الکفیل ہے۔

(۲۲۴/۱۰) ابو علی عمر بن محمد

ابن احمد بن خلیل سکونی، جن کا سال وفات ۷۱۷ھ (۱۳۱۷ء) ہے۔ ان کی تفسیروں کے نام التمیز فی تفسیر الکتاب العزیز اور المقتضب من التمیز لما اودعہ الزمخشری من الاعتزالات فی تفسیر الکتاب العزیز ہیں۔ اس کتاب کی ابتداء میں ایک مقدمہ ہے جس میں منطقیوں کا رد ہے۔

(۲۲۵/۱۱) احنف، احمد بن ابو بکر

ابن عمر ابو العباس، جن کا عرف احنف تھا۔ وہ ماہر فقیہ اور عارف تھے۔ علم تفسیر، حدیث اور لغت میں ان کی تصنیفات ہیں۔ ان کا سال ولادت ۶۴۱ھ (۱۲۴۳ء) ہے اور وفات (۷۱۷ھ) میں جمادی الاخری کے ختم ہونے سے دس دن قبل ہوئی۔

(۲۲۶/۱۲) عبدالصمد بن عبد الرحمن بن ابو الرجاء

امام محمد البکری، اندلسی، ووداشی۔ ابن ابار کہتے ہیں کہ وہ کثیر الروایۃ، واعظ اور قراءات وتفاسیر کے عالم نیز حدیث اور عربیت میں فاضل تھے۔ انہوں نے اپنے والد، ابوالحسن بن کوثر اور ابوالقاسم ابن حبیش سے روایت کی اور قراءات ایک جماعت سے۔ سلفی وغیرہ نے انہیں اجازت دی۔ اپنے شہر کے سب سے بڑے قاری تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان سے ابن سندی وغیرہ نے روایت کی۔ان کا سال ولادت ۵۳۴ھ(۱۱۳۹ء) کے لگ بھگ ہے اور وفات رجب ۷۱۹ھ(۱۳۱۹ء) میں ہوئی لیکن یہ اعداد مشکوک ہیں اگرچہ سیوطی نے طبقات المفسرین میں بیان کیے ہیں۔

(۱۳/ ۴۲۷)عماد کندی

اسکندریہ کے قاضی اور نحوی تھے۔انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔ان کا طریقہ تفسیر یہ تھا کہ وہ ایک یا کئی آیات کی تلاوت کرتے۔پھر زمخشری کی تفسیر پڑھتے اور اس کا رد کرتے۔وہ تفسیر میں نحو اور معانی کے نکات بھی بیان کرتے۔ان کی تفسیر کا نام الکفیل ہے جو ۲۳ جلدوں پر مشتمل ہے۔

ان کی وفات ۷۳۰ھ(۱۳۳۰ء) میں ہوئی۔

(۱۴/ ۴۲۸)(ابو بکر)محمد بن علی بن محمد بن احمد بن فخار

الجذامی،وہ ارکش میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ پھر مالقہ میں رہائش اختیار کرلی۔ وہ تالیفات کے شیدائی تھے۔چنانچہ مختلف شعبہ ہائے علم میں انہوں نے تقریباً ۳۰ کتابیں تالیف کیں:

(۱) تحبیر نظم الجمان فی تفسیر ام القرآن (۲) انتفاع الطلبۃ النبہاء فی اجتماع السبعۃ القراء (۳) الاحادیث الاربعون فیما ینتفع بہ القارؤن والسامعون (۴) الدرر فی شرح کتاب المختصر،یہ منظوم کتاب ہے۔ (۵) نصح المقالہ فی شرح الرسالہ(۶) الجواب المختصر الروم فی تحریم سکنی المسلمین ببلاد الروم (۷) استواء المنہج فی تحریم اللعب بالشطرنج (۸) الفصل المقتضی المزوز فی الرد علی من انکر صیام النیروز(۹) جواب البیان علی مصارمۃ اہل الزمان (۱۰) تفصیل صلوۃ الصبح للجماعۃ فی آخر وقتہا المختار علی صلوۃ الصبح للمنفرد فی اول وقتہا بالابتداء(۱۱) ارشاد السالک فی بیان اسناد زیاد عن مالک (۱۲) الجوابات المجتمعۃ علی السوالات المتنوعۃ (۱۳) املاء الدول فی ابتداء مقاصد الجمل (۱۴) اجوبۃ الاقناع والاحساب فی مشکلات مسائل الکتاب (۱۵) منہج الضوابط المقسمۃ فی شرح قوانین المقدمۃ (۱۶) التوجیہ لاوضح الاسماء فی حذف التنوین من حدیث اسماء(۱۷) التکلمۃ والتبرئۃ فی اعراب البسملۃ والتصلیۃ

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۸) سح مزنۃ الانتخاب فی شرح خطبۃ الکتاب (۱۹) اللائح المعتمد علیہ فی الرد علی من رفع الخبر بلا الی سیبویہ وغیرہ۔

ان کا سال وفات ۷۲۳ھ ہے۔

(۱۵ /۴۲۹)احمد بن محمد بن عثمان ازدی عدوی

ابوالعباس ابن البناء، فاضل عاقل اور ہوشمند تھے۔ ایک جماعت نے ان سے پڑھا۔ ایک مدت تک ان کا یہ معمول رہا کہ بعد از نماز صبح تا بوقت زوال درس وتدریس میں مصروف رہتے۔ یہ سلسلہ ۶۹۹ھ (۱۳۰۰ء) تک جاری رہا۔ ایک دن کہ آندھی چل رہی تھی اور ہر طرف گرد وغبار چھایا ہوا تھا، وہ نماز جمعہ کے لئے نکلے اور بیمار ہوگئے۔ دماغ خشکی سے متاثر ہوگیا۔ چنانچہ مدتوں گوشت کھانے سے محترز ہے۔ چنانچہ ان سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جن کی لوگ ان سے توقع نہ رکھتے تھے۔ اب ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ جو آدمی ان سے ملنے آتا، وہ اسے اس کے حالات سے مطلع کردیتے۔ آخرکار شیخ ابو زید عبدالرحمٰن بن عبدالکریم اغمانی نے ان کے اہل خانہ سے کہا کہ وہ انہیں گھر میں بند کردیں۔ چنانچہ ایک سال تنہائی میں مقیم رہے۔ اور جب باہر آئے تو تندرست ہوچکے تھے۔ زمانہ تنہائی میں جو عجیب وغریب حالات انہیں پیش آتے تھے وہ لوگوں کو بتایا کرتے۔ انہوں نے عالم بالا کی مخلوق دیکھی جن کے چہرے چمکیلے اور روشن تھے۔ اس مخلوق نے ان سے ایسے علوم کے بارے میں گفتگو کی جن کا تعلق معانی قرآن سے تھا اور ان کا اسلوب بیان بڑا انوکھا اور نرالا تھا۔ اسکے بعد ان پر ایک اور جماعت حملہ آور ہوئی جن کی صورتیں ڈراؤنی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں کافی طویل گفتگو کی۔

انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں مثلاً تلخیص فی الحساب فی سفر، اللوازم العقلیہ فی مدارک العلوم فی سفر، کتاب فی الاوقات، الروض المریع فی صناعۃ البدیع اور کتاب فی الانواء وغیرہ ان کی یادگار ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے تفسیر سورۃ عصر، تفسیر سورۃ الکوثر اور ایک جلد میں بسم اللہ کی تفسیر لکھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نیز تفسیر کشاف پر حاشیہ اور عنوان الدلیل فی رسم خط التنزیل تصنیف کیں۔

ان کا سال وفات ۷۲۱ھ (۱۳۲۱ء) ہے۔

(۴۳۰/۱۶) علی بن یعقوب بن جبریل البکری

نورالدین ابوالحسن ،فقیہ شافعی ،ان کا سال ولادت ۶۷۳ھ (۱۲۷۴ء) ہے۔چونکہ قبطی ان سے تعصب اور حسد کرتے تھے اس لئے وہ اکثر پریشان رہتے۔ قبطیوں نے سلطان کو ان کے خلاف اکسایا،ان پر الزام یہ تھا کہ وہ معاشرہ کی خرابیوں پر زیادہ بولتے ہیں۔اس لئے سلطان نے حکم دیا کہ ان کی زبان کاٹ دی جائے۔

آخر بصد منت والتجا ابن الوکیل کی سفارش پر سلطان نے اپنا حکم واپس لیا۔وہ امام ابن تیمیہؒ کے خلاف تشدد کرنے والوں میں شامل تھے جس کی وجہ سے امام کو قاہرہ میں امتحان سے بھی دوچار ہونا پڑا۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ وہ پرہیزگار، پارسا اور شان وشوکت سے نفور تھے۔ اور برے کاموں سے سختی کے ساتھ روکتے۔ انہوں نے ابن تیمیہؒ کو ناسزا کہا تھا۔انہیں برا بھلا کہا اور خرابی پیدا کی۔

انہوں نے تفسیر سورۃ فاتحہ اور کتاب فی البیان لکھی۔

ان کی وفات ربیع الثانی ۷۲۴ھ میں ہوئی۔

(۴۳۱/۱۷) قمولی

احمد بن محمد بن ابوحزم مکی، نجم الدین مخزومی قمولی۔انہوں نے مصر میں فقہ پڑھی اور مہارت حاصل کی۔

اور پھر مصر ہی میں حکومت میں لے لئے گئے۔بعدہ حبہ کی ولایت انہیں ملی اور فخریہ میں درس دیتے رہے۔ اس سے پہلے وہ قوص، پھر اخیم، پھر اسیوط، المنیہ ،شرقیہ اور غربیہ میں منصب قضا پر فائز رہے تھے۔انہوں نے الوسیط کی شرح چالیس جلدوں میں مرتب کی۔ اس کی نقول کرائیں اور جواہر البحر نام رکھا۔ نیز مقدمہ ابن حاجب اور اسمائے حسنیٰ کی شرح لکھی ۔علاوہ ازیں امام فخرالدین کی تفسیر مکمل کی۔ابن الوکیل کہا کرتے کہ مصر میں ان کے پایے کا کوئی فقیہ نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ رجب ۷۲۷ھ میں اسی (۸۰) برس سے زیادہ کی عمر میں فوت ہوئے۔

(۱۸/ ۴۳۲) احمد بن محمد بن جبار بن عبدالولی

مرادوی، صالحی، حنبلی، مقری، شہاب الدین۔ ان کی ولادت ۶۵۰ھ (۱۲۵۲ء) سے پہلے ہوئی اور بعض نے ان کا سال ولادت ۶۴۷ھ (۱۲۴۹ء) لکھا ہے۔ اپنی عمر کے چوتھے سال میں وہ خطیب مردا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر کرمانی اور ابن عبدالدائم سے سماع کیا۔ قراءات پڑھیں اور ان میں مہارت حاصل کی۔ علم اصول قرافی سے اخذ کیا۔ علم فقہ حاصل کیا اور صاحب فضل وکمال ہوئے۔ ایک مدت تک حلب میں مقیم رہے، پھر کچھ عرصہ القدس میں گزارا۔ انہوں نے شاطبیہ کی ایک مفصل شرح لکھی جس میں نہایت بعید احتمالات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً شاطبی کا ایک شعر ہے:

و فی العصر انحاء و عند نحاته   یضئُ سناه کلما اسود البلاء

اس عہد میں ایسے نحوی موجود ہیں کہ جن کے علم کی روشنی ہر کالی بلا کو چمکا دیتی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اس شعر میں پانچ لاکھ وجوہ کا احتمال ہے۔

انہوں نے تجوید میں علامہ سخاوی کے قصیدہ رائیہ اور نونیہ کی شرح لکھی اور قراءات میں مہارت کی وجہ سے شہرت پائی۔ انہوں نے ایک تفسیر بنام فتح القدیر لکھی۔ تفسیر کشاف کی جلد اول کا خلاصہ تیار کیا، جس کی پہلی جلد سورۃ فاتحہ سے شروع ہو کر آخر سورۃ انعام پر ختم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں العقیلہ کی شرح لکھی جس کا نام عقیلۃ اتراب القصائد فی اسنی المقاصد رکھا اور آخر میں لکھا کہ محمد بن عبدالولی بن ابومحمد بن جواہر حنبلی بعلی نے ۶۹۸ھ (۱۲۹۸ء) میں بعلبک میں اس کتاب کو اپنے ذاتی استعمال کیلئے تحریر کیا۔

ایک حادثہ میں القدس میں ۷۲۸ھ (۱۳۲۸ء) میں وفات پائی۔

(۱۹/ ۴۳۳) ابن زملکانی

محمد بن علی عبدالواحد بن عبدالکریم انصاری دمشقی، ابن زملکانی کمال الدین ابوالمعالی۔ ان کی ولادت شوال ۶۶۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے مسلم بن علان، فخر علی، ابن الواسطی اور ابن القواس وغیرہ سے سماع کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور ابن الفر کاح سے فقہ پڑھی جبکہ بدر الدین بن مالک سے عربی ادب پڑھا۔

کمال ادفوی بیان کرتے ہیں کہ وہ فتویٰ اور تدریس میں متقدمین کی مثال تھے۔ اسی طرح لوگ ان کی مجالس میں چل کر آتے اور مناظروں میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ ذکی الفطرت، نافذ الذھن اور فصیح البیان تھے۔ امام ذہبی نے انہیں عالم العصر اور امیر الشافعیہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے ایک رسالہ ابن تیمیہؒ کے خلاف دربارہ طلاق اور دوسرا انہی کے خلاف دربارہ زیارت لکھا تھا۔ نیز وہ مدرسہ شامیہ، ظاہریہ اور رواحیہ میں تدریس کرتے رہے تھے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ تدریس، افتاء اور مناظرہ میں مذہب کی ریاست ان پر ختم ہوگئی تھی۔

وہ اپنے ہم عصروں سے روشن ذہن، حصول علم میں جفاکشی، شب بیداری، فصاحت عبارت اور بلاغت الفاظ کی وجہ سے ممتاز تھے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو ان سے بہتر مدرس، ان سے زیادہ شیریں بیان مقرر اور اغلاط سے بچنے والا، صحیح الدماغ اور روشن طبع نہیں دیکھا۔

وہ ۱۶ ۷۲۷ھ رمضان کو بلبیس میں فوت ہوئے۔ ان کی میت کو قرافہ میں لایا گیا اور امام شافعی کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔ ان کی تفسیر کا نام نہایۃ التامیل ہے۔

(۲۰ / ۴۳۴)شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم

ابن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ حرانی، دمشقی، حنبلی، ابوالعباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حافظ ابن حجر الدرر میں لکھتے ہیں کہ رجال اور علل پر ان کی گہری نظر تھی۔ وہ فقیہ، ماہر، متمیز، مصنف، مدرس، مفتی اور معاصرین میں سے فائق تھے۔ تیزی یادداشت، قوت ذہن، علوم منقول و معقول میں وسعت اور مذاہب سلف و خلف کے متعلق کثرت اطلاعات کا وہ حیرت انگیز نمونہ تھے۔

علامہ ذہبی کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب علامہ ابن تیمیہ کسی اختلافی مسئلے کا ذکر کر کے دلائل پیش کرتے اور ترجیح کی وجوہ بیان کرتے تو بڑا تعجب ہوتا تھا، بلاشبہ وہ مجتہد ہونے کے مستحق

Maktaba Tul Ishaat.com

تھے کیونکہ ان میں وہ تمام شرائط جو اجتہاد کے لئے ضروری ہیں، پائی جاتی تھیں ۔میں نے کوئی ایسا سریع الذہن آدمی نہیں دیکھا ،جو مسئلہ زیر بحث پر قرآنی آیات بہ سرعت تمام پیش کرنے میں ان کا مقابلہ کر سکے یا کسی کو مسئلہ زیر بحث کے متون کا اس قدر استحضار ہو۔

تتبع سنت ہمیشہ ان کا نصف العین رہا۔ جسے وہ دل مریب انداز بیان اور کشادہ آنکھوں سے ادا کرتے۔تفسیر قرآن اور اسکے متعلق وسعت معلومات سے وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ ان کا اصول دیانت اور مخالفین کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا تھا۔اور اس باب میں کس طرح کا غبار خاطر انہیں متاثر نہیں کرتا تھا۔کیونکہ وہ کریم النفس، شجاع اور نفس کے مکر وفریب سے قطعاً بری تھے۔مختلف شعبہ ہائے علم میں ان کے فتاوی کی تعداد اندازاً تین سو جلدوں سے زیادہ تھی۔ وہ سچی بات کہنے میں بڑے بے باک اور دین کے معاملے میں کسی طعن و تشنیع کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ وہ صوم وصلوۃ کے پابند اور ظاہری و باطنی طور پر احکام شرع کی بجا آوری کرتے تھے اور سوئے فہم سے بالا تھے۔کیونکہ وہ بڑے ذکی تھے اور علم کا ایک طوفانی سمندر، نیز احکام دین کو خفیف نہ گر دانتے۔اور نہ بوجہ غرور و تعلّی کسی معاملے میں انفرادی حیثیت اختیار کرتے ۔کسی متفق علیہ مسئلے پر اپنی زبان نہ کھولتے ۔بلکہ قرآن ،حدیث ،قیاس اور براہین نیز گذشتہ ائمہ کے اسوہ پر غور کرتے ۔اس پایے کے شخص ہی کو خطا پر ایک نیکی اور صواب پر دو نیکیاں ملتی ہیں۔

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ وہ قلعہ میں تھے کہ سخت بیمار ہو گئے اور ۲۲ ذوالقعدہ کی رات کو فوت ہو گئے۔جامع دمشق میں انکی نماز جنازہ ادا کی گئی ۔ان کا جنازہ کثرت تعداد سے ضرب المثل بن گیا تھا،اس میں پچاس ہزار آدمی شریک ہوئے تھے (الدرر الکا منہ ۱/ ۱۵۲)۔

شہاب الدین بن فضل اللہ نے ان کا ایک اعلیٰ درجہ کا مرثیہ (قصیدہ رائیہ) لکھا اور دردناک انداز میں حالات بیان کیے۔اسی طرح زین الدین ابن الوردی نے ان کا مرثیہ لکھا۔ جمال الدین سرمری نے بھی ان کی تعریف کی۔اقشہری لکھتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث،فقہ،فرائض،حساب اور باقی تمام علوم میں بھی بے پناہ

Maktaba Tul Ishaat.com

قابلیت کے مالک تھے۔کوئی فن ایسا نہیں جس میں انہیں کامل مہارت نہ ہو۔ طوفی نے بھی ان کی تعریف میں طویل کلام سے کام لیا اور لکھا ہے کہ ابن تیمیہؒ دنیا کے ذکی ترین افراد سے تھے۔

ابن حجر لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ الشیوخ حدانی مزی علامہ ابن تیمیہ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام تقی الدین سے ملاقات میں میں نے انہیں تمام علوم کا ماہر، اور سنن و آثار کا بہمہ وجوہ جامع پایا۔تفسیر قرآن پاک کا علم ان کے ہاتھوں نے تھام رکھا ہے۔وہ فقہی مسائل میں فتویٰ دیتے وقت معاملے کی تہہ کو پہنچ جاتے تھے۔ علم حدیث کا ذکر ہوتا تو وہ اپنے علم اور روایت کا ثبوت فراہم کرتے اور ملل ونحل کی بات چھڑتی تو اس باب میں ایسے نکات بیان کرتے کہ کوئی ان کا حریف نہ ہوتا۔اور نہ فہم وفراست میں کوئی ان کا مثیل تھا۔ انہوں نے ہر فن میں ابنائے جنس پر اپنی برتری وعظمت ثابت کی۔کسی آنکھ نے ان کی مثال نہیں دیکھی اور نہ خود انہوں نے اپنے جیسا کوئی شخص دیکھا۔اس کے علاوہ بھی حدانی مزی نے انکی مدح میں بہت کچھ کہا ہے۔

علامہ سبکی نے ابن تیمہؒ کے حق میں ذہبی کے جواب میں لکھا ہے کہ مملوک ان کی عظمت قدر اور علمی وسعت وجلالت ،علوم عقلیہ ونقلیہ میں انکے توسع،ان کی بے پناہ ذہانت،ان کے اجتہاد اور ان کا اس وقار ودرجہ علم کو پہنچنا کہ جس کی تعریف نہ ہو سکے،بیان کرتا ہے۔مملوک ہمیشہ انکا یہی تذکرہ کرے گا اور میرے دل میں ان کی عظمت وقدر اس سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان میں زہد وتقویٰ،دیانت،حق وراستی کی نصرت اور اس کیلئے کھڑا ہو جانا بھی جمع فرما دیا تھا، اس کے سوا ان کی کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی تھی۔ اس باب میں وہ سلف کے طریقہ پر چلے اور بہترین ماخذ کو مدنظر رکھا۔ ان کی بے مثیلیت نہ صرف اس زمانے بلکہ کئی زمانوں پر حاوی ہے۔

شیخ صلاح الدین علائی نے بھی علامہ ابن تیمیہؒ کی مدح سرائی میں خامہ فرسائی کی ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ علامہ شیخ،امام اور عالم ربانی ہیں۔جلیل القدر عالم اور قطب نورانی ہیں۔ امام الائمہ،اُمت کی برکت، علامۃ العلماء،وارث انبیاء،آخری مجتہد،علماء دین میں منفرد المقام، شیخ الاسلام، حجۃ الاعلام، قدوۃ الانام،

Maktaba Tul Ishaat.com

برھان المعلمین، بدعتیوں کے تباہ کرنے والے، مناظرین کی تلوار، علوم کے سمندر، استفادہ کرنے والوں کا خزانہ، قرآن کے ترجمان، زمانے کے اعجوبہ، وقت کے بے مثل انسان، تقی الدین، امام المسلمین، اہل عالم پر اللہ کی حجت، سلف صالحین کا نمونہ، بزرگان گزشتہ کی مثال، مختلف فرقوں کے مفتی، صداقت کے مددگار، علامہ ہدیٰ، بہترین حافظ، الفاظ اور معانی کے شاہ سوار، شریعت کے رکن، عجیب وغریب علوم کے حامل، ابوالعباس ابن تیمیہؒ۔

علامہ کے بارے میں کمال الدین زملکانی سے دریافت کیا گیا تو کہا کہ وہ مختلف علوم وفنون، فقہ، نحو، اصول میں قابلیت عظمیٰ کے مالک اور انواع خیر کے جامع تھے، تعلیم علوم اور خوش بیانی میں مہارت رکھتے تھے۔ دین کے معاملات میں مضبوط اور فقہی مسائل کو بہت اچھی طرح جانچتے تھے۔ اپنے مسلک کے معاملات کو ہروقت پیش نظر رکھتے۔ بحث مباحثے میں خوش گو، صحیح الذہن اور قوی الفہم تھے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیم، اہل السنۃ والجماعۃ کے اکابرین میں سے تھے اور وہ اس اُمت کے اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے مخالفین نے ان کے بارے میں تشبیہ اور تمثیل کے جو الزامات لگائے ہیں وہ ان سے بری ہیں۔

تمام ائمہ کبار نے انکی تعریف کی ہے، حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور اپنی کئی اور کتب میں، حافظ ابن حجر، ابن دقیق العید، صاحب نجوم زاہرہ اور صاحب ذیل طبقات حنابلہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ نے کثیر التعداد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ تفسیر میں سورۃ الاخلاص کی تفسیر لکھی ہے۔ اور اس سورت کے قرآن کا ایک ثلث ہونے پر اہل علم وایمان کی طرف سے بحث فرمائی ہے۔ ان کا مجموعہ تفسیرات چھ سور پر مشتمل ہے۔

ان کی وفات ۲۰ ذوالقعدہ ۷۲۸ھ (۱۳۲۷ء) کو ہوئی۔

(۲۱/ ۴۳۵) حسن بن محمد بن خسین قمی

نیشاپوری، جو نظام الاعرج کے عرف سے مشہور تھے۔ ان کی تفسیر کا نام غرائب القرآن

Maktaba Tul Ishaat.com

ورغائب الفرقان ہے، جو تفسیر نیشا پوری کے نام سے مشہور ہے۔ پہلی جلد سورہ کہف تک ہے اور دوسری آخر قرآن کریم تک۔

ان کا سال وفات ۷۲۸ھ (۱۳۲۸ء) ہے۔

علامہ سیوطی البغیہ میں لکھتے ہیں کہ میں ان کے حالات سے واقف نہیں اور کہا ہے کہ صرف میں ان کی کتاب شرح شافیہ ہے جو ممزوج اور متداول ہے۔ وہ خود قم کے باشندے تھے۔

(۲۲ /۴۳۶)سید محمد ادریس بن ناصر

کئی تصانیف لکھیں: ان کی تفسیر کا نام التیسیر الاکسیر الابریز فی تفسیر القرآن العزیز ہے۔

دوسری تفسیر کا نام المنهج القویم فی تفسیر القرآن الکریم ہے۔

ان کا سال وفات ۷۳۰ھ (۱۳۳۰ء) ہے۔

(۲۳ /۴۳۷) ابن منیر عبدالواحد

ابو محمد بن شرف الدین بن منیر جو قاضی ناصر الدین ابن المنیر کے بھتیجے تھے اور حدود اسکندریہ کے شیخ تھے، ان کا لقب عز القضاۃ تھا۔ وہ فقیہ اور فاضل ادیب تھے۔ انہوں نے طویل عمر پائی اور لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے فقہ اپنے دو چچاؤں ناصر الدین اور زین الدین سے پڑھا۔ اور دس جلدوں میں ایک عمدہ تفسیر قرآن مرتب کی جسے مختلف مقامات پر اب تک پڑھتے رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی مدح میں ان کا ایک دیوان بھی ہے۔ یہ شعر ان کا ہے:

فلا تعتمد الا علی الله وحده ولا تستند الا لعز جلاله

سوائے خدائے واحد کے کسی اور پر اعتماد نہ کر،

اور سوائے اس کے عز وجلال کے کسی اور پر بھروسہ نہ کر۔

ان کا سال وفات ۷۳۶ھ (۱۳۳۵ء) ہے جیسا کہ ابن فرحون نے ذکر کیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۲۸/۲۴) جعبری، ابراھیم بن عمر بن ابراھیم بن خلیل

ابن ابی العباس جعبری، ربعی، خلیلی، انہیں شیخ الخلیل کہتے تھے۔ بغداد میں ان کا لقب تقی الدین اور دیگر علاقوں میں برھان الدین تھا۔ نیز ابن السراج بھی کہلاتے تھے۔ مگر شہرت جعبری کی تھی۔ مدتوں دمشق میں قیام پذیر رہے۔ اسکے بعد الخلیل کی سیادت پر فائز ہوئے اور مرتے دم تک اسی مقام پر رہے۔

انہوں نے نزھۃ البررۃ فی القراءات العشرہ، شرح شاطبیہ، شرح الرائیہ اور التعجیز نظم میں جبکہ نثر میں عروض اور مناسک وغیرہ کئی رسالے لکھے جو سو کے لگ بھگ تھے۔

وہ روشن چہرہ کے مالک تھے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ شیخ الخلیل پرسکون، باوقار، ذہین اور وسیع العلم تھے۔ انہوں نے المعجم المختصر میں لکھا ہے کہ شیخ کی تصانیف جو قراءات، حدیث، اصول، ادب اور تاریخ وغیرہ کے بارے میں لکھی ہیں، سب بلند پایہ ہیں۔ انہوں نے علم حدیث میں بھی کتابیں لکھیں۔ ابن رافع لکھتے ہیں کہ شیخ مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ محبوب الصورت اور ہشاش بشاش چہرے کے مالک تھے۔ وہ اپنے خط سے خود کو سلفی لکھتے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سلف سے نسبت ہے۔

ان کی وفات رمضان ۷۳۲ھ میں ہوئی جبکہ عمر اسی (۸۰) سال سے کچھ زیادہ تھی۔

(۴۲۹/۲۵) حموی، ھبۃ اللہ

ابن عبدالرحیم بن ابراہیم بن ھبۃ اللہ بارزی، جہنی، حموی، شافعی، ۲۵ رمضان ۶۴۵ھ (۱۲۴۷ء) کو پیدا ہوئے۔ اپنے معاصرین پر علم و فضل میں فوقیت حاصل کی اور بارہا حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ لوگوں نے ان سے بے شمار فوائد سمیٹے اور ایک جماعت کو افتاء کی اجازت عطا کی۔ اور عوام میں اتنی عزت پائی کہ برھان الدین بن فرکاح کہا کرتے میری بڑی خواہش ہے کہ حماۃ جا کر قاضی شرف الدین سے التنبیہ پڑھوں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ صفات باری کے متعلق گفتگو نہیں کرتے تھے اور دونوں جماعتوں کی تعریف کرتے تھے۔
ان کے پاس کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ وہ جب کسی کتاب کا نام سنتے، تو رقم جمع کر کے اس کی لکھائی کا بندوبست کرتے۔ انہوں نے حماۃ کی قضاء بغیر از اجرت قبول کر لی تو کبھی درہ ہاتھ میں لیا اور نہ کبھی کسی کو سزا دی۔ وہ حماۃ میں چالیس برس بطور قاضی متعین رہے تھے۔ دیار مصریہ کی قضاء کے لئے انہیں متعین کیا گیا مگر انہوں نے پسند نہ کیا۔

ہر چند وہ بڑے منکسر المزاج تھے مگر حماۃ میں وہ حددرجہ معزز اور محترم تھے اور جس دن وہ فوت ہوئے شہر کے دروازے ان کے جنازہ کے لئے بند کر دیے گئے تھے۔ ان کی تصانیف یہ ہیں:

(۱) التمیز فی الفقہ (۲) شرح شاطبیہ (۳) روضات الجنان، تفسیر (۴) کتاب الشرعہ فی السبعہ (۵) جامع الاصول کی دو دفعہ تلخیص کی (۶) انہوں نے علم فقہ میں التنبیہ اور الزبد کی ترتیب پر ایک کتاب تحریر کی۔ (۷) المنتھی علی الحاوی، وغیرہ۔

ایک لطیف اور دلچسپ فقرہ جوان سے منسوب ہے: (سورحماہ بربہا محروس) اور یہ ایسی بات ہے جو پر چھانوے میں ناممکن نہیں۔ وہ آخری عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ فقہ میں انہوں نے بلند مقام حاصل کیا تھا اور اکتساب فضائل میں حصہ دار رہتے تھے۔ اور اپنے زمانے کی امامت ان پر ختم ہوگئی تھی۔ وہ علم و فضل کے بے پایاں سمندر تھے اور حددرجہ ذکی۔ ہمیشہ طلب علم میں مصروف رہتے اور کبھی نہ تھکتے۔ وہ صوفی مزاج، حددرجہ دیانتدار، فاضل اور محنتی تھے۔ وہ بڑے صاحب خیر، متواضع، کبر و غرور سے خالی اور محاسن کا مجموعہ تھے۔ وہ صالحین کی زیارت کو اکثر جاتے۔ ان سے انہیں حسن اعتقاد تھا۔ چنانچہ خضوع سے ملتے۔

اسنوی نے طبقات الفقہاء میں اُن کی تعریف کی ہے۔ نیز تاج سبکی نے بھی ان کی مدح کی ہے۔
النجوم الزاھرہ میں ہے کہ انہوں نے قرآن کی دو تفاسیر لکھی ہیں۔ ایک کا نام بدیع القرآن اور دوسری کا نام ناسخ و منسوخ ہے۔ اسی طرح الوفاقی شرح احادیث الشفا بھی ان کی تصنیف ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ ۲۰ ذی قعدہ ۷۳۸ھ بدھ کی رات کو فوت ہوئے۔

(۴۴۰/۲۶) سمنانی

ابوالمکارم علاء الدولہ احمد، جورے کے قاضی تھے۔انہوں نے تیرہ جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر لکھی۔

ان کا سال وفات ۷۳۷ھ (۱۳۳۶ء) ہے۔

(۴۴۱/۲۷) ابن القوبع

مالکی، محمد بن عبدالرحمان جعفری، تونسی، جو ۶۶۴ھ (۱۰۲۵ء) میں تیونس میں پیدا ہوئے اور اپنے مولد ہی میں تعلیم پائی۔ پھر دمشق آئے اور سورۃ ق کی تفسیر پر ایک لطیف کتاب لکھی اور متعدد دیگر آیات کی بھی، اور دیوان متنبی پر ایک جید اور عمدہ کتاب ترتیب دی۔ انہوں نے نہایت روشن ذہن پایا تھا اور مختلف علوم میں مہارت پیدا کر لی تھی۔ چنانچہ ابن سید الناس، التاج السبکی اور شیخ ابن نحاس نے ان کی تعریف کی ہے۔وہ ۱۷ ذوالحجہ ۷۳۸ ھ کو فوت ہوئے۔

قوبع (قاف کے ضمہ اور بقول بعض فتحہ کے ساتھ)ایک پرندے کا نام ہے۔

(۴۴۲/۲۸) یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالملک

واسطی، شافعی، جو عراق کے فقیہ تھے۔وہ ۶۶۲ھ (۱۰۲۳ء) میں پیدا ہوئے۔انہوں نے ناسخ ومنسوخ اور کتاب مطالع انوار البھیہ فی صفات خیر البریہ تصنیف کیں۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ انہوں نے قرآن، فقہ، اصول حدیث، اصول فقہ اور عربی ادب پڑھا اور احباب نے ان سے فیض حاصل کیا۔انہیں اپنے زمانے کا فقیہ عراق کہا جاتا تھا۔

وہ ربیع الآخر ۷۳۸ھ (۱۳۳۷ء) میں واسط میں فوت ہوئے۔

(۴۴۳/۲۹) ابو الحسین بن ابو بکر بن حسین

اسکندری، مالکی، نحوی۔ ان کا سال ولادت ۶۵۴ھ (۱۳۵۶ء) ہے۔علم، خصوصاً عربی ادب ذوق شوق سے حاصل کیا۔اور عوام نے ان سے استفادہ کیا۔ ایک تفسیر دس جلدوں میں ترتیب دی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حدیث دمیاطی سے پڑھی۔
ان کی وفات ذوالحجہ ۷۴۱ھ (۱۳۴۰ء) میں ہوئی۔

(۴۴۴/۳۰) خازن

علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل شیحی (شیحہ حلب کی ایک نواحی بستی تھی)، بغدادی، صوفی علاؤ الدین جو ممیساطیہ کی لائبریری کے لائبریرین (خازن) تھے۔

وہ ۶۷۸ھ (۱۲۷۹ء) میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ اور وہاں ابن الدوالیبی سے سماع کیا۔ پھر دمشق میں آئے اور قاسم بن مظفر اور وزیرہ دختر عمر سے سماع کیا۔ وہ حصول علم میں منہمک ہو گئے۔ اور ایک ضخیم تفسیر مرتب کی جس کا نام التاویل لمعالم التنزیل رکھا، العمدہ کی شرح لکھی۔ انہوں نے ہی مقبول المنقول دس جلدوں میں لکھی تھی۔ اس میں مسند شافعی، احمد، مؤطا، ادارقطنی اور صحاح ستہ کو جمع کیا ہے۔ یہ دس کتابیں تھیں جنہیں ابواب وار مرتب کیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ مفصل لکھی۔

مصنف خوش اخلاق اور خوش شکل تھے، وہ محبت اور دوستی سے پیش آتے جیسا کہ ابن رافع نے بیان کیا ہے۔ وہ حلب میں ۷۴۱ھ (۱۳۴۱ء) میں رجب کے آخر میں یا شعبان کی چاندرات کو فوت ہوئے۔

حضرت شیخ القرآن کہتے ہیں کہ انکی تفسیر بغوی کی معالم التنزیل سے منقول ہے جس میں ضعیف روایات بھی ہیں۔ انہوں نے بعض فرضی حکایات کا رد بھی کیا ہے مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں مشہور حکایت وغیرہ۔

(۴۴۵/۳۱) ابراھیم بن احمد بن محمد انصاری، خزرجی، جزری

ابن فرحون لکھتے ہیں کہ شیخ کی کنیت ابواسحاق تھی۔ وہ فقیہ، عالم، امام اور مختلف علوم فنون سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ وہ شیخ الشیوخ، اہل رسوخ کا نمونہ، کثیر التعداد کتابوں کے مصنف اور بیش قیمت معارف کا خزانہ تھے۔

افریقہ کے علماء و نجباء سے انہوں نے عربی ادب، بیان، اصول دین اصول فقہ، منطق اور علم مجادلہ

Maktaba Tul Ishaat.com

وغیرہ بالخصوص حاصل کیے ۔ چنانچہ اکثر علوم میں انہیں خاص درک حاصل تھا۔

انہوں نے کئی کتب پر حاشیے چڑھائے اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ لیکن ان کی یہ علمی کاوشیں مسودات تک ہی محصوررہ گئیں۔ چونکہ ان کا خط واضح اور صاف نہ تھا اور پڑھنا مشکل تھا۔ اس لئے کسی اور نے انہیں کھنگالنے کی زحمت برداشت نہ کی۔ ان کی کتب کی فہرست یہ ہے:

(۱) کیفیۃ السباحۃ فی بحر البلاغۃ والفصاحۃ (۲) رفع المظالم عن کتاب المعالم (۳) کتاب ایضاح غوامض الایضاح (۴) کتاب المنہج المغرب فی الرد علی المعرب (۵) کتاب تقصی الواجب فی الرد علی ابن حاجب (۶) کتاب تحریر القواعد الکلامیہ فی تقریر القواعد الاسلامیۃ (۷) منتہی الغایات فی شرح الآیات (۸) الاغراب فی ضبط عوامل الاعراب (۹) انجاز البیان فی بیان اعجاز القرآن (۱۰) تحریر الدلالات فی اثبات النبوات (۱۱) ترغیب العباد فی الحض علی الجہاد (۱۲) القوانین الجلیۃ فی الاصطلاحات الجدلیۃ (۱۳) التنبیہ علی مازخرف من التمویہ فی علم البیان المطلع علی اعجاز القرآن۔

(۴۴۶/۳۲) ابراھیم بن محمد بن ابراھیم قیسی، صفاقسی، مالکی

یگانہ روزگار علامہ اور مختلف علوم وفنون کے ماہر مصنف تھے۔ ان کے بھائی محمد قاضی بھی عالم اور کئی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ ان بھائیوں کی تالیفات میں ایک اعراب القرآن الکریم ہے جو اعراب پر بحث کرنے والی کتابوں میں مفید ترین اور بہترین کتاب ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو امام علامہ اثیر الدین ابوحیان کی کتاب البحر المحیط اور ابوالبقاء کی اعراب سے اور دیگر سے غور وخوض کے بعد چھانٹ کر لکھا ہے۔

ان کا سال وفات ۷۴۳ھ (۱۳۴۱ء) ہے۔

(۴۴۷/۳۳) طیبی (شرف الدین)

شارح مشکوۃ ہیں۔ جلال الدین سیوطی نے البغیۃ میں لکھا ہے کہ ان کا نام حسن بن محمد تھا۔ حافظ ابن حجر نے الدرر میں لکھا ہے کہ ان کا نام حسین بن محمد بن عبداللہ تھا۔ سخاوی لکھتے ہیں کہ انہوں نے

Maktaba Tul Ishaat.com

شرح مشکوۃ کے شروع میں اپنا نام حسین لکھا ہے۔

وہ معقول، عربیت، معانی اور بیان میں امام اور جلیل القدر عالم تھے، قرآن حکیم اور سنن سے رموز و غوامض کے استخراج میں اللہ کی ایک نشانی تھے، ہر وقت اشاعت علوم میں منہمک رہتے۔

منکسر المزاج، حد درجہ خوش اعتقاد اور فلسفیوں اور بدعتیوں پر سخت رد کرنے والے تھے اور باوجودیکہ اسلامی ممالک میں ان کو غلبہ حاصل تھا لیکن بایں ہمہ شیخ ان کی اعتقادی اور اخلاقی برائیوں کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے نہایت عشق تھا۔

حد درجہ باحیا تھے اور جماعت سے دن رات چمٹے رہتے۔ علوم اسلامیہ کے طلبہ کے علمی مشاغل میں بغیر از طمع مسلسل دلچسپی لیتے بلکہ ان کی خدمت کرتے اور امداد کرتے۔ اور اہل شہر کو اعلیٰ اعلیٰ کتابیں مستعار دیتے، خواہ وہ اُن سے متعارف ہوتے یا نہ۔ جس شخص کے دل میں احکام شریعت کا احترام محسوس کرتے اس سے محبت کرتے۔ اور چونکہ بوجہ وراثت اور شغل تجارت ثروت مند تھے، اس لئے ہمیشہ بھلائی اور رفاہ عامہ کے کاموں میں حصہ لیتے رہتے۔ چنانچہ آخری عمر میں محتاج ہوگئے تھے۔

انہوں نے تفسیر کشاف اور ایک دوسری تفسیر، نیز معانی اور بیان میں التبیان کی شرح رقم کی۔ انہوں نے مشکوۃ کی بھی شرح لکھی۔ وہ صبح سے ظہر کے وقت تک تفسیر میں مشغول رہتے اور بعد از ظہر تا عصر حدیث کا مطالعہ کرتے۔ زندگی بھر موت کے دن تک یہی ان کا معمول رہا۔

جس دن وہ فوت ہوئے حسب معمول تفسیر کے مطالعہ سے فارغ ہوئے اور پھر مجلس حدیث کی طرف توجہ کی۔ اور نماز نفل پڑھ کر قبلہ رخ ہو کر اپنی نذر پوری کی، یعنی فوت ہوگئے۔ یہ منگل کا دن تھا اور ۱۳ شعبان۔ سال وفات ۷۴۳ھ (۱۳۴۲ء) تھا۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ شیخ نے کشاف کی شرح میں لکھا ہے کہ انہوں نے ابو حفص سہروردی کے فیض سے بھی فائدہ اٹھایا اور اس شرح کے شروع کرنے سے پہلے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ اور آپ ﷺ نے انہیں دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا جسے انہوں نے پی لیا۔ ان کی تفسیر کا نام

Maktaba Tul Ishaat.com

فتوح الغیب عن قناع الریب ہے۔

(۳۴/ ۲۴۸) ابو حیان نحوی

محمد بن یوسف بن علی بن یوسف، اثیرالدین، اندلسی، غرناطی، نفزی (نفزہ بربروں کے ایک قبیلے کا نام ہے)، اپنے عہد کے نحوی، لغوی، مفسر، محدث، مقری، مورخ اور ادیب تھے۔ان کی پیدائش ۶۵۴ھ میں مطخشارش میں (جو غرناطہ کے پاس ایک شہر ہے) ہوئی۔انہوں نے ابو جعفر بن زبیر سے اور مصر میں بہاء الدین نحاس اور ایک جماعت سے علم حاصل کیا۔اور اندلس، افریقہ، اسکندریہ مصر اور حجاز میں تقریباً ساڑھے چار سو شیوخ سے جن میں قطب قسطلانی اور رضی شاطبی شامل ہیں، حدیث کا سماع کیا۔ انہیں شرف الدمیاطی، ابن دقیق العید اور عز الحرانی نے اجازت دی۔

وہ طلب حدیث پر پل پڑے اور اس کا بھرپور مطالعہ کیا۔تفسیر، عربیت، قراءات، ادب اور تاریخ میں پوری مہارت حاصل کی حتیٰ کہ اکابر زمانہ نے ان سے استفادہ کیا اور انھوں نے ان کی زندگی میں ہی انہیں درجہ امامت پر فائز کیا۔مثلاً شیخ تقی الدین سبکی اور ان کے دو بیٹے، جمال اسنوی، ابن عقیل اور سمین ۔ ان کے کئی شاگرد ان کی زندگی میں ہی شیوخ اور ائمہ میں شمار کئے گئے۔

ایک موقع پر انکے اور ابو جعفر بن زبیر کے درمیان، جو ان کے استاد تھے ، جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ سلطان وقت کے علم میں لایا گیا ۔اس نے انہیں دربار میں سرزنش کے لئے طلب کیا۔ابوحیان روپوش ہو گئے اور غرناطہ سے بھاگ گئے۔

انہوں نے عراقی سے علم حاصل کیا، اصفہانی کی مجلس میں شامل ہوتے رہے اور امام شافعیؒ کا مذھب اختیار کر لیا۔بقول ابوالبقا ہمیشہ ظاہری رہے۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابوحیان کہا کرتے جس آدمی کے ذہن میں ایک دفعہ ظاہری مذہب داخل ہو جائے ناممکن ہے کہ وہ شخص اس کے پھندے سے نکل سکے۔

وہ البغیہ میں لکھتے ہیں کہ ادفوی سے منقول ہے جس طرح لوگ سخاوت پر فخر کرتے ہیں، اسی طرح ابوحیان بخل پر فخر کرتے تھے۔وہ نہایت ثقہ، راست باز، حجت اور فلسفیانہ بدعتوں ، اعتزال اور

Maktaba Tul Ishaat.com

تجسیم سے سالم العقیدہ تھے۔اورمذہب اہل ظاہر اور حضرت علیؓ کی محبت کی طرف مائل تھے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو بہت زیادہ گریہ اور خضوع وخشوع طاری ہو جاتا۔ابوحیان طویل القامت،خوش آواز، ملیح الوجہ اور روشن رنگ کے مالک تھے۔ان کے چہرے پر ایسی سرخی تھی جس سے چہرہ چمکتا رہتا۔ڈاڑھی اور سر کے بال لمبے اور لٹکے ہوئے تھے۔ابن تیمیہؒ کا بہت احترام کرتے اور کہا کرتے تھے کہ میری آنکھ نے ایسا آدمی نہیں دیکھا۔اسکے بعد ذیل کے اشعار پڑھتے جو انہوں نے فی البدیہہ کہے تھے:

(۱) لما رأينا تقى الدين لاح لنا — داعٍ الى الله فرد ما له وزر

جب ہم نے تقی الدین کو دیکھا،تو ہماری آنکھوں نے ایک ایسے انسان
کو دیکھا جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور جس میں کوئی عیب نہیں۔

(۲) على محياه من سيما الا له صحبوا — خير البريه دو نه القمر

اسکے چہرے پر اللہ تعالی کے کرم سے حضور کریم ﷺ کے صحابہؓ
کی چمک ملاحظہ کی جس کے سامنے چاند بھی ماند ہے۔

(۳) حبر تسربل منه دهره حبرا — بحرا تقاذف من امواجه الدرر

وہ ایسا عالم ہے کہ زمانے نے اس سے علم کا کرتہ پہن لیا ہے۔
اور وہ ایسا سمندر ہے جس کی موجوں سے موتی جھڑتے ہیں۔

(۴) قام ابن تيميه في نصر شرعتنا — مقام سيد تيم اذ عصت مضر

ابن تیمیہ ہماری شریعت کی مدد کے لئے سردار بنو
تیم کی طرح اٹھ کھڑا ہوا جب مضر نے نافرمانی کی۔

(۵) واظهر الحق اذ آثاره اندرست — واخمد الشر اذ طارت له شرر

اس نے حق کو اس وقت غلبہ دیا جب اس کے آثار مٹ چکے تھے۔
اور اس نے شر کی آگ کو اس وقت بجھایا جب اس کے شرارے اڑ رہے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶) کنا نحدث عن حبر فهو یجیئنی　　انت الامام الذی قد کان ینتظر

ہم جس فاضل کے آنے کے بارے میں گفتگو کرتے
تھے وہ آگیا اور تو ہی وہ امام ہے جس کا انتظار تھا۔

بعد میں ان کے درمیان ایک جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ سیبویہ کا ذکر آیا تو امام نے کہا بلاشبہ سیبویہ نہ نحو کا نبی ہے اور نہ معصوم ہی ہے۔ اس کی کتاب میں ایسی اسی (۸۰) غلطیاں ہیں جن کو تم سمجھ ہی نہیں سکے۔ یہی بات ان کے مقاطعہ کی وجہ بنی۔ ابوحیان نے اپنی تفسیر میں امام کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے: وہ ایسا سمندر ہے جس میں ہر برائی پائی جاتی ہے۔ تفسیر کی تلخیص میں بھی یہی بات لکھی ہے اور تجسیم کو ان سے منسوب کیا ہے۔

ذیل کا شعر بھی ان کا ہے:

ان الدراھم والنساء کلاھما　　لا تا منن علیھما انسا نا

دولت اور عورت دونوں ایسی چیزیں ہیں کہ کوئی انسان ان سے مامون نہیں ہوسکتا۔

ذیل کے دوشعر بھی ان کے ہیں:

(۱) اتی بشفیع لیس یمکن ردہ　　دراھم بیض للجروح مراھم

وہ ایک ایسے شفیع کو لایا ہے جس کی شفاعت مسترد نہیں ہوسکتی۔
وہ شفیع سفید رنگ کے درہم ہیں جو زخموں کا مرہم ہیں۔

(۲) تصیر صعب الامر اھون ما تری　　و تقضی لبا نا ت الفتی وُ ھو نا ئمَ

آدمی کے مشکل کام آسان ہوجاتے ہیں اور اسکی تمام خواہشات پوری ہوجاتی ہیں جبکہ وہ سویا ہوتا ہے۔

جعفرادفوی کا بیان ہے کہ ابوحیان محبت علیؓ میں ائمہ نحو کے طریق پر تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ ابن جماعہ سے کہا کہ حضرت علیؓ سے روایت کیا جاتا ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت نبی اکرمؐ نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ مومن ہی مجھ سے محبت کرے گا اور منافق ہی مجھ سے دشمنی کریگا۔ انہوں نے دریافت کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا یہ روایت سچی ہے۔ ابن جماعہ نے کہا ہاں سچی ہے۔ سائل نے کہا جنہوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی اور ان پر تلوار سے حملہ آور ہوئے، وہ ان کے محب تھے یا دشمن؟ ادفوی ہی کہتے ہیں کہ ابوحیان تمام دنیا سے بدظن رہتے تھے۔

حافظ ابن حجر نے الدرر میں ان کے خط سے لکھے ہوئے ان کی کتابوں کے درج ذیل نام نقل کیے ہیں:

(۱) البحر المحیط ، ضخیم تفسیر (۲) غریب القرآن، ا جلد (۳) الاسفار الملخص من کتاب الصفار (۴) شرح التسهیل التذکرۃ (۵) الموقعہ (۶) التذکیر (۷) المبدع (۸) التقریب (۹) التدریب (۱۰) غایۃ الاحسان فی النکت الحسان (۱۱) الشذی فی مسئلہ کذا (۱۲) اللمحۃ الشذرۃ (۱۳) الارتضاء (۱۴) عقد اللآلی (۱۵) نکت الامالی (۱۶) النافع (۱۷) المورد الغمر (۱۸) الروض الباسم (۱۹) المزن الھامر (۲۰) الرمزہ (۲۱) تقریب النائی (۲۲) غایۃ المطالب (۲۳) السر الجلی (۲۴) الوھاج فی اختصار المنہاج (۲۵) الانوار الاحلی فی اختصار المحلی (۲۶) الحلل الحالیہ (۲۷) الاعلام (۲۸) نثر الزھر فی نظم الزھر (۲۹) القطر الجنی (۳۰) الفہرست (۳۱) نوافث السحر (۳۲) مجانی العصر (۳۳) تحفۃ الندس فی نحاۃ الاندلس (۳۴) الابیات الوافیہ فی القافیہ (۳۵) الادراک للسان الاتراک (۳۶) زھو الملک فی نحو الترک (۳۷) الافعال فی لسان الترک (۳۸) منطق الخرس بلسان الفرس (۳۹) نور الغبش فی لسان الحبش (۴۰) المجبور فی لسان الیحمور (۴۱) مسلک الرشد (۴۲) منہج السالک (۴۳) نہایۃ الاعراب (۴۴) خلاصۃ التبیان۔

بعض کتابیں نامکمل رہ گئیں۔ وہ ظاہری تھے۔ جب قاہرہ میں آئے اور ظاہری مذہب سے لوگوں کی بے زاری ملاحظہ کی تو شافعی مذہب اختیار کرلیا۔

انہوں نے ۲۸ صفر ۷۴۵ھ (۱۳۴۴ء) کو باب البحر کے باہر اپنے گھر میں وفات پائی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۵/ ۴۴۹) ابن نقیب

محمد بن ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالرحمان بن محمد بن نجدہ حمدان، قاضی القضاۃ شمس الدین ابن نقیب ۔

پہلے حاکم حمص، پھر طرابلس، پھر حلب کے حاکم اور پھر شامیہ البرانیہ میں مدرس رہے۔امام نووی کی مصاحبت سے بھی فیض یاب ہوئے اور اس رفاقت کی وجہ سے انہیں عظیم مرتبہ حاصل ہوا۔علاوہ ازیں وہ اس قدر دیانتدار، پارسا اور پرہیز گار تھے کہ شیطان ان سے دور بھاگتا تھا اور شیخ اسے رسوا کرتے تھے۔ وہ مذہب کے عظیم ستون اور ذہانت وتیزی فہم کی ایک چنگاری تھے جو بھڑکنے نہ پائی۔

علامہ نووی نے انہیں حکم دیا کہ قاضی صاحب! آپ کے لئے شامیہ کی تدریس نہایت ضروری ہے۔

انہوں نے قاضی کا منصب بھی قبول کیا لیکن پھر تدریس کا کام سنبھال لیا۔

ان کا سال ولادت ۶۶۲ھ (۱۲۶۴ء) یا ۶۶۱ھ (۱۲۶۳ء) ہے۔۱۲ ذی قعد ۷۴۵ھ کو شب جمعہ میں فوت ہوئے ۔

تفسیر پر ایک مقدمہ ان کی یادگار ہے۔

(۳۶/ ۴۵۰) جار بردی

احمد بن حسن بن یوسف جاربردی امام فخرالدین،تبریز میں مقیم ہوگئے تھے۔ امام شافعی کا فقہ پڑھا اور علوم عقلیہ میں معاصرین سے آگے نکل گئے۔

ابن سبکی نے طبقات میں ان کا ذکر کیا ہے،وہ لکھتے ہیں کہ جاربردی،امام،فاضل،دیندار ،خوش عمل اور ہمہ وقت علوم کی اشاعت اور طلبہ کے افادہ میں مصروف رہتے تھے۔قاضی ناصرالدین بیضاوی سے ملاقات کا موقعہ ملا اور میری معلومات کے مطابق ان سے استفادہ بھی کیا۔انہوں نے المنہج فی اصول الفقہ کی شرح ،نیز تصریف ابن حاجب کی شرح اور حاوی کی مختصر شرح لکھی مگر مکمل نہ کرسکے۔تفسیر کشاف پر ان کے حواشی مشہور ہیں۔انہوں نے تبریز میں رمضان ۷۴۶ھ میں وفات پائی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۵۱/۳۷) علی بن عبد اللہ بن ابو الحسن

ابن ابوبکر، اردبیلی، تاج الدین، ابوالحسن، تبریزی، شافعی، جو ۶۷۰ھ (۱۲۷۱ء) کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور قطب الدین شیرازی وغیرہ اکابر فضلاء سے علم حاصل کیا۔ ذہبی کی المیزان میں جو احادیث ہیں، انہیں بغیر از اسناد ابواب میں مرتب کیا۔ انہوں نے الحاوی پر مفید حواشی قلم بند کیے ہیں اور ابن الصلاح کی علوم حدیث کا مفید اختصار کیا۔ نیز تفسیر، علم حدیث اور اصول میں تصنیفات مرتب کیں۔

ایک مہینے میں الحاوی کی سات بار مکمل تدریس کی۔ اسی طرح علم کلام میں ان کی تصنیفات ہیں۔

انہوں نے ۱۷ رمضان ۷۴۶ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔ ابن ایبک کے قول کے مطابق انہیں اس قبر میں دفن کیا گیا جو انہوں نے خود اپنے لیے تیار کی تھی۔

(۴۵۲/۳۸) ابن عبد الہادی

محمد بن احمد بن عبدالہادی حنبلی، جو رجب ۷۰۵ھ (۱۳۰۵ء) میں پیدا ہوئے۔ بعض روایات میں اس تاریخ سے پہلے اور بعد کا ذکر بھی ہے۔ ابن مسلم وغیرہ سے فقہ پڑھا۔ امام ابن تیمیہؒ کے پاس آنا جانا شروع کیا۔ اور حدیث، اصول اور عربیت وغیرہ میں مہارت حاصل کر لی۔

صفدی لکھتے ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتے تو علم و فضل کا ایک نادر نمونہ ہوتے۔ جب بھی میں ان سے ملنے جاتا اور ادب یا زبان کے بارے میں کوئی سوال کرتا تو وہ سیلاب کی طرح رواں ہو پڑتے اور میں محسوس کرتا کہ وہ اسماء الرجال میں مزی سے متفق الرائے ہیں۔ پھر وہ اس پر اعتراض عائد کرتے۔ ذہبی اپنی المعجم المختصر میں لکھتے ہیں کہ وہ فقیہ، ماہر، مقری، محدث، حافظ، نحوی، حاذق اور مختلف علوم و فنون کے حامل تھے۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے مستفید ہوتے تھے۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ وہ حافظ، علامہ اور ناقد تھے۔ انہوں نے علوم میں وہ مقام حاصل کیا جہاں کبار شیوخ کی رسائی نہ ہو سکی۔ وہ فنون میں بڑے ماہر تھے۔ علل و طرق حدیث اور رجال میں پہاڑ تھے اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت حسن فہم اور صحیح ذہن کے مالک تھے۔ الحسینی کہتے ہیں کہ صدریہ اور ضیائیہ کی تدریس اور صدارت بھی ان کے

Maktaba Tul Ishaat.com

زمہ رہی۔ مزی کہتے ہیں کہ میں جب بھی اُن سے ملا، مجھے ان سے فائدہ ہوا۔

تصانیف:(۱) کتاب الاحکام ۸ جلدوں میں ہے (۲) سبکی نے امام ابن تیمیہ پر جو اعتراضات کئے ہیں، اس کا جواب الصارم المنکی فی ردعلی السبکی ہے(۳) المحرر فی الحدیث جو الالمام کا عمدہ اختصار ہے (۴) ابن جوزی کی تعلیقات کا اختصار اور ان پر کچھ اضافہ (۵) شرح التسہیل، دو جلد (۶) ابوحیان سے ان کے کچھ مناقشات ہیں جن میں انہوں نے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو ابوحیان نے ابن مالک کے الفیہ وغیرہ پر کئے ہیں (۷) مختصر ابن حاجب کی احادیث پر بھی ان کا کچھ کلام ہے۔ (۸) کتب فقہ کی ترتیب کے مطابق کتاب العلل کی ترتیب کی ابتداء۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ میں نے اس کی پہلی جلد دیکھی تھی (۹) انہوں نے تفسیر مسند جمع کی تھی مگر مکمل نہ کر پائے، جس کا انہیں مرتے وقت بہت افسوس تھا۔

وہ ۱۰ جمادی الاولی ۷۴۴ھ کو فوت ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔

(۳۹/ ۷۵۳) شمس الدین اصفہانی

محمود بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن ابوبکر بن علی، علامہ شمس الدین، ابوالثناء اصفہانی، وہ شعبان ۶۷۴ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے۔

ابن تیمیہ نے ان کا کلام سنا تو ان کی بڑی ہی تعظیم کی۔ ایک دفعہ کہنے لگے، اے لوگو! تم آرام سے بیٹھو تاکہ ہم اس فاضل کی گفتگو سنیں جس کی مثال کا اس شہر میں کبھی کوئی آدمی نہیں آیا۔ اصفہانی دن رات جامع اموی میں قیام کرتے اور تلاوت کرتے رہتے یا طلبہ کے مشاغل میں مصروف رہتے۔ وہ زملکانی کے بعد مدرسہ رواحیہ میں درس دیتے تھے اور جب کوئی جلسہ ہوتا تو فضلاء انکی شان میں لمبے چوڑے قصیدے پڑھتے۔

اسنوی لکھتے ہیں کہ وہ عقلیات میں مہارت تامہ رکھتے تھے، صحیح الاعتقاد اور اہل صلاح کے فدائی، تکلف سے ناآشنا اور علم پر قربان ہونے والے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان شہروں میں آنے سے پہلے ہی وہ ابن حاجب کا اختصار، المطالع للارموی کی شرح اور نصیر طوسی کی تجرید تصنیف کر چکے تھے۔اسی طرح انہوں نے منطق میں ناظر العین، شرح مقدمہ ابن حاجب اور قاہرہ میں ابن ساعاتی کی البدیع کی شرح اور بیضاوی کی طوالع اور منہاج کی شرحیں تصنیف کی ہیں۔ان کے بعض ساتھی بیان کرتے ہیں کہ وہ رات کو زیادہ کھانا نہیں کھاتے تھے کیونکہ کھانے کے ساتھ پانی پینا پڑتا ہے جس سے بیت الخلا جانا پڑتا ہے اور یہ ضیاع وقت ہے۔

ان کا خط پختہ اور قلم تیز چلتا تھا۔ انہوں نے تفسیر بھی لکھی۔صفدی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں تفسیر لکھتے دیکھا۔ وہ کتابوں کے بغیر زبانی لکھتے جاتے تھے۔

لوگوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔وہ ذی قعدہ ۷۴۹ھ میں طاعون عام میں فوت ہوئے۔

(۴۰ / ۴۵۴) ابن مکتوم احمد

ابن عبدالقادر بن احمد بن مکتوم، تاج الدین ابو محمد حنفی نحوی، ۶۸۲ھ (۱۲۸۴ء) کے ماہ ذی الحج کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ابن النحاس اور دمیاطی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ایک طویل عرصے تک ابوحیان کی صحبت میں رہے اور سروجی وغیرہ سے بھی پڑھا۔پھر سماع حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور ابن نجیب اور ابن علاق کے اصحاب سے بہت کچھ حاصل کیا۔چنانچہ وہ خود اس بارے میں کہتے ہیں:

(۱) وعاب سماعی للاحادیث بعدما　　کبرت اناس هم الی العیب اقرب

میرے کان انکی باتوں سے سخت بیزار ہو گئے۔کیونکہ ان کی وجہ سے
ایسے لوگ اپنے آپ کو بڑا بنا رہے تھے جو عیب کے زیادہ قریب تھے۔

(۲) وقالوا امام فی علوم کثیرة　　یروح ویغدو سامعاً یتطلب

وہ کہنے لگے وہ کثیر التعداد علوم کا امام ہے جو صبح وشام سامع کی تلاش کرتا ہے۔

(۳) فقلت مجیباً عن مقالتهم وقد　　غدوت لجهل منهم اتعجب

میں نے ان کی باتیں سن کر جواب میں کہا کیونکہ میں ان کی جہالت پر متعجب تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴) اذا استدرک الانسان مافات عن علا للحزم یعزی لا الی الجهل ینسب

جب انسان کو احساس ہو جائے کہ اس سے کسی اچھے کام کے کرنے میں
چوک ہو گئی تو وہ اسے جہالت کی بجائے (عدم) احتیاط سے منسوب کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ابن مکتوم، فقہ اور نحو میں بہت آگے نکل گئے تھے ۔تدریس بھی کی اور حاکم کے نائب بھی رہے ۔انہوں نے ہدایہ کی شرح لکھی، لغت کے محکم اور ہنگامی الفاظ کو جمع کرنے کی کوشش کی، تذکرہ لکھا جس میں کئی مفید مباحث ہیں۔ نیز ایک وسیع الذیل کتاب لکھی جس کا نام الجمع المتناۃ فی اخبار النحاۃ ہے۔ اس میں ایک جلد ایسی ہے جس میں صرف ان نحویوں کا ذکر ہے جن کا نام محمد تھا۔ اسی طرح ابوحیان کی تفسیر سے ایک جلد کا انتخاب کیا اور اس کا نام الدرالللقیط من البحرالمحیط رکھا۔ انہوں نے اس میں صرف ان مباحث کا ذکر کیا جو ابوحیان کے زمخشری اور ابن عطیہ کے ساتھ ہوئے تھے ۔

ذیل کے اشعار ان کے ہیں:

نقضت یدی من الدنیا ولم اضرع للمخلوق

لعلمی ان رزقی لا یجاوزنی لمرزوق

میں نے دنیا سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے اور میں کسی انسان کے سامنے التجاء نہیں
کرتا۔ مجھے اپنے علم کی قسم! میرا رزق کسی دوسرے آدمی کو نہیں ملے گا۔

نیز کہتے ہیں:

(۱) تغافلت اذا سبنی حاسد وکنت ملیا بار غامہ

جب حاسد نے مجھے گالیاں دیں تو میں نے تغافل برتا حالانکہ میں اس کی نفرت سے آزردہ خاطر تھا۔

(۲) وما بی من غفلۃ انما اردت زیادۃ آثامہ

مجھ میں غفلت نہیں پائی جاتی۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ حاسد کے گناہ زیادہ ہو جائیں۔

وہ رمضان ۷۴۹ھ میں طاعون عام میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۱/ ۴۵۵) محمد بن احمد بن عبدالمومن اسعردی

دمشقی، شمس الدین بن لبان جو ۶۸۵ھ (۱۲۸۶ء) میں پیدا ہوئے۔ وہ قاہرہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ دمشق اور قاہرہ میں دمیاطی وغیرہ سے سماع کیا اور علوم میں کمال حاصل کیا۔ وہ لوگوں سے شاذلیہ کے انداز میں گفتگو کرتے تھے۔ اس سے ان کے خلاف ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن ان کے خلاف اتحادیہ کے طریقے کے مطابق کچھ باتیں ضبط کی گئیں۔ چنانچہ فقہاء ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں قاضی جلال الدین قزوینی کے پاس لے گئے۔ اس موقعہ پر ابن فضل اللہ ان کی امداد کو آگئے اور قاضی کے پنجے سے چھڑالیا۔ اور کلامی باتوں سے انہیں منع کر دیا گیا۔

انہوں نے امام شافعی کی کتاب الام کو مرتب کیا، الروضۃ اور علوم الحدیث کو مختصر کیا، مختصر فی النحو لکھی۔ نیز کئی قرآنی سورتوں کی تفسیر، تفسیر آیات متشابہات اور ایک کتاب صوفیوں کے انداز میں تحریر کی۔ اس میں اہل وحدت کے لئے بڑے لطیف اشارات بیان ہوئے ہیں مگر ان کی یہ غایت حلاوت الفاظ تک محدود ہے، دراصل وہ سم قاتل ہیں۔

اسنوی کہتے ہیں کہ وہ فقہ، اصلین اور عربیت کے عارف، نیز ادیب، ذکی، فصیح اور صاحب ہمت تھے۔

وہ ۷۴۹ھ میں طاعون سے فوت ہوئے۔

(۴۲/ ۴۵۶) امام ابن قیم

محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز زرعی، دمشقی، شمس الدین ابن قیم الجوزی۔

تمام ائمہ مثلاً ابن حجر نے الدرالکامنہ میں، ابن رجب نے ذیل طبقات حنابلہ میں، سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں، حافظ ابن ناصر الدین نے الردالوافر میں، نواب صدیق حسن نے ابجد العلوم میں، سید نعمان آلوسی نے جلاء العینین میں، ابن عماد نے شذرات الذہب میں، شیخ عبدالقادر نے منادمۃ الاطلال میں، خیرالدین زرکلی نے اعلام میں اور ابن کثیر وغیرہ نے ان کی مدح کی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن قیم ۶۹۱ھ(۱۲۹۲ء) میں پیدا ہوئے اور ۱۳رجب ۷۵۱ھ (۱۳۵۰ء) کو بعد از عشاء فوت ہوئے۔ دوسرے دن نماز ظہر کے بعد جامع اموی میں اور پھر جامع جراح میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جنازے میں کثیر التعداد آدمی تھے۔ اور باب الصغیر کے مقبرے میں اپنے والدین کے پہلو میں دفن ہوئے رحمھم اللہ تعالیٰ۔

ائمہ کہتے ہیں کہ ابن قیمؒ عالم فقیہ، اصولی ،مفسر ،نحوی ،عارف باللہ اور مختلف علوم اسلامی میں ماہر اور کامل تھے، عارف بالتفسیر تھے اور کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ اسی طرح اصول دین میں وہ انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ علم حدیث' اس کے مطالب ومعانی، فقہ اور اس سے دقت استنباط میں کوئی ان کی مثال نہ تھا۔ علاوہ ازیں فقہ، اصول فقہ اور عربیت میں قابلیت تامہ کے حامل تھے۔ علم کلام وغیرہ میں بھی یہی حالت تھی۔ وہ علم سلوک' کلام اہل تصوف اور ان کے رموز ودقائق سے واقف تھے۔ وہ ان تمام فنون میں زبردست معرفت کے حامل تھے۔ اسی طرح ملل ونحل اور اہل دنیا کے تمام مذاہب سے پوری طرح آشنا تھے اور کوئی ان کا حریف نہ تھا۔ وہ بڑے بے باک مقرر، وسیع العلم، خوش بیان، اختلافی مسائل کو سمجھنے اور جاننے والے، اور مذاہب سلف کے مسائل پر حاوی تھے۔ مدرسہ جوزیہ کے امام تھے اور طویل عرصہ تک صدریہ کے مدرسے میں بھی درس دیتے رہے تھے۔ وہ دن رات علم کی اشاعت میں مصروف رہے۔ اور اس مقدس شغل کی صدارت انکے سپرد تھی۔ انہوں نے افتاء کا قصد کیا مگر اس باب میں وہ ذاتی رائے کو ترجیح دیتے تھے اور ان پر اپنے شیخ کی محبت غالب آگئی تھی۔ اس لئے وہ زیادہ تر ان امور پر گفتگو کرتے تھے جن پر شیخ ابن تیمیہ اظہار رائے کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ اس دائرے میں سے نکل نہیں سکتے تھے۔ بلکہ ہر بات میں ان کی تائید کرتے اور ان کے تفردات کے ارد گرد گھومتے رہتے۔ ان کے قول کی تائید کرتے اور دلائل پیش کرتے۔

ابن قیم وہ آدمی ہیں جنہوں نے اپنے استاد کی کتابوں کو بنایا سنوارا اور ان کے علوم کی اشاعت کی۔ اور ابن تیمیہ کے ساتھ قلعے میں محبوس رہے۔ بعد اس کے کہ جب ابن تیمیہ کو ایک اونٹ پر سوار کرکے انہیں درے سے پیٹا گیا اور ذلیل کرنے کے لئے شہر میں گھمایا گیا۔ جب ابن تیمیہ فوت ہوگئے تو ابن قیم قلعے

Maktaba Tul Ishaat.com

سے نکل آئے۔لیکن وہ علامہ ابن تیمیہ کے فتاویٰ کی وجہ سے ایک بار پھر ابتلاء میں پھنس گئے۔ان کی اپنے عہد کے علماء سے کش مکش رہتی تھی۔اسلئے وہ پھر ایک دفعہ اس لئے محبوس کر دیے گئے کہ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی قبر کی زیارت کے لئے شد رحال کو ناجائز قرار دیا تھا۔

امراء مصر کے ہاں ان کا مقام تھا۔وہ عبادت، تہجد اور نماز میں حد سے زیادہ طوالت، دربارالٰہی میں زاری، کثرت ذکر اور تہلیل و تسبیح میں انہماک، تلاوت اور ذات باری سے محبت، انابت اور رجوع قلب، اللہ کے حضور غایت احتیاج و انکسار کا اظہار اور اپنی بندگی کے اظہار میں اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے رکھنے والے تھے۔ بعد از ادائے نماز صبح وہ سورج کے کافی اوپر آجانے تک اپنی جگہ پر ذکرالٰہی میں مشغول بیٹھے رہتے۔ انہوں نے بکثرت حج کیے اور مجاور مکہ رہے۔چنانچہ اہل مکہ ان کی شدت عبادت اور کثرت طواف پر حیران ہوتے تھے۔وہ حد درجہ خوش اخلاق اور لوگوں سے محبت کرنے والے تھے۔ انہیں نہ کسی سے حسد تھا، نہ عداوت تھی۔ اپنے عہد کے علماء سے سماع کیا اور علامہ ابن تیمیہ سے پڑھا۔۷۱۲ھ (۱۳۱۲ء) میں وہ مصر سے واپسی سے لیکر علامہ کی وفات تک مسلسل ان کے ساتھ رہے۔ ان کے شاگردوں کی بھی کافی تعداد تھی جن میں ابن عبدالہادی اور حافظ ابن رجب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اگر امام ابن تیمیہؒ میں اور کوئی خوبی نہ ہوتی اور صرف ابن قیم جیسا فاضل ہی، جن کی نافع تصانیف سے موافق اور مخالف دونوں گروہوں نے فائدہ اٹھایا ہے، ان کا شاگرد ہوتا تو امام کو غایت عظمت اور علوشان کیلئے کسی اور چیز کی ضرورت نہ تھی۔

حافظ ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد محترم امام علامہ کی طرح نہ تو کثرت عبادت، نہ وسعت علم میں اور نہ معانی قرآن وسنت اور نہ حقائق الایمان کی معرفت میں کوئی آدمی دیکھا۔ہر چند وہ معصوم نہیں لیکن ان خوبیوں اور اوصاف میں ان کی مثال میں نے نہیں دیکھی۔

قاضی برہان الدین زرعی لکھتے ہیں کہ آسمان کی اس چھت کے نیچے ابن قیمؒ سے زیادہ وسیع علم والا کوئی نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ میں اپنے زمانے میں اہل علم میں ان کے پائے کا کوئی عبادت گزار نہیں جانتا۔

حافظ ابن ناصر الدین شافعی لکھتے ہیں کہ امام علامہ ابن قیم ایک منفرد محقق، بلند پایہ مصنف اور نادر الوجود مفسر تھے۔ علوم شریعت اور تصوف میں ان کی کئی قابل قدر تصنیفات اور تالیفات ہیں۔

حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ ابن قیم تفسیر، حدیث، فروع، اصلین اور عربیت میں کبار ائمہ میں سے تھے۔ قاضی القضاۃ عبدالرحمان تفہنی، حنفی جو ابن تیمیہ کے شاگرد تھے، لکھتے ہیں کہ انکی کتابیں تمام دنیائے اسلام میں پھیل گئیں اور اگر ابن تیمیہؒ کی کوئی کتاب بطور یادگار باقی نہ رہ جاتی اور صرف ان کے شاگرد ابن قیم کا علم باقی رہ جاتا تو ان کی عظمت اور جلالت کے لئے کسی اور وصف کی ضرورت نہ تھی۔

شیخ ابراہیم کورانی شافعی لکھتے ہیں: اگر ابن قیم اپنے استاد کے عقیدے پر تھے جیسا کہ طعن و تشنیع کرنے والے کہتے ہیں تو ان عقائد سے ابن تیمیہ کی اپنی براءت، ابن قیم کی بھی براءت ہے اور ابن تیمیہ کی اپنے عقیدے کی تصحیح اور کتاب وسنت اور عقیدہ سلف سے اس کی تطبیق ابن قیم کے اعتقاد کی بھی تصحیح اور تطبیق ہے۔

ملا علی قاری ابن قیم اور ابن تیمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے بھی منازل السائرین کی شرح پڑھی ہے، اس پر واضح ہو جائیگا کہ ہر دو حضرات اکابر اہل السنہ والجماعۃ اور اس امت کے اولیاء سے تھے۔

سید عثمان آلوسی لکھتے ہیں کہ آخر میں جن افراد نے مذہب امام احمد بن حنبل کو استوار کیا، اسے آراستہ وپیراستہ کیا، وہ آل قدامہ، آل تیمیہ، ابن قیم اور وہ لوگ تھے جنہوں نے بلاد شامیہ میں ان کی کوشش سے اس مذہب کو اختیار کیا۔

ابن قیم نماز صبح کے بعد بیٹھے رہتے اور کہا کرتے کہ یہ میرا ناشتہ ہے۔ اگر میں اسے ترک کردوں تو میری توانائی ختم ہو جائیگی۔ کہا کرتے کہ صبر اور یقین سے دین کی امامت حاصل کی جاسکتی ہے اور کہا کرتے

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ سالک کو ہمت چاہئے تا کہ متحرک رہے اور پیش رفت کر سکے، اور علم چاہیے تا کہ اسے بصیرت حاصل ہو اور بھٹکنے نہ پائے۔انہیں کتابیں جمع کرنے کا جنون تھا۔لاتعداد کتابیں جمع کر رکھی تھیں۔ چنانچہ ان کے آل و اولاد ان کے بعد طویل عرصے تک سوائے ان کتب کے جو انہوں نے اپنے لئے انتخاب کر لی تھیں، ان کی جمع کردہ کتابیں بیچتے رہے۔

ہم نے ان کے حالات کے بیان میں طوالت سے کام لیا ہے۔ اس کا مقصد اپنے زمانے کے ان مبتدعین کی تردید کرنا ہے جو ابن قیم اور ان کے فاضل استاد ابن تیمہ کو تجسیم اور زیارت قبور کی شرعی اجازت کے انکار کا الزام دیتے ہیں۔اللہ ان کی آنکھوں کو اندھا کرے۔قرآن کا فرمان ہے کہ آنکھیں آندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینے میں دل آندھے ہو جاتے ہیں۔

ہر فن میں انہوں نے کثرت سے کتابیں تصنیف کی ہیں۔علوم قرآن میں امثال القرآن، التبیان فی اقسام القرآن، تفسیر فاتحہ، تفسیر معوذتین، شرح اسماء الکتاب العزیز، شرح الاسماء الحسنٰی اور الفوائد المشوق الی علوم القرآن لکھی ہیں۔

انکی سب کتابیں منفعت بخش ہیں۔مگر ان کتب کے علاوہ جن کا ذکر ہو چکا ہے، ہم نبی اکرم ﷺ کی ہدایت فرما سیرت زاد المعاد، اعلام الموقعین، مدارج السالکین، مفتاح دار السعادہ، بدائع الفوائد، اغاثۃ اللہفان عن مصائد الشیطان، تہذیب مختصر سنن ابی داؤد (مجلدات)، شفاء العلیل اور قصیدہ نونیہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ابن قیم نے وفات سے پہلے اپنے استاد علامہ ابن تیمیہ کو خواب میں دیکھا اور ان کے مقام کے بارے میں دریافت کیا۔انہوں نے بعض اکابر کے مرتبہ سے، اپنا مرتبہ بلندتر بیان کیا، اسکے بعد شاگرد سے کہا، آپ جلد ہی ہمارے پاس آنے والے ہیں۔لیکن ابھی تک آپ ابن خزیمہ کے طبقے میں ہیں رحمھم اللہ تعالیٰ۔

(۴۳/ ۷۵۷) علی بن عثمان بن مصطفی مار دینی الاصل

علاؤالدین بن ترکمانی حنفی، ۶۸۳ھ (۱۲۸۳ء) میں پیدا ہوئے۔فقہ پڑھا، اس میں مہارت حاصل کی، فتاویٰ دیئے، درس دیتے رہے اور جامع تصنیفات پیش کیں۔شوال ۷۴۸ھ (۱۳۴۷ء) میں قاضی بنا دیئے

Maktaba Tul Ishaat.com

گئے۔ان کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

غریب القرآن، مختصر ابن الصلاح، الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی تخریج احادیث الہدایہ، مختصر المحصل، الکفایۃ فی مختصر الہدایۃ، شرح الہدایۃ: نامکمل، قاضی القضاۃ جمال الدین کی شرح بہ ایں حیثیت کہ وہ ان کے والد نے ان کو سونپی تھی۔

حضرت شیخ القرآن" فرماتے ہیں کہ الکفایہ شرح الھدایہ عبدالقادر قرشی نے بھی لکھی تھی اور پھر خود ہی اس کا نام تبدیل کرکے العنایہ رکھ دیا تھا۔

وہ ۷۵۰ھ (۱۳۴۹ء) میں عاشورہ کے دن فوت ہوئے۔ کتب مذکورہ کے علاوہ انہوں نے **بھجة الا ریب فی کتاب اللہ العزیز من الغریب** اور مختلف علوم کے متعلق مقدمات تحریر کئے۔

(۴۴/ ۴۵۸) شیخ عمادالدین یحییٰ بن قاسم علوی، یمنی

مختلف علوم کے فاضل تھے۔انکی کتاب درر الاصداف حاشیہ علی الکشاف دوجلدوں میں ہے۔

ان کا سال وفات ۷۵۰ھ (۱۳۴۹ء) ہے۔

(۴۵/ ۴۵۹) احمد بن سعد بن عبداللہ عسکری اندرشی نحوی

ان کی پیدائش ۶۹۰ھ (۱۲۹۱ء) کے بعد ہوئی۔ دمشق کو وطن بنالیا۔انہوں نے التسہیل کی شرح لکھی اور ایک ضخیم تفسیر کی تصنیف شروع کی۔وہ بڑے پارسا، دیانت دار اور عوام سے دور رہنے والے آدمی تھے۔ ذہبی نے معجم مختصر میں اور ابن حجر نے درر کامنہ میں ان کی تعریف کی ہے۔انہوں نے مکمل تہذیب الکمال اپنے ہاتھ سے نقل کی اور اس کا اختصار تیار کیا۔انہوں نے اپنی کتابیں اہل علم پر وقف کردی تھیں۔

ان کی وفات ذوالقعدہ ۷۵۰ھ (۱۳۴۹ء) میں ہوئی۔

(۴۶/ ۴۶۰) السمین

احمد بن یوسف بن عبدالدائم بن محمد، حلبی، شہاب الدین، مقرئی، نحوی، جن کا عرف سمین تھا۔ وہ قاہرہ

Maktaba Tul Ishaat.com

میں مقیم ہوگئے تھے، انہوں نے نحو میں مہارت تامہ حاصل کی تھی، وہ ابوحیان کے مصاحبین میں شامل ہوگئے تھے تا آنکہ اپنے معاصرین سے بڑھ گئے، تقی الصائغ سے قراءات پڑھیں اور اس علم میں مہارت حاصل کی۔ حدیث یونس دبوسی وغیرہ سے سماع کی، جامع طولون میں قرأت کی صدارت ان کے سپرد تھی۔ وہ پھر امام شافعی کے مذہب میں شامل ہوگئے، حکومت میں نائب مقرر ہوئے اور اوقاف کا بندوبست ان کے حوالے کردیا گیا۔

ان کی تفسیر ۲۰ جلدوں میں ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں میں نے وہ تفسیر جس کا نام الدر المصون تھا، تین جلدوں میں اعراب سمیت انکے قلم سے لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ یہ کتاب انہوں نے اپنے شیخ کے زمانہ حیات میں لکھی تھی اور اس میں ان پر بکثرت اعتراض کئے تھے جن میں سے اکثر جید مواد پر مشتمل ہیں۔ نیز انہوں نے احکام القرآن پر ایک کتاب، شرح التسہیل اور شرح شاطبیہ بھی ترتیب دیں۔

اسنوی طبقات میں لکھتے ہیں کہ وہ فقیہ تھے، قراءات اور نحو میں کامل تھے اور اصول میں عمدہ گفتگو کرتے تھے۔ وہ ادیب تھے۔ اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ کے لئے ع، قتادہ کے لئے ق، سعید کے لئے س، جبیر کے لئے ج، کلبی کے لئے کاف کی علامات اور باقی حضرات کے نام صریحاً لکھتے ہیں۔

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ میں نے اس تفسیر کا مطالعہ کیا ہے، اس میں مصنف نے زمخشری کے انداز کا تتبع کیا ہے اور میرے نزدیک یہ تفسیر اسلوب بیان اور تحقیق مقالات دونوں پہلوؤں میں کئی وجوہ سے کشاف سے عمدہ ہے۔

وہ جمادی الاخریٰ ۷۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ ایک قول شعبان کا بھی ہے۔

(۴۷/ ۴۶۱) سبکی، علی بن عبدالکافی بن علی

ابن تمام بن یوسف سبکی، تقی الدین ابوالحسن، شافعی۔ وہ سبک العبید میں یکم صفر ۶۸۳ھ (۱۲۸۴ء) کو پیدا ہوئے۔ تقی الصائغ سے قراءات پڑھیں، تفسیر العلم العراقی سے اور ابن الرفعہ سے بھی کسب علم کیا۔ اصلین باجی سے پڑھیں، حدیث دمیاطی سے اور تصوف ابن عطاء اللہ سے۔ اس کے بعد انہوں نے شام، اسکندریہ اور حجاز کی سیاحت کی اور ابن موازینی، ابن شرف، یحییٰ بن الصوف، ابن قیم، رضی طبری اور کئی لوگوں

Maktaba Tul Ishaat.com

سے اخذ علم کیا۔ قاضی جلال الدین قزوینی کے بعد شام کے قاضی مقرر ہوئے۔ اور دارالحدیث شامیہ، اشرفیہ، برانیہ اور مسروریہ وغیرہ کی صدارت انہیں عطا ہوئی۔

سبکی محقق، مدقق، مناظر، جدلی اور علوم میں ماہر تھے۔ فقہ میں ان کے استنباط جلیل القدر ہیں، دقائق بڑے لطیف ہیں اور انہوں نے ایسے قواعد لکھے ہیں جو ان سے پہلے کوئی پیش نہیں کر سکا۔ بوجہ صلاح و پاکیزگی کے بحث و مباحثہ میں منصف مزاج تھے۔ وہ کم و بیش ڈیڑھ سو چھوٹی بڑی کتابوں کے مصنف تھے۔ وہ کسی کو کچھ نہیں دیتے تھے۔ جب فوت ہوئے تو ۳۲ ہزار درہم ان کا قرض تھا جو ان کے بیٹوں تاج الدین اور بہاء الدین نے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ ان کی عادت تھی کہ اگر کوئی انوکھا یا مشکل مسئلہ پیدا ہوتا تو اس کے بارے میں چھوٹی بڑی تصنیف، جو اس کے مالہ اور ماعلیہ پر حاوی ہوتی لکھ کر پیش کر دیتے۔ چنانچہ ان کی تصانیف اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

ان کے بیٹے نے ان کے فتاویٰ کو چار جلدوں میں ترتیب دیا ہے۔ ان کی تفسیر کا نام الدرر النظیم ہے۔
اس میں ایک جگہ مصنف لکھتے ہیں: ہمارے لئے درر نظیم لائی گئی ہے جو صراط مستقیم کا راستہ ہے۔
میں نے اس میں علوم جمع کر دئے ہیں۔ پس وہ کتنی منفرد ہے!

انکی تصنیفات تمام علوم پر حاوی ہیں: (۱) شرح المنہاج ، فقہ میں (۲) نیل العلی فی العطف بلا (۳) الاقناص فی الفرق بین الحصر والاختصاص (۴) التعظیم والمنہ فی اعراب قولہ تعالیٰ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (۵) کشف القناع فی افادۃ لولا الامتناع ۔

ان کی وفات ۳ جمادی الآخرہ ۷۵۶ھ (۱۳۵۵ء) کو ہوئی اور سعید السعداء میں مدفون ہوئے۔

(۴۸/۶۶۲) شیخ مخلص بن عبداللہ دھلوی

ابن شیخ حمید الدین، فاضل کبیر، جو احناف کے کبائر فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ اور اس علاقے کی ایک بڑھیا کے مولی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند مقصد اور ازلی نوازشات کے لئے مختص فرمایا تھا۔ اولا ان کے لئے علوم شریعت کا اکتساب آسان کر دیا۔ بعد میں انہیں عوام کے دلوں میں مقبولیت کا علم عطا

Maktaba Tul Ishaat.com

کردیا۔انہوں نے یہ دونوں فن حاصل کر کے دونوں بلند مرتبے حاصل کیے۔انہوں نے ہدایہ کی بڑی اچھی لیکن نامکمل شرح لکھی۔انکی تفسیر کا نام کشف الکشاف ہے۔ ان کے علاوہ بھی ان کی تالیفات ہیں جن کا ذکر مجد الدین فیروزآبادی نے اپنی تالیف الطاف الخفیہ فی اشراف الحنفیہ میں کیا ہے، جیسا کہ ملاعلی قاری نے الآثارالجنیہ میں بیان کیا ہے۔

چلپی کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ شیخ مخلص کی شرح ہدایۃ الفقہ بڑی مفید شرح ہے، جس میں انہوں نے نہ تو بنیادی حقائق کے بیان میں کوئی کوتاہی کی ہے اور نہ تنقیح معانی میں کوئی کمی رہنے دی ہے۔یہ بڑی عمدہ اور لطیف شرح ہے جو بایں انداز شروع ہوتی ہے:اس خدا کا شکر جس نے ہمیں ابتداء سے ہی اپنی کتاب مبین کی خدمت کے لئے ہدایت فرمائی۔

ان کا سال وفات ۷۶۴ھ (۱۳۶۲ء) ہے (نزھۃ الخواطر)۔

(۴۹/ ۷۶۳) محمد بن علی بن عبدالواحد بن یحیٰ دکالی مصری

ابوامامہ بن نقاش، جو نصف رجب ۷۲۰ھ کو پیدا ہوئے،قراءات برہان رشیدی سے جبکہ عربیت محب بن صائغ اور ابوحیان سے پڑھی اور حاوی صغیر از بر کرلی۔وہ کہا کرتے کہ قاہرہ میں میں وہ پہلا شخص ہوں جس اس کتاب کو از بر کیا ہے۔انہوں نے علوم میں بلند مقام حاصل کیا۔العمدہ کی شرح آٹھ جلدوں میں مرتب کی،احادیث الرافعی کی تخریج کی،تسہیل اور الفیہ کی دو شرحیں ،فروق میں ایک کتاب اور تفسیر میں ایک کافی طویل کتاب تحریر کی،جس کے شروع میں کہتے ہیں کہ مجھے ماہ رمضان میں جامع ازہر میں القاہوا اور میں نے تفسیر کی ابتداء کی اور اسے مکمل کرلیا۔مگر انہیں بتایا گیا کہ بعض لوگ اسکے سمجھنے سے قاصر ہیں،چنانچہ انہوں نے سورہ فاتحہ کی تفسیر پر املاء دینا شروع کی۔ایک طویل عرصہ اس میں صرف ہوگیا۔پھر تفسیر کی کتابت شروع کی اور عہد کیا کہ میں متقدمین مفسرین کی کتابوں سے ایک لفظ بھی نقل نہیں کرونگا۔

صفدی لکھتے ہیں کہ وہ ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء) میں دمشق آئے اور سبکی کے پاس ٹھہرے،چونکہ ان کا نائب حکومت سے تعارف تھا،اس لئے اس نے ان کا احترام کیا۔اس کے بعد وہ حماۃ گئے اور وہاں کے حاکم نے بھی

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا احترام کیا۔انہوں نے دمشق میں وعظ کہا اور ان کے لئے ایک بڑے اجتماع کا بندوبست کیا گیا۔ چنانچہ ان کے متعلق ذیل کے دو اشعار لکھے گئے:

(۱) اتینا لمجلس خیر الورى　　فسر القلوب بما قد قرا

ہم ایک بہت بڑے عالم کی مجلس میں آئے، وہاں جو کچھ اس نے پڑھا اس سے ہمارے دل خوش وخرم ہو گئے

(۲) وحرک اعطافنا نشره　　ولا تُسأل الدمع عما جرىٰ

انکے وعظ نے ہمارے دلوں میں حرکت پیدا کی، اور آنسوؤں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ کیوں بہہ رہے ہیں۔

حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ بدرالدین زرکشی کے قلم سے یہ تحریر لکھی دیکھی کہ انہوں نے ایک تفسیر لکھی جسکا نام السابق اللاحق رکھا۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ شیخ واعظ، نہایت ماہر فقیہ، نحوی اور شاعر تھے۔ وہ کئی علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور قادرالکلام مقرر تھے۔ وہ ابھی چالیس سے کچھ اوپر ہی تھے کہ ربیع الاول ۷۶۳ھ(۱۳۶۱ء) میں فوت ہو گئے۔

(۵۰ / ۴۶۴) عبدالصمد بن ابراهیم بن خلیل بغدادی

جمال الدین ابو احمد، جو ابن حصری کے عرف سے مشہور تھے، حنبلی تھے۔انہوں نے خطبے تصنیف کئے۔ مجالس وعظ ترتیب دیں، شعر کہے، نبی اکرم ﷺ کے اوصاف میں ایک دیوان مرتب کیا اور تفسیر الرعنی کا بغداد کی مسجد بالس میں درس دینے کے بعد اسے مختصر کیا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ابن حصری بغداد کے محدث اور واعظ تھے۔ وہ اہل السنۃ والجماعت سے تھے۔

ابن رجب طبقات میں لکھتے ہیں کہ ابن حصری شیخ تقی الدین زربراتی کی مصاحبت میں شامل ہو گئے۔ ان کی تعریف کی اور وفات کے بعد ان کا مرثیہ لکھا۔ انہوں نے ابن تیمیہ" کا مرثیہ بھی لکھا تھا۔

وہ رمضان ۷۶۵ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۱/ ۴۶۵) قطب الدین رازی

ابن کثیر، ابن رافع اور ابن حبیب نے ان کا نام محمد بن محمد ابو عبداللہ بتایا ہے جبکہ ابن حجر کے مطابق ان کا نام محمود بن محمد تھا۔ اسنوی نے طبقات میں اور سیوطی نے بھی بغیہ میں اسی کی تائید کی ہے اور انہیں ائمہ معقول میں شمار کیا ہے۔ عضد وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ دمشق میں آئے تو الحاوی، المطالع، اشارات اور شمسیہ کی شرحیں لکھیں (شرح شمسیہ کو قطبی کہتے ہیں)۔ تصور اور تصدیق پر ایک رسالہ اور اشارات کا حاشیہ جس کا نام محاکمات ہے، تحریر کیا۔

اسنوی لکھتے ہیں کہ انہیں کئی علوم میں پورا درخور حاصل تھا۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ علامہ رازی منطق اور علوم اوائل میں لاثانی متکلم تھے اور لطیف عبارت کے مالک تھے۔ انہوں نے علامہ سبکی سے حدیث: **کل مولود یولد علی الفطرة** کے متعلق ایک سوال کیا جس کا انہوں نے جواب دیا۔ اس پر علامہ قطب الدین نے اعتراض کیا اور تحقیق و تدقیق میں مبالغہ کیا۔ سبکی نے اس کا جواب دیا اور ان سے تلخ کلامی کی۔ اور ان پر مقاصد شرع کے عدم فہم اور منطق کے قواعد سے ظاہری وقوف کا الزام عائد کیا۔

وہ دمشق میں ذوالقعدہ ۷۶۶ھ (۱۳۶۵ء) میں فوت ہوئے۔

(۵۲/ ۴۶۶) آقسرائی

محمد بن محمد بن عیسیٰ آقسرائی، حنفی، بدرالدین۔ اپنے وطن ہی میں اکتساب علم میں مصروف رہے۔ پھر دمشق میں آئے جہاں المعزیہ البرانیہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے اور معزی وغیرہ سے سماع کیا۔ مدرسہ مذکورہ اور مدرسہ قرامان میں درس دیتے رہے۔ مدرسہ ہذا کے بانی نے یہ شرط رکھی تھی کہ یہاں اس آدمی کو مدرس مقرر کیا جائیگا جسے صحاح الجوہری یاد ہو اور باقی علوم میں بھی اسے درخور حاصل ہو۔ یہ شرائط صرف آقسرائی پوری کر سکے۔

ان کے کشاف پر حواشی ہیں نیز ایضاح فی المعانی والبیان اور الموجز فی الطب کی شرح لکھی ہے۔ آقسرائی، اقسرائی یا سرائی القصر الابیض کی نسبت سے ہے جو ایک شہر کا نام ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انکی وفات ۷۷۰ھ (۱۳۶۸ء) کے بعد اور حسب قول ابن حجر ۷۷۳ھ (۱۳۷۱ء) میں ہوئی۔

(۵۳/ ۴۶۷) ابن عقیل

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن محمد بن محمد بن عقیل قرشی، ہاشمی، عقیلی، ہمدانی الاصل، بالسی، مصری، قاضی القضاۃ بہاء الدین بن عقیل، نحوی دیار مصریہ۔ وہ ۶۹۸ھ (۱۲۹۹ء) میں پیدا ہوئے۔ تقی الصائغ سے قراءات اور زین کتانی سے فقہ پڑھا۔ پھر علاء قونوی، جلال قزوینی اور ابوحیان کے علمی حلقوں میں شامل ہوتے رہے۔ بعد میں عزبن جماعہ کے نائب ہوئے۔ پھر حکومت میں قزوینی کے نائب ہوئے۔ اس کے بعد ایک واقعہ کی وجہ سے جو ان سے قاضی موفق الدین حنبلی کے حق میں ہوا تھا، انہیں معزول کر دیا گیا۔ پھر قضائے اکبر ان کے سپرد ہوئی جو صرف ۸۰ دن ہی چل سکی۔ چونکہ سخت مزاج کے آدمی تھے اس لئے اہل دولت وحکومت کو دبا کر رکھتے تھے۔ وہ بھی ان سے ڈرتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے۔ انہوں نے مدرسہ قطبیہ، خشابیہ اور قلعے میں جامع ناصری میں تدریس کی خدمت سرانجام دی اور اپنے شیخ ابوحیان کے بعد جامع طولون میں تفسیر پڑھاتے رہے۔

ان کی تصانیف میں ایک تفسیر سورۃ عمران کے اختتام تک ہے۔ نیز مختصر الشرح الکبیر، الجامع النفیس فی الفقہ اور ان اختلافات اور اوہام کی جامع ایک کتاب جو امام نووی اور ابن الرافعہ وغیرہ کو پیش آئے لکھیں۔ یہ کافی مبسوط کتاب تھی جو مکمل نہ ہوسکی۔ اسی طرح المساعد فی شرح التسہیل اور اس کی املاء کا املاء اور شرح الالفیہ، جسے انہوں نے قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی کی اولاد کو املا کرایا تھا، بھی ان کی تصانیف میں شامل ہیں۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ میں نے اس پر ایک حاشیہ لکھا جس کا نام السیف الصقیل رکھا۔

ان سے شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے پڑھا اور ان کی بیٹی سے شادی کی، جس سے قاضی القضاۃ جلال الدین اور ان کے بھائی بدرالدین پیدا ہوئے۔ ان سے ان کے پوتے جلال الدین نیز جمال بن ظہیرہ اور شیخ ولی الدین عراقی نے روایت کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن عقیل کی وفات قاہرہ میں ۲۳ ربیع الاول ۷۶۹ھ کو بدھ کی رات واقع ہوئی۔

(۵۴/ ۴۶۸) محمود بن احمد بن مسعود بن عبد الرحمان قونوی

ابوالمحاسن جمال الدین بن سراج الدین حنفی۔ان کا عرف ابن السراج تھا۔ وہ ۷۰۰ھ (۱۳۰۰ء) سے پہلے پیدا ہوئے۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ فقہ میں فاضل تھے اور دوبارہ دمشق کے قاضی مقرر ہوئے۔ مدرسہ ریحانیہ اور خاتونیہ میں درس دیتے رہے۔ان کی کتابیں یہ ہیں:

اصول فقہ میں:(۱) کتاب المنتہی فی شرح المغنی،اور عقائد و اصول دین میں (۲) کتاب القلائد فی شرح العقائد اور (۳) کتاب الزبدہ فی شرح العمدہ لکھیں۔(۴) شرح ہدایہ صغنائی کو مختصر کیا اور اس کا نام خلاصۃ النہایہ رکھا(۵) الجامع الکبیر کی ان کے والد نے جو شرح لکھی تھی،اسے مکمل کیا۔(۶) کتاب التفرید فی شرح التجرید للقدوری(۷) کتاب تہذیب احکام القرآن(۸) کتاب التکملہ فی فوائد الہدایہ (۹) کتاب البغیۃ فی الفتاویٰ دو جلد (۱۰) کتاب الغنیۃ (۱۱) کتاب الجمع بین وقفی الھلال والخصاف (۱۲) کتاب الاعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیۃ (۱۳) کتاب المستند (شرح مسند ابی حنیفہ)(۱۴) تخریج الحارثی (۱۵) المستند شرح المعتمد (۱۶) مشرق الانوار فی مشکل الآثار (۱۷) مقدمۃ فی رفع الیدین فی الصلوۃ۔

ان کی وفات دمشق میں ۷۷۱ء (۱۳۶۹ء) میں ہوئی۔

(۵۵/ ۴۶۹) خضر بن عبدالرحمن ازدی

ان کی تفسیر کا نام التبیان فی تفسیر القرآن ہے اور سال وفات ۷۷۳ھ (۱۳۷۱ء) ہے۔

(۵۶/ ۴۷۰) محمد بن عبداللہ بن علی بن معافی شمس الدین

دمشق اور موصل میں سماع حدیث کیا۔اور دمشق کی امامت انہیں عطا ہوئی۔انکی ایک دکان تھی جس میں تجارت کرتے تھے۔

ان کے دادا المعافی کا لقب جمال الدین تھا۔انہوں نے الکامل نام کی ایک کتاب لکھی تھی جس میں

Maktaba Tul Ishaat.com

دونوں طریقوں کو جمع کر دیا اور اس میں اپنے خیالات کو بطور تتمہ کے بیان کیا تھا۔ وہ رافعی کے طبقہ سے تھے اور جس شخص نے ان سے سب سے آخر میں حدیث کا سماع کیا اور روایت کی، وہ خضر بن عبدالرحمٰن ازدی تھے۔

وہ انس المقطعین کے مصنف ہیں اور تفسیر میں ان کی کتاب البیان ہے۔

وہ فاضل، دیندار اور مذہب سے اچھی طرح واقف تھے۔ تقریباً اسی (۸۰) برس کی عمر میں ۷۳۰ھ میں موصل میں فوت ہوئے۔

شمس الدین کی وفات ۶ ذوالقعدہ ۷۷۱ھ کو ہوئی۔

(۵۷/ ۷۷۱) محمد بن محمد بن عبدالکریم

ابن رضوان بن عبدالعزیز بعلی المولد، شافعی، شیخ شمس الدین، جو ۶۹۹ھ (۱۲۹۹ء) میں پیدا ہوئے۔

انہوں نے حدیث المزی، ذہبی اور قطب یونینی وغیرہ سے سماع کی۔ انہوں نے غایۃ الاحسان فی تفسیر قولہ تعالیٰ: ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان نیز بہجۃ المجالس اور رونق المجالس پانچ جلدوں میں لکھیں، کلام میں حسن پیدا کرنے کے لئے قرآنی آیات وغیرہ سے امداد لیتے ہیں۔ ان کی دیگر تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

لوامع الانوار نظم مطالع الانوار لابن قرقول، نظم منہاج الفقہ للنووی، الدرا لمنتظم فی نظم اسرار الکلم (یہ ثعالبی کی فقہ اللغۃ کی منظوم ترجمانی ہے)۔

شیخ فقہ، لغت اور عربیت میں امام، نظم، انشاء اور تقریر میں ماہر تھے۔ اور کتابت نہایت عمدہ کرتے تھے۔

۷۷۴ھ (۱۳۷۲ء) میں طرابلس الشام میں فوت ہوئے۔ اس وقت انکی عمر ۷۵ برس تھی۔

(۵۸/ ۷۷۲) عمران بن اسحاق بن احمد غزنوی

علامہ حنفی، قاضی سراج الدین ہندی جو مشہور اہل علم سے تھے۔ ۷۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ فقہ امام وجیہ الدین دہلوی، شمس الدین دولی (دول رے اور طبرستان کے درمیان ایک علاقے کا نام تھا)، سراج الدین ملک العلماء دہلوی اور رکن الدین بدایونی سے پڑھا، پھر حرمین گئے۔ ۷۴۴ھ (۱۳۴۳ء) میں قاہرہ آئے اور یہاں ان کے اوصاف آشکارا ہوئے۔ وہ فوج کے قاضی مقرر کئے گئے لیکن پھر معزول کر دیے گئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شیخ بے نظیر عالم تھے۔انکی تصانیف جنہیں گھڑ سوار قرب وجوار میں لے کر پھیل گئے تھے، درج ذیل ہیں:
(۱) شرح ہدایہ جس کا نام توشیح تھا (۲) الشامل جو فقہ کی کتاب ہے (۳) زبدۃ الاحکام فی اختلاف الائمۃ الاعلام (۴) الغرۃ المنیفۃ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ (۵) شرح الزیادات (۶) شرح بدیع الاصول لابن الساعاتی (۷) شرح المغنی للخبازی، نامکمل (۸) شرح الجامعین، نامکمل (۹) شرح تائیہ ابن الفارض (۱۰) کتاب فی الخلافیات (۱۱) شرح المنار (۱۲) شرح المختار (۱۳) لوائح الانوار فی الرد علی من انکر علی العارفین (۱۴) لطائف الاسرار (۱۵) عدۃ الناسک فی المناسک (۱۶) شرح عقیدۃ الطحاوی (۱۷) اللوامع شرح جمع الجوامع وغیرہ۔

ان کی وفات ۷۷۳ھ میں اس رات کو ہوئی جس رات بہاء سبکی فوت ہوئے۔

ان کی تفسیر تفسیر سراج الدین کے نام سے معروف تھی۔

(۵۹ / ۷۷۴) ابن کثیر، امام اسماعیل بن عمر بن کثیر

ابن ضوء بن کثیر قیسی بصروی، شیخ عماد الدین۔ حافظ ابن حجر الدرر میں لکھتے ہیں کہ ابن کثیر ۷۰۰ھ (۱۳۰۰ء) یا اس کے کچھ ہی عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ اور انکے والد کی وفات ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) میں ہوئی۔ ان کی تربیت دمشق میں ہوئی۔ ابن شحنہ، ابن زراد، اسحاق آمدی، ابن عساکر، مزی، ابن رضی اور ایک جماعت سے انہوں نے سماع کیا۔ مصر میں الدبوی، الوانی اور ختنی وغیرہ سے اجازت حاصل کی پھر حدیث میں مشغول ہوگئے اور متون حدیث اور رجال کو اپنے مطالعہ کا موضوع بنایا۔ تفسیر جمع کی اور کتاب کبیر فی الاحکام لکھنا شروع کی مگر مکمل نہ کرسکے۔ تاریخ میں البدایہ والنہایہ لکھی۔ طبقات شافعیہ پر کام کیا۔ ان احادیث پر جو التنبیہ میں دلیل کے طور پر پیش کی گئی تھیں جرح کی اور ابن حاجب کی احادیث مختصر پر جرح کی۔ بخاری کی شرح بھی لکھنا شروع کی تھی۔ ان کی دیگر کتب میں التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاہیل اور کتاب الھدیٰ والسنن فی احادیث المسانید والسنن، جس میں مسند امام احمد، البزار، ابو یعلی اور ابن ابی شیبہ کو جمع کردیا ہے، شامل ہیں۔ وہ مزی کے حلقے میں شامل ہوگئے تھے۔ ان سے

Maktaba Tul Ishaat.com

تہذیب الکمال پڑھی اور ان کی لڑکی (زینب) سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

ابن کثیر نے ابن تیمیہ سے استفادہ کیا، وہ محبوس ہوئے تو انہیں بھی تکالیف اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ بڑے حاضر دماغ اور خوش طبع انسان تھے۔ ان کی تصنیفات ان کی زندگی ہی میں شہروں میں پھیل گئی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد بھی لوگ ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے رہے۔ تحصیل عوالی نیز عالی اور نازل وغیرہ میں تمیز کرنے کا طریقہ محدثین کا سا نہ تھا۔ ابن کثیر فقہاء محدثین سے تھے۔ بایں ہمہ انہوں نے ابن الصلاح کی کتاب کا مفید خلاصہ تیار کیا۔

ذہبی المعجم المختصر میں لکھتے ہیں کہ ابن کثیر، امام، مفتی، محدث، ماہر فقیہ، کئی علوم میں کامل پختہ کار، محدث، نقل روایات و آثار کرنے والے مفسر اور مفید تصانیف کے مالک تھے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

ان کی وفات شعبان ۷۷۴ھ (۱۳۷۳ء) میں ہوئی۔

شیخ القرآنؒ فرماتے ہیں ان کی تفسیر ایسی ہے کہ ہر آدمی کے لئے جو قرآن حکیم میں شوق بچار کرنا چاہتا ہے، اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ان کی یہ تفسیر ابن جریر کی تفسیر کا کچھ زوائد کے ساتھ اختصار ہے۔ یہ تفسیر انسان کو بہت سی تفاسیر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

انہوں نے اپنی تفسیر میں امام ابن تیمیہؒ کے اقوال کے حق میں دلائل دیے ہیں مثلاً آیۃ کریمہ: و ما ابرئ نفسی کے متعلق ان کا کہنا کہ یہ عورت کا قول ہے۔ اسی طرح انہوں نے ان احادیث ضعیفہ پر تنقید کی ہے جو نصوص صریحہ کے خلاف ہیں، مثلاً سمرہ بن جندبؓ کی حدیث جو آدم علیہ السلام کے واقعہ کے بارے میں ہے وغیرہ۔

(۶۰ / ۷۷۴) ابن الصائغ حنفی

محمد بن عبدالرحمان بن علی، شیخ شمس الدین بن صائغ حنفی، جو ۷۱۰ھ (۱۳۱۰ء) سے پہلے پیدا ہوئے۔ فقہ، لغت اور نحو میں کمال حاصل کیا۔ ابن حیان، قونوی اور البحر الزیلعی سے علوم حاصل کئے اور دبوسی وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انکی تصانیف میں حدیث میں شرح المشارق، شرح الفیہ ابن مالک جوحسن کلام، جمع مواد اور اختصار بیان میں نہایت ہی عمدہ ہے، الغرز علی الکنز، التذکرہ فی النحو، جوکئی جلدوں میں ہے، المبانی فی المعانی، الثمر الجنی فی الادب السنی، المنہج القویم فی قواعد القرآن العظیم، نتائج الافکار الرقم علی البردہ، الوضع الباہر فی رفع افعل الظاہر، اختراع الفہوم لاجتماع العلوم اور روض الافہام فی اقسام الاستفہام وغیرہ شامل ہیں۔ ابن ہشام کی المغنی پر ان کا حاشیہ ہے، جس میں الباء الموحدہ تک ہی پہنچ سکے تھے۔ اس کتاب کی ابتدا یں انداز کی ہے: (الحمدلله الذی لا مغنی سواہ)۔

شیخ علاؤالدین علی بن عبدالقادر مقریزی سے جو ان کے داماد ہیں منقول ہے کہ میں نے انہیں مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ سے خدانے کیا سلوک کیا تو انھوں نے ذیل کا شعر پڑھا:

اللّٰہ یعفو عن المسیٔ اذا　　　مات علیٰ توبة ویرحمه

اللہ گناہ گار کو معاف کردیتا ہے اور اس پر رحم کرتا ہے، بشرطیکہ وہ مرتے وقت توبہ کرلے۔

الدرر کے مطابق ان کی وفات ۱۱شعبان اور البغیہ کے مطابق ۱۵ شعبان ۷۷۶ھ کو ہوئی۔

(۶۱ /۷۲۵) احمد بن ابراھیم بن زبیر (عاصمی)

ابن محمد ثقفی۔ ابن فرحون کی انکے بارے میں یہ رائے ہے کہ وہ خاتمۃ المحدثین، صدر العلماء والمقرئین، اشاعت علم میں حد درجہ کوشاں، پوری توجہ سے سننے اور غور کرنے، تدریس کے پابند، کثیر الخشوع اور سراپا انکسار، خوش اطوار، غیرت حق کی حمایت میں جان قربان ہوکرنے والے، بدعتیوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے والے، سنت پر پوری طرح عمل کرنے والے، بے نظیر اور لاثانی انسان تھے۔ فن عربیت، تجوید اور روایت حدیث، مشارکت فی الفقہ، تفسیر میں استواری اور اصلین میں غوروخوض میں سارے اندلس میں کوئی ان کا مقابل اور ہم پایہ نہ تھا۔ ان کے شیوخ کی تعداد تقریباً چار سو تھی۔

انہوں نے عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں: (۱) صلة الصلة (۲) ملاک التاویل فی المتشابہ اللفظ من التنزیل غریب فی معناہ (۳) البرھان فی ترتیب سورۃ القرآن (۴) شرح الاشارۃ للباجی فی الاصول

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵) سبیل الرشاد فی فضل الجہاد (۶) ردع الجاہل عن اعتساف المجاہل (رد الشودیہ)۔ یہ بڑی عمدہ کتاب ہے جس میں مختلف النوع علوم اور مفید اطلاعات ہیں۔

وہ بمقام جیان ۷۲۶ھ (۱۳۲۶ء) میں پیدا ہوئے اور ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) میں وفات پائی۔

(۶۲ /۷۷۶) محمد بن علی بن احمد

ابن محمد بعلی حنبلی شمس الدین، جن کا عرف ابن یونانیہ تھا۔ بعلبک میں ۷۰۷ھ (۱۳۰۷ء) کے اوائل میں پیدا ہوئے اور وہیں ابن الشحنہ سے بخاری کا سماع کیا، فاضل تھے، ابن کثیر کی تفسیر کی تلخیص کی جو حجم میں اصل تفسیر کے نصف کے برابر ہے۔

وہ شوال ۷۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

(۶۳ /۷۷۷) اکمل الدین با بر تی (حنفی)

محمد بن محمد بن محمود یا محمد بن محمود بن احمد (جیسا کہ سیوطی اور ملا علی قاری نے لکھا ہے) اکمل الدین بابرتی۔ بابرتی بابرتا سے اسم نسبت ہے جو بغداد کے مضافات میں ایک بستی تھی۔

وہ امام، محقق، متبحر، حافظ اور ضابط تھے۔ ان کے زمانے میں کوئی اور اس درجے کا عالم نہ تھا۔ وہ ۷۱۰ھ (۱۳۱۰ھ) کے کچھ ہی بعد پیدا ہوئے۔ ابوحیان اور اصفہانی سے علم حاصل کیا۔ حدیث دلاصی اور ابن عبدالہادی سے سماع کی۔ اور شیخون نے انہیں اپنے مدرسے میں مقرر کر دیا۔ وہاں انہوں نے بہت عظمت پائی۔ کئی دفعہ انہیں منصب قضا پیش کیا گیا مگر انہوں نے ہمیشہ انکار کر دیا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ انہوں نے شمس الدین اصفہانی سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ اسلئے غلط ہے کہ اصفہانی ۶۸۸ھ (۱۲۸۹ء) میں فوت ہوئے۔ اور بابرتی ۷۱۰ھ (۱۳۱۰ء) کے بعد پیدا ہوئے۔ حافظ کہتے ہیں کہ بابرتی فاضل، کئی علوم میں ماہر، وافر العقل اور مذہب الوحدہ کے معتقد تھے۔ یہ ابن خلدون کی ان سے روایت ہے۔ انہوں نے مختصر ابن حاجب کی شرح النقود والردود تصنیف کی۔ نیز عقیدہ نصیر طوسی اور مشارق الانوار صنعانی کی شرحیں لکھیں۔ قرآن حکیم کی ایک تفسیر، فقہ میں شرح ہدایہ، نحو میں ابن معطی

Maktaba Tul Ishaat.com

کے الفیہ کی شرح نیز المنار کی شرح ،شرح البزدوی اور شرح تلخیص فی المعانی بھی ان کی تصنیفات ہیں۔
ابن حجر لکھتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ انہوں نے اپنی سماع کردہ روایت کو کسی سے بیان کیا ہو۔ السید جرجانی ،شمس الدین محمد بن حمزہ الفناری اور بدرالدین محمود بن اسرائیل وغیرہ نے ان سے فقہ پڑھا۔ ان کی وفات رمضان ۷۸۶ھ میں ہوئی۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بابرتی کے استاد، حسب روایت حافظ، اصفہانی محمود بن ابی القاسم عبدالرحمان ابن احمد ابوالثناء تھے، جو ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء) میں پیدا ہوئے اور ۷۴۹ھ (۱۳۵۱ء) میں فوت ہوئے۔
انہوں نے ابن حاجب کی مختصر، بیضاوی کے طوالع اور منہاج کی شرحیں، تجرید الطوسی، ناظرۃ العین فی المنطق اور اس کی شرح لکھی ہیں۔
ان سے متقدم اصفہانی محمد بن محمود بن محمد بن عبدالکافی ہیں جو ۶۱۰ھ (۱۲۱۳ء) میں پیدا ہوئے اور ۶۸۸ھ (۱۲۸۹ھ) میں فوت ہوئے۔ انہوں نے شیخ اثیرالدین ابہری اور ابن دقیق العید سے علم حاصل کیا۔ وہ بہ مقام قوص ان کے درس میں شرکت کرتے تھے۔ انہوں نے شرح المحصول کئی جلدوں میں تحریر کی، جو بہت عمدہ کتاب ہے۔ ان کی تصنیف القواعد اصلیین ،منطق اور خلافیات پر حاوی ہے۔

(۶۴ /۷۷۸) محمد بن یوسف بن علی بن سعید

کرمانی، بغدادی، شیخ شمس الدین۔ وہ ۱۶ جمادی الاخریٰ ۷۱۷ھ کو جمعرات کے دن پیدا ہوئے۔
انہوں نے اپنے والد بہاء الدین سے پڑھا۔ بعدہ کرمان گئے اور عضد وغیرہ سے استفادہ کیا حتیٰ کہ ماہر علوم ہو گئے اور معاصرین سے آگے نکل گئے۔ پھر دمشق اور مصر کو گئے اور بخاری ناصرالدین الفاروقی سے پڑھی اور ایک جماعت سے سماع کیا۔ پھر حج کو گئے۔ وہاں سے واپس بغداد آئے تو وہاں پر ہی مقیم ہو گئے۔
وہ نہایت خوش خلق اور ہشاش بشاش آدمی تھے۔ فقراء اور اہل علم سے انکسار سے پیش آتے۔ دولتمندوں کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور ان کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ سلاطین ان کے گھر پر دعا اور نصیحت کے لئے حاضر ہوتے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے بخاری کی شرح تصنیف کی۔بقول حافظ مصنف نے کتاب کا نام الکواکب الدراری رکھا،جسکی دو ضخیم جلدیں ہیں جو زیادہ تر چار یا پانچ جلدوں میں دستیاب ہیں۔بخاری میں نقل سے متعلق پائے جانے والے اوھام کے بارے میں یہ ایک مفید شرح ہے۔کیونکہ انہوں نے جو کچھ لیا ہے،صحیفوں سے لیا ہے۔انہوں نے اپنی شرح کے خطبے میں ابن بطال،قطب حلبی اور مغلطائی کی شروح پر اعتراض کیا ہے۔

نیز انہوں نے مختصر ابن حاجب کی شرح السبعة السیارة کے نام سے لکھی جس میں انہوں نے سات شروح اکٹھی کردیں۔ انہوں نے اس میں استیعاب کا خاص اہتمام کیا۔چنانچہ لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سات شروح اور لکھوں گا مگر استیعاب کے بغیر۔پھر انہوں نے ایک جامع شرح لکھی لیکن اس میں بھی کافی تکرار تھا۔پھر انہوں نے عربیت اور منطق میں کچھ کتابیں لکھیں۔ان کی دیگر کتابیں یہ ہیں:

(۱) شرح المواقف (۲) شرح الفوائد الغیاثیة فی المعانی والبیان (۳) شرح الجواہر (۴) انموذج الکشاف (۵) تفسیر بیضاوی پر حاشیہ سورہ یوسف تک (۶) مسئلة الکحل کے متعلق ایک رسالہ وغیرہ۔

وہ حج سے واپس آتے ہوئے جمعرات کی صبح ۱۶ محرم ۷۸۰ھ کو راستے میں فوت ہوگئے اور بغداد لائے گئے جہاں شیخ ابو اسحاق کی قبر کے قریب اپنی تیار کردہ قبر میں دفن ہوئے۔

(۶۵ /۷۹م) شیخ علی بن شہاب ہمدانی حسینی

۱۲ رجب ۷۱۴ھ (۱۳۱۳ء) کو پیدا ہوئے۔بہت بڑے عالم اور بلا کے سیاح تھے۔مشائخ کبار سے ملاقات کی اور ان سے فیض اٹھایا،جن کی تعداد ۱۴۰۰ تک پہنچتی ہے۔پھر خراسان واپس آئے۔ان کے اور امیر تیمور کے درمیان حکمت کے معنی پر اختلاف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ وہ ۷۷۳ھ (۱۳۷۱ء) یا ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) میں اپنے سات سو مریدوں کے ساتھ کشمیر کو چلے آئے اور اہل کشمیر کی کثیر تعداد نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

شیخ نے کثیر التعداد کتابیں تصنیف کیں:

(۱) ذخیرة الملوک جو فارسی میں مندرجہ ذیل دس ابواب پر مشتمل ہے:

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) شرائط واحکام ایمان (۲) حقوق عبودیت (۳) مکارم الاخلاق اور سیرت خلفائے راشدین ؓ کے اتباع کا وجوب (۴) زوجین، اولاد، غلام، اقارب اور احباب کے حقوق (۵) حکومت وولایت اور امن وامان کے احکام، رعایا کے حقوق اور عدل واحسان کا وجوب (۶) سلطنت معنویہ کی تشریح اور خلافت انسانیہ کے اسرار (۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (۸) شکر کی تحقیق اور اس کے اقسام (۹) تکالیف میں صبر (۱۰) کبر اور غضب کی مذمت وغیرہ۔

(۲) شرح فصوص الحکم (۳) المیمیۃ لابن الفارسی کی شرح لکھی اور اس کا نام مشارق الاذواق رکھا۔ (۴) مرآۃ التائبین در بارہ توبہ (۵) رسالہ ذکریہ، یہ سب کتابیں فارسی میں ہیں۔

(۶) رسالہ ذکریہ (عربی) (۷) منہاج العارفین (۸) المنامیہ، علم الرؤیا میں (۹) الهمذانیہ، لفظ ہمدان کی تحقیق میں ہے۔ (۱۰) شاہ راہ وشریعت محمدیؐ (۱۱) الوجودیہ دوبارہ تحقیق وجود (۱۲) التلقیہ (۱۳) المشیہ (۱۴) مشکل حل وحل مشکل (۱۵) الاورادیہ جو تین ابواب پر منقسم ہے: (۱) در فضل اوراد (۲) اوراد کی ضرورت (۳) تقسیم اوقات در بارہ اوراد۔ یہ کتابیں سب فارسی ہیں۔

(۱۶) رسالہ فی مقامات الصوفیہ (۱۷) رسالہ مقامات السالکین (۱۸) رسالہ کشف الحقائق (۱۹) رسالہ فی آیات الاحکام من القرآن کریم (۲۰) شرح اسماء اللہ الحسنیٰ وغیرہ۔

جب شیخ کشمیر سے روانہ ہوئے تو پاغستان کے علاقہ تیراہ میں وفات پاگئے۔ ان کی میت کو بدخشان کے شہر ختلان میں لے گئے اور وہاں دفن کیے گئے۔ ان کا سال وفات ۷۸۶ھ (۱۳۸۴ء) ہے۔

(۶۶ / ۴۸۰) شیخ عمر بن محمد سنامی

فاضل کبیر، حنفی، امام ضیاء الدین سنامی، جنہوں نے فقہ میں نصاب الاحتساب تصنیف کی۔ ہندوستان میں پیدا ہوئے اور وہیں تربیت پائی۔ انہوں نے کمال الدین سنامی سے علم حاصل کیا اور تیس سال سے زائد وعظ ونصیحت میں مصروف رہے۔ مبتدعین اور عیش پرست لوگوں پر سختی سے تنقید کرتے تھے۔ کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور معاملات دین میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ وہ ہر ہفتے وعظ کہتے تھے

Maktaba Tul Ishaat.com

اوران کے وعظ میں تین ہزار سے بھی زیادہ سامعین جمع ہو جاتے جو ان کی گفتگو کو پورے انہماک سے سنتے اور کسی دوسری طرف توجہ تک نہ کرسکتے۔

وہ شیخ نظام الدین بدایونی پر سماع غنا کی وجہ سے سخت تنقید کرتے، شیخ جواب میں معذرت پیش کرتے اوران کی بات کارد نہ کرتے، ان کے حکم کو درست سمجھتے اور حد درجہ تعظیم واحترام کا اظہار کرتے تھے۔ شیخ دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ سنامی مرض موت میں مبتلا ہوئے تو شیخ نظام الدین ان کی عیادت کو آئے اور اجازت طلب کی۔ شیخ سنامی نے حکم دیا کہ ان کی پگڑی شیخ کی راہ میں بچھا دی جائے تا کہ وہ اس پر چل کر آئیں۔ جب شیخ نظام الدین نے پگڑی دیکھی تو اٹھا کر سر پر رکھ لی اور چوما۔ جب تک شیخ وہاں بیٹھے رہے، شیخ سنامی نے شرم وحیا کی وجہ سے ان سے آنکھیں نہ ملائیں۔ جب شیخ عیادت کے بعد رخصت ہوئے تو سنامی فوت ہوگئے۔ شیخ نے سنا تو بہت روئے اور کہنے لگے کہ آج وہ شخص رخصت ہوگیا جو شرع محمدی کا واحد حمایتی تھا اور اس کا دفاع کرتا تھا۔

حضرت شیخ القرآن فرماتے ہیں کہ شیخ دہلوی نے یہ واقعہ اختصار سے بیان کیا ہے۔ اصل واقعہ شیخ عصمت اللہ بن محمد اعظم نے اپنے رسالہ باب السماع میں بیان کیا ہے کہ جب شیخ نظام الدین نے حاضری کی اجازت طلب کی تو سنامی نے جواب دیا کہ میں مرتے وقت ایک بدعتی سے نہیں ملنا چاہتا۔ شیخ نے کہلا بھیجا کہ یہ بدعتی اس بدعت سے تائب ہو کر حاضر ہورہا ہے۔ اس پر سنامی نے اجازت دے دی اور کہا کہ میری پگڑی ان کے راستے میں بچھا دو تا کہ وہ میری پگڑی پر چل کر آئیں جیسا کہ نزھۃ الخواطر میں ہے۔

نصاب الاحتساب ان کی مفید کتاب ہے جو ۶۵ ابواب پر مشتمل ہے اور جس میں ناپسندیدہ بدعتوں پر رد ہے۔ ان کی تفسیر کا نام ید بیضا تھا۔ تفسیر سورہ یوسف اور فتاوی ضیائیہ بھی ان کی تصنیف ہیں۔ تفسیر سورۃ یوسف میں انہوں نے قرآن کی اس آیت (یا ابا نا ما لک لا تامنا) سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دیگر لوگوں کی اولاد کی طرح انبیاء علیہم السلام کی اولاد بھی اپنے والد کو ابا کہہ کر مخاطب کرتے تھے

Maktaba Tul Ishaat.com

جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں مذکور ہے۔ اسی اختصاص کی بناء پر حضور اکرم ﷺ کی اولاد کا باقی تمام لوگوں سے افضل ہونا ثابت کیا ہے کہ انہیں دیگر تمام لوگوں سے یہ خاص امتیاز حاصل ہے۔

(۶۷/ ۴۸۱) شیخ محمد بن محمود بن محمد شیرازی

شافعی، جو رباط الاولیا میں مقری تھے۔ اپنی تفسیر کے آخر میں انہوں نے یہ عبارت لکھی ہے:

(اللہ تعالیٰ کے محتاج ترین اور ضعیف بندے عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن محمد حافظ (خدا اس کے حالات کی اصلاح فرمائے) کے ہاتھ سے یکم محرم ۷۸۵ھ کو مکمل ہوئی)۔

ان کی تفسیر کا نام کشف الاسرار فی رسم مصاحف الامصار ہے۔ تفسیر کی ابتدء بایں انداز کی ہے:

تعریف اس ذات کریم کی جس نے انسان کو بہترین عطا کے شرف سے نوازا، اور وہ آسمان سے اترا ہوا خدا کا کلام ہے۔ اس کے باب اول میں اس قرآن کو ایک مصحف میں جمع کرنے والی ہستی کا ذکر ہے۔ آخری اور پچیسویں باب میں حجاز، شام اور عراق والوں کے اختلافات کا ذکر ہے۔

(۶۸/ ۴۸۲) علامہ تفتازانی

مسعود بن عمر۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ علامہ کبیر تھے اور انہیں علوم بلاغت ومعقولات میں اعلیٰ درجے کی مہارت ان پر ختم تھی صرف مشرق ہی میں نہیں بلکہ تمام بلاد وامصار میں۔ ان علوم کی معرفت میں کوئی ان کی مثال نہ تھا بلکہ ان کے بعد بھی کوئی ایسا عالم پیدا نہیں ہوا۔ وہ ۷۱۲ھ (۱۳۱۲ء) میں پیدا ہوئے۔ قطب اور عضد سے استفادہ کیا اور سب سے آگے نکل گئے۔ چنانچہ ان کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی۔

ان کی اولیں تصنیف تصریف الغزی ہے۔ دیگر تصانیف کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) الارشاد فی النحو: اس میں الحاجیہ کا اختصار ہے، ۷۷۴ھ میں خوارزم میں مکمل ہوئی۔ (۲) شرح تلخیص (۳) اصول دین میں شرح العقائد للنسفی، ۷۶۸ھ میں مکمل ہوئی۔ (۴) مقاصد الکلام: یہ بھی اصول دین میں ہے (۵) شرح المقاصد۔ یہ دونوں کتابیں ذی قعد ۷۸۴ھ میں سمرقند میں مکمل

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوئیں۔(۶) شرح الشمسیہ، یہ رسالہ ۷۵۲ھ میں بہ مقام مزار جام میں مکمل ہوا (۷) اصول فقہ حنفیہ میں التلویح جو توضیح صدرالشریعۃ کا حاشیہ ہے اور ذی قعدہ ۷۶۸ھ میں مکمل ہوا (۸) حاشیہ شرح المختصر للقاضی عضد الدین (۹) حاشیہ الکشاف: اس میں ابتدائے قرآن سے سورۃ یونس تک اور سورۃ الفتح کو چھوڑ دیا گیا ہے (۱۰) شرح الزنجانی، ۷۳۸ھ میں مکمل ہوئی (۱۱) مطول، ۷۴۸ھ میں ہرات میں مکمل ہوئی (۱۲) مختصر المعانی، ۷۵۶ھ میں غجدوان میں مکمل ہوئی (۱۳) حاشیہ مختصر الاصول، ۷۷۰ھ میں مکمل ہوا (۱۴) تہذیب المنطق والکلام، رجب ۷۸۹ھ میں سمرقند میں مکمل ہوئی۔(۱۵) شرح المفتاح: ۷۸۹ھ میں سمرقند میں مکمل ہوئی۔

(۱۶) فتاویٰ حنفیہ کی تالیف بروز اتوار ۹ ذوالقعدہ ۷۶۹ھ کو ہرات میں شروع کی۔(۱۷) مفتاح الفقہ ۷۷۲ھ (۱۳۷۰ء) میں سرخس میں شروع کی (۱۸) تلخیص الجامع الکبیر ۷۸۶ھ (۱۳۸۴ء) میں سرخس میں شروع کی۔(۱۹) شرح الکشاف ۸ ربیع الآخر ۷۸۹ھ (۱۳۸۷ء) کو شروع کی۔

علامہ کی وفات ۲۲ محرم ۷۹۲ھ (۱۳۹۰ء) کو سوموار کے دن سمرقند میں ہوئی۔ان کی میت کو ۹ جمادی الاولیٰ کو سرخس میں منتقل کیا گیا۔

ان کی زبان میں لکنت تھی۔

تفتازان خراسان کا ایک قصبہ ہے۔

ایک شاعر نے ان کے بارے میں کہا ہے:

فرق الدرس و حصل آمالا	والعمر مضى ولم تنل آمالا
لا ينفعك القياس والعكس ولا	افعنلل يفعنلل افعنلالا

(۱) درس چھوٹ گیا اور خواہشیں پوری ہوگئیں۔عمر گزر گئی اور خواہشیں مکمل نہ ہوئیں۔

(۲) قیاس اور عکس اور افعنلل وغیرہ سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۹ / ۴۸۳) امام زرکشی

محمد بن بہادر بن عبداللہ، ترکی الاصل، مصری، شیخ بدر الدین زرکشی، جو ۷۴۵ھ (۱۳۴۴ء) میں پیدا ہوئے۔ وہ کم سنی میں ہی پڑھنے میں مصروف ہوگئے اور کئی کتابیں حفظ کرلیں۔ شیخ جمال الدین اسنوی اور سراج الدین بلقینی سے استفادہ کیا۔ پھر شام کے قاضی بنادیئے گئے۔ وہ فقہ، اصول اور حدیث میں مشغول رہتے تھے۔

زرکشی نے روضہ کا حاشیہ اور منہاج کی شرح لکھی ہے۔ وہ دمشق گئے اور ابن کثیر سے حدیث اور ان کی مختصر ان سے پڑھی۔ دو اشعار میں ان کی مدح کی۔ وہاں سے حلب گئے اور الاذرعی سے استفادہ کیا۔

اصول میں تین جلدوں پر مشتمل ایک کتاب مرتب کی اور اس کا نام البحر رکھا۔ ابن الصلاح کی علوم الحدیث اور سبکی کی جمع الجوامع کی شرح قلم بند کی۔ پھر صحیح بخاری کی شرح شروع کی لیکن مسودے ہی میں رہنے دی۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ انہیں اس کتاب کے بعض حصے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انہوں نے اس کی تنقیح کرکے ایک جلد میں اس کا خلاصہ پیش کردیا ہے۔ نیز امام نووی کی اربعین کی تشریح کی۔ انہوں نے رافعی کی احادیث کی تخریج کی اور اس میں ابن الملقن کی الجمع کے طریق کی پیروی کی لیکن بیان احادیث میں زیلعی کے طریقے پر چلے اور حدیث کے متن کی مع اسناد کے تخریج کی، جس سے کتاب ضخیم ہوگئی۔

زرکشی خانہ نشین تھے اور کہیں آتے جاتے نہ تھے۔ ہاں بازار میں کتابوں کی دکان پر جاتے اور سارا دن کتابوں کے مطالعے میں گزار دیتے اور کوئی چیز نہ خریدتے۔ ان کے پاس سادہ اوراق ہوتے، جو بات انہیں پسند ہوتی، وہ نوٹ کرلیتے اور واپس آکر اپنی تصنیفات میں درج کرلیتے۔

ان کی تصنیفات میں سے کچھ طبع ہوچکی ہیں اور کچھ بہ صورت مخطوطہ ہیں۔ اول الذکر حسب ذیل ہیں:

(۱) الاجابۃ لایراد ما استدرکتہ عائشہؓ علی الصحابۃ (۲) تشنیف المسامع بجمع الجوامع (۳) التنقیح لالفاظ الجامع الصحیح، ایک جلد۔ (۴) البرھان فی علوم القرآن: یہ ان کتابوں سے جمع کی ہے جن میں اصول قرآن

Maktaba Tul Ishaat.com

اور اقوال متقدمین کا ذکر ہے۔ امام زرکشی نے انہیں ۴۷ انواع میں تقسیم کیا ہے اور ہر نوع کی ابتداء اس طرح کی ہے گویا وہ ایک مکمل کتاب ہے اور اس باب میں پہلے لکھی گئی کتب کا احاطہ کیا ہے۔ یہ اصول قرآن کے بارے میں لکھی گئی نفیس ترین کتاب ہے۔ مؤلف نے اس سے قواعد و اصول قرآن میں مدد لی ہے۔(۵) لقطة العجلان و بلة الظمآن: فقہ، منطق اور حکمت کے اصول میں ہے۔

امام کے مخطوطات: (۱) اعلام الساجد باحکام المساجد (۲) البحر المحیط فی اصول الفقہ (۳) تخریج احادیث الشرح الکبیر للرافعی (۴) تفسیر القرآن سورہ مریم تک (۵) تکملہ شرح المنہاج للخادم الرافعی (۶) الروضۃ فی الفروع (۷) خبایا الزوایا فی الفروع (۸) خلاصۃ الفنون الاربعہ (۹) الدیباج فی توضیح المنہاج (۱۰) الذھب الابریز فی تخریج احادیث العزیز (۱۱) تخریج احادیث الرافعی (۱۲) رسالہ کلمات التوحید (۱۳) زہر العریش فی احکام الحشیش (۱۴) سلاسل الذھب فی الاصول (۱۵) شرح الاربعین النوادیہ (۱۶) شرح البخاری (۱۷) شرح التنبیہ (۱۸) شرح جمع الجوامع (۱۹) شرح الوجیز فی الفروع للغزالی (۲۰) عقدۃ الجمان وتذییل وفیات الاعیان لابن خلکان (۲۱) الغرر السوافر فیما یحتاج الیہ المسافر (۲۲) غنیۃ المحتاج فی شرح المنہاج (۲۳) فتاوی الزرکشی فی احکام التمنی (۲۴) القواعد فی الفروع (۲۵) اللآلی المنثورۃ فی الاحادیث المشہورۃ (۲۶) مالایسع المکلف جہلہ (۲۷) مجموعۃ الزرکشی فی فقہ الشافعی (۲۸) المعتبر فی احادیث المنہاج (۲۹) المختصر (۳۰) المنثور (۳۱) القواعد (۳۲) النکت علی عمدۃ الاحکام (۳۲) النکت علی ابن صلاح۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۳ رجب ۷۹۴ھ کو ہوئی۔

(۷۰ / ۴۸۴) امیر تاتار خان دھلوی

امیر کبیر ان لوگوں سے تھے جو اپنے علم و فضل، خوش اخلاقی و نیکی، ریاست اور حسن سیاست کی وجہ سے مشہور تھے۔ سلطان غیاث الدین تغلق نے اپنے کسی سفر جنگ کے دوران میں تاتار خان کو پیدائش کے دن ہی میں ارض روم میں زمین پر پڑا پایا۔ انہیں اٹھالیا، اپنے حفظ و امان میں انکی پرورش کی اور انہیں اپنے

Maktaba Tul Ishaat.com

خواص میں شامل کرلیا۔ اورجب محمد شاہ بادشاہ بنا تو تاتارخان ارکین سلطنت میں شامل تھے۔ بادشاہ نے جلیل القدر مناصب پرانہیں مقرر کردیا۔ تاتارخان، فاضل، بہادر، سخی، خوش اخلاق اور شریعت کے سختی سے پابند تھے۔ شریعت کے معاملہ میں ملوک وامراء پرسخت گرفت کرتے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں نہ کسی سے خوف کھاتے، نہ کسی سے ڈرتے تھے۔

فیروزشاہ کی شراب نوشی پر معترض ہوئے تو اس نے انہیں حصار فیروزہ میں محبوس کردیا اور حاضری سے روک دیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ محمد شاہ تغلق بھی ان سے ناراض ہوگیا تو تاتارخان نے درج ذیل اشعار اسے لکھ کر بھیجے:

(۱) واہ نہ دانم ازکجا رنجیدۂ — بے سبب از دوستان بریدۂ

افسوس ہے، مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کیوں ناراض ہوگئے اور دوستوں سے بلاوجہ تعلق ختم کرلیا۔

(۲) بانگ نی خوش میزند جانان من — نالہ بی چارگاں نشیدۂ

میرے محبوب! آپ کو بانسری کی آواز اچھی معلوم ہوتی ہے، بے چاروں کا نالہ آپ کیسے سنیں!

(۳) درتو باری ہرگز ایں عادت نبود — ازطریق خود مگر گردیدۂ

بہرحال آپ کی تو یہ عادت نہ تھی، شاید آپ نے اپنا طریقہ بدل دیا ہے۔

(۴) گر گناہے کردہ ام مارا بخش — زانکہ توچندیں گناہ بخشیدۂ

اگر مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوگئی ہے تو معاف کردیجئے، کیونکہ آپ نے اتنے گناہ معاف کیے ہیں۔

(۵) ازتتار خستہ باللہ العظیم — نیست جرمی بی سبب رنجیدہ

مجھے خدائے عظیم کی قسم کہ تاتار بیچارے نے کوئی جرم نہیں کیا۔ آپ بلاوجہ ناراض ہوگئے ہیں۔

جب محمد شاہ تغلق نے یہ اشعار پڑھے تو انکی قدر ومنزلت کی اور اپنا تقرب عطا کیا۔ اس تمام تر قرب ومنزلت سلطانی کے باوصف وہ حرمین شریفین کے سفر پر چل دیئے اور حج کی سعادت حاصل کی۔

انہوں نے تفسیر میں ایک کتاب بھی لکھی اور اسکا نام "تاتارخانی" رکھا۔ وہ اپنے موضوع پر سب سے

Maktaba Tul Ishaat.com

جامع کتاب ہے۔نیز ان کے حکم سے عالم ابن العلاء التوفی ۷۸۰ھ نے فتاویٰ تاتارخانیہ تصنیف کیا۔ ان کی وفات سلطان فیروز شاہ کے دور میں ہوئی جو۷۵۲ھ میں مسند آرائے سلطنت ہوا اور۷۹۹ھ تک سریر آرائے حکومت رہ کر ملک آخرت کو روانہ ہوا۔

(۷۱/ ۴۸۵) شیخ قاسم بن عمر دهلوی

ان کے والد شیخ نظام الدین محمد بدایونی کے بھانجے تھے۔ دہلی میں نشو ونما پائی۔ قرآن حفظ کیا اور مولانا جلال الدین دہلوی سے علم حاصل کیا۔ان سے ہدایہ،البزدوی،المشارق،الکشاف اور باقی تمام درسی کتب پڑھیں اور کافی عرصہ ان کی صحبت میں رہے۔ وہ زبردست ذکی اور جید الفطرت تھے۔

ان کی تفسیر کا نام لطائف التفسیر ہے جو لطائف اور اسرار پر مشتمل ہے۔

(۷۲/ ۴۸۶) حدادی، ابو بکر بن علی

حداد زبیدی، حنفی، جنہوں نے فقہ حنفی میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔انہوں نے قدوری کی دو شرحیں، ایک چھوٹی اور ایک بڑی، لکھیں اور ایک عمدہ تفسیر بھی ترتیب دی جس کا نام کشف التنزیل ہے اور تفسیر حدادی کے نام سے اب بھی مشہور ہے۔ان کی تصنیفات بیس جلدوں پر مشتمل ہیں۔

انکی وفات ۸۰۰ھ (۱۳۹۷ء) میں زبید میں ہوئی۔وہ زاہد، پارسا،عفیف اور عبادت گزار تھے۔

(۷۳/ ۴۸۷) محمد بن علی بن محمد بلنسی ، غرناطی

ابوعبداللہ، انہوں نے ابن الفخار کی صحبت کو لازم کرلیا تھا اور عربیت میں مہارت حاصل کی۔ بلند آواز اور خوش گو مقرر تھے۔ سلطان وقت نے ان سے ناراض ہو کر انہیں شدائد کا نشانہ بنایا لیکن بعد میں ان کے حسن تلاوت کی وجہ سے انہیں معاف کردیا۔

انہوں نے سہیلی کی التعریف والاعلام پر استدراک لکھا اور ایک ضخیم تفسیر بھی لکھی۔

حافظ ابن حجر نے الدرر میں ان کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تتمہ قرن ہشتم

اس قرن میں ائمہ فقہاء و محدثین کی ایک بڑی جماعت موجود تھی، مثلاً:

(۱) قاضی القضاۃ محمد بن علی بن دقیق العید، امام: وفات ۷۰۲ھ (۱۳۰۲ء)

(۲) رمانی، ابراہیم ابن احمد: ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) (۳) حافظ العصر عبدالمومن بن خلف دمیاطی: ۷۰۵ھ (۱۳۰۵ء)

(۴) مسند عراق رشید الدین ابوالقاسم: ۷۰۷ھ (۱۳۰۷ء) (۵) مسند دمشق علی بن الموازنی: ۷۰۸ھ (۱۳۰۸ء)

(۶) مسند مصر محمد بن ہارون ثعلبی: ۷۱۲ھ (۱۳۱۲ء) (۷) شیخ الحنفیہ اسماعیل دمشقی: ۷۱۴ھ (۱۳۱۴ء)

(۸) محمد ابن عبدالرحیم ارموی ہندی: ۷۱۵ھ (۱۳۱۵ء) (۹) محمد بن ابراہیم طبری شافعی: ۷۲۲ھ (۱۳۲۲ء)

(۱۰) ابن جماعہ عبدالرحمان بن محلوف: ۷۲۲ھ (۱۳۲۲ء) (۱۱) ابن الفوطی، جنہوں نے تاریخ میں اسی (۸۰) جلدیں یا پچاس (۵۰) جلدیں لکھی ہیں۔ ان کا نام عبدالرزاق بن محمد تھا: ۷۲۳ھ (۱۳۲۳ء)

(۱۲) صفی الدین محمود ارموی: ۷۲۳ھ (۱۳۲۳ء) (۱۳) قاسم بن عساکر: ۷۲۳ھ (۱۳۲۳ء)

(۱۴) اسحاق آمدی: ۷۲۵ھ (۱۳۲۵ء) (۱۵) ابن مطہر حلی، امام امامیہ بہ حلہ، صاحب تصانیف تھے: ۷۲۵ھ (۱۳۲۵ء)

(۱۶) امام ابن تیمیہؒ کے بھائی عبداللہ: ۷۲۷ھ (۱۳۲۷ء) (۱۷) تاج الدین فزاری شیخ شافعیہ: ۷۲۹ھ (۱۳۲۹ء)

(۱۸) احمد بن ابی طالب ابن شحنہ: ۷۳۰ھ (۱۳۳۰ء) (۱۹) بدرالدین ابن جماعۃ: ۷۳۳ھ (۱۳۳۲ء)

(۲۰) حافظ علامہ ابن سید الناس محمد یعمری: ۷۳۴ھ (۱۳۳۴ء) (۲۱) شیخ الاسلام جمال الدین مزی: ۷۴۲ھ (۱۳۴۱ء)

(۲۲) امام حافظ شمس الدین ذہبی محمد بن احمد: ۷۴۸ھ (۱۳۴۷ء) (۲۳) مسعود بن ابراہیم کرمانی: ۷۴۸ھ (۱۳۴۷ء)

(۲۴) احمد بن حسین ہکاری شیخ القراء: ۷۵۱ھ (۱۳۵۰ء) (۲۵) ابن العدیم محمد بن عمر حلبی: ۷۵۲ھ (۱۳۵۱ء)

(۲۶) قاضی عضد صاحب المواقف: ۷۵۳ھ (۱۳۵۲ء) (۲۷) ابن الفصیح احمد بن علی حنفی: ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء)

(۲۸) اسماعیل قونوی: ۷۵۸ھ (۱۳۵۷ء) (۲۹) شیخ قوام الدین امیر کاتب حنفی: ۷۵۷ھ (۱۳۵۶ء)۔

النجوم الزاہرہ میں ان کا سال وفات ۷۸۵ھ لکھا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۰)حافظ مغلطائی بن قلیج حنفی،صاحب تصانیف تھے۔:۷۶۲ھ(۱۳۶۰ء)

(۳۱)ابن الربوہ، حنفی، احمد بن عبدالعزیز قونوی، صاحب تصانیف تھے:۷۶۵ھ(۱۳۶۳ء)

(۳۲) عتابی حنفی احمد بن ابراہیم :۷۶۷ھ(۱۳۶۵ء) (۳۳) نجم الدین اصفہانی :۷۶۷ھ(۱۳۶۵ء)

(۳۴)صاحب روض الریاحین عفیف الدین شافعی،صوفی:۷۶۸ھ(۱۳۶۶ء)

(۳۵) شیخ امام محدث محمد بن ابراہیم ابن المہندس حنفی: ۷۶۹ھ (۱۳۶۷ء)

(۳۶) قاضی جبل ابن قدامہ محمد بن احمد حنبلی:۷۷۱ھ(۱۳۶۹ء)

(۳۷) شیخ اسنائی، شافعی، عبدالرحیم بن حسن :۷۷۲ھ(۱۳۷۰ء) (۳۸) ابن الصائغ محمد بن محمد :۷۷۳ھ(۱۳۷۱ء)

(۳۹)ابن ابی حجلہ احمد بن یحییٰ:۷۷۶ھ(۱۳۷۴ء)(۴۰)ابن ابی اصیلہ مرغی، حلبی، عمر بن حسن:۷۷۸ھ(۱۳۷۶ء)

(۴۱) شیخ مسند معمر، المعروف بہ طبردار محمد کردری:۷۸۱ھ(۱۳۷۹ء)۔انہوں نے شرف الدین عبدالمومن دمیاطی سے سب سے آخر میں سماع حدیث کیا (۴۲) شیخ ابو الثناء محمود نیشاپوری:۷۸۲ھ(۱۳۸۰ء)

(۴۳) قاضی القضاۃ بہ دیار مصر یہ ابن قاضی محمد بن نجم بن عمر: ۷۸۲ھ(۱۳۸۰ء)

(۴۴) قاضی برہان الدین بن جماعہ شافعی: ۷۸۲ھ(۱۳۸۰ء)(۴۵) ابوالعباس اذرعی احمد بن ہمدان: ۷۸۳ھ(۱۳۸۱ء)(۴۶) نظام الدین اسحاق شیخ الشیوخ:۷۸۳ھ(۱۳۸۱ء)

(۴۷)شمس الدین طرابلسی، قاضی القضاۃ:۷۸۶ھ(۱۳۸۴ء)

(۴۸) محمد بن یوسف قونوی جو شرح تلخیص المفتاح اور درر البحار کے مصنف ہیں، اس میں انہوں نے چاروں فقہ کو نظم کیا ہے اور مجمع البحرین کی شرح بھی لکھی :۷۸۸ھ(۱۳۸۶ء)

(۴۹) حافظ صدرالدین سلیمان بن یوسف جو قلعہ دمشق میں مارے گئے تھے: ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء

(۵۰) علاء سیرامی عجمی حنفی : ۷۹۰ھ(۱۳۸۸ء)

(۵۱) مولانا زادہ رومی احمد بن ابو یزید سیرامی عجمی، علامہ محب الدین کے والد تھے:۷۹۱ھ(۱۳۸۹ء)

(۵۲) شیخ امام علامہ محمد ابن شیخ الاسلام سراج الدین عمر بلقینی (۵۳) جلال الدین عبدالرحمٰن بلقینی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن نہم

(۱) محمد بن محمد بن عرفہ، ابوعبداللہ
(۲) شیخ شہاب الدین احمد بن مسعود سیواسی
(۳) سراج الدین عمر بن علی بن الملقن
(۴) امام عراقی
(۵) بلقینی عمر بن ارسلان
(۶) شیخ اشرف جہانگیر سمنانی
(۷) نصر اللہ بن احمد بن محمد
(۸) ابن شحنہ کبیر
(۹) ابن الہمامؒ
(۱۰) سید شریف جرجانی
(۱۱) صاحب القاموس
(۱۲) ابن قاضی سیماوی شیخ بدر الدین
(۱۳) محمد بن محمد ازنیقی
(۱۴) محمد بن محمد بن محمود
(۱۵) شیخ محمد بن یوسف دہلوی
(۱۶) ابن زین عراقی احمد بن ابراہیم
(۱۷) محمد بن خلفہ بن عمر تونسی
(۱۸) امام جزری
(۱۹) شیخ شمس الدین فناری
(۲۰) شیخ علی بن احمد
(۲۱) سید علی بن محمد بن ابوالقاسم
(۲۲) سید محمد بن ابراہیم بن علی
(۲۳) محمد بن احمد بن محمد
(۲۴) عمر بن یوسف لخمی
(۲۵) محمد بن عمار بن محمد بن احمد
(۲۶) محمد بن یحیٰی بن احمد وغیرہ
(۲۷) احمد بن حسین بن حسن
(۲۸) قاضی شہاب الدین دولت آبادی
(۲۹) صاحب تفسیر چرخی
(۳۰) محمد بن شہاب بن محمود بن یوسف
(۳۱) تقی الدین ابن شہبہ ابوبکر
(۳۲) امام حافظ ابن حجر
(۳۳) ابن عرب شاہ احمد بن محمد
(۳۴) محمد بن احمد (ابن ضیاء مکی حنفی)
(۳۵) ابراہیم بن فائد بن موسیٰ
(۳۶) خضر بیگ بن جلال الدین

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۷) علی بن احمد بن محمد العلاء
(۳۸) احمد بن محمد بن اقیرس
(۳۹) محلی، محمد بن احمد بن محمد
(۴۰) صالح بن عمر بن ارسلان
(۴۱) احمد بن محمد بن محمد شمنی
(۴۲) محمد بن محمد بن عبدالرحمان
(۴۳) شیخ مصنفک علی بن مجد الدین
(۴۴) محمد بن سلیمان بن سعید بن مسعود
(۴۵) عبدالرحمان بن محمد بن مخلوف
(۴۶) علی بن محمد علاء الدین قوشجی
(۴۷) قاسم بن قطلوبغا
(۴۸) عمر بن علی بن عادل ابوحفص
(۴۹) محمد بن محمد بن محمد بن حسن
(۵۰) محمد بن عبداللہ بن قوقماز
(۵۱) شیخ کمال الدین عبدالرزاق
(۵۲) ملاخسرو محمد بن فراموز
(۵۳) بقائی، ابراہیم بن عمر بن حسن
(۵۴) ابن جماعۃ
(۵۵) عبدالرحمان بن احمد بن محمد، نورالدین جامی
(۵۶) شیخ نورالدین
(۵۷) احمد بن اسماعیل بن عثمان
(۵۸) محمد بن یوسف بن عمر بن شعیب

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن نہم کے مفسرین

(۱/ ۴۸۸) محمد بن محمد بن عرفه، ابو عبدالله

ورغمی، جو افریقہ کے ایک قصبے ورغمہ سے، جو تونس میں واقع تھا، منسوب ہیں۔وہ مالکی تھے اور مغرب کے مشہور عالم۔ابن عرفہ ان کا عرف تھا۔ان کا سال ولادت ۷۱۶ھ (۱۳۱۶ء) ہے۔معقول اور منقول علوم حاصل کئے اور مغرب میں مرجع خلائق بن گئے۔ہر چند انہیں سلطان وقت کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل تھا، دیگر امراء و وزراء کے ہاں بڑی قدر و منزلت تھی اور دینوی دولت و نعمت، پہنے اوڑھنے اور کھانے پینے کی چیزوں کی کوئی کمی نہ تھی مگر انہوں نے اپنے آپ کو اشاعت علم کے لئے کمربستہ کیا۔ چنانچہ وہ ہر وقت صدقہ، احسان اور خیرات سے خفیہ طور پر طلبہ کی خدمت میں مصروف رہتے۔وہ ۷۹۶ھ (۱۳۹۴ء) میں حج کو گئے اور علامہ ابن حجر کو اجازت سے نوازا۔ انہوں نے فقہ میں ایک کتاب المبسوط نامی سات اجزاء (حصوں) میں تصنیف کی اور فرائض میں الحوفی کا اختصار کیا۔بعض اہل علم نے ان کی تفسیر قرآن کے بارے میں وہ نکات دو جلدوں میں جمع کئے ہیں جو انہوں نے وقتاً فوقتاً درس کے دوران میں بیان کیے تھے۔ اصلین کے ہر حصے اور منطق کے متعلق مختصر رسائل تحریر کیے۔اسی طرح انہوں نے التقیید الکبیر فی المذہب تصنیف کی جو دس حصوں پر مشتمل ہے۔علاوہ ازیں انہوں نے اصول میں بیضاوی کی کتاب الطوالع کے رد میں ایک کتاب تالیف کی۔

انہوں نے ۲۴ جمادی الاخری ۸۰۳ھ کو وفات پائی۔

ابن فرحون الدیباج میں لکھتے ہیں کہ انکا سال وفات غالباً ۷۴۸ھ (۱۳۴۷ء) ہے لیکن یہ غلط ہے۔

ابن حجر اور ابن فرحون نے ان کی تعریف کی ہے۔

(۲/ ۴۸۹) شیخ شہاب الدین احمد بن مسعود سیواسی

انہوں نے کئی تفاسیر کا ایک خلاصہ تیار کیا اور اس کا نام عیون التفاسیر للفضلاء والسماسیر تجویز کیا۔ اس کا ایک مخطوط ہندوستان میں پٹنہ (خدابخش لائبریری) میں محفوظ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا سال وفات ۸۰۳ھ (۱۴۰۰ء) ہے۔

(۳ /۴۹۰) سراج الدین عمر بن علی بن الملقن

انہوں نے بہت سی کتب تصانیف تصنیف کیں اور تفسیر قرطبی کا اختصار کیا۔ شوکانی نے البدر الطالع میں ان کی تصانیف کے نام گنوائے ہیں۔

ان کا سال وفات ۸۰۴ھ (۱۴۰۱ء) ہے۔

(۴ /۴۹۱) امام عراقی

عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحیم شافعی، جو عراقی کے نام سے مشہور تھے۔ اعلیٰ پایہ کے حافظ تھے۔ ۷۲۵ھ (۱۳۲۵ء) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے کتاب الحاوی اور ابن دقیق العید کی کتاب الالمام حفظ کی۔ بارہا انہوں نے ایک دن میں چارسو سطریں ازبر کرلیں۔

انہوں نے شام، بیت المقدس اور مکہ کا سفر کیا اور وہاں کے فضلا سے علم حاصل کیا۔ ان کے استاد عز بن جماعہ کہتے تھے کہ دیار مصر میں ان کے علاوہ جو شخص بھی حدیث دانی کا دعویٰ کرے اس کا قول رد کیا جائے گا۔

انہوں نے تصنیف وتالیف اور تدریس کیلئے خود کو عمر بھر وقف کئے رکھا۔ ان کی کتابیں یہ ہیں:

(۱) تخریج احادیث الاحیاء (۲،۳) علم حدیث میں الفیہ اور اس کی شرح (۴) سیرت نبویہ میں ایک نظم (۵) الاقتراح لابن دقیق العید کو منظوم کیا۔ (۶) ابن سید الناس کی شرح ترمذی کا تکملہ جس کی وہ صرف ۹ جلدیں لکھ سکے۔ اس کی ابتداء انہوں نے اوائل کتاب الصلوٰۃ سے کی تھی کیونکہ ابن سید الناس یہاں تک ہی ایک جلد میں لکھ پائے تھے۔ (۷) امام نووی کی کتاب شرح المہذب کا تکملہ (۸) اسنوی کی المھمات پر استدراک (۹) المنہاج للبیضاوی کو نظم کیا۔ (۱۰) الفیہ فی غریب القرآن (۱۱) اتحاف الاریب بما فی القرآن من الغریب، وغیرہ۔

ان کے شاگرد حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں مدتوں شیخ کی خدمت میں بار یاب رہا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

میں نے انہیں ہمیشہ رات کو ادائے نوافل میں مصروف پایا اور کبھی قیام لیل کو ترک کرتے نہیں دیکھا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ان کا معمول تھا۔ اللہ نے انہیں ایک پارسا اور ولی بیٹے کی سعادت سے سرفراز فرمایا جو اپنے عہد کے امام تھے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابن الملقن، بلقینی اور عراقی زمانے کا اعجوبہ تھے۔ اول الذکر کثیر التصانیف، ثانی الذکر مذہب میں وسیع المعلومات اور عراقی جمع حدیث اور اقسام حدیث کے علم میں لاثانی تھے۔ تینوں ایک ایک سال کے وقفے سے پیدا ہوئے اور ان کی وفات بھی ایک ایک سال کے وقفے سے واقع ہوئی۔ پہلے ابن الملقن، پھر بلقینی اور آخر میں عراقی آٹھ شعبان ۸۰۶ھ (۱۴۰۵ء) رات کو قاہرہ میں حمام سے نکلتے ہوئے فوت ہوئے۔

(۵/ ۴۹۲) بلقینی، عمر بن ارسلان

ابن بصیر بن صالح بلقینی، قاہری، شافعی۔ ۷۲۴ھ (۱۳۲۴ء) میں جمعہ کی رات کو پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اسی عمر تک شاطبیہ، المحرر، کافیہ، شافیہ اور المختصر الاصلی کو بھی حفظ کر لیا تھا۔ اسکے بعد انکے والد قاہرہ آگئے۔ بلقینی اس وقت بارہ برس کے ہو چکے تھے۔ ان کے محافظوں نے انہیں ایک جماعت، جس میں تقی سبکی اور جلال قزوینی شامل تھے، کے سامنے پیش کیا۔ وہ اپنی تیزی فہم، کثرت معلومات اور ذہانت سے کامیاب رہے۔ نیز انہوں نے العز بن جماعہ اور ابن عدلان کے علاوہ بڑے بڑے فضلا سے استفادہ کیا اور اپنے تمام اقران سے آگے نکل گئے۔

ابن کثیر نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ آپ نے ہمیں ابن تیمیہؒ کی یاد دلا دی۔ ابن شیخ الجبل نے ان سے کہا کہ ابن تیمیہ" کے بعد آپ کے پایہ کا حافظ میں نے نہیں دیکھا۔ چنانچہ اس عہد کے شیوخ اور فضلاء نے انکی عظمت کا اعتراف کیا۔ برہان حلبی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے عہد کا ایسا لاثانی آدمی دیکھا ہے جس سے بہتر فقہ اور احادیث احکام کا حافظ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔

مذاہب اربعہ کے علماء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ ایک حدیث پر صبح سے ظہر تک تقریر کرتے

Maktaba Tul Ishaat.com

بلکہ بار ہا ظہر کی اذان ہوجاتی مگران کی تقریر ختم نہ ہوتی تھی۔

بلقینی کی اکثر تصانیف ناتمام رہیں۔ کیونکہ جب وہ کسی موضوع پرقلم اٹھاتے تو اپنے انتہائی وسیع علم کی وجہ سے وہ بات کوزیادہ پھیلا دیتے مثلاً بخاری کی تقریباً بیس احادیث کی شرح میں انہوں نے دوجلدیں، الروضۃ پر کئی جلدیں اور زرکشی کی کتاب البدر پر ایک ضخیم جلد تحریر کی۔ نیز کشاف پر انکا حاشیہ تین جلدوں میں ہے۔

ان کی وفات ۲۱ ذوالقعدہ ۸۰۵ھ (۱۴۰۳ء) جمعہ کو ہوئی۔

(۶ / ۴۹۳) شیخ اشرف جہانگیر سمنانی

السید الشریف العلامہ۔ وہ شہر سمنان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹ برس کی عمر میں اپنے باپ کی جگہ امور سلطنت کو سنبھالا اور کاروبار حکومت میں مصروف ہوگئے۔ ۲۳ سال کی عمر میں سلطنت سے علیحدہ ہوگئے۔ حکومت اپنے بھائی محمد کے سپرد کی اور خود ترک وطن کر کے اوچ میں خواجہ جلال الدین حسین بن احمد بخاری کے حلقہ مریداں میں شامل ہوگئے۔ ان سے فیض حاصل کیا اور خرقہ خلافت شیخ علاء الدین عمر ابن اسعد لاہوری سے پایا۔ وہ چار برس انکی خدمت میں رہے۔ پھر جونپور چلے گئے، وہاں سے کچھوچھہ گئے اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔

وہ جلیل القدر عالم، عارف اور جہانگرد تھے۔ انہوں نے شادی نہیں کی تھی، ہمیشہ سفر میں رہے اور کئی مشائخ سے ملاقات کی جن میں عبدالرزاق کاشی قابل ذکر ہیں جن سے فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ پڑھیں۔ بعدہ شیخ بہاء الدین نقشبندی سے ملے اور ان سے بھی اخذ طریقہ کیا اور پھر سے سیاحت کو نکل پڑے۔

ان کی بعض قابل قدر تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مختصر فی النحو (۲) تعلیقات علی ہدایۃ الفقہ (۳) الفصول المختصر، اصول فقہ میں (۴) عوارف المعارف کی شرح (۵) شرح فصوص الحکم (۶) قواعد العقائد، علم کلام میں (۷) اشرف الانساب، جو بحر الانساب فی الانساب والسیر کا اختصار ہے (۸) بحر الاذکار (۹) فوائد الاشرف (۱۰) اشرف الفوائد (۱۱) بشارۃ الذاکرین (۱۲) تنبیہ الاخوان (۱۳) حجۃ الذاکرین (۱۴) الفتاویٰ الاشرفیہ (۱۵) تفسیر

Maktaba Tul Ishaat.com

القرآن، جس کا نام نور بخشیہ ہے (۱۶) الاوراد الاشرفیہ (۱۷) دیوان شعر (۱۸) مراۃ الحقائق وکنز الدقائق (۱۹) رسالہ فی جواز سماع الغناء (۲۰) بشارۃ المریدین (۲۱) ارشاد الاخوان (۲۲) یزید پر لعنت کے جواز میں ایک رسالہ (۲۳) ان کے مکتوبات جنہیں نظام الدین یمنی نے جمع کیا (۲۴) ملفوظات جمع کردہ نظام الدین یمنی المذکور، اس مجموعہ کا نام لطائف اشرفیہ ہے۔

وفات محرم ۸۰۸ھ (۱۴۰۵ء) میں ہوئی۔ قبر کچھوچھ میں ہے۔

(۷ / ۴۹۴) نصر اللہ بن احمد بن محمد

ابن عمر الجلال ابو الفتح تستری بغدادی حنبلی، جو قاہرہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ۷۳۳ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ہمہ تن علم حدیث میں مصروف رہے۔ المستنصریہ اور الجاهدیہ کی تدریس انکے سپرد ہوئی۔ جب تیمور کے آنے کی خبر دمشق میں پھیلی تو شیخ بھی وہاں پہنچ گئے اور عوام وخواص نے انکی بڑی تعظیم وتکریم کی۔ پھر قاہرہ آئے اور وہاں تدریس حدیث میں مصروف ہو گئے۔ وہ ہر وقت افتاء وتدریس میں مصروف رہتے تھے۔ نظم ونثر میں بہت ماہر تھے اور مسائل فقہ کے متعلق سات ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ایک نظم بھی کہی تھی۔

ابن حجر لکھتے ہیں کہ مجھے ان سے ملاقات کا موقع ملا۔ میں ان سے مستفید ہوا اور ان کی تحریریں ان سے سنیں۔ انہوں نے ابن جزری کی جامع المسانید کی روایت کی۔ فقہ اور اصول فقہ میں کئی تصنیفات بطور یادگار چھوڑیں۔ نیز ابن حاجب کا اختصار کیا۔ فرائض کے بارے میں سو اشعار پر مشتمل ایک رجزیہ نظم اور حضور اکرم ﷺ کی نعتیں قلم بند کیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے غریب القرآن کو نظم کیا۔

وہ ۲۰ صفر ۸۱۲ھ کو فوت ہوئے۔

(۸/۴۹۵) ابن شحنہ کبیر

محمد بن محمد بن محمد بن محمود حلبی، حنفی، جو ۷۴۹ھ (۱۳۴۸ء) میں پیدا ہوئے۔ ان کے شیخ نے ان کے ڈاڑھی آنے سے پہلے ہی انہیں افتاء اور تدریس کی اجازت دے دی تھی اور ان کے فضائل کی شہرت دور دور

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی پھیل گئی، چنانچہ اپنے شہر کے قاضی مقرر کئے گئے۔ مصر اور دمشق کے قاضی بھی رہے۔

جب تیمور نے حلب کو فتح کیا تو شیخ ان دنوں وہاں تھے۔ تیمور نے انہیں اور علماء کی ایک جماعت کو دربار میں طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ ہماری جنگ میں میرے لشکر اور اہل حلب سے جو لوگ مارے گئے ہیں ان میں جنتی کون ہے اور جہنمی کون؟ شیخ نے جواب دیا۔ یہی سوال حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا تھا۔ حدیث میں ہے آپ ﷺ سے دریافت کردہ سوال یہ تھا کہ ایک شخص اپنی بہادری کا سکہ بٹھانے کے لئے لڑتا ہے اور دوسرا حمیت دین کے لئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اس مقصد کیلئے لڑتا ہے کہ اللہ کا نام بلند ہو، تو اس کا یہ عمل فی سبیل اللہ شمار ہوگا۔ تیمور نے جواب کو پسند کیا۔

شوکانی فرماتے ہیں اللہ شیخ کو عمدہ جزا دے۔ انہوں نے بالکل صحیح جواب دیا اور انہیں ایسی بات سوجھی جس میں گنجائش نہ تھی۔ تیمور کا مقصد اس سوال سے یہ تھا کہ اسے ان علماء کے قتل کا کوئی بہانہ مل جائے جیسا کہ اس کا معمول رہا تھا۔

شیخ نے ایک تفسیر بھی تصنیف کی۔ کشاف پر بھی ان کا نامکمل حاشیہ ہے۔ فقہ میں ایک مختصری کتاب ہے۔ نسفی کی نظم کا ایک ہزار اشعار میں اختصار کیا ہے اور اس میں مذہب امام احمد کا اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے دس علوم کو ایک ہزار اشعار میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے ایک مختصر تاریخ اور سیرت رسول اکرم ﷺ تصنیف کیں۔

وہ اپنے دور میں علم، فصاحت، عقل اور وجاہت میں یکتائے روزگار تھے۔ آخری عمر میں تقلید ترک کر بیٹھے تھے۔

ان کی وفات ربیع الثانی ۸۱۵ھ (۱۴۱۲ء) میں بروز جمعہ واقع ہوئی۔

(۹ / ۴۹۶) ابن الھائم

احمد بن محمد بن عماد بن علی الشہاب ابو العباس، قرافی، مصری، مقدسی، شافعی۔ وہ ۷۵۶ھ (۱۳۵۵ء) میں پیدا ہوئے۔ اور بڑی عمر میں تقی بن حاتم، جمال الاسیوطی اور عراقی وغیرہ سے سماع کیا، فقہ اور عربیت میں

Maktaba Tul Ishaat.com

کمال حاصل کیا اور فرائض میں اپنے اقران سے بڑھ گئے۔ وہ مختلف علوم کے ماہر عالم، نہایت ہی حق گو اور حساب اور فرائض میں نہایت اعلیٰ قابلیت کے حامل تھے۔ ان علوم میں انہوں نے ایسی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن پر لوگ اعتماد کرتے تھے۔ ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) کتاب الفصول (۲) المجمل الوجیزہ (۳) الارجوزۃ الالفیۃ۔ یہ تینوں کتابیں فرائض میں ہیں۔ (۴) المعونۃ (۵) اللمع المرشدۃ (۶) مختصر تلخیص ابن البناء، یہ تینوں حساب میں ہیں۔ (۷) المنظومۃ اللامیۃ فی الجبر والمقابلۃ (۸) الطریقۃ فی المناسخۃ، ابھی تک مشہور ہے (۹) فقہ میں: شرح قطعۃ من المنہاج، ایک جلد (۱۰) غایۃ السؤال فی الدین المجہول وتحقیق المعقول والمنقول فی رفع الحکم الشرعی قبل بعثۃ الرسول (۱۱) اختصار اللمع لابی اسحاق الشیرازی فی الاصول۔ عربیت میں (۱۲) الضوابط والحسان فیما یقوم بہ اللسان (۱۳) نظم قواعد الاعراب (۱۴) التبیان فی تفسیر غریب القرآن (۱۵) القعد النضید فی کلمۃ التوحید (۱۶) البحر العجاج فی شرح المنہاج (۱۷) قطعۃ فی التفسیر (۱۸) ابراز الخفایا فی فن الوصایا۔ نیز مختلف مسائل پر کئی رسائل لکھے۔

شیخ حساب و فرائض میں نادرہ روزگار تھے۔ ان کی وفات جمادی الاخری ۸۱۵ھ کے آخری عشرہ میں ہوئی۔

(۱۰ / ۴۹۷) سید شریف جرجانی

علی بن محمد بن علی جن کا عرف السید السند تھا اور وہ محمد بن یزید داعی کی اولاد سے تھے، دونوں کے درمیان ۱۳ پشتوں کا فاصلہ تھا۔ وہ ۷۴۰ھ (۱۳۳۹ء) میں جرجان میں پیدا ہوئے۔ المفتاح، شارح مفتاح سے اور المطالع میرک شاہ سے جو قطب کے شاگرد تھے، پڑھی۔ بعد میں شیراز میں قیام پذیر ہو گئے اور درس و تدریس کو اپنا شغل بنا لیا۔

جب تیمور کا تسلط ہوا، وہ شیراز میں آیا اور قتل و غارتگری کا فرمان جاری کیا تو اپنے ایک وزیر کی وجہ سے سید کو آمان دے دی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ ماوراء النہر میں جائیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

چنانچہ سید ایک مدت تک سمرقند میں رہے جہاں وہ باقاعدگی سے تدریس کرتے تھے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی دربار تیمور میں صدر الصدور تھے۔لیکن تیمور سید شریف کو ان پر ترجیح دیتا تھا۔ ایک دن اولٰئک علیٰ ھدیً من ربھم کی تفسیر میں صاحب کشاف کے بیان کردہ استعارہ تمثیلیہ وتبعیہ پر دونوں میں بحث چھڑ گئی جبکہ صدر الدین خوارزمی معتزلی ثالث تھے۔انہوں نے فیصلہ سید کے حق میں دے دیا۔اس کے بعد علامہ روپوش ہو گئے، اور ایک روایت کے مطابق اسی رنج سے فوت ہو گئے۔یہ واقعہ ۷۹۱ھ (۱۳۸۸ء) میں پیش آیا۔

سید نے علاء الدین عطار بخاری سے ۸۰۲ھ (۱۳۹۹ء) میں بیعت کی تھی جو شیخ بہاء الدین نقشبندی المتوفی ۷۹۱ھ کے قابل احترام خلیفہ تھے۔

ان کی تصنیفات کی تعداد پچاس سے زیادہ تھی۔ان میں صرف میر، نحو میر، منطق میں صغریٰ، کبریٰ، شرح ایساغوجی، شرح شمسیہ، جس میں گرے ہوئے الفاظ سے علامہ تفتازانی کی تردید ہے، حاشیہ شرح مطالع، حاشیہ شرح تجرید طوسی لاصفہانی، حاشیہ مطول، اس میں بھی تفتازانی کا تعاقب کیا ہے، شرح السراجیہ جو علم میراث میں فقہ حنفی کے مطابق لکھی گئی، حاشیہ شرح مختصر ابن حاجب للعضد، حاشیہ شرح حکمۃ العین، شریفیہ، شرح کافیہ فارسی میں، رسالہ در مناظرہ جو شریفیہ کے نام سے مشہور ہے، شرح المواقف، رسالہ فی التعریف والاشباہ، شرح تذکرۃ الطوسی، تفسیر زہراوین، حاشیہ علی الکشاف اور حاشیہ بیضاوی شامل ہیں۔

علامہ عینی نے انہیں مشرق کا علامہ اور دنیا کا جلیل القدر عالم لکھا ہے۔

وہ شیراز میں ۸۱۶ھ (۱۴۱۳ء) میں فوت ہوئے۔

(۱۱ / ۴۹۸) صاحب القاموس

محمد بن یعقوب بن محمد ابو طاہر فیروز آبادی، شیرازی، شافعی، لغوی، لغت کے امام کبیر اور مختلف فنون کے ماہر تھے۔وہ ۷۲۹ھ (۱۳۲۹ء) میں شیراز کے مضافاتی قصبے کازرون میں پیدا ہوئے۔سات برس کی عمر میں

Maktaba Tul Ishaat.com

قرآن مجید حفظ کرلیا۔ آٹھ برس کی عمر میں شیراز آئے اور وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا۔ پھر وہاں سے عراق گئے ، واسط پہنچے اور پھر بغداد آئے جہاں تاج بن سباک اور سراج عمر بن علی قزوینی وغیرہ سے پڑھا۔ ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء) میں دمشق گئے اور علامہ سبکی کے علاوہ ابن قیم وغیرہ ایک سو سے زائد علماء سے اخذ علم کیا، جیسا کہ علامہ شوکانی نے ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ القرآنؒ فرماتے ہیں کہ صاحب قاموس کو ابن قیمؒ سے تلمذ کا موقعہ شاید اس سے پہلے میسر آیا ہو کیونکہ ابن قیم کا سال وفات ۷۵۱ھ (۱۳۵۰ء) ہے اور صاحب قاموس ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء) میں دمشق گئے تھے۔

اس کے بعد وہ بعلبک، حماۃ اور القدس گئے اور دس برس وہاں ٹھہرے رہے ۔ اسی دوران میں وہاں درس و تدریس اور صدارت کے منصب پر سرفراز رہے۔ یہاں ان کے فضائل کا انکشاف ہوا اور اکابر علماء مثلاً الصلاح اور صفدی وغیرہ نے ان کا تلمذ اختیار کیا۔ وہاں سے وہ قاہرہ گئے اور العزبن جماعہ، اسنوی، بہاء بن عقیل اور ابن ہشام وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر وہ حج کو گئے اور مکہ میں یافعی سے روایت کا سماع کیا۔

اس کے بعد وہ مشرقی اور شمالی امصار و بلاد کو نکل کھڑے ہوئے اور ممالک روم سے ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچ گئے۔ پھر یمن گئے اور وہاں سے ۷۹۶ھ (۱۳۹۴ء) میں زبید گئے۔ وہاں الملک الاشرف اسماعیل سے ملاقات کا موقع ملا۔ سلطان ان سے اکرام و احترام سے پیش آیا اور ایک سال کے بعد ابن عجیل کی جگہ انہیں سارے یمن کا قاضی مقرر کردیا اور چونکہ ان کی صاجزادی کافی خوبصورت تھی، اس لئے سلطان نے اس سے شادی کرلی۔ اس عہد کے سلاطین میں سے تیمور لنگ، ترکوں کے سلطان ابن عثمان، تبریز کے حاکم شاہ منصور ، بغداد کے فرمانروا احمد بن اویس اور اشرف شاہ یمن ان سے بہ عزت و اعزاز پیش آتے تھے اور انہیں گرانبار تحائف وہدایا سے نوازتے رہتے تھے۔ وہ ان کی عطا کردہ رقم سے اعلیٰ درجے کی عمدہ کتب فراہم کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پچاس ہزار مثقال سونے سے کتابیں خریدیں اور جہاں جاتے تھے تو کتابوں کا

Maktaba Tul Ishaat.com

بوجھ ان کے ساتھ ہوتا تھا۔

انہوں نے کثیر التعداد مفید کتابیں تصنیف کیں مثلاً: (۱) تفسیر لطائف ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، کئی جلدوں میں ہے (۲) تنویر المقباس فی تفسیر ابن عباسؓ (۳) تیسیر فاتحۃ الایاب فی تفسیر فاتحہ الکتاب، ایک ضخیم جلد (۴) الدر النظیم المرشد الی مقاصد القرآن العظیم (۵) حاصل کورۃ الخلاص فی فضائل سورۃ الاخلاص (۶) شرح قطبۃ الخشاف فی شرح خطبۃ الکشاف، جبکہ حدیث اور تاریخ میں: (۷) شوارق العلیہ فی شرح مشارق الانوار النبویہ، چار جلد (۸) فتح الباری فی شرح صحیح البخاری، ۲۰ جلدیں لکھ سکے جبکہ مصنف چالیس جلدیں لکھنا چاہتے تھے۔ (۹) عمدۃ الحکام فی شرح عمدۃ الاحکام، مجلدات (۱۰) امتضاض السہاد فی افتراض الجہاد (۱۱) الاسعاد بالاصعاد الی درجۃ الاجتہاد، ۳ جلد (۱۲) المرقات الوافیہ فی طبقات الحنفیۃ (۱۳) البلغۃ فی تراجم ائمۃ النحاۃ واللغۃ (۱۴) الفضل الوفی فی العدل الاشرفی (۱۵) نزھۃ الاذھان فی تاریخ اصفہان (۱۶) تسہیل طریق الفصول فی الاحادیث الزائدۃ علی جامع الاصول (۱۷) الاحادیث الضعیفہ (۱۸) الدر الغالی فی الاحادیث العوالی (۱۹) سفر السعادۃ (۲۰) المتفق وضعا والمختلف صقعا (۲۱) لغت میں: اللامع المعلم العجاب الجامع بین المحکم والعباب وزیادات امتلا بہاء الرطاب۔ صاحب قاموس اسے سو جلدوں میں تمام کرنا چاہتے تھے، جو صحاح الجوہری اور قاموس المحیط کی طرز پر ہو (۲۲) القاموس المحیط والقابوس الوسیط الجامع لما ذہب من لغۃ العرب شماطیط ۲ جلد۔ اس کتاب کی کہیں نظیر نہیں اور لوگوں نے اس سے بہت نفع اٹھایا ہے۔ (۲۳) المقصود لذوی الالباب من علم الاعراب (۲۴) تحبیر المومنین فیما یقال بالسین والشین (۲۵) المثلث الکبیر ۵ جلدوں میں (۲۶) المثلث الصغیر (۲۷) الروض المسلوف فیمن لہ اسمان الی الالوف۔

ان کے تلامذہ کے علاوہ اس عہد کے اکابر مثلاً ابن حجر، مقریزی اور برہان حلبی جیسے لوگوں نے بھی ان سے اخذ علم کیا۔ انہوں نے ۲۰ شوال ۸۱۷ھ (۱۴۱۴ء) کو رات کے وقت زبید میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۲/ ۴۹۹) ابن قاضی سماوی، شیخ بدر الدین

محمود بن اسرائیل بن عبدالعزیز، جو ابن قاضی سماوی کے عرف سے مشہور تھے، ترکی کے شہر سیماو میں پیدا ہوئے تھے جہاں ان کے والد قاضی تھے، حفظ قرآن کے بعد وہ مصر چلے گئے، وہاں سید شریف سے پڑھا اور تمام علوم میں کامل ہوگئے۔ انہوں نے فقہ میں لطائف الاشارات، شرح التسہیل اور جامع الفصولین تصنیف کیں۔ آخر الذکر کتاب میں فصول العمادی اور فصول استروشنی کو جمع کیا۔ ان کے علاوہ عنقود الجواہر اور شرح المقصود فی الصرف بھی تصنیف کیں۔

کہتے ہیں کہ جب تیمور تبریز میں آیا تو اسکے سامنے علماء میں کسی مسئلے پر نزاع پیدا ہوگیا۔ شیخ جزری نے تیمور سے کہا کہ شیخ بدرالدین کو محاکے کیلئے مقرر کیا جائے۔ تیمور نے انہیں بلایا چنانچہ انہوں نے ایسا عمدہ فیصلہ کیا کہ کسی گروہ کو بھی شکایت کا موقعہ نہ رہا اور علماء نے انکے کمال فضل کا اعتراف کیا۔ تیمور ان سے بہت خوش ہوا اور شیخ کو کافی مال سے نوازا۔ اس کے بعد شیخ مصر گئے اور وہاں سے حلب آئے۔ اس موقع پر شاہ جزیرہ نے انہیں الجزیرہ میں طلب کیا اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ وہاں سے ادرنہ آئے۔ ان کی وفات تقریباً ۸۱۸ھ (۱۴۱۵ء) میں ہوئی۔ ان کی تفسیر کا نام تفسیر بدرالدین ہے۔

(۱۳/ ۵۰۰) محمد بن محمد ازنیقی (رومی)

قطب الدین لقب تھا۔ ان کی تفسیر بہت بڑی اور کئی جلدوں میں تھی، جو تفسیر قطب الدین کے نام سے مشہور تھی۔

ان کا سال وفات ۸۲۱ھ (۱۴۱۸ء) ہے۔

(۱۴/ ۵۰۱) محمد بن محمد بن محمود

حافظی بخاری، جو خواجہ پارسا کے عرف سے مشہور تھے اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کے معزز ترین خلفاء میں سے تھے۔ حافظ الدین الکبیر محمد بخاری کی نسل سے تھے، ۷۵۶ھ (۱۳۵۵ء) میں پیدا ہوئے، اس عہد کے علماء سے پڑھا، اور معاصرین سے آگے نکل گئے، فروع واصول اور معقول ومنقول میں کمال حاصل

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا۔فقہ ابو طاہر محمد بن محمد حسن الطاہری سے ،انہوں نے صدر الشریعۃ عبیداللہ محبوبی سے، انہوں نے اپنے دادا تاج الشریعۃ محمود بن صدرالشریعۃ احمد سے، انہوں نے اپنے والد جمال الدین عبیداللہ سے، انہوں نے امام زادہ سے، انہوں نے عمادالدین زرنجری سے ،انہوں نے اپنے والدابوبکر زرنجری سے، انہوں نے حلوانی سے، انہوں نے ابوعلی نسفی سے اورانہوں نے محمد بن فضل سے پڑھا۔

ان کی تصانیف یہ ہیں:

(۱) الفصول الستہ (۲) فصل الخطاب: یہ عمدہ کتاب ہے جو علم لدنی کے حقائق اور طریق نقشبندی کے دقائق کی جامع ہے۔خواجہ اکبر نقشبندؒ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا میں یہ امانت، جو مجھ تک پہنچی اور مجھے عطا ہوئی ہے اور جو میں نے اس طریقہ تصوف میں حاصل کی ہے، آپ کے سپرد کرتا ہوں۔

مولانا جامی نے نفحات الانس صفحہ۲۵۲ میں ان کے معارف اور حالات بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ وہ ۸۲۲ھ (۱۴۱۹ء) میں حج کیلئے نکلے، اور کئی شہروں مثلاً نخشب، صنعانیاں ،ترمذ، بلخ، ہرات اور جام سے گزرے اور وہاں کے علماء اور امراء نے ان کی تعظیم وتکریم کی۔ جب وہ حج سے فارغ ہوئے تو کئی بیماریوں کا شکار ہوگئے حتیٰ کہ انہوں نے طواف وداع بھی سواری پر بیٹھ کر کیا۔ اور پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ۲۳ ذی الحجہ بدھ کو وہاں پہنچے اور جمعرات کے دن بعداز زیارت فوت ہو گئے۔علامہ شمس الدین محمد بن حمزہ الفناری نے نماز جنازہ پڑھائی اور جمعہ کی رات کو حضرت عباسؓ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔ان کے بعد ان کے بیٹے الحافظی البخاری ابونصر محمود بن محمد علوم اور اور طریقت میں ان کے جانشین ہوئے۔

ان کا سال وفات ۸۶۵ھ (۱۴۶۱ء) ہے۔ان کی قبر بلخ میں ہے۔

صاحب الترجمہ نے سورۃ الملک کی تفسیر لکھی ہے۔

ملفوظات: جب زبان بیہودہ گفتگو سے خاموشی اختیار کرلے تو دل اللہ سے ہم کلام ہوجاتا ہے اور جب زبان بولنا شروع کردے تو دل خاموش ہوجاتا ہے۔خاموشی کی دو قسمیں ہیں: زبان کی خاموشی اوردل کی خاموشی دنیا کے خیالات سے۔جس شخص کی زبان بند ہے اور دل محو تکلم ہے اس کا بوجھ ہلکا ہے اور جس شخص کے

Maktaba Tul Ishaat.com

دل اور زبان ہر دو خاموش ہیں اللہ کے اسرار اور تجلی اس پر آشکار ہو جاتی ہے۔ جس آدمی کی زبان اور دل دونوں محو گفتگو ہوں ایسا شخص شیطان کی مملکت اور تمسخر گاہ ہوتا ہے (اعاذنا اللہ من ذلک) اور جس انسان کا دل خاموش ہے مگر زبان بول رہی ہے اس کی گفتگو بنی بر اسرار و حکمت ہوتی ہے اور وہ فضول گفتگو نہیں کرتا رزقنا اللہ ذلک لفضلہ و کرمہ۔

(۱۵/ ۵۰۲) شیخ محمد بن یوسف دھلوی گلبر گوی

ان کا سلسلہ نسب یحییٰ بن حسین بن زید شہید سے ملتا ہے علیہ وعلیٰ آباۂ السلام۔ وہ ۴ار جب ۷۲۱ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والدین کے ساتھ دولت آباد منتقل ہو گئے جبکہ وہ ابھی چار برس کے تھے۔ اور اپنے والد اور دادا سے علوم وفنون کے حصول میں مصروف ہو گئے۔ وہ ۷۳۶ھ میں دہلی واپس آ گئے اور شیخ نصر الدین محمود اودھی کے زیر تربیت خرقہ تصوف حاصل کرنے کا ارادہ کیا مگر شیخ نے انہیں تکمیل علوم کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ تکمیل علم میں مصروف ہو گئے اور بعض درسی کتب مولانا سید شرف الدین کیتھلی سے پڑھیں اور کچھ مولانا تاج الدین سے۔ اس کے بعد وہ مولانا عبد المقتدر بن رکن الدین شریحی کندی کے شاگرد بنے۔ چنانچہ شمسیہ، صحائف، مفتاح العلوم، ہدایۃ الفقہ، اصول البزدوی اور کشاف وغیرہ پر عبور حاصل کیا اور فاضل ہو گئے، افتاء اور تدریس کی اہلیت پیدا کر لی اور علم وعمل، زہد و تواضع اور حسن اخلاق کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نمونہ بن گئے۔ چنانچہ جب انہوں نے یہ خوبیاں اپنے اندر جمع کر لیں تو خدا نے لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دی اور وہ دنیا سے کٹ کر اپنے شیخ کی صحبت میں شامل ہو گئے۔ اور تھوڑے سے عرصے ہی میں درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ شیخ نے انہیں اپنے لئے مخصوص کر لیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یوں وہ روایت و درایت، تہذیب نفوس، مکارم اخلاق اور دعوت حق کے رہنما و مرشد بن گئے۔ اور جب ۷۵۷ھ میں شیخ فوت ہوئے تو یہ ان کے جانشین تسلیم کر لے گئے۔ انہوں نے شیخ احمد بن جمال الدین حسینی مغربی کی لڑکی سے چالیس برس کی عمر میں شادی کی۔

جب ربیع الآخر ۸۰۱ھ (۱۳۹۸ء) میں تیمور نے دہلی پر حملہ کیا تو شیخ گجرات چلے گئے۔ وہاں سے

Maktaba Tul Ishaat.com

دولت آباد آئے تو فیروز شاہ بہمنی نے ۸۱۵ھ میں انہیں گلبرگہ میں خوش آمدید کہا۔ وہ وہاں درس دیتے رہے اور لوگ ان سے متمتع ہوتے رہے۔ شیخ جلیل القدر عالم، قوی النفس عارف، عظیم الہیبت، بڑے باوقار، شریعت اور طریقت کے جامع، متقی، زاہد، بحر حقیقت و معارف کے غواص اور فقہ، تصوف، تفسیر اور دیگر علوم وفنون میں لاثانی تھے۔ کثیر التعداد لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔

وہ کافی تصنیفات کے مصنف تھے۔ چنانچہ مختلف علوم وفنون میں انہوں نے ایک سو پچیس کتابیں لکھیں:

(۱) قرآن کریم کی ایک تفسیر، معرفت کی زبان میں (۲) ایک تفسیر، کشاف کے انداز میں (۳) کشاف کے پانچ اجزاء پر حاشیہ (۴) مشارق الانوار، زبان معرفت میں (۵) المعارف شرح العوارف للشیخ شہاب الدین السہروردی، عربی میں (۶) شرح التعرف (۷) شرح الفصوص (۸) شرح آداب المریدین (عربی اور فارسی) (۹) شرح التمہیدات لعین القضاۃ الہمدانی (۱۰) شرح رسالہ قشیریہ (۱۱) شرح الرسالہ لابن عربی (۱۲) شرح الفقہ الاکبر (۱۳) شرح بدء الامالی (۱۴) شرح عقیدہ حافظیہ (۱۵) رسالہ فی سیرۃ النبی ﷺ (۱۶) اسماء الاسرار (۱۷) حدائق الانس (۱۸) ضرب الامثال میں ایک کتاب (۱۹) آداب سلوک میں ایک کتاب (۲۰) رسالہ فی اشارات اہل الجنۃ (۲۱) رسالہ فی بیان الذکر (۲۲) رسالہ فی بیان المعرفہ (۲۳) رسالہ فی تفسیر رأیت ربی فی احسن صورۃ (۲۴) رسالہ فی الاستقامہ علی الشریعۃ (۲۵) رسالہ فی تعبیر الوجود بالازمنۃ الثلاثۃ (۲۶) مکی کی قوت القلوب پر حاشیہ (۲۷) کتاب الاربعین، اس میں ہر حدیث کے ذکر کے بعد صحابہ، تابعین، مشائخ اور قدماء کے آثار نقل کئے ہیں (۲۸) جوامع الکلم، ان کے ملفوظات ہیں جنہیں اُن کے ایک ساتھی شیخ محمد نے جمع کیا۔ (۲۹) مشارق الانوار کا فارسی ترجمہ (۳۰) العوارف کا فارسی ترجمہ۔

شیخ محمد بن علی ساموی نے ان کی سیرت پر سیرت محمدیؒ کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

ملفوظات:

اگر سفر باعث پریشانی باطن نہ ہو تو مبارک ہے، ورنہ دل کا اطمینان اور سکون ہی تو صوفیاء کا سرمایہ

Maktaba Tul Ishaat.com

حیات ہے۔

اگر دل کو خدا کی معیت کی ایک ساعت لطیف میسر ہو جائے تو اسے بہشت کہنا چاہیے۔ بلکہ ایسی سعادت پر ہزار بہشتیں قربان کی جائیں تب بھی وہ مفت ہے۔

وہ ۱۶ ذوالقعدہ ۸۲۵ھ کو دوپہر کے وقت فوت ہوئے۔ ان کی قبر گلبرگہ میں ہے اور مشہور ہے۔

(۱۶ / ۵۰۳) ابن زین العراقی، احمد بن عبدالرحیم

ابن الحسین بن عبدالرحمان بن ابراہیم بن ابی بکر بن ابراہیم الولی بن زین العراقی، جو ذوالحجہ ۷۹۲ھ میں سوموار کی صبح کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ والد انہیں اٹھا کر مشائخ کی ایک جماعت کے پاس دعا کے لئے لے گئے۔ بعد میں انہیں دمشق لے گئے اور وہاں کے علماء کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اپنے باپ کی نگرانی میں حدیث اور دیگر فنون پر عبور حاصل کیا۔ غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت کی وجہ سے اکثر علوم میں مہارت پیدا کر لی اور نوجوانی میں اپنے والد کی زندگی ہی میں درس دینے لگ گئے۔ چنانچہ ان کے والد کہتے ہیں:

دروس احمد خیر من دروس ابیه   وذاک عند ابیه منتهی اربه

احمد کے دروس اپنے والد کے دروس سے بہتر ہیں اور یہی اسکے والد کی اعلیٰ ترین خواہش تھی۔

۸۲۴ھ میں جلال بلقینی کی وفات کے چار دن بعد مصر کی قضاء انہیں عطا کر دی گئی۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ جب وہ اس منصب سے علیحدہ ہوئے تو ان کے مزاج میں تلخی پیدا ہوگئی تھی۔

ان کی کتابیں حسب ذیل ہیں:

(۱) البیان والتوضیح لمن اخرج لہ فی الصحیح۔ اس کتاب میں انہوں نے تخریج کا کچھ کام بھی کیا۔ (۲) المستجاد فی مہمات المتن والاسناد (۳) تحفۃ التحصیل فی ذکر رواۃ المراسیل (۴) اخبار المدلسین (۵) الذیل علی الکاشف للذھبی۔ اس میں انہوں نے مسند احمدؒ کے رجال کا اضافہ کیا (۶) الاطراف باوھام الاطراف للمزی (۷) شرح سنن ابی داؤد (اس کتاب کا ایک حصہ لکھا اور یافعی پر اعتراضات کئے ہیں،

Maktaba Tul Ishaat.com

چھ جلدوں میں ہے۔(۸) جمع الجوامع کی مختصر شرح (۹) تفسیر کشاف کا اختصار مع تخریج احادیث اور تتمہ جات وغیرہ۔(۱۰) تذکرہ جو کئی جلدوں میں ہے اور کافی مفید ہے۔

ان کی زندگی ہی میں ان کی تصنیفات کو مقبولیت حاصل ہوگئی تھی جس کے ذکر سے وہ مسرور ہوتے تھے۔انہوں نے کثرت سے نظم اور نثر لکھی۔

ان کی وفات ۱۷ شعبان ۸۲۶ھ (۱۴۲۳ء) کو جمعرات کے دن ہوئی۔

(۱۷/ ۵۰۴) محمد بن خِلفَه بن عمر تو نسی

وشتانی، وشتان اُبیٰ میں ایک شہر تھا۔امام علامہ، محقق، مدقق، کامل، حاجی اور سیاح تھے۔ امام ابن عرفہ سے علم حاصل کیا اور ان کے مصاحبوں میں شامل ہو گئے۔ وہ ان کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔اُبہ تونس میں ایک قریہ تھا۔سخاوی نے ان کی تعریف کی ہے۔ابن حجر نے المشتبہ میں انکی تعریف کرتے ہوئے انہیں مغرب میں ایک اصولی اور معقولی عالم لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ تونس میں قیام پذیر ہوگئے تھے۔ ثعالبی نے انہیں امام، حجت، ثقہ، امام المحققین، جامع المعقول والمنقول، اعلیٰ اور بلند پایہ کتابوں کے مصنف اور روشن اور نورانی دلیل لکھا ہے اور اپنا شیخ اور آقا کہا ہے۔ابوعبداللہ شذالی نے انہیں فقیہ اور محقق عالم کہا ہے۔

ان نے ائمہ کی ایک جماعت نے فائدہ اٹھایا۔ ان میں قاضی عمر قلشانی، ابن قاسم، ابن ناجی، ابوعبدالرحمان مجدولی، ثعالبی اور شرف العجیمی وغیرہ شامل ہیں۔

انہوں نے صحیح مسلم کی شرح اکمال الاکمال تین جلدوں میں لکھی اور اس میں مازری، عیاض، قرطبی اور نووی کو ابن عرفہ کے مفید اضافوں سمیت جمع کر دیا۔شرح المدونہ بھی ان کی تصنیف ہے۔ ان کی تفسیر قرآن آٹھ جلدوں میں ہے۔وہ شاعر بھی تھے۔

ان کا سال وفات ۸۲۸ھ (۱۴۳۲ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۸ /۵۰۵) امام جزری (شمس الدین ابو الخیر)

محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن جزری (دمشقی، شیرازی، مقری، شافعی)۔ ۷۵۱ھ (۱۳۵۰ء) میں پیدا ہوئے۔ اور شیخ اسماعیل بن کثیر اور بلقینی نے انہیں افتاء کی اجازت دی۔ وہ ۷۹۸ھ (۱۳۹۴ء) میں شام کے قاضی مقرر ہوئے پھر ترکی میں داخل ہوئے جہاں ان کا ساز وسامان لوٹ لیا گیا۔ پھر تیمور انہیں ماوراء النہر لے گیا۔ پہلے وہ بمقام کش ٹھہرے۔ بعد میں سمرقند چلے گئے۔ جس شہر میں بھی انہوں نے قیام کیا وہاں کے لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا۔ جب ۸۰۸ھ (۱۴۰۵ء) میں تیمور فوت ہوا تو علامہ ماوراء النہر سے ہرات، وہاں سے یزد، اصفہان اور شیراز اور وہاں سے بصرہ چلے گئے۔ بعد میں مکہ میں مجاور ہوگئے۔ پھر مدینہ منورہ گئے۔

انہوں نے قراءات میں دو جلدوں پر مشتمل النشر لکھی۔ پھر اس کا اختصار کیا جس کا نام التقریب وتحبیر التیسیر فی القراءات العشرۃ ہے۔ اور ایک مقدمہ بھی لکھا جس میں قاری قرآن کو جن باتوں کا جاننا ضروری ہے، ان کا ذکر ہے۔ اسی طرح تفسیر اور حدیث کی کتب لکھی ہیں۔ جب تیمور کے دربار میں تھے تو شرح المصابیح اور غایۃ المہرہ فی القراءات العشرہ لکھی تھیں۔ انہوں نے طبقات القراء اور ان کی تاریخ، صغیر و کبیر اور تفسیر تصنیف کیں۔

وہ جمعہ کی دوپہر ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ کو فوت ہوئے۔ اور دار القرآن میں جو ان کا قائم کردہ تھا، دفن ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی۔ اور سادات اور عوام وخواص نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ان کے دو فرزند تھے۔ بڑا ۲ ربیع الاول ۷۷۷ھ (۱۳۷۵ء) کو پیدا ہوا۔ ان کا نام محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد تھا۔ وہ ۸۱۴ھ میں شیراز میں فوت ہوئے۔ چھوٹا بھی ان کا ہم نام تھا، جو ۷۸۹ھ میں پیدا ہوا۔ انہوں نے کفایۃ الالمعی فی آیۃ یارض ابلعی تصنیف کی جس میں بعض انواع بلاغت پر کلام ہے۔ اعجاز القرآن پر بھی ایک کتاب ہے۔ نیز قراءات ثلاثہ پر بھی ان کی ایک نظم ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۹/ ۵۰۶) شیخ شمس الدین فناری

محمد بن حمزہ بن محمد رومی فناری، فنارا ایک قریہ کا نام ہے۔

ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ عربیت، معانی اور قراءات میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اور مختلف علوم میں کمال حاصل کرلیا تھا۔ ان کی ولادت صفر ۷۵۱ھ (۱۳۵۰ء) میں ہوئی۔ علامہ علاء الدین سے علم حاصل کیا جو المغنی فی الاصول اور الوقایہ فی الفقہ کے شارح تھے۔ نیز جمال محمد اقصرائی سے بھی استفادہ کیا۔ مصر گئے اور وہاں شیخ اکمل الدین کی شاگردی اختیار کی۔ پھر ترکی گئے اور وہاں برصتہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ سلطان ابن عثمان کے دربار میں ان کا وقار اور احترام حد درجہ بڑھا ہوا تھا۔ اور ایک عالی شان محل میں انہیں اقامت دی گئی تھی۔ فی الحقیقت انہیں وزیر کا رتبہ حاصل تھا۔ ان کی شہرت کا ڈنکا بج گیا۔ اور ان کی فضیلت کی دھوم مچ گئی۔ مگر وہ ابن عربی کے خیالات اور فصوص الحکم کی تدریس کی وجہ سے ناپسند کئے جاتے تھے۔ جب وہ قاہرہ گئے تو اس امر کو چھپائے رکھا۔ وہ کافی دولت مند ہو چکے تھے اور کہا جاتا تھا کہ ان کے پاس ڈیڑھ لاکھ دینار نقد موجود ہیں۔

شیخ نے ۸۳۳ھ (۱۴۳۰ء) میں حج کیا۔ کسی وجہ سے انکی بینائی جاتی رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ عارضہ رفع ہوگیا اس نعمت کے شکرانے میں حج کیا۔

انہوں نے اصول فقہ میں فصول البدائع فی اصول الشرائع لکھی اور اس میں المنار، البزدوی، امام رازی کی کتاب المحصول اور مختصر ابن حاجب وغیرہ کو جمع کردیا ہے۔ وہ اس کتاب پر تیس سال تک مصروف کار رہے۔ تفسیر سورہ فاتحہ قلمبند کی۔ انموذج العلوم لکھی جس میں ایک سو علوم کے مسائل درج کئے۔ اسی طرح ایک رسالہ منظومہ میں ۲۰ عدد قطعے لکھے۔ ہر قطعے کا ایک علیحدہ علم سے تعلق ہے اور اس علم کا نیا نام لکھا ہے۔ وہ اس منظومہ سے اپنے معاصر علماء او اہل فضل کا امتحان لیتے تھے۔ جواب تو کیا دیتے، وہ سمجھ ہی نہ سکتے تھے۔ البتہ اس کے فرزند محمد شاہ جواب دے سکے۔ شیخ کی تصنیفات میں شرح رسالہ بھی شامل ہے۔ انہوں نے شرح ایساغوجی سردیوں کے سب سے چھوٹے ایک دن میں مکمل کی۔ شرح العضد ۲۰ بار پڑھائی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن حجر لکھتے ہیں کہ جب شیخ قاہرہ آئے تو انہوں نے اپنے قلم سے مجھے اجازت نامہ لکھ کر دیا۔
ان کی رجب وفات ۸۳۴ھ میں ہوئی۔
امام سیوطی لکھتے ہیں کہ میرے شیخ علامہ کافیجی ان کے شاگرد تھے اور ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ وہ علوم نقلیہ کے امام تھے اور علوم عقلیہ میں معاصرین کے پیش رو تھے۔ وہ قرن ثامن کے ان بے مثل فضلاء میں شامل تھے جن کا ہر فرد اس صدی میں اپنے اپنے فن میں منفرد تھا۔ مثلاً سراج الدین ابن ملقن کثرت تصانیف فقہ و حدیث میں، مجدالدین فیروز آبادی لغت میں، زین الدین العراقی حدیث میں اور صاحب ترجمہ علوم نقلیہ وعقلیہ میں۔

(۲۰ /۵۰۷) شیخ علی بن احمد (دکنی) امام، عالم کبیر

شافعی، کوکنی، مہائمی، کنوابت دکن میں ایک قوم تھی، علامہ آزاد سبحۃ المرجان میں لکھتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت حجاج بن یوسف کے ڈر سے جو پچاس ہزار علماء اور صلحاء کو ظلماً قتل کر چکا تھا، مدینہ منورہ سے نکل پڑی تھی اور ساحل بحر ہند پر مہائم (بروزن عظائم) کی بندرگاہ پر جو حدود دکن میں واقع ہے، سکونت اختیار کر لی تھی۔

شیخ علی اپنے عہد کے ماہر فن اور بلند پایہ با ذوق عالم شمار ہوتے تھے۔ توحید وجودی کو تسلیم کرنے والے اور شیخ ابن عربی کے معتقد تھے۔ جمادی الاولیٰ ۸۳۵ھ (۱۴۳۲ء) میں فوت ہو گئے اور مہائم میں دفن ہوئے۔ ان کا مزار مرجع خواص وعوام ہے۔ انہوں نے کئی مبارک کتابیں تصنیف کیں:

شیخ کی تصانیف:

(۱) تفسیر رحمانی (۲) الزوارف شرح عوارف المعارف (۳) شرح فصوص الحکم (۴) شرح النصوص للشیخ صدرالدین قونوی (۵) ادلۃ التوحید (۶) رسالہ عجیبہ، جس کی ابتداء سے میں ایک عبارت کو یہاں پیش کر رہا ہوں، باقی کو ایسا ہی سمجھیں، وہ لکھتے ہیں:

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ حقیر علی بن محمد مہائی، اللہ اسے توفیق عطا کرے، اور شیرینی تحقیق کا مزا چکھائے، گزارش کرتا ہے کہ بعض فضلاء نے قرآن حکیم کی سورت بقرہ کی پہلی آیت الم سے المتقین تک وجوہ الاعراب کی تخریج میں بعض نوادرات پیش کئے ہیں، جن کی تعداد چوبیس ہزار نوسترّ بنتی ہے۔ ہمارے مولانا محقق اور علامہ زمان خسروردی نے اضافہ کر کے ان کی تعداد دو لاکھ نوسوستر تک پہنچادی ہے۔ مگر ناظرین سے یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ بعض وجوہ فی ذاتہا نادرست ہیں اور بعض وجوہ دوسری وجوہ سے غیر مربوط ہیں۔

مگر اس بندہ ذلیل نے خدائے جلیل کی قدرت سے ان وجوہ کا استخراج کیا ہے اور ان کی تعداد بہ انضمام یو منون بالغیب بارہ کروڑ اٹھائیس لاکھ چوالیس ہزار اور پانسو چوبیس بنتی ہے (۱۲۸۳۴۴۵۶۴) ص ۴۰ (مختصراً)۔

ان کی دیگر تصنیفات یہ ہیں: (۷) اجتلاء البصر فی الرد علی استقصاء النظر ہے، ابن مطہر کے رد میں لکھی۔ (۸) الحلی والنور الاطہر فی کشف القضاء والقدر (۹) اسکی شرح الضوء الازھر فی شرح النور الاطہر (۱۰) شرح الفصوص، جو بے مثل شمار ہوتی ہے۔ (۱۱) اسرار فقہ اور محاسن شریعۃ میں ایک کتاب تحریر کی۔ اس کا نام انعام الملک العلام باحکام حکم الاحکام تجویز کیا۔ (۱۲) لمعات عراقی کا ترجمہ کیا اور اس کی شرح لکھی (۱۳) رسالہ جام جہاں نما کا ترجمہ کیا اور اس کی شرح لکھی جس کا نام آراء الدقائق فی شرح مرآۃ الحقائق رکھا (۱۴) امحاض فی الرد علی طاعن الشیخ الاکبر۔ وہ وحدت الوجود کے اثبات کے سلسلے میں مناظرے کے لئے یمن گئے تھے (۱۵) فقہ شافعی پر ان کا ایک رسالہ اور کئی اور رسائل۔

انکی تفسیر کا نام تبصیر الرحمان وتیسیر المنان ہے، جو متداول اور مطبوع ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ شیخ نے آیات میں باہم ربط کی کوشش کی ہے اور اس سے عمدگی کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہر سورت کے پہلے بسم اللہ کا ایسا مفہوم بیان کیا ہے جو مضمون سورت سے مناسبت رکھتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۱/ ۵۰۸) سید علی بن محمد بن ابو القاسم

وہ علامہ کبیر اور سید محمد بن ابراہیم الوزیر کے استاد تھے۔ لیکن جب سید محمد نے تقلید کا قلادہ گردن سے اتار پھینکا اور معارف صوفیہ میں منہمک ہو گئے، تو علی بن محمد ان کے مخالفین میں شامل ہو گئے اور ان کے خلاف ایک رسالہ بھی لکھا جو عدم انصاف اور تعصب پر مبنی تھا۔ اللہ انہیں معاف فرمائے۔ فاضل سیّد نے اس رسالے کے جواب میں مشہور کتاب العواصم والقواصم تین ضخیم جلدوں میں تصنیف کی، جس کی مثال دیار یمنیہ میں ملنا ممکن نہیں۔

صاحب الترجمہ اپنے شاگردوں کو تمام اجتہادی علوم، مہمات الکتب اور سب کتب تفسیر پڑھاتے تھے۔ انہوں نے تفسیر کشاف کی تجرید کی ہے جو مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود بھی ایک تفسیر آٹھ جلدوں میں لکھی تھی۔

ان کا سال ولادت ۷۶۹ھ (۱۳۸۷ء) اور سال وفات ۸۳۷ھ (۱۴۳۳ء) ہے۔

(۲۲/ ۵۰۹) سید محمد بن ابراهیم بن علی

ابن مرتضی حسنی، امام کبیر، مجتہد، جو ابن الوزیر کے عرف سے مشہور تھے۔ علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں ان کے نسب کے بارے میں غلطی کی ہے۔ وہ رجب ۷۷۵ھ (۱۳۷۳ء) میں بمقام ہجر الزھراوین پیدا ہوئے تھے۔ سخاوی کی بیان کردہ تاریخ ۷۶۵ھ (۱۳۶۴ء) ہے جو غلط ہے۔ انہوں نے صنعاء اور صعدہ کے اکابر مشائخ سے، اور یمن کے دوسرے شہروں کے علماء اور فضلائے مکہ سے علم حاصل کیا جس سے وہ تمام علوم میں ماہر ہو گئے اور اپنے معاصرین کو پیچھے چھوڑ گئے۔ ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور موافق و مخالف سب ان کی عظمت کے قائل ہو گئے۔ حافظ ابن حجر نے ان کا ذکر اپنی کتاب ابناء الغمر میں کیا ہے، الدرر الکامنہ میں نہیں کیا۔ کیونکہ یہ کتاب صرف ان فضلاء کیلئے مخصوص ہے جو قرن ہشتم میں فوت ہوئے۔ چنانچہ انہوں اپنے مشائخ عراقی اور بلقینی وغیرہ کا ذکر بھی، جو قرن نہم کے ابتدائی سالوں میں فوت ہوئے تھے، اس کتاب میں نہیں کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شیخ کی تصنیفات:

شیخ نے فرقہ زیدیہ کی تردید میں (۱) العواصم والقواصم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ﷺ تحریر کی (جس سے حضور اکرم ﷺ کی سنت کا دفاع منظور تھا)۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں کئی علوم کی مفید باتیں بیان کی ہیں (۲) ترجیح اسالیب القرآن علی اسالیب الیونان، اس انتہائی مفید کتاب میں مصنف نے اسلوب جدید اختیار کیا، جس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی (۳) کتاب ایثار الحق علی الخلق، اس میں مصنف نے عجیب انداز بیان اپنایا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت مفید ہے (۴) تفسیر نبویؐ کے موضوع پر ایک کتاب، اس میں نبی کریمؐ کے تفسیری ارشادات کو جمع کیا ہے۔ (۵) مدح الغربۃ والعزلۃ (۶) ایک کتاب ابوالعلی المعری کی تردید میں ہے، جس کا نام نصر الاعیان فی شرح العمیان ہے (۷) البرھان القاطع فی معرفۃ الصانع (۸) علم حدیث میں کتاب کتاب النقیح ہے۔ کچھ اور رسائل بھی ہیں۔ ان کا طرز تحریر ابن حزم اور امام ابن تیمیہ سے ملتا جلتا ہے۔

شیخ کو اپنے معاصرین کی وجہ سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور امتحانات سے گزرنا پڑا۔ ان کے معاصرین انہیں مسلسل تکالیف وشدائد سے پریشان رکھتے یہاں تک کہ انکے استاد نے بھی ان پر اعتراض کیا اور شاگرد نے ایک رسالے میں اسکا جواب دیا۔ اس کے بعد وہ جھگڑوں سے اکتا کر عبادت میں لگ گئے اور گزرے واقعات پر افسوس اور رنج ہوا۔ اہل دنیا سے انقطاع کا لطف محسوس کیا اور عبادت کا مزہ چکھا تو سب کچھ بھول گئے۔

کئی علماء نے ان کی مدح کی ہے۔ مثلاً ابن فہد نے اور شریف فاسی نے عقد ثمین میں۔ علامہ شوکانی نے ان کی مدح میں مبالغے سے کام لیا ہے کیونکہ انہوں نے تقلید ترک کر دی تھی۔

ان کی وفات ۲۷ محرم ۸۴۰ھ (۱۴۳۶ء) کو ہوئی۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۳/ ۵۱۰) محمد بن احمد بن محمد

کازرونی الاصل، مدنی، شافعی، ۷ اذوالقعدہ ۷۵۷ھ (۱۳۵۷ء) کو جمعہ کی رات میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ عزبن جماعہ نویری، ابن الصدیق، عراقی اور مراغی سے سماع کیا۔ نیز اکابر علماء کی ایک جماعت نے انہیں اجازت سے سرفراز فرمایا۔ پھر مصر اور شام وغیرہ کی سیاحت کو چلے گئے، جہاں بہاء سبکی اور سراج بلقینی سے استفادہ کیا۔ مدینہ منورہ میں قراءت، افتاء اور روایت حدیث کے صدر مقرر ہوئے اور عالم مدینہ منورہ کے اعزاز سے مشرف ہوئے۔

ان کی تصنیفات یہ ہیں:

(۱) البارزی کی المغنی کا اختصار (۲) مختصر التنبیہ کی شرح، ۳ جلد، اس کا مبیضہ نہیں بنا سکے تھے (۳) التنبیہ کی شرح۔ (۴) فروع ابن الحداد کی شرح (۵) تفسیر قرآن، جس میں تفسیر قرطبی پر اعتماد کیا ہے۔

وہ ۸۱۲ھ (۱۴۹۰ء) میں مدینہ منورہ کے قاضی مقرر ہوئے لیکن کچھ عرصے کے بعد علیحدہ ہو گئے اور عبادت میں منہمک ہو گئے۔ انہوں نے ۲۲ شوال ۸۴۳ھ (۱۴۴۰ء) کو رات کے وقت وفات پائی۔

(۲۴/ ۵۱۱) عمر بن یوسف بن عبداللہ لخمی

اسکندری، جن کا عرف بسلقونی تھا جو اسکندریہ کے قریب واقع ایک ملک قریہ بسلقون سے اسم نسبت ہے۔ ان کی تصانیف مختلف علوم سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے بعد ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہوگئی۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر نظمیں کہیں چنانچہ الجوہرۃ الثمینہ فی مذھب عالم المدینہ کے عنوان سے چھ سو ابیات پر مشتمل ایک نظم کہی۔ بعدہ عبادات کے بارے میں پچاس ابیات کی ایک نظم کہی، جس کی شرح میں ایک جلد رقم کی۔ نیز بہجۃ الفرائض لکھی اور چار مختصر سائیز کے رسالوں میں اُس کی تشریح کی، جس کا نام تحفۃ الرائض رکھا۔ اسی طرح التلخیص کی تضمین کی جو دو سو اشعار سے بھی زائد پر مشتمل ہوگی۔ ابو عمر کے اصول کو انہوں نے شاطبیہ کی بحر میں بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے سورۃ فاتحہ کی اور سورۃ نساء سے آخر قرآن تک ایک جلد میں تفسیر لکھی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی ولادت شعبان ۷۶۱ھ میں اور وفات ۸۴۲ھ (۱۴۳۸ء) میں ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسکندریہ میں ایک دن میں سورۃ البقرہ حفظ کی۔

(۲۵/ ۵۱۲) محمد بن عمار بن محمد بن احمد ابو یاسر

وہ ہفتہ کے دن ۲۰ رجب ۷۵۸ھ یا بروایتے ۷۶۰ھ کو پیدا ہوئے۔ شیخ ابن عرفہ سے فقہ اور سویداوی، تنوخی، تاج ابن الفصیح اور ان کے پائے کے لوگوں سے سماع حدیث کیا۔ انہیں مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل تھا۔ حسن سلوک کے عادی اور پارساؤں سے دلی محبت رکھتے تھے۔ مصر میں ۸۰۳ھ (۱۴۰۰ء) میں مسلمانوں کی تدریس کی خدمت ان کے سپرد ہوئی۔ اس مدرسہ کے واقف کی شرط یہ تھی کہ مدرس چالیس برس کی حدود میں ہو۔ چنانچہ انہوں نے مجلس میں حاضر ہو کر ثابت کر دیا کہ ان کی عمر ۴۵ برس ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ انہوں نے بکثرت مجامع (مجموعے) لکھے ہیں۔ آٹھ جلدوں میں شرح التسہیل لکھی اور اس کا نام جلاب الموائد فی شرح تسہیل الفوائد رکھا۔ ابن ہشام کی المغنی کی تین جلدوں میں الکافی المغنی کے نام سے تشریح کی جبکہ حدیث میں الفیہ اور العمدہ تحریر کیں اور بہت سے مطولات کو مختصر کیا۔

شیخ عارضہ جذام میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بیماری طویل پکڑ گئی اور ۱۴ ذوالحجہ ۸۴۴ھ (۱۴۴۱ء) ہفتہ کی رات کو فوت ہو گئے۔

امام سخاوی لکھتے ہیں کہ شیخ شمس الدین بن عمار، فقہ، اصول فقہ، عربیت، تصریف اور اکثر علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ انکی محفل میں حاضری سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے۔ امر بالمعروف پر سختی سے عمل کرتے اور جناب باری میں بکثرت گڑگڑا کر دعا مانگتے۔

محب بن ہشام سے نحو اور لغت پڑھی، عز بن جماعۃ کی مصاحبت میں کئی علوم وفنون حاصل کئے جبکہ علم اصول فقہ ابن خلدون سے پڑھی۔ انہیں مدرسہ قبۃ الصالح کا منصب صدارت ابن خلدون نے عطا کیا۔ اور وہ انکے نائب قاضی مقرر ہوئے۔ حج کو گئے اور میدان عرفات میں کسی غیر مرئی شخص کو یہ کہتے سنا "لا الہ الا اللہ بلقینی وفات پاگئے"۔ بات سچ نکلی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصانیف: (۱) غایۃ الالہام فی شرح عمدۃ الاحکام (۳ جلد) یہ کتاب ان پر پڑھی بھی گئی (۲) الاحکام فی شرح غریب عمدۃ الاحکام، ایک لطیف جزء ہے جس میں عمدہ الاحکام کی غریب روایات کی شرح ہے (۳) ایک تفسیر (۴) التقریب فی اختصار الترغیب والترھیب للمنذری (۵) الفتح الشافی فی تخریج احادیث الکشاف، نامکمل (۶) الغیوث النجاجہ فی مختصر ابن ماجہ (۷) الدیباجہ لتوضیح منتخب ابن ماجہ، ماسبق کی شرح ہے۔ (۸،۹) مختصر سنن ابیداؤد پر حاشیہ اور شرح، جسکا نام المواھب والمقتفی التعریف والاعلام بفوائد السنن رکھا (۱۰) فتح الباری (سوالات) (۱۱) مفتاح السعدیہ فی شرح الالفیۃ الحدیث للعراقی (۱۲) السعادۃ والبشری بمولد المصطفی علیہ والمعراج والاسراء (۱۳) منتہی المرام فی مثیر الغرام الی زیارۃ القدس والشام (۱۴) زوال المانع فی جمع الجوامع (۱۵) غذاالارواح فی کشف القناع عن عروس الافراح للبہاء السبکی (ناتمام) (۱۶) المستغاث بالرسول فی شرح مقدمہ ابن حاجب المنطقیۃ المختصرۃ فی الاصول (۱۷،۱۸) توضیح ابن ہشام کا اختصار جس کا نام تنقیح التوضیح ہے اور اس کی شرح (۱۹) ابوالفضل الھمدانی کی کتاب شرح المیدانیہ فی التصریف کی شرح، الملحۃ والدرۃ الرحمانیہ (۲۰) اللطائف الشہیہ فیما وقع لابن عبدالسلام من اللطائف الفقھیۃ والنحویہ (۲۱) مختصر ابن حاجب فرعی کی شرح اختصار کے ساتھ، جس کا اول تا اثناء کتاب النکاح اور آخری حصہ لکھا گیا۔ (۲۲) اللباب فی تعداد الحساب (۲۳) النصرۃ علی الدوام فی المنع من مقالات العوام (۳ جلد) (۲۴،۲۵) بغیۃ الصالحین فی تعداد الطواعین (۲۶) تطہر الشریعۃ فی قتل ابن صنیعہ (۲۷) الفتح الناصح فی اجلاس الصالح، اس کتاب میں قرآن حکیم کی اس آیت پر گفتگو کی ہے "ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین" (۷:۱۹۶) (۲۸) اللطف المبرور فی لغۃ الصدور (۲۹) العنایۃ الالھیۃ فی الخطط المدنیۃ۔

ان کی وفات ۱۴ ذوالحجہ ۸۴۴ھ (۱۴۴۱ء) کو ہوئی۔

(۲۶ / ۵۱۳) محمد بن یحییٰ بن احمد بن دغرہ

دمشقی طرابلسی، جن کا عرف ابن زہرہ تھا۔ وہ ۷۵۸ھ۔۷۶۰ھ (۱۳۵۶ء۔۱۳۵۹ء) کے دورانیہ میں

Maktaba Tul Ishaat.com

طرابلس میں پیدا ہوئے۔قاہرہ گئے اور وہاں امام بلقینی اور دیگر علماء قاہرہ سے علم حاصل کیا۔واپس طرابلس آئے تو کافی عرصہ تک درس دیتے رہے۔برہان سوبینی، بلاطنسی اور قاضی شہبہ وغیرہ نے ان سے اخذ علم کیا۔ فتح المنان فی تفسیر القرآن نامی تفسیر لکھی۔الروضہ پر ان کا حاشیہ آٹھ جلدوں میں ہے۔

وہ آخر جمادی الاولی ۸۴۸ھ میں فوت ہوئے۔

(۲۷ / ۵۱۴) شہاب الدین احمد بن حسین بن حسن(رملی مقدسی)

ابن علی بن یوسف بن علی بن ارسلان ۷۷۳ھ(۱۳۷۱ء) میں پیدا ہوئے۔فقہ،اصول فقہ اور عربیت میں امام تھے۔ہر طرح کی عبادات،نماز،روزہ،تہجد اور مرابطہ وغیرہ کے حد درجہ شائق تھے۔

نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بڑے شیدائی تھے۔ظالم کا ہاتھ روکنے والے تھے اور مال ومتاع دنیا سے جو چیز بھی پیش کی جاتی تو اُسے قبول نہیں کرتے تھے۔

امام سخاوی لکھتے ہیں کہ زہد، پارسائی، ورع، اتباع سنت، درستی عقیدہ اور دعوت اتحاد واتفاق کی تبلیغ میں کوئی ان کی مثیل نہ تھا۔ان کے ان اوصاف کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔جس نے بھی انہیں دیکھا تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

ان کی تصنیفات یہ ہیں:

(۱) قرآن حکیم کے مختلف سُور کی تفسیر (۲) سنن ابوداؤد کی شرح جو گیارہ جلدوں پر محیط ہے(۳) شرح صحیح بخاری کتاب الحج کے آخر تک،۳ جلد(۴) جمع الجوامع کی شرح،ایک جلد(۵) شرح منہاج البیضاوی، ۲ جلد(۶) شرح مختصر ابن حاجب۔اسکے علاوہ بھی انہوں نے بہت کچھ لکھا اور نظم میں بھی انہوں نے مختلف علوم وفنون میں طبع آزمائی کی مثلاً(۱) المنظومۃ فی الثلاث القراءات الزائدۃ علی السبع (۲) الثلاث الزائدۃ علی العشر۔

ان کی وفات ۱۴ شعبان ۸۴۴ھ(۱۴۴۰ء) بروز بدھ کو ہوئی۔

الضوء اللامع میں امام سخاوی لکھتے ہیں کہ جب انہیں لحد میں اتارا گیا تو گورکنوں نے ان کو ذیل کی آیت

Maktaba Tul Ishaat.com

پڑھتے سنا:انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین (۲۳:۲۹)۔

(۲۸ /۵۱۵) قاضی شہاب الدین دولت آبادی

احمد بن عمر، قاضی القضاۃ ، ملک العلماء، شہاب الدین بن شمس الدین دولت آبادی، جو اپنے وقت کے امام تھے۔وہ ۷۰۰ھ (۱۳۰۰ء) کے بعد دولت آباد دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ قاضی عبدالمقتدر بن رکن الدین شریحی کندی اور مولانا خواجگی دہلوی سے علم حاصل کیا۔انہوں نے فقہ، اصول اور عربیت میں کمال حاصل کیا اور ان علوم میں امام تسلیم کیے گئے حتیٰ کہ کوئی ان کے غبار کو بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ غایت ذکاوت، روانی ذہن، سرعت ادراک ،قوت حفظ، مطالعہ میں شدت انہماک اور کتابوں میں غور وخوض کرنے میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔

قاضی عبدالمقتدران کے بارے میں فرمایا کرتے کہ میرے پاس پڑھنے والے اس طالب علم کا گوشت، کھال اور ہڈیاں سب کچھ علم ہے۔جب تیمور کا لشکر ہندوستان کی طرف بڑھا تو مولانا خواجگی اس کے آنے سے پہلے ہی کالپی چلے گئے۔قاضی شہاب الدین نے بھی استاد کا ساتھ دیا۔مولانا تو کالپی میں ہی مقیم ہوگئے مگر قاضی صاحب جونپور چلے گئے جہاں سلطان ابراہیم شرقی نے انہیں خوش آمدید کہا اور وہاں ٹھہرا کر بلاد شرقیہ کے منصب قضا پر انہیں سرفراز کردیا۔سلطان اپنے دربار میں ان کے لئے چاندی سے ملمع کردہ کرسی رکھوایا کرتا تھا جس پر وہ تشریف فرما ہوتے۔ایک دفعہ قاضی صاحب بیمار ہوئے تو سلطان نے ان کی عیادت کی۔ اس کے بعد سلطان نے پانی منگوایا اور قاضی صاحب کے سر کے گرد سات چکر دے کر دعا کی: اے خدا! تو قاضی صاحب کو شفاء بخش اور ان کا روگ مجھے لگادے۔

انہوں نے جلیل القدر کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں:

(۱) کافیہ کی ایک بسیط شرح، جسے ان کی تصانیف میں بہت زیادہ شہرت ملی (۲) الارشاد، جو نحو میں متن متین ہے۔انکا طریقہ تھا کہ تعریف کے ضمن میں مسئلے کی تمثیل کا التزام کرتے اور پورے غور وخوض اور نفاست سے سلجھاتے (۳) علامہ ابوالفضل خطیب گازرونی کی شرح ہندی پر ایک شرح ممزوج (۴) اصول فقہ میں مبحث

Maktaba Tul Ishaat.com

امر تک اصول بزدوی کی شرح (۵) قصیدہ بانت سعاد کی شرح (۶) قصیدۃ البردہ کی شرح (۷) رسالہ فی تقسیم العلوم، فارسی (۸) مناقب السادات، فارسی (۹) ہدایۃ السعداء، فارسی (۱۰) رسالہ فی العقیدۃ الاسلامیۃ (۱۱) تفسیر بحر مواج، فارسی، وغیرہ۔

شیخ عبدالحق دہلوی اپنے رسالہ اخبار الفضلاء میں لکھتے ہیں کہ قاضی صاحب نے اپنی تفسیر بحر مواج میں رعایت سجع کا خاص اہتمام کیا ہے، چنانچہ بعض اوقات غیر ضروری الفاظ اور فقرے استعمال کرنا پڑے ہیں۔ بایں ہمہ کتاب مفید ہے اور نفع سے خالی نہیں۔ تاہم اس کی تہذیب اور تنقیح کرنا ضروری ہے۔ اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہیں کہ نحوی تراکیب اور فصل و وصل وغیرہ کی وجوہات پر خاص غور کیا ہے۔ کتاب کئی جلدوں میں ہے

ان کی وفات بمقام جونپور ۸۴۹ھ (۱۴۴۵ء) میں ماہ رجب کے ختم ہونے سے پانچ دن قبل جمعرات کے دن ہوئی اور شاہی مسجد میں بہ جانب جنوب دفن ہوئے۔

(۵۱۶/۲۹) صاحب تفسیر چرخی

شیخ یعقوب بن عثمان غزنوی، جن کا عرف چرخی تھا۔ ۸۵۰ھ (۱۴۴۶ء) کے لگ بھگ فوت ہوئے۔ ان کی تفسیر کا ایک حصہ سورۃ الملک سے آخر قرآن تک ہے۔

(۵۱۷/۳۰) محمد بن شہاب بن محمود بن یوسف

ابن الحسن عجمی، جو سمرقند میں مقیم ہو گئے تھے۔ وہ ربیع الاول ۷۷۷ھ (۱۳۷۵ء) میں بمقام سلومہ پیدا ہوئے، جو خورف کا صدر مقام ہے۔ انہوں نے سید شریف جرجانی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ اور ان سے ان کی تصانیف شرح المفتاح، شرح المواقف، تذکرہ طوسی، حاشیۃ علی المطالع کشاف کے کچھ حصے اور بیضاوی کا سماع کیا۔ حدیث کا سماع ابن الجزری سے کیا۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ۳۰ اجزا کا ایک مجموعہ عربیت کے متعلق ہے۔ اسے انہوں نے ایک رات میں مکمل کیا اور کسی کتاب سے مدد نہیں لی تھی۔ (۲) اسی طرح کا ایک مجموعہ منطق میں ہے جس کی تکمیل میں ایک دن سے

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی کم وقت صرف ہوا تھا۔(۳)علامہ تفتازانی کی شرح المفتاح پر حاشیہ(۴)العضد پر حاشیہ (۶،۵)المنہاج الاصلی اور طوالع پر حاشیے۔ان میں سے اکثر نا تمام ہی رہے۔

شیخ پختہ کار عالم، محقق اور تمام علوم میں نہایت ماہر اور کامل تھے۔تفسیر کشاف اور معقولات کی اکثر کتابیں انہیں ازبر تھیں۔تمام علمائے عجم اس امر پر متفق ہیں کہ ان سے بہتر حافظ، فصیح و بلیغ، قوی فہم اور جید الذھن اور کوئی نہ تھا۔

ان کی وفات ۸۵۲ھ(۱۴۴۸ء) میں ہوئی۔

(۵۱۸/۳۱) تقی الدین بن شہبہ ابو بکر

احمد بن شہبہ شافعی، وہ امام، مؤرخ اور مفسر تھے، جن کا سلسلہ نسب ابو بکر بن احمد ابن محمد بن عمر بن ذویبن شرف ہے اور عرف ابن قاضی شہبہ دمشقی۔وہ ۷۷۹ھ(۱۳۷۷ء) میں پیدا ہوئے۔علم سراج بلقینی اور ان کے طبقے کے فضلاء سے حاصل کیا۔ انہوں نے کچھ کتابیں بھی تصنیف کیں:

(۱) ابن حجر کی تاریخ کا ذیل (۲)طبقات شافعیہ(۳) شرح المنہاج، الخلع تک ۴ جلد (۴) شرح التنبیہ (۵) تاریخ الکبیر از ۲۰۰ھ(۸۱۵ء) تا ۷۹۰ھ(۱۳۸۸ء)(۶) ذیل تاریخ ذہبی جو آٹھ جلدوں میں ہے۔

وہ ۱۰ ذوالقعدہ ۸۵۱ھ میں فوت ہوئے۔

(۵۱۹/۳۲) امام حافظ ابن حجر

احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی عسقلانی، مصری، شافعی، امام، علامہ، حافظ، فرید زمان، بقیۃ الحفاظ، جن کا عرف ابن حجر تھا جو ان کے آباء میں سے کسی بزرگ کا لقب تھا۔مصر میں ۱۲ شعبان ۷۷۳ھ(۱۳۷۲ء) کو پیدا ہوئے۔مکہ مکرمہ میں عفیف نشاوی اور شیخ عفیف الدین نیشاپوری سے صحیح بخاری اور عالم حجاز محمد بن ظہیر اور مصر میں عبدالرحمان بن زرین سے سماع حدیث کیا۔علم حدیث عراقی عبدالرحیم بن حسین سے اور فقہ شیخ سراج الدین ابو حفص عمر بن ارسلان بلقینی، شیخ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن اور عبدالعزیز بن جماعہ

Maktaba Tul Ishaat.com

سے پڑھا اور ۸۰۲ھ (۱۳۹۹ء) میں دمشق گئے۔ کئی بار حج کی سعادت حاصل کی اور بعد میں کئی شہروں حرمین شریفین، اسکندریہ، بیت المقدس، الخلیل، نابلس، رملہ، غزہ اور بلاد یمن میں سماع حدیث کیا۔ کئی شہروں میں درس وتدریس کا منصب ان کے سپرد ہوا اور حدیث کے کئی شاگرد سخاوی، برھان بقاعی، ابن فہد اور شیخ الاسلام زکریا انصاری ان کے فیض سے مستفید ہوئے۔

مصر میں قضاء کا منصب انہیں عطا ہوا اور علماء نے ان کے حفظ، معرفت تامہ، تیز ذہین، بے حد ذکاوت اور مختلف علوم وفنون میں ان کے تبحر کی شہادت دی اور اکابر فضلاء نے اپنی کتابوں میں ان کے اقوال وخیالات کو نقل کیا اور اپنے تذکروں میں ان کی تعریف وتوصیف کی۔ مثلاً فاسی نے ذیل التقیید میں، بشتکی نے طبقات الشعراء میں، مقریزی نے عقود فریدہ اور تاریخ مصر میں، العلاء بن خطیب نے ذیل تاریخ حلب میں، ابن فہد نے ذیل طبقات الحفاظ میں، ابن قاضی شہبہ نے اپنی تاریخ میں اور قطب خیضری نے طبقات شافعیہ میں ان کی مدح وثنا بیان کی ہے۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

ابن حجر کی کتابوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے جب کہ ابن فہد کا کہنا ہے (۱) ان سب میں بلند مرتبہ فتح الباری شرح بخاری ہے۔ ابن خلدون نے ایک موقع پر کہا تھا کہ صحیح بخاری کی شرح مسلمانوں پر قرض ہے۔ اگر وہ اس کتاب کو دیکھ پاتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔

(۲) تہذیب التہذیب (۳) تقریب التہذیب (۴) الاصابہ فی تمیز الصحابہؓ۔

(۵) اتحاف المہرہ باطراف العشرہ: اس کی آٹھ ضخیم جلدیں ہیں اور اس میں مندرجہ ذیل دس کتابوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے: (۱) موطا امام مالک (۲) مسند شافعی (۳) مسند احمد (۴) مسند دارمی (۵) ابن خزیمہ (۶) المنتقی لابن جارود (۷) ابن حبان (۸) مستخرج ابی عوانہ (۹) مستدرک حاکم (۱۰) شرح معانی الآثار للطحاوی، وسنن دارقطنی۔

(۶) المطالب العالیہ فی زوائد الثمانیہ: اس میں مندرجہ ذیل کتابوں کے زوائد کو جمع کیا ہے:

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱)مسند طیالسی (۲)مسدد (۳)حمیدی (۴)اسحاق بن راھویہ (۵)ابن ابی عمر (۶)ابن ابی شیبہ (۷) احمد بن منیع (۸) عبد بن حمید (۹) حارث بن ابی اسامہ (۱۰) ابویعلی موصلی۔

چونکہ مسند اسحاق بن راھویہ کا نصف حصہ ہی مل سکا اور ابویعلی کی مسند میں صرف ابن المقری کی روایت مذکور ہے۔اس لئے عدد میں دو کا اضافہ ہے جو عنوان میں شمار نہیں اور مسند احمد میں سے ابن احمد کی روایت کے زوائد کو حافظ نورالدین ہیثمی نے بیان کیا ہے۔

(۸)لسان المیز ان (۹)نخبۃ الفکر (۱۰)المجمع المؤسس (۱۱)ابناء الغمر بابناء العمر (۱۲)الدرر الکامنۃ (۱۳) الاحکام لبیان مافی القرآن (۱۴) دیوان اشعار اور (۱۵)امالی وغیرہ۔

ان کی وفات باب القنطرہ میں مدرسہ منکوتمریہ کے قریب اپنے گھر میں ۱۸ ذوالحجہ ۸۵۲ھ (۱۴۴۹ء) کو ہوئی۔

(۳۳/ ۵۲۰) ابن عرب شاہ، احمد بن محمد

ابن عبداللہ بن ابراہیم بن ابی نصر محمد بن عرب شاہ دمشقی الاصل، رومی، حنفی جن کا عرف ابن العجمی تھا۔ وہ ۷۹۱ھ (۱۳۸۸ء) میں ماہ ذوالقعدہ کے نصف میں جمعہ کی رات کو پیدا ہوئے۔۸۰۳ھ (۱۴۰۰ء) کے ہنگامے میں سمرقند چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے جہاں محمد جرجانی اور ابن الجزری (جو وہیں مقیم تھے) سے علم حاصل کیا۔پھر خوارزم اور بلاد دشت کو گئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔وہاں سے بحیرۂ روم کو عبور کیا اور ملک غیاث الدین ابوالفتح محمد بن ابی یزید مراد بن عثمان کے لئے جامع الحکایات ولامع الروایات کا چھ جلدوں میں فارسی سے ترکی میں ترجمہ کیا۔اور ابواللیث سمرقندی قادری کی تفسیر کو ترکی نظم میں منتقل کیا۔جب سلطان فوت ہوگیا تو وہ واپس اپنے قدیم وطن حلب آ گئے اور ۸۲۵ھ (۱۴۲۱ء) تک تین سال وہاں مقیم رہے۔

وہ فصیح وبلیغ نظم ونثر لکھتے تھے۔ان کی کتب یہ ہیں:

مرآۃ الادب،علم معانی،بیان اور بدیع کے متعلق عمدہ اسلوب میں لکھی گئی ہے۔اس میں تلخیص ،

Maktaba Tul Ishaat.com

عقود النصیح اور العقد الفرید فی التوحید کو نظم کیا ہے۔(۲) عجائب المقدور فی نوائب تیمور (۳) فاکہۃ الخلفاء (۴) مفاکہۃ الظرفاء (۵) منتہی الارب کا ترجمہ ترکی، عربی اور فارسی میں، جس کا نام الترجمان المترجم بمنتہی الارب فی لغۃ الترک والعجم والعرب ہے۔

الظاہر بجمق سے حمید الدین نے ان کے خلاف شکایت کی جس نے انہیں قید کر دیا۔ بمشکل پانچ دن کے بعد رہائی حاصل کی لیکن رنج اور غصے سے بیمار پڑ گئے اور بارہ دن کے بعد نصف رجب ۸۵۴ھ کو فوت ہو گئے۔

ذیل کے اشعار ان کے کہے ہوئے ہیں:

قمیص من القطن من حلة　　　و شربة ماء فراح و قوت

ترجمہ: بھیڑ کی اون کے کپڑے کی قمیص اور صاف پانی پینے کو اور خوراک ضرورت کے بقدر

ینال بها المرء ما یبتغی　　　و هذا کثیر علی من یموت

ترجمہ: ان اشیاء سے آدمی اپنا مقصد پالیتا ہے اور جس نے مرنا ہے اسے یہ بہت ہیں۔

(۳۴/ ۵۲۱) محمد بن احمد، صاغانی الاصل

مکی، حنفی جو ابن الضیاء کے عرف سے مشہور تھے، ۹ محرم ۷۸۹ھ (۱۳۸۷ء) کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی اور وہاں کے فضلاء ندیدی اور مراغی وغیرہ سے پڑھا۔ کئی بار قاہرہ گئے اور وہاں کے علماء ابن حجر وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ اور بلقینی، ابن الملقن اور عراقی وغیرہ سے اجازت حاصل کی اور تمام علوم و فنون میں کامل ہو گئے۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) المجمع کی شرح المسرع، چار جلد (۲) البحر العمیق فی حج بیت اللہ العتیق (۳) تنزیہ المسجد الحرام عن بدع جہلۃ العوام (۴) شرح الوافی مطول و مختصر (۵) شرح مقدمۃ الغزنوی فی العبادات، دو جلد (۶) شرح البزدوی، ناتمام (۷) تفسیر المدارک علی المدارک (۸) الشافی مختصر الکافی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ زندگی بھر ادھراُدھر گھومتے پھرے اور بلوغت کے بعد ہر سال حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

ان کی وفات ذوالقعدہ ۸۵۴ھ (۱۴۵۰ء) میں ہوئی۔

(۳۵/ ۵۲۲) ابراھیم بن فائد بن موسیٰ

زواوی، قسطینی، شارح مختصر خلیل۔ سخاوی لکھتے ہیں وہ ۷۹٦ھ (۱۳۹۴ء) میں جبل جرجر میں پیدا ہوئے۔ اور فقہ ابوالحسن علی بن عثمان سے پڑھا۔ پھر تونس گئے جہاں فقہ اور منطق الأبیؔ وغیرہ سے اخذ کی۔ بعدہ جبال بجایہ کو گئے اور عربیت میں عبدالعالی بن فراج کے شاگرد بنے۔ پھر قسطنطینہ گئے، جہاں اصلین اور منطق کو حافظ المذہب ابوزید عبدالرحمان سے جن کا لقب یازتھا، اور ابوعبداللہ بن مرزوق سے حاصل کیا۔ تاآنکہ تمام علوم خصوصاً فقہ میں کمال حاصل کرلیا۔

انہوں نے ایک تفسیر اور ابن مالک کے الفیہ کی دوجلدوں میں شرح لکھی اور اسکا فیض النیل نام رکھا۔

ان کی وفات ۸۵۷ھ (۱۴۵۳ء) میں ہوئی۔

(۳٦/ ۵۲۳) خضر بیگ ابن جلال الدین (حنفی)

ترکی کے ایک شہر کا نام سفری حصار ہے، جہاں انہوں نے پرورش پائی اور تحصیل علوم اپنے والد سے کی، جو وہاں کے قاضی تھے۔ اس کے بعد محمد بن ادمغان (جو مولی یگان کہلاتے تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں درجہ کمال کو پہنچے اور اپنے عہد کے یگانہ فضلاء میں شمار ہونے لگے۔ نثر ونظم میں ید طولی رکھتے تھے۔ جب وہ سفری میں ۸۳۷ھ میں مدرس تھے تو بعض علوم غریبہ بھی پڑھے۔ مصلح الدین نے جو خواجہ زادہ کہلاتے تھے، شمس الدین، جو خطیب زادہ کے لقب سے مشہور تھے، خیرالدین سلطان محمد خان کے معلم اور شمس الدین احمد خیالی نے ان کا تلمذ اختیار کیا۔

انہوں نے کئی کتابیں لکھیں اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ حواش علی الکشاف انکی تصنیف ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ ۸۵۹ھ (۱۴۵۵ء) میں مکہ چلے گئے تھے۔ سخاوی نے ان کی ولادت ۸۱۰ھ (۱۴۰۷ء) کے پہلے روز اور وفات ۸۶۰ھ (۱۴۵۶ء) بیان کی ہے۔

(۳۷/ ۵۲۴) علی بن احمد بن محمد العلاء

بغدادی۔ وہ ۷۸۷ھ (۱۳۸۵ء) میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کیلئے کئی شہروں میں گئے۔ مختلف علوم وفنون حاصل کئے اور فن تفسیر میں خاص قابلیت پیدا کی۔ ایک تفسیر مرتب کی۔ امام سخاوی نے انہیں ینبوع میں دیکھا تھا۔ وہ مکہ مکرمہ میں شوال ۸۶۱ھ (۱۴۵۷ء) میں فوت ہوئے اور المعلاء میں دفن ہوئے۔

(۳۸/ ۵۲۵) احمد بن محمد اقیرس

امام، علامہ، قاہری، شافعی، وہ تمام علوم اور تفسیر میں امام تھے۔ اور عوام وخواص کا مرجع۔ ان کی تفسیر کا نام کنز الرحمان فی احکام القرآن ہے جو دس جلدوں پر محیط ہے۔

وہ ۸۶۲ھ (۱۴۵۸ء) میں فوت ہوئے۔

(۳۹/ ۵۲۶) محلی، محمد بن احمد بن محمد

ابن ابراہیم محلی، جو قاہرہ کے ایک بڑے محلے سے منسوب تھے اور شافعی تھے۔ وہ یکم شوال ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے شمس برماوی، جلال بلقینی، ولی عراقی اور عز بن جماعہ سے علم حاصل کیا۔ علم حدیث ولی عراقی اور حافظ ابن حجر سے پڑھا۔ پھر تدریس اور تصنیف شروع کر دی۔ چنانچہ انہوں نے جمع الجوامع، ورقات، منہاج الفرعی اور قصیدہ بردہ کی مختصر اور ٹھوس شرحیں لکھیں۔ اپنے لئے ایک کتاب المناسک اور ایک تفسیر لکھنا شروع کیں لیکن مکمل نہ کر سکے۔ بڑے بڑے ائمہ ان کی تصانیف حاصل کرنے اور پڑھنے میں رغبت رکھتے تھے۔ ان کا مزاج گرم تھا، خصوصاً موسم گرما میں یا جب کوئی آدمی ان کی تردید کرتا۔ کئی مقامات پر درس وتدریس کا سلسلہ ان کی تحویل میں رہا۔ وہ بڑے ذکی اور صحیح الفہم انسان تھے۔ ان کا ذہن کوئی غلط بات تسلیم نہیں کرتا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

امام سخاوی لکھتے ہیں کہ انکے حالات زندگی بیان کرنے کے لئے کئی اجزاء درکار ہیں۔انہوں نے کئی حج کئے اور ۸۶۴ھ (۱۴۵۹ء) میں سال کی پہلی تاریخ کو اسہال سے وفات پائی۔عوام نے ان کی موت کا سوگ منایا اوران کے بعد کوئی ویسا آدمی پیدا نہیں ہوا۔

(۴۰ /۵۲۷) صالح بن عمر بن ارسلا ن بن نصر

ابن صالح علم الدین عسقلانی بلقینی الاصل، قاہری شافعی، ۱۳ جمادی الاولی ۷۶۱ھ (۱۳۰۶ء) کو قاہرہ میں سوموار کی رات کو پیدا ہوئے۔اپنے والد سراج الدین کی نگرانی میں پرورش پائی، قرآن حفظ کیا اور العمدة، الفیہ ابن مالک، منہاج الاصول اور التدریب اپنے والد سے پڑھیں۔ نیز زین عراقی، مجد برماوی، بیجوری، عز بن جماعہ، ولی عراقی اور حافظ ابن حجر وغیرہ مشائخ سے بھی اخذ علم کیا۔اپنے استاد ولی عراقی کی جگہ دیار مصریہ میں شافعی مسلک کے قاضی مقرر ہوئے۔وہ قوی الحافظہ امام تھے۔مختلف علاقوں کے فضلاء ان سے مستفید ہوئے۔ایک تفسیر تصنیف کی اور بخاری کی شرح شروع کی مگر نا تمام رہ گئی۔اپنے والد کے فتاوی بالخصوص اہم اور ضروری فتاوی کو یکجا کیا، اور والد کے درس کی تکمیل کی۔ان کی ایک کتاب کا نام القول المفید فی اشتراط الترتیب بین کلمۃ التوحید ہے۔ان کی نظم اور نثر ادبی لحاظ سے درمیانہ درجہ کی ہیں۔

وہ بدھ کے روز ۵ رجب ۸۶۸ھ کو فوت ہوئے۔

(۴۱ /۵۲۸) احمد بن محمد بن محمد شمنی

مالکی تھے بعد میں حنفی ہوگئے قسطنطنی الاصل، سکندری، شمنہ مغرب میں ایک شہر کا نام تھا جس کی نسبت شمنی کہلاتے تھے۔۸۰۱ھ (۱۳۹۸ء) میں اسکندریہ میں پیدا ہوئے۔ ولی عراقی اور جمال حنبلی سے علم حاصل کیا۔اور ۸۳۴ھ (۱۴۳۰ء) میں حنفی مسلک اختیار کرلیا۔ اور تمام علوم میں کمال حاصل کرلیا۔

ان کی تصنیفات یہ ہیں:

(۱) مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء (۲) حاشیہ علی المغنی (۳) اللامعۃ الناجحۃ فی کشف اسرار الفاتحہ: یہ مختصر لامعہ ہے جو سورہ فاتحہ سے متعلق ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا، ان کے ارد گرد طلبہ کا ہجوم رہا اور ان سے تمام علوم میں اکتساب فیض کیا گیا بالخصوص ان کتابوں میں جو مشکل اور دقیق تھیں مثلاً کشاف، بیضاوی، شرح المواقف، شرح مقاصد، عضد، رضی اور مطول وغیرہ۔ امام سیوطی اور سخاوی ایسے اکابر فضلاء نے بھی ان کا تلمذ اختیار کیا۔ وہ شہرت سے بچنے کے لئے فتاویٰ نہیں لکھتے تھے۔ آخری عمر میں تمام مذاہب کے شیخ تسلیم کئے گئے ۔ ان کا سال وفات ۸۷۲ھ (۱۴۶۷ء) ہے۔

(۴۲/ ۵۲۹) محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن

ابن علی بن یوسف بن منصور الکمال قاہری شافعی، کاملیہ کے امام مانے جاتے تھے۔ ان کے والد بھی اسی شرف کے حامل تھے۔ وہ ۱۸ شوال ۸۰۸ھ کو جمعرات کے دن قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی۔ شمس بوصیری، برماوی، شرف سبکی، ولی عراقی، ابن جزری اور ابن حجر سے علم حاصل کیا اور کثیر علوم میں معاصرین سے سبقت لے گئے۔ طلبہ اور مدارس ان سے فیضاب ہوئے۔ اصول میں بیضاوی پر ایک شرح لکھی جو لوگوں میں متداول اور مقبول ہوئی۔ مختصر ابن حاجب اصلی پر آخر اجماع تک ایک شرح لکھی۔ نیز ورقات پر اور نحو میں الوردیہ پر جو ضخیم تک ہے، نیز امام نووی کی اربعین پر بھی ایک شرح لکھی۔ علاوہ ازیں تفسیر بیضاوی، شرح بخاری از حلبی اور شرح العمدہ کا اختصار پیش کیا۔ انہوں نے اشاعرہ کے طبقات، حیات خضر اور مختصر فی الفقہ بھی لکھیں۔

ان کا سال وفات ۸۷۴ھ (۱۴۶۹ء) ہے۔

(۴۳/ ۵۳۰) شیخ مصنفک علی بن مجد الدین

ابن محمد بن مسعود بن محمود بن محمد بن محمد بن عمر شاہ رودی، بسطامی، ہروی، رازی، عمری، بکری، جو امام رازی کی اولاد سے تھے اور مولانا مصنفک کے لقب سے مشہور تھے۔ کیونکہ بچپن ہی میں انہوں نے عمدہ کتابیں تصنیف کرنا شروع کر دی تھیں۔ فارسی میں اسم کے آخر کا کاف تصغیر کے لئے آتا ہے۔

وہ ۸۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنی تصانیف میں تصریح کرتے تھے کہ وہ خلیفہ ثانی عمر بن خطابؓ کی

Maktaba Tul Ishaat.com

اولاد سے ہیں حالانکہ اہل تاریخ کہتے ہیں کہ وہ دراصل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے ۸۲۳ھ (۱۴۲۰ء) میں شرح الارشاد، ۸۲۵ھ (۱۴۲۲ء) میں نحو میں شرح المصباح، ۸۲۶ھ (۱۴۲۳ء) میں شرح آداب البحث بہ اشارہ رسول اکرم ﷺ، ۸۲۸ھ (۱۴۲۵ء) میں شرح اللباب، ۸۳۲ھ (۱۴۲۸ء) میں شرح مطول، ۸۳۴ھ (۱۴۳۱ء) میں شرح شرح المفتاح للتفتازانی، ۸۳۵ھ (۱۴۳۲ھ) میں حاشیہ تلویح اور شرح البردہ جبکہ ۸۳۹ھ (۱۴۳۶ء) میں شرح قصیدہ روحیہ از ابن سینا اور شرح وقایہ ہرات میں لکھیں۔ اس کے بعد اہل عرفان کے لئے حدائق الایمان لکھی۔ ۸۴۸ھ میں ترکی چلے گئے اور ۸۵۰ھ میں حضور اکرم ﷺ کے اشارہ پر مصابیح البغوی کی شرح اور پھر مفتاح الشریفی کی شرح لکھی۔ ان کی دیگر تصنیفات میں شرح شرح المطالع کا حاشیہ، شرح اصول البزدوی، انوار الاحداق، تحفہ محمودیہ، تحفۃ السلاطین، شرح کشاف اور تفسیر فارسی شامل ہیں۔

طاشکبری زادہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کی تفسیر کی پہلی جلد جو صرف سورۃ فاتحہ کے متعلق ہے، دیکھی ہے۔ آخری جلد میں سورۃ النباء سے آخر قرآن تک کی تفسیر ہے۔ تفسیر کی ترتیب بہت عمدہ ہے اور ساتھ ہی فارسی میں لکھنے پر معذرت بھی کی ہے۔

ان کا سال وفات ۸۷۵ھ (۱۴۷۰ء) ہے۔

(۵۳۱/ ۴۴) محمد بن سلیمان بن سعید بن مسعود

رومی، برغمی، کافیجی، حنفی۔ کافیہ میں کثرت اشتغال کی وجہ سے کافیجی کہلائے۔ ابتداً اپنے شہر میں تحصیل علم حاصل کی۔ پھر عجم اور تاتاری علاقوں کا سفر کیا جہاں جلیل القدر علماء سے ملاقات اور اخذ علم کا موقع میسر آیا مثلاً شمس فناری اور برہان حیدر تلمیذ تفتازانی۔ بعدہ وہ مصر گئے اور وہاں کے علماء واعیان نے ان سے استفادہ کیا، اور جب ابن ہمام نے وہاں کی شیوخۃ الشیخیہ سے اظہار بیزاری کیا تو یہ منصب ان کے سپرد کر دیا گیا۔

شیخ تمام علوم، معقولات، کلام، اصول فقہ، نحو، تصریف، اعراب، معانی، بیان، مجادلہ اور منطق وفلسفہ وغیرہ میں اپنے عہد کے امام کبیر تھے اور کوئی شخص بھی ان کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ نیز انہیں فقہ اور تفسیر سے

Maktaba Tul Ishaat.com

خاص لگاؤ تھا، اور علم حدیث میں ان کی نظر بڑی گہری تھی، علم حدیث میں ان کی تصانیف بھی ہیں۔ علوم عقلیہ میں ان کی تصانیف بے شمار تھیں۔امام سیوطی لکھتے ہیں میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اپنی تصنیفات کے نام بتائیں، تاکہ ان کے ترجمے میں ان کا ذکر کردیا جائے، انہوں نے جواب دیا نہ تو مجھے ان کی تعداد یاد ہے اور نہ ان کے نام ہی یاد رہ گئے ہیں۔انہوں نے قرآن کی مختصر سی تفسیر مرتب کی جسکا نام التیسیر ہے۔ سیوطی لکھتے ہیں کہ وہ چودہ برس ان کی صحبت میں رہے اور محترم استاد کی تحقیقات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ایک دن مجھ سے سوال کیا بتاؤ تم (زید قائم) کے بارے میں کیا جانتے ہو! میں نے کہا یا شیخ! یہ وہ سوال ہے جو ہم سے بچپن میں پوچھا جاتا تھا۔انھوں نے کہا اس پر ۱۱۳ وجوہ سے بحث کی جاسکتی ہے! میں نے عرض کیا استاد محترم: اب تو میں اس صحبت سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب آپ وہ وجوہ بیان نہ فرمائینگے اور میں انہیں لکھ نہ لوں گا۔شیخ نے میری خواہش پر وہ تمام وجوہ بیان کیں اور میں نے انھیں لکھ لیا۔امام سیوطی نے اپنے تذکرہ حسن المحاضرہ میں ان کی خوبیوں اور اوصاف پر طویل بحث کی ہے۔نیز طاشکبری زادہ کی کتاب مفتاح السعادہ (۱/۴۵۴)، الفوائد البھیہ (۱/۱۶۹)، البغیہ: ۴۸ اور شوکانی کی البدر الطالع (۲/۱۷۱) میں انکی کافی تعریف کی گئی ہے۔

شیخ ۴ جمادی الاولیٰ ۸۷۹ھ (۱۴۷۴ء) کو شب جمعہ میں بوجہ اسہال بدرجہ شہید فوت ہوئے۔

(۴۵/ ۵۳۲) عبد الرحمٰن بن محمد بن مخلوف

ثعالبی، جزائری، کئی مفید کتابوں کے مصنف اور ان اولیاء اللہ سے تھے جو دنیا اور اھل دنیا سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ سخاوی لکھتے ہیں کہ وہ علامہ اور امام تھے۔

انہوں نے ابن عطیہ کی تفسیر کا دو حصوں میں اختصار پیش کیا، اور اسی طرح شرح ابن حاجب کا بھی دو جزو میں۔ نیز پند و نصائح اور وعظ میں مشغول ہو گئے تھے۔شیوخ کی ایک جماعت نے ان کے علم و دین اور صلاح و تقویٰ کی تعریف کی ہے، مثلاً امام اُبی، ولی عراقی اور امام حفید بن مرزوق نے۔

وہ طلب علم میں ۸۰۲ھ (۱۳۹۹ء) میں بجایہ میں گئے اور وہاں کے ائمہ سے ملاقات کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۸۰۹ھ (۱۴۰۶ء) میں تیونس گئے اور ابن عرفہ کے اصحاب سے اخذ کیا۔ پھر مشرق کو لوٹے اور مصر میں وہاں کے محدثین کے شیخ ولی الدین عراقی کے درسوں میں شریک ہوتے رہے اور ان سے کافی علوم پڑھے۔

ان کی تصنیفات کافی زیادہ ہیں:

(۱) تفسیر الجواہر الحسان، جو نہایت عمدہ کتاب ہے اور دو جلدوں میں ابن عطیہ کی تفسیر کا خلاصہ ہے، اس میں انہوں نے اپنی طرف سے کافی فوائد اور زوائد کا اضافہ کیا۔

(۲) روضۃ الانوار ونزھۃ الاخیار، یہ ایک قابل قدر مجموعہ اشعار ہے، جو تقریباً ساٹھ قابل اعتماد دیوانوں کا اعلیٰ درجہ کا انتخاب اور خزانہ کتب ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ جس کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ علم کے خزانے کا مالک ہوگا۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو کئی سالوں کی محنت کے بعد جمع کیا ہے، جس میں باغات اور چمن ہیں۔

(۳) کتاب انوار فی معجزات النبی المختار (۴) الانوار المضیئۃ، جس میں ایک جزو الحقیقہ اور ایک جزو ریاض الصالحین کا جامع ہے۔ (۵) التقاط الدرر (۶) الدر الفائق فی الاذکار والدعوات (۷) العلوم الفاخرہ فی احوال الآخرہ، ایک ضخیم جلد ہے (۸) شرح ابن حاجب فرعی ۲ حصوں میں، جن میں ابن رشد، ابن عبدالسلام، ابن ہارون خلیل اور غرر ابن عرفہ کا انتخاب کلام مع جواہر المدونہ ہے (۹) عیون المسائل دو حصوں میں، جس کے آخر میں جامع کبیر ہے، جو تقریباً دس اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ القالب الکبیر بھی ہے، جس میں کئی فوائد ہیں (۱۰) ارشاد السالک، مختصر سا جزو (۱۱) الاربعون (احادیث کا انتخاب) (۱۲) المختار من الجوامع فی محازاۃ الدرر اللوامع (۱۳) جامع الامہات فی احکام العبادات (۱۴) کتاب النصائح (۱۵) تحفۃ الاخوان فی اعراب بعض آی القرآن (۱۶) الذھب الابریز فی غرائب القرآن العزیز (۱۷) کتاب الارشاد فی مصالح العباد۔

انہوں نے اپنی تمام تصانیف کا ایک فہرست میں ذکر کیا ہے۔ ان کا سال ولادت ۷۸۶ھ (۱۳۸۴ء) ہے اور شیخ زروق کے مطابق سال وفات ۸۷۵ھ (۱۴۷۰ء) ہے۔

انہوں نے اپنی کئی کتابوں میں ایک فائدہ بیان کیا ہے اور اسے خواص کا تجربہ شدہ بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ وہ رات کو کسی خاص وقت پر جاگ اٹھے تو اسے چاہیے کہ سونے سے پہلے جب اس پر نیند کا

Maktaba Tul Ishaat.com

غلبہ ہو تو ذیل کی آیت کو پڑھ کر سو جائے اور اس کے بعد کسی خیال کو دل میں نہ آنے دے۔ انشاء اللہ وہ اس وقت پر ضرور جاگ اٹھے گا۔ یہ اس آیت کی خاصیت ہے۔ آیت یہ ہے: افحسب الذين كفروا تا اختتام سورت (۱۰۲:۱۸)۔

نیل الابتہاج کے مصنف نے ان کی تفسیر سے کئی فوائد کا ذکر کیا ہے

شیخ کی تفسیر ۸۳۳ھ (۱۴۲۹ء) میں مکمل ہوگئی تھی۔ اس کے آخر میں انہوں نے ان عجیب واقعات کی تفصیل بیان کی ہے جو مؤلف کو دوران تالیف پیش آئے۔ جلد اول ابتداء سے شروع ہو کر سورہ کہف کے آخر تک ہے۔

(۵۳۳/۴۶) علی بن محمد علاؤ الدین قوشجی

قوشجی کے معنیٰ ہے: بازوں کی حفاظت کرنے والا۔ انہوں نے مولی قاضی زادہ موسیٰ سے جو ملخص چغمینی وغیرہ کے شارح تھے اور امیر الغ بیگ سے علم حاصل کیا۔ انہیں علوم ریاضیہ میں مہارت حاصل تھی۔ بعدہ وہ خفیہ طور پر کرمان چلے گئے اور وہاں کے فضلاء سے استفادہ کیا۔ وہیں انہوں نے التجرید کی شرح لکھی۔ انہوں نے ہی الغ بیگ کی نامکمل رصد کی تکمیل کی۔ اور چونکہ الغ بیگ کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے ان کی پرواہ نہ کی، اس لئے وہ سمرقند سے تبریز چلے گئے۔ وہاں کے فرمان روا امیر حسن الطویل نے ان کا بڑا احترام کیا اور سفیر بنا کر ترکی کے سلطان محمد خان کے دربار میں برائے صلح روانہ کیا۔ اس نے انہیں اس تکریم سے بھی زیادہ تر اکرام سے نوازا جو فرمانروائے تبریز نے ان پر نچھاور کیا تھا اور انہیں اپنے زیر سایہ علاقوں میں رہائش کی پیش کش کی جو انہوں نے اس شرط پر قبول کر لی کہ وہ اپنی موجودہ ذمہ داری سے فارغ ہو لیں۔ جب سلطان نے شیخ کو تبریز سے لانے کے لئے اپنے خدام کو بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ وہ تبریز سے انہیں قسطنطنیہ لائیں تو ہر منزل پر انکی خاطر مدارات پر ایک ہزار درہم صرف کریں۔ وہ ترکی کے صدر مقام پہنچے تو سلطان نے مدرسہ ایا صوفیہ ان کی تحویل میں دے دیا اور دو سو درہم روزانہ کے حساب سے ان کا مشاہرہ مقرر کیا۔ انہوں نے باقی زندگی وہیں بسر کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شیخ نے علامہ تفتازانی کے ان حواشی کے اوائل پر جو انہوں نے کشاف پر لکھے تھے، حاشیہ لکھا، اور صرف میں عنقود الزواہر تصنیف کی۔ جب وہ قسطنطنیہ میں آئے تھے تو علماء نے انہیں خوش آمدید کہا تھا اور شیخ نے سمندر کے مدوجزر کا حال ان سے بیان کیا تھا۔ اس زمانے کے بڑے عالم خواجہ زادہ نے سعد اور شریف کے درمیان مباحثے کا ذکر کیا تو شیخ نے سعد کو ترجیح دی اور خواجہ زادہ نے شریف کو۔

انہوں نے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کی ایک تفسیر لکھی۔

ان کا سال وفات ۸۷۹ھ (۱۴۷۴ء) ہے۔

(۴۷ / ۵۳۴) قاسم بن قطلو بغا

زین الدین سودنی، جو قاسم حنفی کے عرف سے مشہور تھے، وہ محرم ۸۰۲ھ (۱۳۹۹ء) میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور والد کی وفات سے یتیم ہو گئے، قرآن حفظ کیا، اور کسب معاش کے لئے درزی بن گئے۔ اس کے بعد حصول تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد، حافظ ابن حجر، سراج قاری ہدایہ، عز بن عبد السلام بغدادی اور عبد اللطیف کرمانی سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد وہ ابن الہمام کے حلقہ درس میں مستقلاً اس طرح شامل ہو گئے کہ جو کچھ وہاں پڑھایا جاتا تھا اس سبھی کا وہ سماع کرتے۔ وہ امام اور علامہ تھے، تمام علوم میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ اپنے مذہب کو پیش کرنے میں استعداد کامل رکھتے تھے اور اس فن کے امام شمار ہوتے تھے۔ فصیح البیان مناظر تھے اور مخالف کو لاجواب کرنے میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ حنفیوں کا مرجع و مرکز تھے۔ ان کے بعد کوئی ایسا عالم پیدا نہیں ہوا۔

انہوں نے بہ مقام دیلم ۴ ربیع الاول ۸۷۹ھ (۱۴۷۴ء) کو وفات پائی۔ ان کے شاگرد سخاوی نے اپنی تصنیف الضوء اللامع میں یہی تاریخ لکھی ہے۔ شوکانی نے البدر الطالع میں ان کی وفات ۸۷۹ھ میں جمعرات کی رات کو بیان کی ہے۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شرح منظومۃ ابن الجزری دو جلد (۲) شرح الفیۃ العراقی (۳) شرح نخبۃ الفکر (۴) عوارف

Maktaba Tul Ishaat.com

المعارف از سہروردی کی احادیث کی تخریج (۵) تخریج احادیث الاختیار شرح المختار ۲ جلد (۶) تخریج احادیث البزدوی فی اصول الفقہ (۷) تخریج تفسیر ابی اللیث (۸) منہاج العابدین (۹) الاربعین فی اصول الدین (۱۰) جواہر القرآن (۱۱) ہدایۃ الہدایہ (۱۲) الشفاء (۱۳) اتحاف الاحیاء بما فات من تخریج احادیث الاحیاء (۱۴) منیۃ الالمعی بما فات الزیلعی (۱۵) بغیۃ الرائد فی تخریج احادیث شرح العقائد (۱۶) نزہۃ الرائض فی ادلۃ الفرائض (۱۷) ترتیب مسند ابی حنیفہ لابن المقری (۱۸) تبویب مسند ابی حنیفہ للحارثی (۱۹) الامالی علی مسند ابی حنیفہ ۲ جلد (۲۰) الامالی علی الموطا بروایۃ محمد بن الحسن (۲۱) مسند عقبہ بن عامر صحابی (۲۲) عوالی کل من ابی اللیث والطحاوی (۲۳) تعلیق مسند الفردوس (۲۴) اسئلۃ الحاکم للدارقطنی (۲۵) من روی ابیہ عن جدہ ا جلد (۲۶) الاہتمام الکلی باصلاح ثقات العجلی ا جلد (۲۷) زوائد کل رجال من الموطا ومسند الشافعی وسنن الدارقطنی علی الستۃ (۲۸) الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ ۴ جلد (۲۹) تقویم اللسان فی الضعفاء ۲ جلد (۳۰) فضول اللسان (۳۱) حاشیہ علی کل من المشبہ والتقریب (۳۲) الاجوبۃ علی اعتراض ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ، حدیث میں ہے (۳۳) ترصیع الجوہر النقی، جوانہوں نے تیمم تک لکھا (۳۴) تلخیص سیرۃ مغلطائی (۳۵) تلخیص دولۃ الترک (۳۶) تاج التراجم، اس میں حنفی مصنفین کا ذکر ہے۔(۳۷) ایک کتاب میں شیوخ معاصرین کے مشائخ کا تذکرہ ہے (۳۸) معجم الشیوخ، اپنے مشائخ کی معجم مرتب کی ہے (۳۹) بعض کتب حنفیہ جیسے قدوری، نقایہ، مختصر المنار وغیرہ کی شرح لکھی۔(۴۰) درر البحار فی المذاہب الاربعہ (۴۱) اصول حنفیہ پر العز بن جماعہ کے اعتراضات کے جوابات (۴۲) تعلیقۃ علی الاندلسیہ فی العروض (۴۳) مختصر تلخیص المفتاح (۴۴) شرح منار النظر فی المنطق لابن سینا۔ ان کتب کے علاوہ بھی مختلف علوم میں ان کی تصنیفات ہیں۔

وہ علماء کی طرح شعر بھی کہتے تھے۔ ایک شخص نے ان کے خلاف ذیل کے دو شعر کہے:

ان کنت کاذبۃ التی حدثتنی فعلیک اثم ابی حنیفہ او زفر

اگر وہ روایت جو تو نے مجھ سے بیان کی ہے جھوٹی

ہو، تو ابو حنیفہ یا زفر کا گناہ تیرے سر پر ہوگا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الواثبين على القياس تمردا　　　والراغبين عن التمسک بالاثر

وہ دونوں غرور وتکبر سے قیاس پر جھپٹے پڑتے ہیں اور حدیث کے ساتھ تمسک سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

انہوں نے اس کا جواب یوں دیا:

کذب الذی نسب المآثم للذی　　　قاس المسائل بالکتاب وبالاثر

جھوٹا تو وہ شخص ہے، جس نے گناہ کو اس شخص سے منسوب کیا جو مسائل کو قرآن اور حدیث پر قیاس کرتا ہے۔

ان الکتاب والسنۃ المختار قد　　　دلا علیہ فدع مقالۃ من فشر

قرآن اور حدیث دونوں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔اس
لئے اس شخص کی بات کو مسترد کردے جو شیخی بگھارتا ہے۔

علامہ سیوطی حسن المحاضرہ میں لکھتے ہیں کہ میرے اساتذہ میں یہ بزرگ سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ انہوں نے ان کا سال وفات ۸۸۱ھ (۱۴۷۷ء) اور مہینہ ذوالقعد کا لکھا ہے۔صاحب کشف الظنون نے ۸۷۵ھ (۱۴۷۷ء) بیان کیا ہے۔

(۴۸ /۵۳۵) عمر بن علی بن عادل، ابو حفص

سراج الدین حنبلی دمشقی۔ان کی تفسیر کا نام اللباب فی علوم الکتاب ہے۔جلد اول قرآن کے ابتداء سے شروع ہوتی ہے اور سورۃ بقرہ کی آیت: تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق وانک لمن المرسلین O (۲:۲۵۲) پر ختم ہو جاتی ہے۔ دوسری جلد تلک الرسل سے شروع ہوکر فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض (۵:۲۶) پر، تیسری جلد واتل علیھم نبا بنی آدم (۵:۲۷) سے شروع ہوکر زین لھم سوء اعمالھم (۹:۳۷) پر، چوتھی جلد یا یھا الذین آمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا (۹:۳۸) سے شروع ہوکر سورۃ کہف کے آخر تک، پانچویں جلد سورۃ مریم سے شروع ہوکر سورۃ غافر کے آخر پر اور چھٹی جلد اول سورۃ سجدہ سے آخر قرآن پر ختم ہوتی ہے۔

ان کا سال وفات ۸۸۰ھ (۱۴۷۵ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴۹/ ۵۳۶) محمد بن محمد بن محمد بن حسن

ان کا عرف ابن امیر الحاج اور ابن الموقت تھا۔ ان کی ولادت حلب میں ۱۸ ربیع الاول ۸۲۵ھ (۱۴۲۲ء) کو ہوئی۔ اپنے مولد ہی میں پرورش پائی اور زین بن عبد الرزاق وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد حما گئے جہاں ابن الاسفر سے سماع کیا۔ پھر قاہرہ میں ابن حجر سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد ابن الہمام کے حلقے میں شامل ہو گئے۔ تمام علوم میں کمال حاصل کیا اور قراءت و افتاء میں منہمک ہو گئے۔ نیز منیۃ المصلی، اپنے شیخ ابن الہمام کی تحریروں اور العوامل کی شرحیں لکھیں۔

انہوں نے اپنے استاد ابن ہمام کی شرح ہدایہ پر کچھ اعتراضات لکھ کر ان کی خدمت میں بھیجے۔ انہوں نے جوابات تو دے دیے لیکن ناراض ہوئے اور لکھا کہ میاں شاگرد تم میری بات ہی کو نہیں سمجھ سکے۔

انہوں نے سورۃ العصر کی تفسیر ذخیرۃ القصر کے نام سے لکھی۔

انہوں نے ۲۹ رجب ۸۷۹ھ (۱۴۷۴ء) شب جمعہ کو وفات پائی۔

(۵۰/ ۵۳۷) محمد بن عبداللہ بن قوقماز

(ابو عبداللہ) ناصر الدین۔ ان کا سال وفات ۸۸۳ھ (۱۴۷۸ء) ہے۔

ان کی ایک تفسیر کا نام فتح الرحمان فی تفسیر القرآن اور مختصر تفسیر کا نام نثر الجمان المنتظم من فتح الرحمان ہے۔

(۵۱/ ۵۳۸) شیخ کمال الدین عبد الرزاق

کاشی تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ اجازت طریقت شیخ نور الدین عبدالصمد نظیری سے حاصل کی تھی۔ وحدت الوجود میں غلو رکھتے تھے اور شیخ رکن الدین علاء الدولہ کے معاصر تھے۔ دونوں بزرگوں میں مسئلہ وجود پر خط و کتابت، رسائل اور مباحثے ہوتے تھے۔ مولانا جامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں ان مناظرات کی تفصیل قلم بند کی ہے، جو کافی فوائد کی حامل ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی تصنیفات میں تاویلات التفسیر ،اصطلاحات صوفیہ،شرح فصوص الحکم اورشرح منازل السائرین شامل ہیں۔ انکا سال وفات ۸۸۷ھ(۱۴۸۲ء) ہے۔ قدس سرہ العزیز۔

(۵۲ /۵۳۹) ملا خسرو محمد بن فراموز

ملاخسرو کے لقب سے مشہور تھے۔انہوں نے برھان الدین حیدر ہروی سے جو علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے،علم حاصل کیا۔جب خضر بیگ فوت ہوگیا تو سلطان محمد خان نے انہیں قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کردیا۔ ملاخسرو علوم عقلی ونقلی کے بحرزخار تھےاوراصول اورفروع کے جامع وقابل فخر عالم تھے۔ ان کی تصانیف میں الغرراوراس کی شرح الدرر،مرقاۃ الاصول اوراس کی شرح مرآۃ الاصول اور حواشی مطول ہیں ۔ یہ کتابیں انہوں نے اس وقت تحریر کی تھیں جب وہ مراد خان کے دورحکومت میں مدرسہ ملک شاہ میں مدرس تھے۔انہوں نے دررالاحکام کے آخر میں لکھا ہے کہ وہ اس کی تسوید سے ۸۸۳ھ (۱۴۷۸ھ) میں فارغ ہوئے۔ بعدہ تفسیر بیضاوی پرحواشی لکھے جو سیقول السفہاء تک ہیں۔ علاوہ ازیں تلویح کے حواشی بھی لکھے۔ان کی تمام کتب مشہور تھیں، بالخصوص الغرراورالدرر فقہ حنفی میں۔

ان کے والد جوترکی الاصل تھے،امرائے فرسغہ سے تھےاورمسلمان ہوگئے تھے۔

(۵۳ /۵۴۰) بقاعی، ابراھیم بن عمر بن حسن

ابن الرباط بن علی بن ابوبکر بقاعی، امام کبیر، برھان الدین، جو پہلے قاہرہ میں اور بعدمیں دمشق میں قیام پذیر رہے،وہ اندازاً ۸۰۹ھ(۱۴۰۶ء) میں بقاع کے ایک مضافاتی شہر میں پیدا ہوئے ۔ وہیں تربیت پائی۔پھردمشق، بیت المقدس اورپھرقاہرہ گئے اورتاج بن بہادر اورجزری سے سورۃ بقرہ کا کچھ حصہ جبکہ علی قلقشندی،قایانی اورابن حجر سے مکمل قرأت پڑھی۔ تمام علوم میں کمال کو پہنچے اور معاصرین پرسبقت لے گئے۔سخاوی کا یہ قول غلط ہے کہ وہ فضلاء کے رتبے تک نہ پہنچ سکے۔معاصرین میں ایسے جھگڑے معمول کی بات ہے کہ حسد یا رشک کی وجہ سے ایک دوسرے کے خلاف ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جوانصاف کے منافی ہوتی ہیں۔یہ منافست کبھی توعلم کی وجہ سے ہوتی ہےاورکبھی دینی نظریات

Maktaba Tul Ishaat.com

میں اختلاف کی بناء پر۔بقاعی اور سخاوی کے درمیان ایسے ہی ناگفتہ بہ تعلقات تھے اور نوبت منا قضہ، مراسلہ اور مخالفت تک پہنچ گئی تھی جیسا کہ شوکانی نے البدر میں بیان کیا ہے۔

ان کی تفسیر کو امعان نظر سے دیکھا جائے اور آیات وسُور میں انہوں نے جو مناسبت اور ربط پیدا کیا ہے اس میں غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کسی ایسے شخص کے علم کا خزینہ ہے جسے اللہ نے بے پناہ ذکاوت کے وصف سے نوازا ہے اور عقلی ونقلی علوم کا عدیم النظیر مجوبہ ہے۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کے مطالعے کے دوران میں جب مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو مطول اور مختصر تفاسیر سے بھی تشفی نہیں ہوتی۔ البتہ جب میں ان کی تفسیر سے رجوع کرتا ہوں تو اکثر اوقات میری تشفی ہوجاتی ہے۔

اس کتاب کی تصنیف کی وجہ سے معاصرین ان کے خلاف معترض رہے اور تفسیر میں توریت وانجیل کے حوالہ جات کو ناپسند کیا اور اعتراضات کی بوچھاڑ کردی اور امراء ورؤساء کو ان کے خلاف بھڑکایا۔ میں نے ان کا ایک رسالہ دیکھا ہے جس میں انہوں نے ان کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور توریت وانجیل کے حوالہ جات کے جواز پر دلائل پیش کیے ہیں، جن سے انسان کی تشفی ہوجاتی ہے۔ بلاشبہ انہوں نے مخالفین کو مغلوب کیا اور اپنے اقوال پر ڈٹے رہے اور مطمئن رہے۔طلبہ نے ان سے مختلف علوم پڑھے۔انہوں نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

جب عوام ان کے خلاف ہوگئے اور انہیں زیادہ تنگ کرنے لگے تو انہوں نے اپنا ساز وسامان باندھا اور دمشق چلے گئے۔ ایک مالکی قاضی نے ان کے خلاف فتوی کفر دینے اور انہیں قتل کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ شوکانی لکھتے ہیں کہ اللہ نے اس علاقے کے لوگوں کو مالکی قاضیوں کی وجہ سے سخت امتحان میں مبتلا رکھا۔ یہ قاضی ایسی فروگزاشتوں پر بھی قتل کا فتوی صادر کردیتے جن پر ادنیٰ سی تعزیر جاری کرنے کا جواز بھی نہ ہوتا۔ چنانچہ انہوں نے جہالت وگمراہی، باری تعالیٰ کے خلاف جرأت، شریعت محمدیہؐ کی صریح مخالفت اور دین کو بازیچہ اطفال بنانے سے جو صرف فقہی نصوص اور فروعی استنباط پر مبنی تھا اور جس کا علمی

Maktaba Tul Ishaat.com

حلقوں میں نام ونشان تک نہ تھا، مذہب خداوندی کا مذاق اڑایا، انا لللہ و انا الیہ راجعون ۔ چنانچہ مصر سے دمشق جانے سے پہلے اور بعد میں بھی شیخ مرحوم دکھ سہتے رہے اور تکالیف برداشت کرتے رہے۔ تا آنکہ ۱۸ رجب ۸۸۵ھ (۱۴۸۰ء) کو ہفتے کی رات کو ان کا جگر پھٹ گیا اور شہر کے باہر عاتکہ کی قبر کی جانب دفن کیے گئے۔

سخاوی نے ان کے ترجمے میں بہت کچھ انکے خلاف لکھا ہے، ان کے خلاف بدگوئی کی ہے اور ان کی برائیاں اور نقائص بیان کیے ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب الضوء الامع میں جہاں موقعہ پایا ہے، ان پر برستے چلے گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بڑے لوگوں کی تعریف بھی ہوتی ہے اور ہجو بھی۔

شیخ نے اپنی زندگی ہی میں ذیل کے اشعار میں اپنا مرثیہ کہہ دیا تھا:

نعم اننی عما قریب لمیت — و من ذاالذی یبقی علی الحدثان

ہاں! میں جلدی ہی مرجاؤنگا اور کون ہے ایسا آدمی جو ان حوادث سے بچ سکتا ہے۔

کانک بی انعی علیک و عندھا — تر ی خبراً صمت له الاذنا ن

گویا جب میری موت کی خبر تجھے پہنچائی جائیگی تو یہ ایسی خبر ہوگی جس سے کان بہرے ہو جائینگے۔

فلاحسد یبقی لدیک ولاقلی — فینطق فی مدحی بای معان

ترجمہ: پھر تیرے دل میں نہ میرے خلاف حسد رہ جائیگا نہ بیزاری۔ بلکہ ہر مقام میں وہ میری مدح کریگا۔

شوکانی نے اپنی کتاب البدر الطالع میں یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

(۵۴ /۵۴۱) ابن جماعہ

قاضی برہان الدین ابراہیم بن محمد کتانی ، جن کا سال وفات ۸۸۹ھ (۱۴۸۴ء) ہے۔ ان کی تفسیر کافی بڑی اور دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں بہ قول ابن شہبہ عجیب باتیں بیان ہوئی ہیں جیسا کہ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۴۲/۵۵) عبدالرحمان بن احمد بن محمد نورالدین جامی

مولانا ۸۱۷ھ (۱۴۱۴ء) میں جام میں پیدا ہوئے۔ عقلی اور نقلی علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو سعدالدین کاشغری سے، جبکہ انہوں نے مولی نظام الدین خاموش سے، انہوں نے خواجہ علاء الدین عطار سے اور انہوں نے خواجہ بہاءالدین نقشبندی کی توجہ سے اخذ طریقت کیا۔

ان کی تصنیفات جو علمی طبقہ میں مقبول ہوئیں، یہ ہیں:

(۱) نفحات الانس جو صوفیا کے تراجم کے بارے میں ہے۔ (۲) سلسلۃ الذھب جو فارسی اشعار میں ہے اور جس میں بیان حقائق اور اتباع سنت کا بیان ہے۔ میں نے اسے ۱۳۸۰ء (۱۹۶۰ء) میں پڑھا تھا۔ (۳) نقد النصوص جو فصوص الحکم کی مغلق اور مختصر شرح ہے۔ (۴) اشعۃ اللمعات واللوامع جو بعض ابیات تائیہ فارضیہ کی شرح ہے (۵) حدیث ابی زرین عقیلی کی شرح (۶) مولانا رومی کے دو شعروں کی شرح (۷) شرح رباعیات لوائح (۸) خسرو دہلوی کے ایک بیت کی شرح (۹) رسالہ فی الوجود (۱۰) رسالہ در مناسک حج (۱۱) رسالۃ العروض (۱۲) رسالہ قافیہ (۱۳) رسالہ کافیہ، فوائد الضیائیہ کے نام سے۔

مولانا جامی امام محمد کی اولاد سے تھے۔ اپنے وطن مالوف اصفہان سے حوادث زمانہ کی وجہ سے جام میں آگئے تھے۔ پھر ہرات آگئے اور مدرسہ نظامیہ میں مقیم ہوئے۔ اور خواجہ علی سمرقندی شاگرد سید شریف اور مولانا شہاب الدین محمد شاگرد علامہ تفتازانی کے حلقہ ہائے درس میں شامل ہوگئے اور علوم عقلی و نقلی میں کمال حاصل کرلیا۔ پھر سمرقند گئے اور قاضی موسیٰ رومی کے درس میں داخل ہوگئے، جو ملخص الھیئۃ کے شارح تھے۔ مولانا نے ان سے پہلی ہی ملاقات میں مباحثہ کیا اور غالب رہے۔ قاضی مولانا کی تعریف کرتے اور فرمایا کرتے کہ جب سے سمرقند آباد ہوا ہے مولانا جامی کی جودت طبع کا کوئی آدمی یہاں نہیں آیا۔ مولانا قاضی صاحب کے سامنے شرح التذکرہ پر گفتگو کرتے اور اس پر قاضی صاحب کے حواشی پر بحث کرتے، اکثر حواشی پر معترض ہوتے اور قاضی صاحب انہیں مٹا دیتے۔

قاضی صاحب نے شرح ملخص الھیئۃ مولانا کے سامنے پیش کی، جس میں انہوں نے کئی ایسے نکتے پیش

Maktaba Tul Ishaat.com

کے جہاں تک قاضی صاحب کا ذہن رسائی نہ کر سکا تھا۔ جب ہرات میں تھے تو ملا علی قوشجی سے مباحثہ کیا تھا اور غالب رہے تھے۔اس پر قوشجی شارح التجرید نے کہا تھا میں نے جان لیا کہ اس عالم میں نفس قدسی موجود ہے۔

وہاں سے فراغت کے بعد انہوں نے خواب دیکھا،اور سمرقند کو چھوڑ کر خراسان آ گئے جہاں خواجہ عبیداللہ نقشبندی سے طریقت کے رموز سیکھے اور اکابر صوفیاء میں شامل ہو گئے۔ کئی اکابر سے ملاقات کی۔۸۷۷ھ (۱۴۷۳ء) میں حج کیا۔ اور دمشق،حلب اور شام کے باقی مقامات کی سیاحت کی،جہاں علماء نے ان کا استقبال اکرام واحترام سے کیا۔

ان کی تصنیفات میں مولانا روم کے مناقب،لاالہ الااللہ ،موسیقی اور خواجہ عبیداللہ نقشبندی پر ایک رسالہ ہے۔ نیز تحقیق مذہب صوفیہ،شرح ابیات خسرو دہلوی اور آیہ فارھبون کی تفسیر ان کے قلم سے نکلی ہیں۔

انہوں نے اپنی تفسیر الحمد للہ رب العلمین من الاولین الاقد مین سے شروع کی ہے۔مولانا جامی لکھتے ہیں کہ جب میں نے تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا تو میرے دل میں یہ خیال کھٹکنے لگا کہ کیا میں ایسی تفسیر لکھوں جو وجوہ الفاظ کی حد تک ایک جامع کتاب ہو مگر اس میں کوئی کوئی علمی دقیقہ یا لطیفہ مذکور نہ ہو بلکہ مجھے چاہئے کہ میں ایسی کتاب لکھوں جو بلغاء کے نکات اور عرفاء کے اشارات پر حاوی ہو۔وہ ایای فارھبون تک لکھ پائے تھے کہ ۸۹۲ھ (۱۴۸۷ء) میں فوت ہو گئے۔

(۵۴۳/۵۶) شیخ نور الدین

سید معین بن سید صفی الدین ،جن کا سال وفات ۸۹۴ھ (۱۴۸۹ء) ہے۔ ان کی تفسیر کا نام جامع البیان فی تفسیر القرآن ہے، جسے انہوں نے مکہ مکرمہ میں مکمل کیا تھا۔اسے یوں شروع کیا ہے:

الحمد اللہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق ۔

یہ تفسیر تفسیر جلالین کی طرح مختصر ہے لیکن اس قابل ہے کہ جلالین کی جگہ درس نظامی میں اسے رکھا جائے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۴۴/۵۷) احمد بن اسماعیل بن عثمان

ابن احمد بن رشید بن ابراہیم شرف الدین تبریزی، کورانی، قاہری، بعدہ رومی، شافعی، جوترکی کے عالم تھے۔ ۸۱۳ھ (۱۴۱۰ء) میں قریہ کوران میں پیدا ہوئے۔ قرآن حفظ کیا۔ اور قراءات سبعہ، کشاف، حاشیہ تفتازانی، تمیز فی الاصلین اور منطق وغیرہ علی قزوینی بغدادی سے پڑھیں۔ علم نحو، معانی ، بیان اور عقلیات وغیرہ میں مہارت حاصل کی اور فقہ میں بھی قابلیت پیدا کرلی۔ اس کے بعد وہ حصن کیفا کو چلے گئے اور جلال حلوانی سے عربیت پڑھی۔ پھر وہ بغداد اور دیار بکر میں گئے۔ ۸۲۰ھ (۱۴۱۷ء) کے لگ بھگ وہ دمشق گئے اور علاء البخاری کے درس میں شامل ہوکر ان سے استفادہ کیا۔ وہ جلال کو بخاری پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ وہ جلال کے ساتھ بیت المقدس گئے اور ان سے وہاں کشاف پڑھی۔ پھر وہ ۸۳۵ھ (۱۴۳۱ء) کے لگ بھگ قاہرہ گئے۔ اس وقت بالکل قلاش ہوچکے تھے۔ وہاں انہوں نے ابن حجر سے بخاری اور عراقی کی شرح الفیہ پڑھی جبکہ ابن زرکشی سے صحیح مسلم پڑھی۔ اور بہت عرصہ شروانی اور کبار علماء وامراء کی مجالس میں شامل رہے، شہرت پائی اور معاصرینؒ سے بحث ومباحثہ میں مصروف رہے۔

جب ملک الظاہر جقمق کے حاکم ہوئے اور انہوں نے شیخ کو اپنے ندیموں اور خواص میں شامل کرلیا تو دنیا ان پرٹوٹ پڑی۔ چونکہ وہ عورتوں کے پرستار تھے اسلئے یکے بعد دیگرے کئی نکاح کیے اور کئی طلاقیں دیں۔

سخاوی لکھتے ہیں کہ انہیں عروج حاصل ہوا تو ان کے چھپے ہوئے اعتقاد عیاں ہوگئے جس سے ان کے خلاف لوگوں میں غصہ اور خفت کے جذبات پیدا ہوئے۔ اور زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ان کے اور حمیدالدین نعمانی حنفی کے درمیان مخاصمت پیدا ہوگئی۔ نعمانی نے ان کے خلاف سب وشتم کا دعویٰ دائر کردیا اور شہادت پیش کی گئی۔ چونکہ نعمانی امام ابوحنیفہؒ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اس لئے شاتم کو سلطان کے سامنے اسی (۸۰) دُرے مارے گئے۔ وہ جلاوطن کردیئے گئے اور برقوقیہ میں فقہ کی تدریس سے روک دیئے گئے۔ اور ان کی جگہ جلال محلی مقرر کردئے گئے۔ شوکانی لکھتے ہیں کہ ان پر اللہ کا فضل ہوا کہ مقدمہ ایک حنفی حاکم کے سامنے پیش ہوا، اگر حاکم مالکی ہوتا تو بلاشبہ وہ ان کی گردن ماردیتا۔ اس کے بعد اللہ نے انہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

اس سلطان سے بہتر سلطان اوران ہمسایوں سے بہتر ہمسائے عطاء کئے، اور جو رزق انہوں نے بند کردیا تھا اس سے زیادہ رزق اور سابق سے ارفع رتبہ عطا فرمایا۔ جب شیخ وہاں سے نکلے تو ترکی قلمرو میں چلے گئے اور سلطان مراد کے حضور میں مسلسل ترقی کرتے گئے، حتیٰ کہ عسکر وغیرہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ وہ حنفی ہوگئے اور ان کی قدرومنزلت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ سلطان کے ہاں ان کا سا مقام کسی کا بھی نہیں تھا۔ سلطان نے انہیں منصب وزارت بھی پیش کیا لیکن انہوں نے معذرت کرلی۔ ایک دفعہ انہیں سلطان کا ایک مخالف شریعت فرمان پہنچا تو انہوں نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا۔

وہ سلطان کو اس کا نام لیکر پکارتے تھے، نہ تو اس کے سامنے جھکتے اور نہ اس کا ہاتھ چومتے بلکہ اس سے مصافحہ کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ تیرا کھانا بھی حرام ہے اور تیرا لباس بھی حرام ہے۔ اس لئے تیرے لئے احتیاط سے کام لینا ضروری ہے۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شرح جمع الجوامع، اس میں اکثر جلال المحلی کا تعاقب کرتے ہیں۔ (۲) تفسیر قرآن (۳) بخاری کی شرح (۴) علم عروض میں تقریباً چھ سو اشعار کا ایک قصیدہ لکھا۔

اسلامبول میں ایک مدرسہ دارالحدیث کے نام سے قائم کیا۔ دولت ان پر ایکبار پھر ٹوٹ پڑی۔ انہوں نے تعمیرات کرائیں۔ ان کا علم دور تک پھیل گیا اور اکابر علماء نے ان سے استفادہ کیا۔ شیخ نے ۸۶۱ھ (۱۴۵۷ء) میں حج کیا۔ ان کا جاہ وجلال تا وفات ۸۹۳ھ (۱۴۸۸ء) تک قائم رہا۔

کورانی دو ہیں: متقدم کی تفسیر کا نام غایۃ الامانی اور متاخر کی تفسیر کا نام جامع الاسرار ہے۔ ان کا نام عبدالمحسن بن سلیمان کورانی تھا جو روضہ رسول اکرم ﷺ کے مدرس تھے۔ ان کی تفسیر یوں شروع ہوتی ہے:

الحمد لله الذی كان ولم يكن معه شئی من الاكوان۔

یہ تفسیر سورۃ اعراف تک ہے اور سلطان مراد کو بطور ہدیہ پیش کی گئی تھی۔ اس میں ظاہری اور باطنی دونوں پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۸/ ۸۹۵) محمد بن یوسف بن عمر بن شعیب

سنوسی، جو مغرب میں مقیم ایک قبیلے سے منسوب ہے۔ حسنی، شیخ، علامہ، زاہد، عابد اور محقق تھے۔ ان کے شاگرد الملال نے ان کی سیرت اور اوصاف پر ایک کتاب مرتب کی ہے جو سولہ اجزا پر حاوی ہے اور نیل الابتہاج کے مصنف نے اسے مختصر کیا ہے۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الشرح الکبیر علی الحوفیہ، جس کا نام انہوں نے المقرب المستوفی رکھا جو حجم میں بھاری اور علم سے مملو ہے۔ انہوں نے ۱۹ برس کی عمر میں اسے تصنیف کیا تھا۔ جب ان کے شیخ حسن ابرکان کو اس کا علم ہوا، متعجب ہوئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اسے چالیس برس کی عمر تک کسی پر ظاہر نہ کریں مبادا انہیں نظر لگ جائے۔ وہ کہا کرتے کہ جہاں تک میری دانست کا تعلق ہے، میں نے اس کی نظیر نہیں دیکھی، اور مصنف کے لئے دعائے خیر فرماتے۔

(۳،۲) العقیدۃ الکبریٰ، جسے انہوں نے عقیدۃ اھل التوحید المخرجۃ من ظلمات الجھل وربقۃ التقلید المرغمۃ کل متبدع عنید کا نام دیا تھا۔ پھر خود ہی اس کی شرح عمدۃ اھل التوفیق والسدید فی شرح عقیدۃ اھل التوحید لکھی۔

(۵،۴) العقیدۃ الوسطیٰ، ۱۳۰ اجزاء میں اس کی شرح لکھی۔

(۷،۶) العقیدۃ الصغریٰ، ۱۶ اجزاء میں اس کی شرح لکھی۔ بہ حیثیت عقیدہ کوئی کتاب اس کی ہم پایہ نہیں۔

مجھے کسی نے بتایا کہ وہ ان کتب کی تصنیف کے بعد جلدی ہی فوت ہو گئے۔ وہ پارسا آدمی تھے۔ کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں جنت میں داخل ہوا، وہاں میں نے ابراہیم علیہا السلام کو دیکھا کہ وہ بچوں کو تختیوں پر عقیدہ سنوی پڑھا رہے تھے۔ اور بچے اُونچی آواز سے پڑھ رہے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۸) شرح اسماء اللہ الحسنٰی ۲ اجزا میں، ہر اسم مبارک کی تفسیر کے بعد، بندے کو اس سے جو حظ حاصل ہوتا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۹) شرح التسبیح: نماز کے بعد ان کے پڑھنے کی حکمت بیان کی ہے۔

(۱۰) شرح عقیدۃ الحوضی۔

(۱۱) جزریہ کی شرح کبیر، جس میں کئی نکات بیان کیے ہیں۔

(۱۲) مختصر ابی علی مسلم۔ (۱۳) شرح ایساغوجی۔

(۱۴) تالیف البرھان البقاعی، یہ مختصر لیکن بہت زیادہ علم کی حامل عجیب کتاب ہے۔ اس میں خونجی کے بیانات پر کچھ اضافے ہیں اور ان کی بہت عمدہ شرح ہے۔

(۱۵) شرح قصیدہ الحابک فی الاسطرلاب، یہ عمدہ شرح ہے۔

(۱۶) امام اسیری کے صوفیانہ اشعار کی شرح۔ (۱۷) بخاری کی شرح عجیب۔

(۱۸) عقیدہ کی ایک اور کتاب، اس میں ان لوگوں کے خلاف قطعی دلائل دیئے ہیں جو اسباب عادیہ کی تاثیر کے قائل ہیں۔

(۱۹) علامہ تفتازانی کے حاشیہ تفسیر کشاف کا اختصار۔

(۲۰) ابن یاسمین کے مقدمۃ جبر و مقابلہ کی شرح۔

(۲۱) شرح جمل الخونجی، منطق میں۔ (۲۲) شرح مختصر ابن عرفہ۔

(۲۳) شرح رجز ابن سینا فی الطب۔ (۲۴) مختصر فی القراءات السبعۃ۔

(۲۵) شرح الشاطبیۃ الکبریٰ۔ (۲۶) شرح الوغلیسیۃ، فقہ میں۔

(۲۷) نظم فی الفرائض۔ (۲۸) سہیلی کے روض الانف کا اختصار۔

(۲۹) ساحلی کے بغیۃ السالک فی اشرف المسالک کا اختصار (۳۰) شرح المرشد۔

(۳۱) الدر المنظوم فی شرح الجرومیہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۲) شرح جواہر العلوم للعضد، علم کلام میں حکماء کے طریقہ پہ ہے اور بہت عمدہ کتاب ہے۔

(۳۳) قرآن حکیم کی تفسیر اولئک هم المفلحون تک اور تفسیر سورۃ ص۔

ان کتب کے علاوہ رسائل اور فتاوی ہیں۔

وہ ۸۳۰ھ (۱۴۲۶ء) کے حدود میں پیدا ہوئے اور ۱۸ جمادی الاخریٰ ۸۹۵ھ (۱۴۹۰ء) بروز اتوار کو فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن نہم کی خصوصیات

اس قرن میں کشاف اور بیضاوی پر کثیر التعداد حواشی اور شروح لکھے گئے جن میں سے اکثر کشاف پر ہیں۔ اس صدی کے دوران میں تمام اسلامی مدارس میں تفاسیر کا درس دیا جاتا تھا بالخصوص کشاف کا۔ اس لئے اس تفسیر پر حواشی اور شرحیں لکھی گئیں۔ کچھ معترض ہوتے تو کچھ ان کے اعتراضات کا جواب لکھتے، کچھ کتاب میں اغلاط کی نشان دہی کرتے تو کچھ کتاب کا دفاع کرتے۔ اس موضوع پر اس عہد سے پہلے بھی لکھا گیا تھا جیسے میں محمد بن علی انصاری (متوفی ۶۶۱ھ/۱۲۶۳ء) نے کشاف کو مختصر کیا، اور امام ناصرالدین احمد بن محمد بن منیر اِسکندری (متوفی ۶۸۳ھ/۱۳۸۴ء) نے انتصاف فی حاشیۃ الکشاف تصنیف کی۔

انہی میں علامہ قطب الدین محمود بن مسعود (۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) کا حاشیہ اور امام علی الدین عراقی (۷۰۴ھ/۱۳۰۴ء) کا محاکمہ بین الانتصاف الکشاف ہے۔ اسی طرح طیبی شرف الدین حسن بن محمد (متوفی ۷۴۳ھ/۱۳۴۲ء) نے چھ جلدوں میں ایک کتاب فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الریب کے نام سے تصنیف کی، جس میں انہوں نے ان امور کا ذکر کیا ہے جن کی پابندی ہر شارح پر واجب ہے۔ نیز شیخ عمر بن محمد سکوتی (متوفی ۷۱۷ھ/۱۳۱۷ء) نے التمیز علی الکشاف لکھی۔

دیگر لکھنے والوں میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں:

(۱) جاربردی ابوالمکارم فخرالدین جو بیضاوی کے شاگرد ہیں: (۷۴۶ھ/۱۳۴۵ء)۔

(۲) الکشف کے مصنف شیخ عمر بن عبدالرحمٰن فارسی قزوینی: (۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء)۔

(۳) شیخ تاج الدین ابن ام مکتوم: انہوں نے الدر اللقیط من البحر المحیط لکھی: (۷۴۹ھ/۱۳۴۸ء)۔

(۴) شیخ عماد الدین یحییٰ بن قاسم فاضل یمنی، جنہوں نے دو جلدوں میں درر الاصداف من حواشی الکشاف لکھی: (۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء)۔

(۵) شیخ محمد قطب الدین تحتانی رازی: (۷۶۶ھ/۱۳۶۴ء)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶) محمد بن محمد بابرتی: (۷۸۶ھ/۱۳۸۵ء): الزھراوین کے مصنف ہیں۔

(۷) علامہ تفتازانی مسعود بن عمر، کشاف پر حاشیہ لکھا: (۷۹۲ھ/۱۳۹۰ء)۔

(۸) سراج الدین عمر بن ارسلان، تین جلدوں پر مشتمل ان کے حاشیہ کا نام الکشاف علی الکشاف ہے: (۸۰۴ھ/۱۴۰۱ء)۔

(۹) نامکمل حاشیہ سید شریف: (۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء)۔

(۱۰) حاشیہ بلقینی: (۸۰۵ھ/۱۴۰۲ء)۔

(۱۱) سید علاؤالدین علی طوسی: (۸۸۷ھ/۱۴۸۳ء)۔

(۱۲) حاشیہ احمد بن سلیمان کمال پاشا: (۸۴۰ھ/۱۴۳۶ء) وغیرہ جو کشف الظنون میں مذکور ہیں۔

تفسیر بیضاوی پر جو شروح اور حواشی لکھے گئے ہیں، ہم قرن عاشر میں ان کا ذکر کریں گے انشاءاللہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہندوستان کے مشائخ صوفیہ

اس قرن میں علماء راسخین اور اولیائے متقین کی بے شمار تعداد تھی۔

۱۔ شیخ احمد بن عمر ہندی: (۸۱۸ھ/۱۴۱۵ء)۔

۲۔ شیخ عبداللہ شطاری، طریقہ شطاریہ کے بانی: (۸۳۲ھ/۱۴۲۸ء)۔

۳۔ شیخ احمد ردولوی: (۸۳۵ھ/۱۴۳۱ء)۔

۴۔ شیخ کبیر بدیع الدین مدار حلبی منکپوری ہندی، طریقہ مداریہ کے بانی، ان کا لقب شاہ مدار تھا۔ ان سے عجیب وغریب امور سرزد ہوئے۔ انہوں نے کبھی اپنا ستر نہیں دیکھا تھا۔ (۸۳۸ھ/۱۴۳۴ء) میں فوت ہوئے۔ مشہور ہے کہ وہ تقریباً تین سو سال زندہ رہے تھے۔

۵۔ شیخ مودود بن محمود چشتی: (۸۴۲ھ/۱۴۳۸ء)۔

۶۔ شیخ سارنگ لکھنوی: (۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء)۔

۷۔ شیخ عبداللہ بن محمود حسینی بخاری، ہندی: (۸۵۷ھ/۱۴۵۳ء)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہند کے علماء راسخین

۱۔ قاضی نصیر الدین جونپوری: (۸۱۷ھ/۱۴۱۴ء)۔

۲۔ شیخ احمد بن محمد تھانسیری، ادیب: (۸۲۰ھ/۱۴۱۷ء)۔

۳۔ امام محمد بن ابوبکر دمامینی شارح بخاری، نحوی، ادیب: (۸۲۷ھ/۱۴۲۴ء)۔

۴۔ شیخ فقیہ احمد لکھنوی: (۸۴۹ھ/۱۴۳۵ء)۔

۵۔ شیخ حسام الدین منکپوری: (۸۵۳ھ/۱۴۳۹ء)۔

۶۔ شیخ ابوالفتح العلاء، التکمیل فی النحو کے مصنف تھے: (۸۶۲ھ/۱۴۵۷ء)۔

۷۔ شیخ ابراہیم بن فتح اللہ ملتانی، معارف العلوم کے مصنف تھے: (۸۶۵ھ/۱۴۶۰ء)۔

۸۔ مفتی رکن الدین ناگوری، صاحب فتاویٰ حمادیہ، جسے انہوں نے ۲۴۴ کتابوں کی مدد سے تصنیف کیا۔

۹۔ شیخ محمد بن ابوالبقاء: (۸۷۰ھ/۱۴۶۵ء)۔

۱۰۔ شیخ محمد بن عیسیٰ جونپوری: (۸۷۰ھ/۱۴۶۵ء)۔

۱۱۔ خواجہ محمود گیلانی: (۸۸۶ھ/۱۴۸۱ء)۔

۱۲۔ محمد بن قطب الدین لکھنوی: (۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہند کے ملوک وسلاطین

(۱) سلطان مجاہد سکندر بن قطب الدین:۸۱۹ھ(۱۴۱۶ء)۔

(۲) فیروز شاہ بہمنی :۸۲۵ھ(۱۴۲۲ء)۔

(۳) سلطان ابراہیم شرقی ،جن کے دربار میں اہل کمال کا اژدھام تھا:۸۴۴ھ(۱۴۴۰ء)۔

(۴) احمد شاہ گجراتی:۸۴۵ھ(۱۴۴۱ء)۔

(۵) سلطان علاء الدین بہمنی دکنی:۸۶۲ھ(۱۴۵۸ء)۔ (۶) احمد شاہ بہمنی:۸۶۶ھ(۱۴۶۲ء)۔

(۷) محمود شاہ خلجی مندوری:۸۷۳ھ(۱۴۶۸ء)۔(۸) زین العابدین کشمیری:۸۷۴ھ(۱۴۶۹ء)۔

(۹) تیمور لنگ نے ۸۰۱ھ(۱۳۹۸ء)میں ہندوستان پرحملہ(طاغیہ کبریٰ) کیا اور ۸۰۷ھ(۱۴۰۴ء) میں فوت ہوا۔

تیمور لنگ اللہ کی عجیب وغریب مخلوق تھا۔ جسے بھی اس کا اور اس کے کارناموں کا علم ہوا وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ جہاں تک وہ گیا، نہ اس سے پہلے کوئی پہنچ سکا اور نہ اس کے بعد۔ اگر چہ چنگیز خان نے اس سے بڑھ کر شہر اور بستیاں تباہ کیں ،لیکن اس کی جنگیں اور سطوت تیمور کی سی نہ تھی۔ تیمور لمبا، حوصلہ مند، دوراندیش، ہیبت ناک، بہادر، دلیر، ظالم اور سفاک تھا۔ اس نے اپنی قلمرو میں اتنے لوگ قتل کرائے جن کی تعداد کا علم صرف خدا ہی کو ہوسکتا ہے۔ وہ لنگڑا تھا۔ جب چنگیز کی حکومت ختم ہوئی تو تیمور نے ترکستان اور سمرقند پر قبضہ کرلیا۔ اور اس نے اپنی حکومت کی حدود میں ماوراء النہر کو لے لیا۔ بخارا کو ۷۸۴ھ میں، تبریز اور آذربائجان کو ۷۸۸ھ میں اور اصفہان کو ۷۹۴ھ میں لے لیا۔ پھر ۷۹۵ھ میں بغداد پر حملہ کیا۔ ۷۹۹ھ میں کردوں اور رومیوں پر حملہ کیا اور پھر ہندوستان وغیرہ پر ۸۰۱ھ میں۔ جبکہ ۸۰۲ھ میں دوبارہ بغداد کو تاخت کیا۔ اس کی جنگوں کے حالات، مختلف علاقوں اور ملکوں کی تباہی و بربادی اور نیک اور بے گناہ لوگوں کے قتل کے متعلق اس کے کرتوتوں کی تفصیل عجائب مقدور فی احوال تیمور میں لکھی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن دہم

(۱) شیخ حسین بن خالد ناگوری

(۲) محمد ابراہیم محی الدین نکیساری

(۳) سید معین الدین محمد عبدالرحمان

(۴) محمد بن محمد بن ابوبکر بن علی

(۵) محمد بن عبدالکریم بن محمد الغیلی

(۶) ملا حسین بن علی کاشفی

(۷) امام سیوطی

(۸) شیخ نعمت اللہ عارف باللہ

(۹) شیخ الاسلام زکریا بن محمد بن احمد

(۱۰) حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی

(۱۱) شیخ الہ داد بن عبداللہ

(۱۲) شیخ عبدالوہاب بخاری

(۱۳) ابن کمال پاشا

(۱۴) عصام الدین ابراہیم بن محمد

(۱۵) سعداللہ بن عیسیٰ بن امیر خان

(۱۶) محمد بن یوسف بن علی

(۱۷) محمد بن محمد بن ابراہیم بن محمد

(۱۸) شیخ زادہ محمد بن مصلح الدین

(۱۹) محمد بن محمد بن عبدالرحمان

(۲۰) شیخ بدرالدین محمد

(۲۱) مصلح الدین مصطفیٰ بن شعبان

(۲۲) مصلح الدین مصطفیٰ بن محمد بن علی

(۲۳) احمد بن محمود الاصم قرامانی

(۲۴) شیخ شمس الدین

(۲۵) ابوالسعود بن محی الدین

(۲۶) شیخ مصلح الدین

(۲۷) شیخ حسن بن احمد گجراتی، فاضل کبیر

(۲۸) احمد بن محمد اردبیلی

(۲۹) امیر فتح اللہ شیرازی

(۳۰) شیخ وجیہہ الدین گجراتی

(۳۱) محمد بن بدرالدین صاروخانی

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل (ضمیمہ)

(۱) تفسیر سورۃ الفاتحہ
(۲) تفسیر سورۃ الانعام
(۳) تفسیر سورۃ یوسف
(۴) تفسیر سورۃ الدخان
(۵) تفسیر سورۃ الملک
(۶) تفسیر سورۃ الانسان
(۷) تفسیر سورۃ الضحٰی
(۸) تفسیر سورۃ القدر
(۹) تفسیر سورۃ الفلق
(۱۰) تفسیر سورۃ الناس
(۱۱) تفسیر جمال خلیفہ (تفسیر سورۃ المجادلہ تا آخر قرآن کریم)
(۱۲) التیسیر فی التفسیر
(۱۳) دعائیہ آیات کی تفسیر
(۱۴) توضیح منظومہ سخاوی
(۱۵) الاخوان من اہل الفقہ وحملۃ القرآن
(۱۶) انقاذ الھالکین

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دہم کے مفسرین

(۵۴۶/۱) شیخ حسین بن خالد ناگوری

شیخ کبیر اور معمر تھے۔ شیخ حمید الدین سعیدی، سوالی کی اولاد سے تھے، انہوں نے شیخ کبیر الدین چشتی سے علم حاصل کیا۔ طریقت کے رموز بھی ان سے سیکھے اور ایک طویل عرصے تک ان کی محبت میں رہے۔ پھر اجمیر گئے اور شیخ معین الدین حسن سنجری کے روضے پر طویل عرصہ تک مجاور رہے۔ یہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت چشتی کے مزار پر اُونچے اُونچے مکان تعمیر کرائے۔ انہوں نے اپنا سارا مال واسباب وقف کر دیا تھا۔

تصنیفات:

(۱) قرآن کریم کی تفسیر: نور النبیؐ کے نام سے تیس (۳۰) اجزا میں مرتب کی، جس میں تراکیب کو حل کیا ہے اور مطالب کی تشریح کی ہے (۲) سکاکی کی مفتاح العلوم کی قسم ثالث کی مفصل شرح تحریر کی ہے (۳) مشائخ چشتیہ کے تراجم میں اصول الانوار فی ذکر الابرار قلم بندکی (۴) ان کتب کے علاوہ بھی انہوں نے کئی رسائل لکھے۔ چنانچہ ایک رسالے میں شیخ احمد غزالی کے حالات زندگی بیان کئے ہیں۔

سال وفات ۹۰۱ھ (۱۴۹۵ء) ہے۔

(۵۴۷/۲) محمد ابراھیم محی الدین نکیساری

شیخ حسام الدین توقانی کے شاگرد تھے اور اسماعیل بقطمونی کے مدرسے میں پڑھاتے تھے۔ وہ حنفی المذہب تھے۔ اسی لئے سلطان بایزید نے ۵۰ درہم روزانہ ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ انہوں نے تفسیر بیضاوی اور شرح وقایہ پر حاشیہ لکھا۔ قرآن حکیم کے حافظ تھے اور علوم شرعیہ وعقلیہ میں کمال حاصل تھا۔ انہوں نے محمد بن حمزہ فناری اور محمد بن ادمغان سے علم پڑھا۔

ان کا سال وفات ۹۰۱ھ (۱۴۹۵ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۴۸/۳) سید معین الدین محمد عبدالرحمان

ایجی، صفوی، انہوں نے ۹۰۴ھ (۱۴۹۸ء) میں تفسیر کی تسوید شروع کی اور ۹۰۵ھ (۱۴۹۹ء) میں ختم کی، جامع البیان نام رکھا۔ کشف الظنون میں جامع التبیان مذکور ہے جو درست نہیں۔ مناسب ہوگا کہ دینی مدارس میں تفسیر جلالین کی جگہ اس تفسیر کو بطور نصاب شامل کیا جائے۔ یہ تفسیر نقل اقوال اور ترجمہ کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ ہے۔

ان کا سال وفات ۹۰۵ھ (۱۴۹۹ء) ہے۔

(۵۴۹/۴) محمد بن محمد بن ابو بکر بن علی

ابن مسعود بن رضوان الکمال المری المقدسی شافعی، جن کا عرف ابن ابی شریف تھا۔ ۵ ذوالحجہ ۸۲۲ھ (۱۴۱۹ء) کو ہفتے کی رات قدس میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی نگرانی میں پرورش پائی اور کئی مختصر کتب یاد کرلیں۔ سبع قراءات ماسوائے حمزہ اور کسائی کے النویری سے پڑھیں۔ نیز اصول حدیث، صرف، عروض، قافیہ اور منطق وغیرہ علوم بھی ان سے پڑھے۔ نیز منطق، معانی اور بیان سراج رومی اور شہاب بن ارسلان سے بھی حاصل کئے۔ بعدہ قاہرہ گئے جہاں ابن ہمام اور ابن حجر سے استفادہ کیا اور تمام علوم میں درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ وہ ذہانت، تیزی ذہن، خوبی تصور اور سرعت فہم میں ضرب المثل بن گئے تھے۔ مدرس بنے اور قراء کی ایک جماعت نے درخواست کی کہ المحلی کی جمع الجوامع انہیں پڑھائی جائے۔ اس کے لئے انہوں نے شرح جمع الجوامع للشہاب الکورانی سے مدد لی۔

ان کی تصنیفات میں تفسیر بیضاوی پر ایک حاشیہ ہے جو نا تمام رہا۔ ابن المقری کی الارشاد کی انہوں نے شرح لکھی۔ نیز ابن الہمام کی الفصول، ابن رسلان کی الزبدہ، ابن النقیب کی مختصر التنبیہ اور عیاض کی الشفاء کی شروح لکھیں۔ علاوہ ازیں "اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمت" اور سورۃ الفلق کی تفسیر مرتب کی۔ مزید برآں انہوں نے سورۃ الکوثر کی تفسیر بنام عقود الدرر والجوہر لکھی۔ عقائد نسفیہ کی شرح بنام الفرائد فی حل العقائد اور المسامرہ کی شرح المسایرہ لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی رسائل اور مجموعے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی وفات ۲۵ جمادی الاولی ۹۰۶ھ (۱۵۰۰ء) کو جمعرات کے دن قدس میں ہوئی۔

(۵/۵۵۰) محمد بن عبدالکریم بن محمد غیلی

وہ ان ذہین لوگوں میں سے تھے جنہیں وسیع فہم اور قابلیت عطا ہوئی تھی، جو سنت رسول کریم ﷺ کے فدائی اور اعدائے دین مبین کے سخت دشمن تھے۔ اسی وجہ سے فقہائے وقت سے ان کی مخالفت رہتی تھی جب وہ یہود توات کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ ان کی تذلیل سے لیکر ان کے قتل اور ان کی عبادت گاہوں کے انہدام تک کے داعی تھے۔ بلکہ وہ مجاہد تھے اور سلاطین کو یہود کے خلاف جہاد اور اتباع سنت پر ابھارتے تھے۔ اسی غرض کے پیش نظر پھرتے پھراتے وہ سوڈان کے شہروں میں جا نکلے اور وہاں سے توات گئے جہاں ۹۰۹ھ (۱۵۰۳ء) میں وفات پاگئے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی ملعون یہودی نے انکی قبر پر پیشاب کیا اور وہ وہیں اندھا ہوگیا۔ یہ اپنے اولیاء کے بارے میں اللہ کی غیرت کا مظاہرہ ہے۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) البدر المنیر فی علوم التفسیر (۲) مصباح الارواح فی اصول الفلاح، دو اجزاء پر مشتمل عجیب اور عمدہ کتاب ہے (۳) مختصر خلیل کی شرح جس کا نام مغنی النبیل رکھا، جو صد درجہ مختصر اور القسم بین الزوجات تک ہے (۴) ان کی ایک اور تحریر بیوعات وغیرہ کے متعلق بھی ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ثلاثہ ارباع المختصر کی شرح اور اس کا حاشیہ بھی لکھا جس کا نام اکلیل المغنی ہے (۵) ابن حاجب کی بیوع الآجال کی شرح (۶) مختصر تلخیص المفتاح اور اس کی شرح (۷) مفتاح النظر فی علم الحدیث، جس میں امام نووی کی تقریب کے بارے میں کچھ قیل وقال ہے۔ (۸) شرح الجمل فی المنطق اور مقدمۃ منطق (۹-۱۲) منطق میں ایک منظومہ جس کا نام منح الوہاب ہے، اور اس کی تین شرحیں (۱۳) تنبیہ الغافلین عن مکر الملبسین بدعوی مقامات العارفین (۱۴) شرح خطبۃ المختصر (۱۵) مقدمہ فی العربیہ (۱۶) کتاب الفتح المبین (۱۷) اپنی مرویات کی فہرست (۱۸) چند قصائد مثلاً قصیدہ بردہ کے وزن پر میمیہ وغیرہ اور حضور اکرم ﷺ کی مدح میں ان کی روایت۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہوں نے عبدالرحمٰن ثعالبی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور خود ان سے ایک جماعت نے استفادہ کیا۔ مصنف الظنیل نے کتاب کے صفحہ ۳۳۲ پر لکھا ہے کہ انہوں نے امام سیوطی سے ان بیانات پر خط وکتابت کی جو امام نے منطق کے بارے میں لکھے تھے۔

(۶/۵۵۱) ملا حسین بن علی کاشفی

واعظ، ہرات کے دارالسیادت وغیرہ میں وعظ میں مصروف رہتے، انوار سہیلی، روضۃ الشہداء، مخزن الانشاء اور اخلاق المحسنین ان کی تصنیفات ہیں۔ وہ مائل بہ تشیع تھے جیسا کہ ان کی تفسیر اور دیگر کتب سے عیاں ہے۔ انہوں نے فارسی میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے جس میں ضعیف روایات کی بھرمار ہے، بلکہ جیسا کہ **علمک ما لم تکن تعلم** (۱۱۳:۴) کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے، تفسیر میں شرک پایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رافضیت کی طرف میلان سے متہم تھے۔ علامہ حقانی مقدمہ تفسیر میں لکھتے ہیں کہ وہ اندر سے شیعہ تھے۔ ان کی فارسی تفسیر کا اردو ترجمہ تفسیر قادری کے نام سے اس میں دور میں آگرہ سے طبع ہوا ہے۔

ان کا سال وفات ۹۱۰ھ ہے۔

(۷/۵۵۲) امام سیوطی

عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابی بکر بن عمر بن خلیل بن نصر بن خضر بن ہمام الجلال، سیوطی الاصل، طولونی، شافعی، امام کبیر، جنہوں نے تقریباً پانچ سو کتابیں تصنیف کیں۔ شیخ یکم رجب ۸۴۹ھ (۱۴۴۵ء) کو پیدا ہوئے۔ بطور یتیم پرورش پائی اور قرآن کریم، العمدہ، المنہاج الفرعی اور کچھ حصہ اصلی کا اور الفیہ فی النحو حفظ کرلیا۔ اور علم نحو شمس محمد بن موسیٰ حنفی سے پڑھا۔ کئی علوم بلقینی، مناوی، شمنی بقاعی اور کافیاجی سے اخذ کیے اور حدیث کا علماء کی ایک جماعت سے سماع کیا۔ بعدہ فیوم، دمیاط اور المحلہ کا سفر کیا اور ان شہروں کے اکابر علماء عصر نے انہیں اجازت نامے عطا کیے۔ تمام علوم میں کمال حاصل کیا، معاصرین سے آگے نکل گئے، شہرت پائی اور دور دراز تک اسکی گونج سنی گئی۔ مفید تصنیفات مثلاً الجامعین، در منثور،

Maktaba Tul Ishaat.com

اتقان اور تکملہ تفسیر جلال المحلی از سورۂ اسراء تا آخر قرآن مع تفسیر فاتحہ لکھیں۔ کشف الظنون میں مذکور ہے کہ یمن کے ایک عالم نے انہیں بتایا کہ انہوں نے قرآن حکیم اور جلالین کی حروف شماری کی تو دونوں کے حروف کی تعداد کو سورۂ مزمل تک برابر برابر پایا۔ سورۂ مدثر سے آگے تفسیر کے حروف کی تعداد قرآنی حروف سے زیادہ ہے۔ امام کی کتابوں میں نواھد الابکار وشوارد الافکار اور تفسیر بیضاوی پر حاشیہ بھی شامل ہیں۔

تمام علوم میں ان کی کتابوں کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور ان کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی۔ لیکن ان کا فضل وکمال حاسد کے حسد اور ان کے مناقب بدخواہ کے انکار سے نہ بچ سکے۔ سخاوی ان کے معاصرین سے ہیں لیکن ان کا ترجمہ حددرجہ زہریلا ہے۔ ان کے خیالات زیادہ تر شرمناک گالی، شیخ کی بدگوئی، عیب جوئی اور ظاہراً تلویحاً ان کے اوصاف پر خاک پاشی کے مترادف ہیں۔ لیکن تمام معاصر فضلاء کے ساتھ ان کا رویہ ایسا ہی رہا ہے۔ چونکہ امام سیوطی اور سخاوی کے درمیان جذبات منافست پائے جاتے تھے۔ اسی لئے امام نے ایک رسالہ الکاوی لدماغ السخاوی لکھا۔ علامہ سخاوی نے اپنے عہد کے شیوخ اور ان سے بھی بلند مرتبہ فضلا کے خلاف زبان اور قلم کو بے لگام چھوڑ رکھا تھا۔ چنانچہ عضد، سید شریف اور رضی جیسے فضلا بھی ان کی نشتر زنی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ امام سیوطی طومار نویس تھے۔ اس لئے حاطب لیل کی طرح اچھی بری جو چیز بھی ملی، لکھتے چلے گئے اور لامحالہ نقد وجرح کا ہدف بننا پڑا۔

امام سیوطی لکھتے ہیں: میں بفضلہ تعالیٰ تمام ان اوصاف اور خوبیوں کو جو ایک مجتہد میں ہونا چاہئیں، اپنے اندر جمع کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ ان کے معاصر علماء ہزار ہا سوالات مرتب کر کے ان پر پیش کرتے اور وہ بطور ایک مجتہد کے ان کا جواب لکھتے تھے۔

الضوء میں سخاوی نے امام سیوطی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، شوکانی اسے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اس کے علم وفضل کی وجہ سے اعزاز عطا کرتا ہے، تو قاعدہ یہ ہے کہ انکی حق گوئی اور علمی نکتہ سنجی کی وجہ سے تنگ ظرف حاسدوں کی زبانیں اس کے خلاف کھل جاتی ہیں۔ لیکن جب وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو مخالفین کی آنکھوں سے حسد کا پردہ اتر جاتا ہے اور وہی لوگ انکی عظمت کے گن گانا شروع کر دیتے ہیں اور اسکی تصانیف سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہی صورت حال ابن تیمیہ کو پیش آئی تھی۔ امام سیوطی نے اجتہاد کا دعویٰ کیا تھا مگر بعد میں رجوع کرلیا تھا۔

امام سیوطی، سخاوی کی وفات کے بعد ۹ سال زندہ رہے۔ اور ان کی وفات ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) کو بعد از اذان فجر وقوع پذیر ہوئی۔

(۸/۵۵۳) شیخ نعمت اللہ عارف باللہ

ان کی تفسیر کا نام الفواتح الالہیہ والمفاتح الغیبیہ ہے جس میں قرآن حکیم کے الفاظ کی وضاحت اور فرقانی حکمتوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ انہوں نے بیضاوی پر ایک حاشیہ بھی لکھا، جس کا نام ہدایت الاخوان ہے۔ انہوں نے دوسری تفاسیر کی طرف مراجعت سے تفسیر لکھی ہے۔ اس میں حقائق اور دقائق بیان کیے ہیں اور وہ ۱۱۱۹ صفحات پر حاوی ہے۔

ان کا سال وفات ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء) ہے۔

(۹/۵۵۴) شیخ الاسلام زکریا بن محمد بن احمد

ابن زکریا انصاری، قاہری، ازھری، قاضی، شافعی، جو ۸۲۶ھ (۱۴۲۳ء) میں پیدا ہوئے۔

انہوں نے قرآن مجید، عمدۃ الاحکام اور فقہ میں مختصر التبریزی کے کچھ حصے منہاج الفرعی، الفیہ نحو، شاطبیین، المنہاج الاصلی کے کچھ حصے، الفیہ حدیث کے کچھ حصے اور تسہیل یاد کی۔ اور علماء کی ایک جماعت مثلاً بلقینی، قایانی، شرف السبکی، ابن حجر اور زین رضوان وغیرہ سے استفادہ کیا۔ اور قاضی القضاۃ بن گئے۔ آخری عمر میں ان کی آنکھیں بند ہوگئی تھیں۔ اور سلطان وقت کے یہاں ان کا احترام بڑھ گیا تھا اور ان کا درجہ زیادہ ہوگیا تھا۔ اگرچہ ان کے حاسدوں کا کوئی شمار نہ تھا مگر ان کی فصاحت و بلاغت کہیں زیادہ ہوگئی تھی۔ اور ان کے شیوخ نے انہیں افتاء اور تدریس کی اجازت دے دی تھی۔ چنانچہ مدرسہ کی صدارت اور افتاء کا منصب انہوں نے سنبھال لیا اور تالیف و تصنیف میں مصروف ہوگئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات:

(۱) فتح الوھاب، شرح الآداب (۲) غایۃ الوصول فی شرح الفصول (۳) شرح الروض (۴) مختصر الروضۃ لابن المقری (۵) ولی عراقی کی شرح البھجہ پر حاشیہ (۶) شذور الذھب کی شرح۔

انہوں نے کم وبیش تمام علوم میں شروح اور مختصرات لکھیں اور عوام نے ان سے فائدہ اٹھایا اور حاسدوں نے حسد کیا۔ مختلف مدارس میں انہوں نے درس دیا۔ ان کی ایک کتاب کا نام فتح الرحمان بکشف ما یتلبس من القرآن ہے جو قرآن کریم کے متشابہات پر وارد کیے گئے اعتراض کا جواب ہے۔

ان کے شاگردوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ دادا اور پوتے ان کے حلقہ درس میں جمع ہو گئے تھے۔ انہوں نے لمبی عمر (سو برس یا اس سے بھی زیادہ) پائی تھی اور ۴ ذوالحجہ ۹۲۶ھ (۱۵۲۰ء) کو جمعہ کے دن وفات پائی۔ کثیر التعداد لوگوں نے ان کے اوصاف کے بناء پر مرثیے لکھے۔ ذیل کے اشعار ان کے ایک شاگرد عبداللطیف نے کہے ہیں:

(۱) قضی زکریا نحبہ فتفجّرت علیہ عیون النیل یوم حمامہ

زکریا فوت ہو گئے اور ان کی موت کے دن دریائے نیل پھوٹ کر رو دیا۔

(۲) لیعلم ان الدھر راح امامہ وما الدھر یبقی بعد فقد امامہ

تاکہ اس بات کا لوگوں کو علم ہو جائے کہ زمانے نے اپنا امام کھو دیا

اور زمانہ بھی اپنے امام کے جانے کے بعد فنا ہو جائیگا۔

(۳) سقی اللہ قبراً ضمہ غوث صیب علیہ مدی الایام صبح غمامہ

اللہ تعالیٰ اس قبر کو جس میں وہ مدفون ہیں، طویل عرصے تک صبح کے بادل سے سیراب کرتا رہے۔

(۱۰/۵۵۵) حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی

ابن ابو بکر تقی ناشری، زبیدی، شافعی، جو ۱۳ شوال ۸۳۳ھ (۱۴۳۰ء) کو نخل وادی زبید میں پیدا ہوئے۔ علمائے زبید کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا اور دوسرے علاقوں کے علماء مثلاً ابن فہد اور ابن ظہیرہ

Maktaba Tul Ishaat.com

نے بھی انہیں اجازت دی۔ انہوں نے سخاوی سے بھی پڑھا اور زبید کے نائب قاضی مقرر ہوئے۔ فتوے دیئے، نظم ونسق قائم کیا اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔

تصنیفات:

(۱) مسالک التحبیر فی مسائل التکبیر (۲) البستان الزاهر فی طبقات بنیناشر (۳) انتہاز الفرص فی الصید والقنص، جوملک مظفر کے لئے لکھا (۴) الفیہ فی غریب القرآن۔

انہوں نے کافی نکاح کئے تھے اور کافی اولاد پائی تھی جن میں سے زیادہ تر مر گئے تھے۔ خود انہوں نے سو برس کے لگ بھگ عمر پائی۔ وہ بہ مقام حوراعرصہ سے مقیم تھے کہ ۱۹ ذوالقعدہ ۹۲۶ھ (۱۵۲۰ء) کو جمعرات کی صبح فوت ہوگئے اور باب سہام میں اپنے اسلاف کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

(۵۵۶/۱۱) شیخ الہ داد بن عبداللہ

تلنبی، جونپوری۔ تلنبہ مضافات ملتان میں ایک قصبے کا نام ہے جو سڑک کے کنارے واقع ہے۔

آزاد سبحۃ المرجان میں لکھتے ہیں کہ وہ علوم نقلی وعقلی میں تاج العلماء اور سراج الفضلا اور اپنے عہد کے ممتاز عالم تھے، جونپور میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی، تدریس کی اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ اس دور میں کوئی ان کی نظیر نہ تھا۔ نحو، فقہ اور اصول میں اپنے زمانے کے سرخیل تھے۔ انہوں نے ابن حاجب کے کافیہ، اصول البزدوی اور ہدایۃ الفقہ پر شرحیں اور حاشیے لکھے۔ علاوہ ازیں مدارک التنزیل پر بھی حاشیہ تحریر کیا۔ بعض حوادث کی وجہ سے ہجرت کر کے دہلی آگئے، جہاں سلطان سکندر لودھی نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ شرح میزان المنطق بھی ان کی تصنیف ہے۔

ان کی وفات ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ء) میں دہلی میں ہوئی اور وہیں فوت ہوئے۔ تاریخ وفات "اولٰئک لهم الدرجات العلی"[۹] (۲:۷۵) سے نکالی گئی۔

(۵۵۷/۱۲) شیخ عبد الوهاب بخاری

ابن محمد بن رفیع الدین حسینی بخاری اُچی، سید عالی مقام، حاجی، ۸۶۹ھ (۱۴۶۳ء) میں بمقام اوچ

Maktaba Tul Ishaat.com

پیدا ہوئے۔ اپنے خسر صدرالدین بن حسین بن کبیرالدین حسینی بخاری سے علم حاصل کیا۔ رموز طریقت بھی ان سے سیکھے اور طویل عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے۔ شیخ کی زندگی ہی میں حج کے لئے حجاز کو گئے۔ حج ادا کیا، وہاں کی زیارت کی اور ہندوستان لوٹ آئے۔ کچھ عرصہ ملتان میں گزارنے کے بعد دہلی چلے گئے اور شیخ عبداللہ بن یوسف قرشی ملتانی سے رموز طریقت حاصل کئے۔ دوبارہ حج اور زیارت کے لئے حجاز گئے اور پھر دہلی واپس آگئے اور بقیہ عمر وہیں بسر کی۔ سلطان سکندر لودھی ان کا بڑا احترام کرتا تھا۔

انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر ۹۱۵ھ (۱۵۰۹ء) کے ماہ ربیع الثانی کی ابتدائی تاریخوں میں لکھنا شروع کی اور اسی سال کے ماہ شوال کی ۱۷ تاریخ کو بعد از شش ماہ ختم کر لی۔ یہ عرصہ چھ مہینے اور چند دن بنتا ہے۔ اس کتاب میں قرآن حکیم کے اکثر بلکہ تمام مطالب کو حضور اکرم ﷺ کے مناقب پر مشتمل قرار دیا ہے اور حب رسول ﷺ، وجد اور شیفتگی کے اسرار بیان کئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تسوید کے دوران میں ان پر کیفیت حال کا غلبہ تھا کیونکہ ان کی اکثر باتیں غلط ہیں۔ انہوں نے ایک رسالے میں حضور اکرم ﷺ کے شمائل بیان کئے ہیں۔ نیز حضور اکرم ﷺ کی مدح میں عربی قصائد بھی لکھے ہیں۔

ان کی وفات ۹۳۲ھ (۱۵۲۶ء) میں دہلی میں اس دن واقع ہوئی جس دن بابر ابراہیم لودھی کو شکست دینے کے بعد دہلی میں داخل ہوا تھا۔

(۵۵۸/۱۳) ابن کمال پاشا

احمد بن سلیمان ترکی۔ اکابر علماء سے علم حاصل کیا اور ادرنہ کے مدرسہ میں مدرس ہو گئے۔ پھر قاضی بن گئے۔ بعد میں سلطان سلیم نے انہیں فوج کا قاضی بنا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد قاہرہ گئے تو اکابر علماء نے انکا استقبال کیا۔ بعد میں جب باہم مناظرے اور مباحثے کی نوبت آئی تو مناظر علماء ان کی فصاحت اور بلاغت سے حیران رہ گئے اور سب ان کے فضل و کمال کے معترف ہو گئے۔ بعدہ جب علاء الدین علی الجمالی فوت ہوئے تو سلطان نے انہیں قسطنطنیہ کا مفتی بنا دیا۔ دوران ملازمت ہی میں ۹۴۰ھ (۱۵۳۳ء) میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابن کمال پاشا کی تصنیفات بکثرت اور معتبر ہیں:

(۱)الاصلاح والایضاح کا متن اور شرح (۲-۳)متن فی الاصول جس کا نام تغیرالتنقیح ہے اور اسکی شرح (۴) تجوید التجرید(۵) شرح المفتاح کے حواشی (۶)حواشی ہدایہ (۷)حواشی تہافۃ الفلاسفہ از خواجہ زادہ(۸)حواشی شرح چغمینی از سنان پاشا۔

(۸)ان کی تفسیر قرآن سورۃ صافات تک ہے۔یہ تفسیر نہایت عمدہ ہے جو تحقیقات عالیہ اور انوکھے تصرفات پر مشتمل ہے۔(۹)انہوں نے سورۃ الملک کی تفسیر بھی لکھی ہے (۱۰)کشاف پر حاشیہ، جو ۹۰۱ھ(۱۴۹۶ء) میں لکھا(۱۱) بیضاوی کے ابتدائی حصے پر حاشیہ (۱۲-۱۳)تفسیر السراجیہ اور اس کی شرح (۱۴)حواشی تلویح(۱۵)ترکی میں آل عثمان کی تاریخ۔ نیز متعدد علوم میں تقریباً تین سو سے زائد رسائل اور فارسی میں کتابیں بھی لکھیں۔ردالمختار میں طبقات تمیمی سے احمد بن سلیمان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن کمال پاشا، امام علامہ، سیاح، عالی فہم اور علوم میں کامل تھے۔ شاید ہی کوئی فن ایسا ہوگا جس میں ان کی ایک یا زیادہ تصانیف نہ ہوں۔

کثرت و وسعت معلومات میں وہ امام سیوطی کے ہم پایہ تھے مگر سیوطی سے زیادہ دقیق النظر تھے اور سیوطی فنون حدیث میں ان سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

حدیث میں کمال پاشا کا علم بڑا محدود تھا۔جہاں تک وسعت معلومات اور تعدد تصانیف کا تعلق ہے سیوطی کے بعد کوئی اور ان کی مثال نہ تھا۔

(۵۵۹/۱۴) عصام الدین ابراھیم بن محمد

ابن عرب شاہ، اسفرائینی، خراسانی، حنفی، جو سمرقند میں ۹۴۴ھ(۱۵۳۷ء) میں فوت ہوئے۔ انہوں نے تفسیر بیضاوی پر حاشیہ تحریر کیا ہے جو ابتدائے کتاب سے آخر سورۃ اعراف تک ہے۔اسے مؤلف نے سلطان سلیمان بن سلیم بن بایزید کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۶۰/۱۵) سعد اللہ بن عیسیٰ بن امیر خان

قسطمونی، ترکی، حنفی، جو سعد چلپی اور سعدی آفندی کے لقب سے مشہور تھے۔ اور قسطنطنیہ کے قاضی تھے۔ قاضی بیضاوی کی تفسیر پر انہوں نے حاشیہ لکھا اور اسکا نام فوائد البہیہ رکھا۔

ان کا سال وفات ۹۴۴ھ (۱۵۳۷ء) ہے۔

(۵۶۱/۱۶) محمد بن یوسف بن علی

ابن یوسف شامی۔ انہوں نے علم تفسیر میں کتاب الاتحاف بتمیز ما تبع فیہ البیضاوی صاحب الکشاف لکھی جو چند اوراق پر مشتمل ایک مختصر سا جزو ہے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ میں نے ان خیالات کو شیخ جلال الدین سیوطی کے اس حاشیے سے اخذ کیا ہے جو انہوں نے تفسیر بیضاوی پر لکھا۔

ان کا سال وفات ۹۴۲ھ (۱۵۳۵ء) ہے۔

(۵۶۲/۱۷) محمد بن محمد بن ابراھیم بن محمد

مصری الاصل، عدنی، شافعی، جن کا عرف ابن صارم تھا۔ مصر میں ۷ محرم ۸۸۰ھ (۱۴۷۵ء) کو پیدا ہوئے۔ نابینا تھے۔ علماء کی ایک جماعت سے اکتساب علوم کیا مثلاً محمد بن حسین القماط اور بدر حسین اھدل جیسے فضلا کی صحبت میں رہے۔ مختلف علوم اور ادب میں معاصرین سے سبقت لے گئے۔ وہ ایام شباب ہی میں تصنیف و تالیف میں لگ گئے اور بیس سال کی عمر کو پہنچنے سے قبل ہی بیس کتابیں لکھ چکے تھے۔

تصنیفات:

(۱) ملجأ المحققین
(۲) الاعلام فی قواعد الاحکام
(۳) کتاب الابریز فی تفسیر کتاب اللہ العزیز
(۴) شرح ارشاد المقری، جس کا نام انہوں نے البحر الوقاد فی شرح الارشاد رکھا۔

ان کے علاوہ بھی انہوں نے بکثرت مفید کتابیں لکھیں جن میں سے اکثر کا ذکر سخاوی نے عدل سے نقل کر کے کیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۶۳/۱۸) شیخ زادہ محمد بن مصلح الدین

قوجوی، ترکی، حنفی، جنہوں نے اپنے عہد کے ترک علماء سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد ابن فضل الدین کے حلقہ تلمذ میں داخل ہو گئے۔ ترکی کے کئی مدارس میں درس دیتے رہے۔ پھر اس شغل سے دل برداشتہ ہو گئے اور خانہ نشین ہو گئے۔ ترک تدریس کے بعد سلطان نے پندرہ درہم روزانہ ان کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ وہ کہا کرتے کہ مجھے دس درہم کافی ہیں۔

دوران مطالعہ جب کسی آیت میں کوئی اشکال پیش آتا تو توجہ الی اللہ سے مشکل حل ہو جاتی۔

جس زمانے میں وہ منصب قضا پر فائز تھے تو ہفتے میں ایک بار انہیں خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ضرور نصیب ہوتی۔ جب انہوں نے یہ منصب ترک کر دیا تاکہ حضور ﷺ کی زیارت کے مواقع زیادہ ہو جائیں تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جب دوبارہ وہ اس منصب پر فائز ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔ اور آپؐ نے ان سے فرمایا کہ جب تم قاضی ہوتے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان تعلق اور لگاؤ بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ بغیر قضا تم اصلاح نفس میں مصروف رہتے ہو اور بصورت قاضی تم امت کی بہتری اور بہبود کا بھی خیال رکھتے ہو۔

تصنیفات:

(۱) تفسیر بیضاوی کا حاشیہ، چھ جلدوں میں ہے، جو سادہ اور آسان زبان میں لکھا گیا ہے جس سے مبتدی بھی مستفید ہو سکتا ہے۔ (۲) الوقایہ کی شرح (۳) الفرائض السراجیہ کی شرح (۴) سکا کی کی مفتاح العلوم کی شرح۔ (۵) قصیدہ بردہ کی شرح۔

ان کا سال وفات ۹۵۱ھ (۱۵۴۴ء) ہے۔

(۵۶۴/۱۹) محمد بن محمد بن عبدالرحمان

رعینی، مغربی الاصل، مکہ میں پیدا ہوئے اور خطاب کے نام سے مشہور تھے۔ علماء میں ان کا شمار سادات اور پیش رؤوں میں ہوتا تھا۔ مختلف علوم کے جامع اور حدیث اور علوم حدیث کے زبردست حافظ تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لغت اور غریب الفاظ پر ان کا علم محیط تھا۔ نیز صرف و نحو میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کی اعلیٰ درجے کی تالیفات، ان کی امامت، وسعت وحفظ معلومات، روانی ذہن اور قوت ادراک کی بہترین دلیل ہیں، جن میں وہ جلیل القدر امامان فن، ابن عبدالسلام، ابن خلیل، ابن عرفہ بلکہ ان سے بھی بلند پایہ فضلاء اور حدیث میں ابن حجر، سخاوی اور سیوطی جیسے لوگوں کی فروگزاشتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

تصنیفات:

(۱) خلیل کی شرح، جس کی مثال نایاب ہے (۲) شرح مناسک خلیل جو عمدہ شرح ہے (۳) شرح قرۃ العین فی الاصول لامام الحرمین (۴) تحریر الکلام فی مسائل الالتزام فی الزام الانسان نفسہ، مشہور کتاب ہے (۵) ہدایۃ السالک المحتاج لبیان المعتمر والحاج، ۲ جزو (۶) تحریر مقالہ، جو ابن غازی کے رجز کی شرح ہے۔ (۷) کتاب تفریح القلوب بالخصال المکفرۃ لماتقدم وما تاخر من الذنوب۔ اس کتاب میں ابن حجر اور سیوطی کی تالیفات کو جمع کر کے ایک جزو کا اضافہ کیا ہے (۸) البشارۃ الھندیہ بان الطاعون لا ید خل مکۃ والمدینۃ (۹) القول المتین ان الطاعون لا یدخل البلد الامین (۱۰) عمدۃ الراوبین فی احکام الطواعین (۱۱) مقدمہ جو مسائل اجرومیہ پر تفصیل کے ساتھ حاوی ہے (۱۲-۱۴) استخراج اوقات الصلوٰۃ پر تین رسالے از اعمال فلکیہ بغیر استعمال آلات (۱۵) رسالہ در فضیلت حضور اکرم ﷺ بر سائر انبیاء علیھم السلام و ملائکہ (۱۶) رسالہ فی استقبال الکعبۃ (۱۷) رسالہ فی الفرق بین العین والجہۃ (۱۸) مختصر اعراب الالفیہ لخالد الازھری، کچھ زیادات کے ساتھ (۱۹) قرآن کی تفسیر تا سورۃ الاعراف (۲۰) تفسیر بیضاوی پر حاشیہ (۲۱) حاشیہ احیاء العلوم جو آخر ذم جاہ تک ہے۔ (۲۲) تعلیق جمیع المواضع التی غلط فیھا صاحب القاموس صاحب الصحاح علاوہ ازیں بھی کئی رسائل اور تصنیفات بھی ہیں۔

ان کی ولادت ۱۸ رمضان ۹۰۲ھ (۱۴۹۷ء) کو ہوئی اور سال وفات ۹۵۴ھ (۱۵۴۹ء) ہے۔

(۲۰/۵۶۵) شیخ بدر الدین محمد

ابن رضی الدین محمد عامری شافعی، جنہوں نے منظوم تفسیر لکھی، جس کا نام تفسیر الغزی ہے، جسے اکثر علماء

Maktaba Tul Ishaat.com

نے ناپسند کیا کہ اس سے قرآن کریم اس انداز بیان سے جس میں قرآن کا نزول ہوا ہے، دور ہو جائیگا اور اس وزن میں داخل ہو جائیگا۔ جو قرآن میں ناپید ہے۔ قطب مکی نے اپنے سفرنامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

جتینی دستور الاعلام میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے تین تفاسیر مرتب کی تھیں۔ ایک نثر میں اور دو نظم میں، بڑی ایک لاکھ ابیات پر مشتمل ہے۔ میں نے ان کی منظوم تفسیر دیکھی ہے جو ان کے قلم سے تین جلدوں پر حاوی ہے (کشف الظنون)۔ ان کی ایک تفسیر کا نام تیسیر البیان فی تفسیر القرآن ہے۔ یہ تفسیر منظوم بھی ہے اور منثور بھی۔ مؤلف پہلے آیات کی نثر میں تفسیر بیان کرتا ہے، پھر اسے نظم میں ڈھال دیتا ہے اور آیات کو بھی نظم میں ساتھ کے ساتھ ذکر کرتا جاتا ہے۔

ان کا سال وفات ۹۶۰ھ (۱۵۵۳ء) ہے۔ ایک قول ۹۸۴ھ (۱۵۷۶ء) کا بھی ہے۔

(۵۶۶/۲۱) مصلح الدین مصطفی بن شعبان

کلیبولی، حنفی، ترکی، جن کا عرف سروری تھا۔ تفسیر بیضاوی پر ان کا ایک لمبا چھوڑا حاشیہ ہے اور تلویح پر ان کے دو حاشیے، صغریٰ اور کبریٰ ہیں۔

ان کا سال وفات ۹۶۹ھ (۱۵۶۱ء) ہے۔

(۵۶۷/۲۲) مصلح الدین مصطفی بن محمد بن علی

تیروی، رومی، حنفی، جو ترکی کی لشکرگاہ میں قاضی تھے اور بستان آفندی کے عرف سے مشہور تھے۔

قاضی بیضاوی کی تفسیر میں سورۃ انعام پر ان کا حاشیہ ہے اور حل مطالب کو کافی ہے۔

ان کا سال وفات ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) ہے۔

(۵۶۸/۲۳) احمد بن محمود الاصم قرامانی

ان کی تفسیر بارہ جلدوں میں ہے جو نامکمل رہی۔

سال وفات ۹۷۱ھ (۱۵۶۳ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۶۹/۲۴) شیخ شمس الدین

محمد بن محمد بن احمد خطیب شربینی، جو ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) میں فوت ہوئے۔

ان کی تفسیر کا نام السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الخبیر ہے۔ اسے انہوں نے ۹۶۸ھ (۱۵۶۰ء) میں مکمل کیا تھا۔

(۵۷۰/۲۵) ابو سعود بن محی الدین عمادی

شیخ کبیر اور عالم بے بدل۔ ۱۹ صفر ۸۹۶ھ (۱۴۹۰ء) کو اسکلیب میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ مولانا علاء الدین قوشجی کے بھائی کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے والد بھی اہل علم وتقوی میں سے تھے۔ شیخ نے سکاکی کی مفتاح ازبر کرلی تھی اور فصیح عربی میں گفتگو کرتے تھے۔

انہوں نے اپنے عہد کے علماء سے علم حاصل کیا۔ تمام علوم وفنون میں درجہ کمال کو پہنچ گئے اور معاصرین پر سبقت لے گئے۔ کئی مدارس میں درس دیا اور بروسا کے قاضی رہے۔ ۹۴۳ھ (۱۵۳۶ء) میں استنبول کے قاضی بن گئے اور ۹۴۴ھ (۱۵۳۷ء) میں فوج کی قضا ان کے سپرد ہوئی۔ وہ سلطان کو امرونہی کے بارے میں مخاطب ہوتے تھے۔ ۹۵۱ھ (۱۵۴۴ء) میں مفتی بنادیئے گئے اور سلطان کی طرف سے اڑھائی سو درہم روزانہ مقرر ہوا۔

تصانیف:

ان کی تفسیر جس نے عوام میں بڑی شہرت پائی، دو ضخیم جلدوں میں تھی۔ اس کا نام انہوں نے ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم رکھا۔ لیکن عوام میں وہ تفسیر ابی السعود کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا شمار قرآن کی اجل، احسن اور تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے بہترین تفاسیر میں کیا جاتا ہے۔ مصنف نے بعد از تکمیل سلطان سلیمان اعظم کو بطور ہدیہ پیش کی تھی۔ سلطان نے انہیں انعام واکرام سے لاد دیا اور ان کے روزینہ میں کافی اضافہ کر دیا۔ شہرت کی حدود دور دور تک پھیل گئیں اور ترکی کے ممالک محروسہ میں ان کی عظمت کا ڈنکا بج گیا حتی کہ وہ علمی معاملات میں سارے ملک کا مرجع بن گئے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا سال وفات ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) ہے۔

(۵۷۱/۲۶) شیخ مصلح الدین

نورالدین زادہ۔ ان کی تفسیر سورۂ انعام تک ہے۔

سال وفات ۹۸۱ھ (۱۵۷۳ء) ہے۔

(۵۷۲/۲۷) شیخ ،فاضل الکبیر، حسن بن احمد گجراتی

وہ شیخ کمال الدین دہلوی کی اولاد میں سے تھے۔ ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں احمد آباد میں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا۔ اسرار طریقت اپنے والد اور چچا شیخ حسن بن طاہر عباسی جونپوری سے سیکھے، طریقہ قادریہ کے رموز شیخ محمد غیاث سے، انہوں نے شیخ محمد سے، انہوں نے شیخ اسحاق ختلانی سے اور انہوں نے شیخ علی بن ہمدانی سے جن کا سلسلہ ابوالنجیب سہروردی تک جاتا تھا، سیکھے اور طریقہ مداریہ کے قواعد وضوابط اپنے بھائی فرید الدین کی تربیت سے حاصل کیے۔ انہیں خرقہ خلافت ۹۴۱ھ (۱۵۳۴ء) میں عطا ہوا۔

شیخ فقہ، اصول، عربیت، تصوف اور تفسیر میں عالم کبیر اور کامل فاضل تھے۔ ان کی تصنیفات میں قرآن حکیم کی ایک تفسیر ہے جس میں انہوں نے آیات میں باہم ربط پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے تفسیر بیضاوی پر عمدہ حاشیہ لکھا اور نزھۃ الارواح پر بھی۔

ان کی وفات ۹۸۲ھ میں، جبکہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے پر ابھی دو راتیں باقی تھیں، ہوئی۔

(۵۷۳/۲۸) احمد بن محمد اردبیلی زنجانی

شیعی علماء سے تھے۔ ان کی تفسیر کا نام زبدۃ البیان فی براھین احکام القرآن ہے۔ اس کتاب میں ان آیات کی تفسیر کی گئی ہے جن میں فقہی احکام بیان ہوئے ہیں۔

ان کا سال وفات ۹۹۳ھ (۱۵۸۵ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۷۴/۲۹) امیر فتح اللہ شیرازی

شیخ فاضل، علامہ فتح اللہ بن شکر اللہ شیرازی، شیعی، جو حکمت کے معتبر علماء میں سے تھے۔ شیراز میں پیدا ہوئے اور وہیں تربیت پائی۔ علم جمال الدین محمود کے مدرسے میں اور مولانا کمال الدین شروانی، مولانا کرد اور میر غیاث الدین منصور شیرازی سے حاصل کیا اور طویل عرصہ تک ان کی صحبت سے متمتع ہوتے رہے، تا آنکہ اپنے عہد کے برگزیدہ افراد میں شمار کیے جانے لگے اور ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ چنانچہ علی عادل شاہ بیجاپوری نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا۔ وہاں وہ ایک طویل عرصے تک آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب علی عادل شاہ کو قتل کر دیا گیا اور حکومت پر ابراہیم عادل شاہ متمکن ہوگیا۔ اور چونکہ وہ نابالغ تھا اور وزراء کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا تھا، ان میں سے کسی ایک نے امیر فتح اللہ کو بیجاپور سے نکال دیا۔ چنانچہ وہ ۹۹۱ھ (۱۵۸۵ء) میں وہ آگرہ چلے گئے اور اکبر اعظم کے دربار میں رسائی حاصل کر لی۔ وہاں ۹۹۳ھ (۱۵۸۵ء) میں وہ منصب صدارت پر فائز ہو گئے اور اولاً امین الملک کا خطاب پایا، پھر عضد الدولہ کا اور پھر عضد الملک کا خطاب پایا، بعدہ وزیر بنا دیئے گئے اور راجہ ٹوڈرمل کو حکم دیا گیا کہ وہ اہم اور ضروری معاملات میں ان سے مشورہ کرے، مگر امیر جلد ہی فوت ہو گئے جس کا بادشاہ کو حد درجہ رنج ہوا۔ وہ کہا کرتا کہ اگر وہ افرنگیوں کی قید میں پھنس گیا ہوتا تو میں اس کی رہائی کے لئے اپنے تمام خزائن اور مال ومتاع ان کے حوالے کر دیتا اور پھر بھی انہیں ان کے ہاتھ سے چھڑا لینے کو نفع کا سودا شمار کرتا۔

فیضی کا انکے متعلق خیال یہ تھا کہ اس وقت دنیا میں کوئی ان کی نظیر نہیں تھا۔ اگر حکمائے قدیم کی تمام کتابیں ضائع کر دی جاتیں تو امیر میں اتنی قابلیت اور استعداد تھی کہ وہ ان ضائع شدہ علوم کو از سر نو زندہ کر دیتے۔

عبدالرزاق مآثر الامراء میں لکھتے ہیں کہ علوم متداولہ میں غیر معمولی دسترس کے علاوہ وہ طلسمات اور شعبدہ بازی میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک چکی ایجاد کی تھی جو خود بخود چلتی تھی اور دانے پیستی تھی۔ نیز انہوں نے ایک بندوق بنائی تھی جس سے ایک وقت میں بارہ گولیاں نکلتیں۔ نیز انہوں نے ایک نیا کیلنڈر ایجاد کیا جسے شمسی سال پر چسپاں کر دیا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مآثر الکرام میں بلگرامی لکھتے ہیں کہ امیر فتح اللہ متاخرین مثلاً محقق دوانی، صدر شیرازی، غیاث الدین منصور اور مرزا جان کی کتابیں لیکر ہندوستان میں آئے، انہیں یہاں کے مدارس کے نصاب میں شامل کیا اور ملکی مدارس کے علماء نے انہیں پسند کیا۔

ان کی تصانیف میں منہج الصادقین فارسی میں تفسیر قرآن ہے اور تہذیب المنطق پر تکملہ حاشیہ دوانی ہے اور اس حاشیہ پر مزید ایک حاشیہ ہے۔

ان کا سال وفات ۹۹۷ھ (۱۵۸۹ء) ہے۔ کشمیر سے واپس آرہے تھے کہ فوت ہوگئے اور کوہ سلیمان پر مدفون ہوئے (نزہۃ الخواطر ۴/۲۵۵)۔

(۵۷۵/۳۰) شیخ وجیہ الدین گجراتی

امام، علامہ، عالم کبیر، وجیہ الدین بن نصیر اللہ بن عماد الدین علوی گجراتی، اس عہد کے کبار اساتذہ سے تھے اور کوئی شخص بھی معاصر علماء میں کثرت تصانیف اور قوت تدریس میں ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ وہ ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) میں جانپانیر گجرات میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لئے اپنے عہد کے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد علامہ عماد الدین محمد بن محمد طارمی کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔ اور ان سے منطق، حکمت، اصول، کلام وغیرہ علوم آلیہ وعالیہ پڑھے۔ پھر اکتساب علوم پر پل پڑے اور میدان مار لیا۔ پھر افتاء اور تدریس میں مصروف ہوگئے۔ انہوں نے تقریباً ۲۰ عدد کتابیں تصنیف کیں اور اپنے شیوخ کی زندگی ہی میں اکابر علماء میں شمار ہونے لگ گئے تھے۔

خرقۂ خلافت شیخ قاضی خان چشتی سے جو شیخ قاضی کے عرف سے مشہور تھے، حاصل کیا، پھر طریقہ عشقیہ شطاریہ کے رموز شیخ محمد غوث گوالیاری، جو جواہر خمسہ کے مصنف تھے، سے سیکھے اور مدتوں اذکار واشغال میں مصروف رہے۔ شیخ صدق واخلاص کا پیکر، حد درجہ شریف النفس اور تھوڑی چیز پر قناعت کرنے والے تھے۔ وہ لباس میں عوام سے ممتاز نہ ہوتے تھے۔ اُن کے کپڑے سادہ اور کھردرے ہوتے تھے اور جو کچھ انہیں میسر آتا، طلبہ اور محصلین کے آرام وآسائش پر صرف کردیتے۔ چونکہ وہ درس وتدریس میں مشغول رہتے اور عبادت

Maktaba Tul Ishaat.com

الٰہی میں مصروف ہونے کی وجہ سے دنیا کے مال ومتاع سے قطع تعلق کر چکے تھے، اس لئے امراء اور اغنیاء کے یہاں آمدورفت بادل نخواستہ اور بالکل برائے نام تھی۔ وہ اپنے گھر پر ہوتے یا مسجد میں برائے افادہ وعبادت۔ کتابوں کی تصنیف، حسن بیان، خوبی تحریر اور ترتیب وتقسیم وادائے مطالب میں انہیں کمال حاصل تھا۔

ان کی تصنیفات کافی مفید ہیں:

(۱) تفسیر بیضاوی پر حاشیہ (۲) حاشیہ اصول بزدوی (۳) حاشیہ ہدایہ، فقہ (۴) حاشیہ علی شرح وقایہ (۵) حاشیہ مطول (۶) حاشیہ مختصر المعانی (۷) حاشیہ تلویح (۸) حاشیہ عضدیہ (۹) حاشیہ شرح تجرید لاصفہانی (۱۰) حاشیہ شرح عقائد (۱۱) دوانی کے حاشیہ قدیمہ پر حاشیہ (۱۲) جرجانی کی شرح المواقف پر حاشیہ (۱۳) شرح حکم العین پر حاشیہ (۱۴) شرح مقاصد پر حاشیہ (۱۵) شرح چغمینی پر حاشیہ (۱۶) شرح شمسیہ للرازی پر حاشیہ (۱۷) شرح کافیہ للجامی پر حاشیہ (۱۸) حاشیہ شرح الارشاد از دولت آبادی (۱۹) ہیئت میں علی توشجی کے رسالے کی شرح (۲۰) ابیات التسہیل کی شرح (۲۱) لوائح کی شرح (۲۲) جام جہاں نما کی شرح (۲۳) نخبۃ الفکر کی شرح۔

ان کا سال وفات ۹۹۸ھ (۱۵۸۹ء) ہے اور قبر احمد آباد میں ہے۔ کسی نے ان کی تاریخ وفات (شیخ وجیہ الدین) سے نکالی تھی۔

(۳۱/۵۷۶) محمد بن بدر الدین صاروخانی

مدینہ منورہ میں ۱۰۰۰ھ (۱۵۹۱ء) کے لگ بھگ فوت ہوئے۔ ان کی تفسیر کا نام تفسیر منشی ہے جو تفسیر جلالین کی طرح مختصر ہے۔ مفسر نے اس کی ابتداء بایں انداز کی ہے:

''الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب''

انہوں نے اس میں منتخب اقوال نقل کئے ہیں اور مقتضائے حال کے مطابق اعراب پر بھی قرأت حفص کے مطابق بحث کی ہے کیونکہ ترکی قلمرو میں اسی قرأت کا رواج تھا۔ انہوں نے اس کی تسوید ۹۸۱ھ (۱۵۷۳ء) میں شروع کی اور جب ختم ہوئی تو علماء کے سامنے تقریظ کے لئے پیش کی اور پھر سلطان مراد کو

Maktaba Tul Ishaat.com

بطور ہدیہ پیش کی۔ چنانچہ اس کی برکت سے انہیں ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں حرم نبویؐ کی مشیخت عطا ہوئی اور مرتے دم تک روضہ مقدس کے جوار میں رہے۔

(۵۷۷/۳۲) علامہ محقق محمد بن اسعدالدین دوانی

انہوں نے الکافرون، الاخلاص اور معوذتین کی تفسیر لکھی جو متکلمین کے انداز پر ہے اور اس میں دیگر مسائل کا بیان بھی ہے۔

علوم عقلیہ میں انہوں نے مضبوط قدم جمائے ہوئے تھے اور علوم نقلیہ میں بھی پوری مشارکت رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد اسعدالدین سے جو جامع المرشدی کازرون میں مدرس تھے، پڑھا اور ان کے والد نے حدیث اور تفسیر شرف الدین عبدالرحیم جرمی صدیقی سے جو خواجہ شیخ علی بن مبارک شاہ صدیقی کے شاگرد تھے، پڑھی اور کچھ حدیث شمس الدین محمد جزری مصنف حصن حصین سے پڑھی اور عقلی علوم سید شریف جرجانی، مظہرالدین کازونی جو سید شریف کے شاگرد تھے، اور مجد فیروز آبادی سے جو قاموس کے مصنف تھے، حاصل کئے۔ نیز انہوں نے ابن حجر کے شاگردوں سے بھی استفادہ کیا۔

علامہ سخاوی نے اپنی کتاب الضوء اللامع میں محقق دوانی کی کافی تعریف کی ہے اور حبیب السیر کے مصنف نے بھی ان کی مدح میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔

تصنیفات:۔

(۱) قوشجی کی تجرید پر حواشی، قدیمہ اور جدیدہ (۲) شرح شمسیہ القطبی پر حواشی (۳) انموذج العلوم، رسالہ، جس میں تمام اہم علوم کے مسائل کا ذکر ہے (۴) عضد پر حاشیہ (۵) عقائد عضدیہ کی شرح (۶) حکمۃ اشراقیہ کے بارے میں ہیاکل النور کی شرح (۷) حکمت میں زوراء نامی رسالہ اور اسکی شرح (۸) شرح تہذیب المنطق (۹) اثبات واجب کے بارے میں رسالہ قدیمہ وجدیدہ (۱۰) شرح مختصر از عضد دراصول پر حواشی (۱۱) فتاویٰ الانوار (فقہ شافعیہ) پر حواشی وغیرہ۔ (۱۲) دوانی نے فرعون کے ایمان پر ایک رسالہ "اغرقنا آل فرعون" (۲:۵۰، ۸:۵۴) کو سامنے رکھ کر لکھا کہ گرائمر کے قاعدے کے مطابق مضاف کا حکم مضاف الیہ پر

Maktaba Tul Ishaat.com

لاگو نہیں ہوتا۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ ترکیب ممزوج ہے اور سورہ بنی اسرائیل میں آیت کا یہ ٹکڑا بھول گئے "و اغرقناہ و من معہ جمیعا (۱۰۳:۱۷) جو صریح نص ہے۔ حیف ہے اس محقق پہ۔ ملا علی قاری نے ان کے خلاف ایک رسالہ فرالعون من مدعی ایمان فرعون لکھا۔

علامہ دوانی کی وفات ۸۰ برس کی عمر میں ۹۰۸ھ (۱۵۰۲ء) میں بمقام دوان ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

اس قرن میں بعض علماء نے قرآن حکیم کی بعض سورتوں کی تفاسیر لکھی ہیں۔ چنانچہ یہاں بعض ایسے تفسیری رسائل کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(ا) تفسیر سورۃ الفاتحہ

(۱) جلال الدین سیوطی نے مرتب کی جو ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) میں فوت ہوئے۔

(۲) شیخ بایزید نے جو سلطان بایزید ثانی کے معاصر مشائخ میں سے تھے، ایک تفسیر لکھی۔

(۳) شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یعقوب بن جبریل بکری مصری نے لکھی، جن کا سال وفات ۷۲۴ھ (۱۳۲۴ء) ہے۔

(۴) شیخ ابواسحاق ابراہیم بن احمد برقی حنبلی واعظ نے تحریر کی، جن کا سال وفات ۷۰۳ھ (۱۳۰۳ء) ہے۔ ذھبی نے العبر میں اُن کی تعریف کی ہے۔

(۵) شیخ ابوسعید دھستانی نے اس کی تفسیر لکھی ہے۔

(۶) نورالدین رومی نے۔

(۷) ابن الدھان نحوی نے اور بعض دیگر متاخرین نے۔

(۸) عطاءاللہ معلم سلطان سلیم اول نے، جو سلیمان عثمانی کے بیٹے تھے۔ ان کی وفات ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) میں ہوئی۔

(۹) نیز ابوالبرکات محمد بن رضی الدین محمد بن محمد غزنوی عامری دمشقی نے تحریر کی اور تیسیر التبیان فی تفسیر القرآن نام رکھا۔ ان کی وفات ۹۸۴ھ (۱۵۷۶ء) میں ہوئی۔

(۱۰) شیخ شمس الدین (۸۳۴ھ/۱۴۳۰ء) نے اس سورت کی ایک تفسیر لکھی جو مفصل ہونے کے باوجود

Maktaba Tul Ishaat.com

اعجازی حیثیت کی حامل ہے اور علم تفسیر میں بصیرت کے لئے اُس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

(۲) تفسیر سورۃ الانعام

مصلح الدین مصطفیٰ بن محمد علی نہروی رومی حنفی نے تفسیر سورۃ الانعام پر حاشیہ لکھا۔ ان کا عرف بستان آفندی تھا۔ سال وفات ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) ہے۔

(۳) تفسیر سورۃ یوسف

(۱) اس کے مفسر شیخ سروری ہیں۔ جس قدر تفاسیر اس سورت کی لکھی گئی ہیں، یہ ان میں سب سے زیادہ مفصل ہے۔

(۲) اسی طرح اس سورت کی تفسیر شیخ احمد بن روح اللہ انصاری نے بھی لکھی، جن کا سال وفات ۱۰۰۰ھ (۱۵۹۱ء) ہے۔

(۳) نیز شیخ بہاؤالدین بن یوسف واعظ کی تفسیر بھی ہے جسے انہوں نے پندرہ مجالس میں مرتب کیا۔

(۴) تفسیر سورۃ الدخان

محی الدین محمد بن ابراہیم نکیساری نے لکھی تھی۔ ان کا سال وفات ۹۰۱ھ (۱۴۹۵ء) ہے۔

اسی طرح ایک اور تفسیر سورۂ دخان بھی ہے جسے ابوالمواھب نجم الدین محمد بن احمد بن علی غیطی اسکندری شافعی نے ترتیب دیا تھا۔ اسکا نام انہوں نے مواہب الکریم المنان فی الکلام علی اوائل سورۃ الدخان رکھا۔

(۵) تفسیر سورۃالملک

(۱) علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا نے اس سورت کی تفسیر لکھی۔ اس میں فارسی تفسیر بھی ہے جو تیسیر، تفسیر کشاف اور الکواشی سے منتخب ہے، جس میں سورۃ فاتحہ بھی شامل ہے۔ وہ ۹۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

(۲) اسی طرح ایک تفسیر ابن الحنبلی شمس الدین محمد بن برھان الدین ابراہیم بن یوسف

Maktaba Tul Ishaat.com

حلبی، قادری، تاذنی نے لکھی۔ ان کا سال وفات ۹۷۱ھ (۱۵۶۳ء) ہے۔

(۳) نیز تفسیر بیضاوی میں اس سورت کی تفسیر پر لسان آفندی کا حاشیہ ہے۔ یہ انہوں نے اس وقت لکھا تھا جب وہ ادرنہ میں سلطان بایزید کے مدرسے میں معلم تھے۔ ان کا سال وفات ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) ہے۔

(۶) تفسیر سورۃ الانسان

علامہ غیاث الدین منصور بن صدرالدین محمد شیرازی نے لکھی اور اسکی ابتداء بایں انداز کی:

احمد الله تعالیٰ علی جمیل سلطانہ۔

ان کا سال وفات ۹۴۹ھ (۱۵۴۲ء) ہے۔

(۷) تفسیر سورۃ الضحیٰ

اس تفسیر کو اہل تصوف کے طریقے پر شاہ ولی بن محمد عسکری نے لکھا ہے۔ ان کا سال وفات ۹۹۱ھ (۱۵۸۳ء) ہے۔

اس سورت کی ایک تفسیر تنویر الضحیٰ ہے جسے شیخ محمد بن محمود مغلوی نے تالیف کیا۔

ان کا سال وفات ۹۴۰ھ (۱۵۳۳ء) ہے۔

(۸) تفسیر سورۃ القدر

(۱) سورۃ القدر کی یہ تفسیر دو جزو پر مشتمل ہے۔ اس کی ابتداء بایں انداز ہوتی ہے:

"الحمدلله الذی انزل القرآن فی لیلة القدر" کتاب کے خطبے میں بایزید سلطان ترکی کا نام لیا ہے۔ اس کے مصنف مولیٰ عبدالرحمٰن بن مؤید امامی ہیں جن کا سال وفات ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ء) ہے۔

(۲) اسی طرح مولی صلاح الدین نے جو لاری کے عرف سے مشہور تھے، اس سورت کی تفسیر سکندر پاشا کے لئے تصنیف کی۔ ان کا سال وفات ۹۳۰ھ (۱۵۲۴ء) ہے۔

(۳) علاوہ ازیں مولی احمد بن روح اللہ نے اس سورت کی تفسیر تحریر کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا سال وفات ۱۰۰۰ھ (۱۵۹۱ء) ہے۔

(۹) تفسیر سورۃ الفلق

کمال الدین ابوالمعالی محمد بن احمد بن ابوبکر انصاری شافعی، جن کا عرف ابن ابی شریف مقدسی تھا، نے تصنیف کی۔ ان کی وفات ۹۰۷ھ (۱۵۰۱ء) میں ہوئی۔

انہوں نے " اللہ ولی الذین آمنو یخرجھم من الظلمات الی النور " (۲:۲۵۷) کی بھی تفسیر لکھی ہے۔

(۱۰) تفسیر سورۃ النا س

یہ شمس الدین محمد بن علی بن احمد بن علی بن خمارویہ بن طوطون دمشقی صالحی، حنفی کی تالیف ہے۔

ان کا سال وفات ۹۸۳ھ (۱۵۴۶ء) ہے۔

(۱۱) تفسیر جمال خلیفہ

جمال الدین اسحاق قرامانی نے سورۂ مجادلہ سے آخر قرآن تک کی تفسیر لکھی ہے۔

ان کا سال وفات ۹۳۰ھ (۱۵۲۴ء) ہے۔

(۱۲) التیسیر فی التفسیر

قرآن حکیم کی تفسیر میں یہ ایک رجزیہ قصیدہ ہے، جسے ناظم نے ابتداء سے کر: ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (۱۹۵:۲) تک نظم کیا ہے اور جسے ناظم نے ابویحییٰ زکریا بن محمد انصاری سے روایت کیا ہے۔

ان کا سال وفات ۹۲۶ھ (۱۵۲۰ء) ہے۔

(۱۳) ان آیات قرآنیہ کی تفسیر جو دعائیہ ھیں

قرآنی آیات جو ربنا اور رب کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں، انہیں الف بائی صورت میں ازھار التنزیل کی دوسری جلد میں لکھا گیا ہے جس کے مؤلف نے محمد بن جزری سے نقل کیا ہے، جسے علامہ جلال الدین سیوطی نے مرتب کیا تھا۔ ایک رائے یہ ہے کہ کتاب کسی اور کی ہے جسے سیوطی نے نقل کیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۴) منظومہ سخاوی فی المتشابہات کی توضیح

یہ ایک ارجوزہ کی شرح ہے جسے محمد بن عبدالرحمان سخاوی نے قرآن حکیم کے متشابہ الفاظ کے متعلق لکھا۔ اس کے آخر میں کچھ فوائد ان متشابہ فی الحروف کے بارے میں ہیں جو ابن جوزی کی کتاب المدہش کے مقابلہ میں گئے ہیں۔ شارح شیخ شہاب الدین احمد بن احمد بن بدرالدین بن ابراہیم طیبی شافعی نحوی دمشقی جامع اموی کے امام تھے۔

انہوں نے ۹۷۵ھ (۱۵۶۷ء) میں وفات پائی۔

(۱۵) رسالۃ الاخوان من اهل الفقه و حملة القرآن

یہ رسالہ قرآن حکیم کی چند آیات کی تفسیر کی ہے جس میں اہل تصوف کے طریقے کے مطابق گفتگو کی گئی ہے۔ اس کے مؤلف ابوالحسن علی بن میمون بن ابوبکر بن یوسف ہاشمی قرشی مغربی ہیں جو ۹۱۷ھ (۱۵۱۱ء) میں دمشق میں فوت ہوئے۔ اور رسالہ ۹۱۵ھ (۱۵۰۹ء) میں تالیف کیا۔

(۱۶) رسالۃ انقاذ الهالکین

بعض شہروں اور عوام میں یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ جمع دنیا کے لئے قرآن کو آلہ کار بنایا جائے۔ اس خیال کے بطلان کے لئے محی الدین محمد بن پیر علی برکلی نے یہ رسالہ لکھا۔

ان کا سال وفات ۹۸۱ھ (۱۵۷۳ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دہم کی خصوصیات

اس قرن میں تفسیر بیضاوی پر کثیر التعداد شرحیں اور حواشی لکھے گئے۔اب ہم حسب وعدہ سابق ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اگرچہ اس قرن سے پہلے بھی شروح اور حواشی لکھے گئے ہیں۔مگر اس قرن کے حواشی اور شروح کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔

گذشتہ ادوار کے بعض حواشی کا تذکرہ

(۱) شیخ ابو بکر بن احمد بن صائغ حنبلی نے الحسام الماضی فی ایضاح غریب القاضی لکھی جس میں ان کے غرائب کی شرح کے علاوہ بھی کئی مفید باتیں لکھیں۔ ان کی وفات ۷۱۴ھ (۱۳۱۴ء) میں ہوئی۔

(۲) حاشیہ شیخ شمس الدین محمد بن کرمانی۔ان کی وفات ۷۸۶ھ (۱۳۸۴ء) میں ہوئی۔

(۳) حاشیہ علامہ تفتازانی جو ۷۹۳ھ (۱۳۹۱ء) میں فوت ہوئے،حاشیہ نامکمل رہا۔

(۴) علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی کا حاشیہ، جو ۸۱۶ھ (۱۴۱۳ء) میں فوت ہوئے۔

(۵) سید احمد بن عبد اللہ قدیمی کا حاشیہ جو تقریباً مکمل ہے۔ان کا سال وفات ۸۵۰ھ (۱۴۴۶ء) ہے۔

(۶) شیخ نور الدین حمزہ قرامانی کا حاشیہ جو زھراوین پر ہے،اس کا نام تقشیر التفسیر ہے۔ (یہ ناتمام حاشیہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔) ان کا سال وفات ۸۷۱ھ (۱۴۶۶ء) ہے۔

(۷) حاشیہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی، سال وفات ۸۷۹ھ (۱۴۷۴ء) ہے۔

(۸) حاشیہ شیخ محقق محمد بن فرامرز جو ملا خسرو کے عرفی نام سے مشہور تھے۔ ان کا سال وفات ۸۸۵ھ (۱۴۸۰ء) ہے (ایک ضعیف قول ۹۸۵ھ کا بھی ہے،اُن کا تذکرہ ۵۳۹/۵۲ پر گذر چکا)۔ یہ سب حواشی سے زیادہ عمدہ اور لائق ترجیح ہے اور صرف پہلے پارے کا ہے۔

اس کا ذیل سورۂ بقرہ کے اختتام تک ہے جسے محمد بن عبد الملک بغدادی حنفی نے لکھا۔ وہ ۱۰۱۶ھ (۱۶۰۷ء) میں دمشق میں فوت ہوئے۔اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے: ''الحمد للہ ھدی للمتقین''۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دہم کے شروح وحواشی

(۱) حاشیہ شیخ بابا نعمت اللہ بن محمد نخجوانی، جو ۹۰۰ھ (۱۴۹۴ء) کی حدود میں فوت ہوئے۔

(۲) حاشیہ محمد بن جمال الدین بن رمضان شروانی، جو دو جلدوں میں ہے اور اُس کی ابتدا یں انداز ہوتی ہے: قال الفقیر بعد حمد الله العليم العلام الخ ۔ فاضل شروانی کا سال وفات ۹۰۰ھ (۱۴۹۴ء) کے لگ بھگ ہے۔

(۳) تعلیق شیخ محی الدین محمد بن قاسم، جن کا عرف اخوین تھا۔ سال وفات ۹۰۴ھ (۱۴۹۸ء) ہے۔

(۴) حاشیہ کمال الدین محمد بن محمد بن ابو شریف مقدسی، وفات ۹۰۶ھ (۱۵۰۰ء) میں ہوئی۔

(۵) امام جلال الدین سیوطی کا حاشیہ، جس کا نام نواهد الابكار و شواهد الافكار ہے۔ وفات ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) میں ہوئی۔

(۶) محمد بن مصطفیٰ بن الحاج حسن کا سورۂ انعام پر حاشیہ، اُن کا سال وفات ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) ہے۔

(۷) تعلیق شیخ محی الدین محمد اسکلیبی، سال وفات ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ء) ہے۔

(۸) قاضی زکریا محمد انصاری کا (فتح الجليل ببيان خفی انوار التنزيل کے نام سے) حاشیہ، اس میں انہوں نے ان موضوع احادیث پر تنبیہ کی ہے جو ہر سورت کے آخر میں مذکور ہیں۔ وہ ۹۲۶ھ (۱۵۲۰ء) میں فوت ہوئے۔

(۹) حاشیہ شیخ جمال الدین اسحاق قرامانی، سال وفات ۹۳۳ھ (۱۵۲۶ء) ہے۔

(۱۰) حاشیہ ابوالفضل صدیقی خطیب گازرونی، واضح حقائق اور دقائق بیان کئے ہیں۔ وفات ۹۴۰ھ (۱۵۳۳ء) میں ہوئی۔

(۱۱) تعلیق شیخ عصام الدین ابراہیم بن محمد عرب شاہ اسفرائینی خراسانی، جو سمرقند میں ۹۴۳ھ (۱۵۳۶ء) میں فوت ہوئے۔ انہوں نے یہ کتاب ۹۴۰ھ (۱۵۳۳ء) میں لکھی اور سلطان سلیم خان بن بایزید عثمانی کو بطور ہدیہ پیش کی۔ کتاب میں تحقیقات فائقہ اور تصرفات لائقہ کی کثرت ہے۔ کتاب اول قرآن سے

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ الاعراف تک اور سورۃ النباء سے آخر قرآن تک ہے۔ کتاب بایں انداز میں شروع ہوتی ہے:
الحمد لله الذی عم بارفاد ارشاد الفرقان کل لسان"۔

(۱۲) فاضل علائی بن محی الدین شیرازشریف کی تعلیق: یہ زہراوین پر ہے اور اس طرح شروع ہوتی ہے:
الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتاب " رجب ۹۴۵ھ (۱۵۳۸ء) میں اس کی تسوید سے فارغ ہوئے اور نام مصباح التعدیل فی کشف انوار التنزیل رکھا۔

(۱۳) تعلیق شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی۔ ۹۸۶ھ (۱۵۷۸ء) یا ۹۴۲ھ (۱۵۳۵ء) ان کا سال وفات ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اسے شیخ سیوطی کے حاشیہ بیضاوی کی مدد سے لکھا اور اس کا نام "الالتحاف بتمیز ما تبع فیه بیضاوی صاحب الکشاف رکھا ہے۔

(۱۴۔۱۶) تعلیق مولیٰ علامہ سعد اللہ بن عیسیٰ المشہور بہ سعدی آفندی جو ۹۴۵ھ (۱۵۳۸ء) یا ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء)) میں فوت ہوئے۔ یہ تعلیق سورۃ ھود کی ابتداء سے لیکر آخر قرآن تک ہے جبکہ ابتدائی حصہ ان کے بیٹے پیر محمد نے لکھا اور حاشیہ کی صوررت میں اس کے ساتھ ملحق کردیا۔ اس میں لطیف تحقیقات اور عمدہ مباحث ہیں جو کشاف کے مختلف حواشی سے ماخوذ ہیں اور کچھ ان کے اپنے تصرفات بھی ہیں۔
چنانچہ مدرسین ان حواشی سے بڑے متاثر ہوئے اور بحثوں اور مذاکروں میں ان سے امداد لیتے تھے۔
ان حواشی پر کثیر التعداد رسالے لکھے گئے۔ چنانچہ سورۃ النباء پر عبداللہ کردی کا حاشیہ ہے (کشف الظنون)۔

(۱۷) عالم فاضل محی الدین محمد بن مصلح الدین قونوی کا حاشیہ، جن کا سال وفات ۹۵۱ھ (۱۵۴۴ء) ہے۔ یہ حاشیہ سب سے زیادہ مفید ہے اور آسان ترین زبان میں لکھا گیا ہے۔ مصنف نے پہلے اسے مبتدی کے لئے وضاحت سے آٹھ جلدوں میں لکھا۔ بعدہ اسے پھر ابتداء سے شروع کیا اور اپنے تصرفات سے اس کا دامن وسیع کرتے گئے اور یوں دو نسخے علیحدہ علیحدہ تیار ہوگئے۔ لیکن کاتبوں کی دست اندازی سے دونوں میں بہت کم فرق رہ گیا۔ بعض لوگوں نے اس حاشیے سے اپنے لئے ایک انتخاب تیار کرلیا جسے ہر لحاظ سے بہتر اور قیمتی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی وجہ مصنف کا زہد وتقویٰ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۸) مصلح الدین مصطفیٰ بن شعبان کلیبولی، حنفی، ترکی جو سروری کے لقب سے مشہور تھے اور ۹۶۹ھ (۱۵۶۱ء) میں فوت ہوئے۔ان کی تالیف الحواشی الکبری تھی۔

(۱۹) تفسیر سورۃ الملک (بیضاوی): اس پر لکھے گئے حواشی میں شمس الدین محمد بن برھان الدین ابراہیم بن یوسف، حلبی، قادری، تاذقی، کی تعلیقات سب سے عمدہ ہیں۔ وہ ابن الحنبل کے عرف سے مشہور تھے، ۹۷۱ھ (۱۵۶۳ء) میں فوت ہوئے۔

(۲۰) تعلیق عالم فاضل مصلح الدین محمد لاری، جو الزھراوین کے آخر تک ہے اور اس میں کافی دقیق مباحث ہیں۔ وہ ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) میں فوت ہوئے۔

(۲۱) مولی مصطفیٰ بن محمد جو بستان آفندی کہلاتے تھے، کا حاشیہ جو صرف سورۂ انعام پر تھا۔
سال وفات ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) ہے۔

(۲۲) شیخ محمود بن حسین افضل حاذق جو صادق گیلانی کے نام سے مشہور تھے، کا حاشیہ جس کا نام ھدایة الرواۃ الی الفارق المداوی للمعجز من تفسیر البیضاوی ہے۔وہ اس کی تسوید سے ۹۵۳ھ (۱۵۴۶ء) میں فارغ ہوئے۔ یہ سورۃ الاعراف سے آخر قرآن تک ہے۔
وہ ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) کی حدود میں فوت ہوئے۔

(۲۳) مولی محمد بن عبدالوھاب جو عبدالکریم زادہ کے نام سے مشہور ہیں، نے اول قرآن سے سورۃ طٰہٰ تک حاشیہ لکھا۔ مگر یہ حاشیہ پھیل نہ سکا۔

(۲۴) علامہ وجیہ الدین گجراتی کا حاشیہ۔ وہ ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) میں پیدا ہوئے اور ۹۷۸ھ (۱۵۷۰ء) میں وفات پائی۔

(۲۴) الفاضل الکبیر حسن بن احمد گجراتی کے حواشی، سال وفات ۹۸۱ھ (۱۵۷۳ء) ہے۔

(۲۵) حاشیہ استاد فاضل سنان الدین یوسف بن حسام الدین، سال وفات: ۹۸۶ھ (۱۵۷۸ء)۔ یہ حاشیہ سورۃ الانعام سے آخر سورۃ کہف تک ہے اور بہت پسند کیا گیا ہے۔اسی طرح سورۃ الملک، المدثر، القمر پر

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی حواشی لکھے اور سلطان سلیم ثانی کو ہدیتاً پیش کئے۔

(۲۶) ملاعوض کے عرف سے مشہور عالم کا حاشیہ، جو تقریباً تیس جلدوں میں ہے۔ان کی وفات ۹۹۴ھ (۱۵۸۶ء) میں ہوئی۔

(۲۷) مصلح الدین مصطفیٰ بن ابراہیم جو ابن التجید کے نام سے مشہور تھے اور سلطان محمد فاتح کے استاد تھے، کا حاشیہ جو مفید اور جامع ہے۔اسے انہوں نے حواشی کشاف کی مدد سے تین جلدوں میں تیار کیا تھا۔

(۲۸) فاضل صبغۃ اللہ کا حاشیہ صغریٰ وکبریٰ جو اٹھارہ حاشیوں سے مرتب کیا ہے۔

(۲۹) روشنی ایدینی کے نام سے مشہور عالم کا ایک حاشیہ۔

(۳۰) نصر اللہ ترکی کی تعلیق۔

(۳۱) شیخ ادیب غرس الدین حلبی طبیب کی تعلیق۔

(۳۲) احمد بن عبداللہ قدیمی کی تعلیق، وفات ۸۵۰ھ (۱۴۴۶ء) میں ہوئی۔

(۳۳) فاضل محمد امیر جو امیر بادشاہ بخاری حسینی کے عرف سے مشہور تھے اور مکے میں مقیم ہو گئے تھے، کی تعلیق، جو سورۂ انعام تک ہے۔

اس قرن کے بعد بھی تفسیر بیضاوی پر شرحیں اور حواشی بکثرت لکھے جاتے رہے مثلاً:

قرن یازدہم کے حواشی

(۱) شیخ الاسلام زکریا بن بیرام القروی کی تعلیق، جو سورۂ اعراف پر ہے۔اُن کی وفات ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۱ء) میں ہوئی۔

(۲) تعلیقۃ احمد روح اللہ انصاری: وفات ۱۰۰۹ھ (۱۶۰۰ء) میں ہوئی۔

(۳) تعلیق محقق ملا حسین خلخالی حسینی، جو سورۂ یسین سے آخر قرآن تک ہے۔اسکی ابتداء بایں انداز ہوتی ہے:"الحمد لله الذی قوله العرفاء فی کبریاء ذاته"۔ان کی وفات ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) میں ہوئی۔

(۴) حاشیہ مفتی عبدالسلام لاہوری، وفات ۱۰۳۷ھ (۱۶۲۷ء) میں ہوئی۔انکا ترجمہ آگے آرہا ہے، انشاء اللہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵) حاشیہ عبدالسلام ایوی، وفات ۱۰۳۹ھ (۱۶۲۹ء) میں پائی۔

(۶) تعلیق مولی محمد بن عبدالملک بغدادی حنفی، یہ ذیل برحاشیہ ملا خسرو ہے جو سیقول السفھاء تک تھی۔ انہوں نے اسے آخر سورۂ بقرہ تک پہنچایا۔ ان کی وفات دمشق میں ۱۰۱۶ھ (۱۶۰۷ء) میں ہوئی۔ انہوں نے اس کو ۱۰۱۲ء (۱۶۰۳ء) میں تالیف کیا تھا۔ کتاب یوں شروع ہوتی ہے:

الحمد للہ ھادی المتقین۔

(۷) شیخ رضی الدین محمد بن یوسف، جن کا عرف ابن ابی اللطیف القدسی تھا، کی تعلیق ایک ضخیم جلد میں ہے اور اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے: الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتا ب، اسے انہوں نے اپنے درس میں صخرہ کے پاس سورۃ انعام کے آخر تک تسوید کیا۔ پھر اسے صاف کر کے لکھا اور مولی اسعد مفتی کے پاس بھیجا۔ سال وفات ۱۰۲۸ھ (۱۶۱۹ء) ہے۔

(۸) مولی ہدایت اللہ علائی۔ ان کا سال وفات ۱۰۳۹ھ (۱۶۲۹ء) ہے۔

(۹) فاضل محمد بن بستوی کی تعلیق جو سورۃ انعام کے آخر تک ہے۔ اس میں حد درجہ اختصار بلکہ اخفا اور الغاز ہے۔ کتاب یوں شروع ہوتی ہے:

الحمد للہ الذی فضل بفضلہ العا لمین علی الجا ھلین۔

ان کی وفات ۱۰۴۶ھ (۱۶۳۶ء) میں ہوئی۔

(۱۰) شیخ عبدالرؤف مناوی کا حاشیہ۔ نیز انہوں نے تفسیر کی احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

(۱۱-۱۲) امام اور محدث شیخ محمد ھمات زادہ بن حسین ھمات زادہ، جو حنفی، ترکمانی الاصل قسطنطینی تھے، نے تفسیر بیضاوی کی احادیث کی تخریج کی ہے۔ اس کا نام تحفۃ الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی ہے۔ بیضاوی پر ان کا حاشیہ بھی ہے۔

(۱۳) علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ، جس میں انہوں نے تفسیر کی مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔ ان کا سال وفات ۱۰۶۷ھ (۱۶۵۶ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دوازدہم کے حواشی

(۱) شیخ اور عالم کبیر محمد طاہر بن محمد یحییٰ الہ آبادی کی تعلیقات، ان کا سال ولادت ۱۱۱۰ھ (۱۶۹۸ء) اور وفات ۱۱۴۳ھ (۱۷۳۰ء) ہے۔

(۲) تعلیقات شیخ محمد عابد حنفی نقشبندی، سنامی۔ انہوں نے فرقۂ خلاوت شیخ مجدد قدس سرہ سے حاصل کیا۔ ۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) میں لاہور میں وفات پائی۔

(۳) شیخ جلال الدین گجراتی کا حاشیہ جو مشہور عالم تھے۔ انہوں نے کافی تصنیفات کیں۔ نیز تفسیر مدارک اور حسینی پر حاشیہ لکھا۔ سال ولادت ۱۰۸۸ھ (۱۶۷۶ء) جبکہ سال وفات ۱۱۲۴ھ (۱۷۱۲ء) ہے۔

(۴) شیخ نورالدین محمد صالح احمد آبادی گجراتی کا حاشیہ جو ۱۰۶۳ھ (۱۶۳۰ء) میں پیدا ہوئے اور ۱۱۵۵ھ (۱۷۴۲ء) میں فوت ہوئے۔

قرن سیزدہم کے حواشی

(۱) علامہ عبدالحکیم لکھنوی کی تعلیق۔ اُن کی وفات ۱۲۸۶ھ (۱۷۶۹ء) میں ہوئی۔

(۲) مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی کی تعلیق۔ اُن کی ولادت ۱۲۲۳ھ میں اور وفات ۱۲۸۶ھ (۱۷۶۹ء) میں ہوئی۔

(۳) شیخ عالم مفتی جاراللہ حسینی الہ آبادی جو بارہویں قرن کے رجال میں سے ہیں، کا حاشیہ۔ نیز حاشیہ تفسیر بیضاوی اور کئی دیگر مفید تصانیف ان سے یادگار ہیں (نزھۃ الخواطر)۔

اس زمانے میں ہندوستان میں علماء وصوفیائے کرام اور سلاطین کی کثرت تھی۔

علماء کرام

(۱) قاضی جگن: وفات ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء)۔ انہوں نے خزانۃ الروایات لکھی مگر نا قابل اعتبار۔

(۲) شیخ محدث بلال تغلقی، ان کی وفات ۹۰۹ھ (۱۵۰۳ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳) علامہ عبداللہ تلنبی، مصنف بدیع المیزان۔ان کی وفات ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ء) میں ہوئی۔

(۴) علامہ غیاث الدین ہروی، مؤرخ اور صاحب تصانیف تھے۔ان کی وفات ۹۴۴ھ (۱۵۳۷ء) میں ہوئی۔

(۵) علاءالدین بن حسن اودھی مقتول۔ان کی وفات ۹۵۷ھ (۱۵۵۰ء) میں ہوئی۔

(۶) شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی۔ان کی وفات ۹۴۹ھ (۱۵۴۳ء) میں ہوئی۔انہوں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے مکتوبات کی شرح لکھی۔

(۷) شیخ عبدالعزیز دہلوی، فقہ میں عمدۃ الاسلام اُن سے یادگار ہے۔ان کی وفات ۹۷۵ھ (۱۵۶۷ء) میں ہوئی۔

(۸) شیخ احمد غفاری، ان کی وفات ۹۷۵ھ (۱۵۶۷ء) میں ہوئی۔مؤرخ تھے اور جہاں آراء تصنیف کی۔

(۹) شیخ عبدالاول جونپوری، فیض الباری شرح صحیح بخاری (۱) لکھی۔سال وفات ۹۶۸ھ (۱۵۶۰ء) میں ہوئی۔

(۱۰) شیخ رفیع الدین اکبرآبادی، محدث۔ان کی وفات ۹۵۴ھ (۱۵۴۷ء) میں ہوئی۔

(۱۱) شیخ علی بن حسام الدین متقی برہانپوری۔ان کی وفات ۹۷۵ھ (۱۵۶۷ء) میں ہوئی۔وہ محقق دوانی کے شاگرد، امام، محدث اور علی الاطلاق اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے افضل تھے۔

(۱۲) مفتی فیروز شہید حنفی، ایک شیعہ امیر کے ہاتھوں ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) میں شہید ہوئے۔

---

(۱) فیض الباری کے نام سے صحیح بخاری کی متعدد شروح ہیں۔چنانچہ مذکورہ شرح کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پڑپوتے خواجہ اعظم بن سیف الدین سرہندی (متوفی ۱۱۱۴ھ) نے عربی میں اور شیخ فضل احمد انصاری نے اُردو میں اسی نام سے شرح لکھی۔ لیکن شہرت دوام حضرت مولانا انورشاہ کشمیریؒ کے درسی افادات موسوم بہ فیض الباری، جو عربی میں چار جلدوں پر مشتمل ہیں، کے حصہ میں آئی۔ (سید کفایت بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۳) شیخ محمد طاہر پٹنی، مصنف مجمع البحار، وہ امام، محدث اور نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق اپنے استاد شیخ علی متقی کے بعد اپنے دور کے تمام لوگوں سے افضل تھے۔ان کی وفات ۹۸۷ھ (۱۵۷۹ء) میں ہوئی۔

(۱۴) شیخ محدث عبدالنبی (گنگوہی)، مصنف سنن الهدی فی متابعة المصطفی ﷺ۔ اپنے والد کے رسالہ کے رد میں حرمت سماع کے اثبات پر ایک رسالہ لکھا۔(امام اعظمؒ پر) قفال (مروزی) کے اعتراضات کے رد میں بھی ایک رسالہ لکھا۔ان کی وفات ۹۹۱ھ (۱۵۸۳ء) میں ہوئی۔شیخ کو حمایت سنت کے جرم میں تکلیفوں اور ایذاؤں کا سامنا کرنا پڑا (۱)۔

(۱۵) ملا عبداللہ سلطانپوری صدرالہند، جو حرام حیلہ بازیوں کی شہرت رکھتے ہیں۔انہوں نے کشف الغمہ، منہاج اور عصمت انبیاء علیہم السلام وغیرہ کئی کتابیں لکھیں۔ ان کی وفات ۹۹۱ھ (۱۵۸۳ء) میں زہر خورانی سے ہوئی۔

(۱۶) شیخ رحمت اللہ سندھی، مصنف المناسک۔ملا علی قاری نے اس کی شرح لکھی۔ان کی وفات ۹۴۴ھ (۱۵۳۷ء) میں ہوئی۔

صوفیاء کرام

(۱) محمد بن یوسف جونپوری جنہوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ان کی وفات ۹۱۰ھ (۱۵۰۴ء) میں ہوئی۔

(۲) سید محمود بن محمد جونپوری، والد کے خلیفہ اکبر۔ان کی وفات ۹۱۹ھ (۱۵۱۳ء) میں ہوئی۔

---

(۱) شیخ گنگوہی حدیث میں ابن حجر مکی کے شاگرد تھے۔اُن کے والد شیخ احمد قرن دہم کے مشہور فقہاء اور مشائخ صوفیہ میں سے تھے۔ وہ شیخ المشائخ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کے صاحبزادے اور تصوف پر کئی رسائل کے مصنف تھے۔حلت غناء پر بھی ایک رسالہ لکھا جس کا جواب اُنہی کے صاحبزادے (صاحب ترجمہ) نے دے دیا، فجزاه الله خير الجزاء۔
(سید کفایت بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳) شیخ علاء الدین بن حسن بیانوی، جو مہدی جونپوری کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے ایک مناظرہ میں علماء کو عاجز کر دیا تھا۔ مہدی محمد بن یوسف کے اتباع کی وجہ سے انہیں قتل کر کے ان کا جسم ہاتھی کے پاؤں کے نیچے روندا گیا۔ ان کی وفات ۹۵۷ھ (۱۵۵۰ء) میں ہوئی۔

(۴) شیخ، امام، مولانا عبدالقدوس گنگوہی۔ ان کی وفات ۹۴۴ھ (۱۵۳۷ء) میں ہوئی۔

(۵) شیخ جلال الدین تھانیسری۔ ان کی وفات ۹۶۹ھ (۱۵۶۱ء) میں ہوئی۔

(۶) شیخ پیر محمد مصنف اوراد غوثیہ۔ ان کی وفات ۹۶۹ھ (۱۵۶۱ء) میں ہوئی۔

(۷) شیخ محمد غوث گوالیاری۔ ان کی وفات ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) میں ہوئی۔

(۸) شیخ نصیر الدین جھونسوی چشتی۔ ان کی وفات ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں ہوئی۔ وہ اپنے زمانہ کے کبار مشائخ چشتیہ میں سے تھے۔

(۹) شیخ نظام الدین چشتی۔ ان کی وفات ۹۷۹ھ (۱۵۷۱ء) میں ہوئی۔

(۱۰) شیخ بایزید (جالندی)، پیر روشن۔ ان کی وفات ۹۹۲ھ (۱۵۸۳ء) میں ہوئی۔

سلاطین

(۱) سلطان سکندر بن بہلول۔ وفات ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں ہوئی۔

(۲) بابر بن عمر بن ابو سعید بن میراں شاہ بن تیمور لنگ، جس نے ابراہیم لودھی کو شکست دی تھی۔ ابراہیم کے ساتھ ایک لاکھ شہسوار اور ایک ہزار ہاتھی تھے۔ وہ ۹۳۳ھ (۱۵۲۵ء) میں پانی پت میں مارا گیا تھا جس کے بعد تخت دہلی پر بابر جلوہ افروز ہوا۔ بابر نے ۹۳۹ھ (۱۵۳۲ء) میں پچاس سال کی عمر میں آگرہ میں وفات پائی۔

(۳) بہادر شاہ گجراتی۔ وفات ۹۴۳ھ (۱۵۳۶ء) میں ہوئی۔

(۴) ہمایوں بن بابر۔ وفات ۹۶۳ھ (۱۵۵۶ء) میں ہوئی۔

(۵) شیر شاہ سوری، جس نے ہمایوں کو شکست دی۔ وفات ۹۴۶ھ (۱۵۳۹ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سوریہ بونیر کا ایک شہر ہے۔

(۶) عادل بیجاپوری۔ وفات ۹۸۸ھ (۱۵۸۰ء) میں ہوئی۔

(۷) امیر بیرم خان خاناں ۔ وفات ۹۸۵ھ (۱۵۷۷ء) میں ہوئی۔

(۸) حسین شاہ لنگاہ ملتانی ۔وفات ۹۰۸ھ (۱۵۰۲ء) میں ہوئی۔

(۹) وزیر کبیر ابوالقاسم عبدالعزیز گجراتی ،مقتول ۔وفات ۱ ۹ھ (۱۵۵۹ء) میں ہوئی۔

(۱۰) سلطان محمود بن لطیف گجراتی ،مقتول ۔وفات ۹۶۱ھ (۱۵۵۹ء) میں ہوئی۔

اس میں قرن میں شیعہ شنیعہ ہندوستان میں داخل ہوئے اور اکبر سے اعلیٰ عہدے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ۔ان کی وجہ سے علماء کو مصائب وتکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

نظام الدین بدخشی نے (اکبری عہد میں) بادشاہ کے سامنے سجدہ تحیت کی نیو ڈالی۔وہ خراسان میں پیدا ہوا اور بعدہ ہندوستان آگیا۔وہ ۹۹۳ھ میں اودھ میں فوت ہوا۔

فیضی بن مبارک اکبر سے کہتا تھا تیری طرف وحی کی گئی ہے کہ گائے کو ذبح نہ کرو۔اگر تم گائے کو ذبح کروگے تو تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ اس طرح کے کئی گندے الفاظ گھڑے گئے تھے اور احکام شریعت کا مذاق اڑایا جاتا تھا جیسا کہ بدایونی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ہم بھی اس دور کے کچھ احوال اگلے قرن میں ذکر کریں گے ،انشاء اللہ تعالیٰ۔

فیضی نے ان یا وہ گوئیوں پر ہندوؤں سے بکثرت مال بٹورا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن یازدہم

۱ شیخ مبارک ناگوری

۲ شیخ یعقوب بن حسن کشمیری

۳ شیخ طاہر بن یوسف سندھی

۴ ابوالفیض بن مبارک

۵ بدرالدین محمد بن محمد کرخی

۶ علی بن سلطان قاری

۷ ابوالفضل بن مبارک

۸ شیخ علی بن محمود پانی پتی

۹ مولی محمد تیرہ دی

۱۰ مولانا عبدالنبی اکبرآبادی

۱۱ مولانا عثمان سندھی

۱۲ شیخ صبغۃ اللہ حسینی

۱۳ نواب مرتضی بن احمد بخاری

۱۴ شیخ نظام الدین تھانیسری

۱۵ شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی

۱۶ مطہر بن علی بن محمد بن علی

۱۷ مفتی عبدالسلام لاہوری

۱۸ مفتی عبدالسلام دیوی

۱۹ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی

۲۰ خفاجی

۲۱ فخرالدین محمد طریح

۲۲ محمد بن مرتضی عرف ملاحسن

۲۳ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل (ضمیمہ)

۱	خیرالکلام	۹	تفسیر سورۂ یوسف
۲	حاشیہ غنیمی	۱۰	دس آیات کی تفسیر
۳	تفسیر سورۂ فاتحہ	۱۱	تفسیر آیۃ ولقد اتینا داؤد و سلیمان علما
۴	تحفۃ الاکیاس	۱۲	تفسیر آیۃ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا
۵	السر القدسی	۱۳	ترتیب آیات القرآن العظیم
۶	نزھۃ العماد	۱۴	قلائد المرجان
۷	تفسیر آیۃ وکان عرشہ علی الماء	۱۵	اقاویل الثقات
۸	تفسیر قاضی	۱۶	الخلاف والتشہیر

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن یازدہم کے مفسرین

(۵۷۸/۱) شیخ مبارک ناگوری

شیخ فاضل، علامہ، مبارک بن خضر ناگوری ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) میں ناگور میں پیدا ہوئے۔ پھر گجرات گئے جہاں ابوالفضل گازرونی اور مولینا عمادالدین محمد طارمی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ شیخ بڑے ذکی الفہم تھے۔ مناظرے میں بڑے بڑے فضلاء کو خاموش کردیتے اور اعیان علم ان کی غیر معمولی قابلیت سے سراپا حیرت بن جاتے۔ وہ ۹۵۰ھ (۱۵۴۳ء) میں آگرہ آئے جہاں درس وتدریس کی خدمت ان کے سپرد ہوئی۔ علم وزھد، پارسائی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے امام وقت تسلیم کئے جاتے تھے۔ ان کی مجلس وعظ میں امراء میں سے کوئی شخص بھی ریشمی کپڑے پہن کر یا ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی اور ٹخنوں سے نیچے لٹکتی ازار کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اس زمانے میں وہ سماع کی شدید تردید کرتے تھے حتیٰ کہ اگر راستے میں گانے کی آواز کان میں پڑجاتی تو راستہ بدل کر دوسری طرف چل دیتے۔ لیکن آخری عمر میں وہ سماع کی طرف راغب ہوگئے تھے اور اکثر اوقات سماع میں مشغول رہتے اور غناء ومزامیر کے بغیر بے چینی وبے کلی محسوس کرتے تھے۔ ابتداء میں مہدویت کی طرح مائل تھے۔ پھر جب طریقہ نقشبندیہ عام ہونے لگا تو اس کی طرف جھک گئے۔ جب حکومت میں اہل ایران کا اثر بڑھ گیا تو ان کی طرف لڑھک گئے۔

عبدالقادر بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ شیخ مبارک بلند پایہ عالم تھے، فقہ اور اصول فقہ میں کامل، دقائق عربیہ میں ماہر اور تصوف، شعر، چیستاں گوئی اور دیگر علوم وفنون میں کوئی ان کی نظیر نہ تھا۔ وہ قرآن حکیم کی دس قراءتوں میں تلاوت کرسکتے تھے، شاطبی کا درس دیتے تھے۔ کثیر المطالعہ تھے۔ ہر وقت درس وتدریس میں مصروف رہتے۔ حد درجہ تیز فہم اور قوی الحافظ تھے۔ اور کوئی چیز بھولتے نہیں تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جب بڑھاپے کی وجہ سے ان کی نظر میں دھند آگئی اور مطالعہ کتب سے معذور ہوگئے تو قرآن حکیم کی تفسیر میں مشغول ہوگئے اور منبع نفائس العیون کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں ایک بڑی تفسیر لکھی۔ آخر عمر میں تائیہ ابن فارض، قصیدہ بردہ از بوصیری، کعب بن زہیر کا قصیدہ بانت سعاد اور کئی اور قصائد جو انہیں ازبر تھے، روزانہ زبانی پڑھا کرتے تھے۔

ان کا سال وفات ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۳ء) ہے، ۱۷ ذوالقعدہ کو فوت ہوئے اور لاہور میں دفن کئے گئے۔ انکے تینوں فرزند بلند پایہ فاضل تھے: (۱) ابوالفضل علامی (۲) ملک الشعراء فیضی اور (۳) شیخ ابوالخیر۔

مآثر الکرام، منتخب التواریخ اور نزہۃ النواظر میں ان کے حالات زیادہ تفصیل سے مذکور ہیں۔

(۲/۵۷۹) شیخ یعقوب بن حسن کشمیری

اپنے عہد کے فاضل اساتذہ میں سے تھے ۔ وہ ۹۰۸ھ (۱۵۰۲ء) میں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ کچھ علوم مولانا رضی الدین کشمیری سے، منطق اور حکمت نصیر الدین امّی سے اور شعر مولانا محمد الائی سے جو مولانا جامی کے شاگرد تھے، اخذ کیا۔ پھر وہ سمرقند گئے اور طریقہ کبرویہ کے اسرار شیخ حسین الخوارزمی سے حاصل کئے۔ پھر کشمیر لوٹ آئے۔ وہاں سے حرمین کا سفر کیا اور ابن حجر ہیثمی سے حدیث پڑھی ۔ پھر بغداد گئے اور وہاں کے فضلاء سے فیض حاصل کیا۔ واپس کشمیر آئے اور ایک عرصہ قیام کے بعد بار دگر حج اور زیارت کے لئے حجاز گئے۔ واپسی پر فقہ، حدیث اور تفسیر کی عمدہ کتابیں خرید لائیں اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے ۔ حضرت مجدد الف ثانی اور بعض اور لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔

ذیل کے عمدہ اشعار ان کے ہیں:

(۱) در ہر چہ بینم آں رخ نیکواست جلوہ گر
در صد ہزار آئینہ یک رو است جلوہ گر

خلقے بہر طرف شدہ سرگشتہ بہر دوست
ویں طرفہ ترکہ دوست بہر سو است جلوہ گر

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات:

(۱) قرآن حکیم کی ناتمام تفسیر (۲) شرح صحیح بخاری (۳) مغازی النبوۃ (۴) مسالک الاخیار (۵) مناسک الحج (۶) الروائح (۷) مثنوی وامق وعذرا (۸) لیلیٰ ومجنون (۹) جواہر خمسہ علی منوال خمسہ از جامی (۱۰) شرح الرباعیات (۱۱) رسالہ فی الاذکار (۱۲) رسالہ فی المقامات (۱۳) التعلیقات علی التلویح، اصول فقہ میں ہے۔

وہ جمعرات کی رات کو ۱۲ ذوالقعدہ ۱۰۰۳ھ کو وفات ہوئے۔

(۵۸۰/۳) شیخ طاہر بن یوسف سندھی

شیخ کبیر، عالم ومحدث، جو صوبہ سندھ کے موضع پاتری میں پیدا ہوئے اور شیخ محمد غوث گوالیاری سے علم حاصل کیا۔

تصانیف: (۱) مجمع البحرین (قرآن حکیم کی تفسیر)۔ یہ تفسیر صوفیاء کے مشرب اور ذوق کے مطابق لکھی گئی ہے (۲) مختصر تفسیر مدارک (۳) مختصر قوت القلوب از مکی (۴) تلخیص شرح اسماء رجال البخاری از کرمانی۔

ان کا سال وفات ۱۰۰۴ھ (۱۵۹۵ء) ہے۔

(۵۸۱/۴) ابو الفیض ابن مبارک

ناگوری جو فیضی کے عرف سے مشہور تھا۔ اور شعر، عروض، قافیہ، لغت، تاریخ، چیستان گوئی اور انشا پردازی میں کوئی اس کی نظیر نہ تھا۔ وہ ۹۵۴ھ (۱۵۴۷ء) میں آگرہ میں پیدا ہوا۔ عربی شیخ حسین مروزی سے اور باقی علوم اپنے والد سے پڑھے۔ عمدہ کتابیں جمع کرنے کا اسے زبردست چسکا تھا۔ ان کی خریداری پر اس نے بے انتہا دولت صرف کی تھی اور چار ہزار تین نہایت اعلیٰ اور تصحیح شدہ کتابیں اپنے کتب خانے میں جمع کرلی تھیں، جو اکثر خود مصنفوں کے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی تھیں۔

اُسے ملحد اور زندیق شمار کیا جاتا تھا، نعوذ باللہ منہا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شیخ عبدالحق دہلوی اپنی کتاب اخبار الشعراء میں لکھتے ہیں کہ فیضی ان لوگوں میں سے تھا جو اپنی فصاحت، بلاغت، متانت اور استواری میں اپنے دور کے ممتاز ترین اشخاص میں سے تھے لیکن کفر اور گمراہی کے جہنم میں گر پڑنے کی وجہ سے اس نے اپنی پیشانی پر بیزاری، انکار اور ادبار کے نقوش ثبت کر لئے تھے۔ اسی وجہ سے اہل اسلام اور حضور اکرم ﷺ کے فداکار اس کا اور اُس جیسوں کا نام لینے سے بھی نفرت کرتے تھے۔ اگر وہ مومن تھے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں کہ فیضی میں نفاق، خبث، ریاء، غرور، حب جاہ اور رعونت کے علاوہ مسلمانوں سے شدید عناد وعداوت، اصول دین پر طنز وتشنیع اور صحابہ کرامؓ، تابعین، سلف صالحین متقدمین اور گزشتہ وموجودہ مشائخ متاخرین سے شدید ترین عداوت تھی۔ حتیٰ کہ اس زمانے کے یہود، نصاریٰ ہنود اور مجوسی اس کی اس اسلام دشمنی کی وجہ سے اس پر ہزار دل وجان سے فدا تھے۔ احکام دین کے علی الرغم وہ محرمات کو حلال اور کئی فرائض اور مباحات کو حرام جانتا تھا۔ لوگوں کے سامنے اپنی آبرو کو بچانے کے لئے اس نے قرآن کی تفسیر لکھنا شروع کی لیکن وہ اسے بحالت نشہ وجنابت لکھتا رہتا تھا اور اس کے کتے اوراق تفسیر کو روندتے پھرتے تھے۔ آخر وہ اسی انکار، اصرار، استکبار اور ادبار کو ساتھ لئے دنیا سے رخصت ہوگیا۔ مرض موت میں اس کا چہرہ متورم ہو کر سیاہ ہوگیا تھا اور وہ کتے کی طرح بھونکتا تھا۔ جلال الدین اکبر نے باوجودیکہ وہ فیضی کو پسند کرتا تھا، دربار عام میں لوگوں کے ایک بڑے مجمع کے سامنے بیان کیا کہ جب میں اس کی عیادت کو گیا تو وہ مجھے کتے کی طرح بھونکا۔

یہ فیضی ہی تھا جس نے اکبر کو اسلام کے خلاف بھڑکایا تھا اور اسے زندقہ، رفض، الحاد اور مجوسیوں اور ہنود کے دین کی طرف مائل کیا تھا۔ چنانچہ دربار شاہی میں سورج اور آگ کی پرستش کی گئی اور اس نے ہندوؤں کی لڑکیوں سے بیاہ رچائے۔ فیضی نے ہندوؤں سے بے انتہا مال بطور رشوت لیا تا کہ بادشاہ کو اس امر پر آمادہ کرے کہ ذبیحہ گائے کی ممانعت کردی جائے۔ چنانچہ اس نے گزارش کی کہ اسے بیداری اور نیند کی حالت میں خدا نے الہام کیا ہے کہ اے لوگو! گائے کو ذبح کرنا بند کردو ورنہ تمہارا ٹھکانا جہنم

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوگا۔اس کے علاوہ اور بھی کئی حیران کن واقعات ہیں جنہیں بدایونی نے بیان کیا ہے۔ فی الجملہ فیضی اور ابوالفضل نے بادشاہ کے دل و دماغ میں ایسی ناپاک اور ناپسندیدہ باتیں ڈالی تھیں کہ وہ دین بیضاء سے بیزار ہوگیا تھا۔

تصنیفات:

(۱) فیضی کو زبان عربی پر کامل عبور حاصل تھا۔چنانچہ دربارۂ اخلاق اس نے ۹۸۵ھ میں موارد الکلم نامی ایک غیر منقوط کتاب تصنیف کی اور اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا اور حمد کی جگہ یہ عبارت لکھی:

الحمد لملهم الكلام الصاعد و هو المحمود اولا والحامد، ما و حده موحد الا هو والله الهكم اله واحد ما ادرج اسرار علومه العلماء و ما حرك سلاسل حكمه الحكماء و ما طار طائوس الروح هواء و صاله وما سار وساع الوهم صحراء كماله . اللهم صل وسلم مودداً محمداً محموداً اسمه احمد ومسماه اصعد محدد حدود الحلال والحرام مسدد مصاعد صواعد الاسلام واله الاطهار واهله الاحرار ما دام مرور الدهور و طور الاعصار اعلمهم ولد عمه اسد الله الكرار ۔

حضرت شیخ القرآنؒ فرماتے ہیں کہ اس عبارت کے آخری جملہ سے صاف صاف رفض کا اظہار ہوتا ہے۔

(۲) لیلاوتی کا ترجمہ: یہ ہندی زبان میں حساب اور مساحت کے بارے میں باسکر بیدری ایک ہندو صاحب علم کی تصنیف ہے۔بیدر دکن میں ایک بڑا شہر تھا اور باسکر ریاضی اور حساب کا عالم تھا۔

(۳) مرکز ادوار۔ (۴) نل ومن: نظامی گنجوی کی مثنویوں کی طرز پر ایک مثنوی۔

(۵) لطیفہ فیضی: یہ فیضی کے خطوط کا یک مجموعہ ہے، جسے اس کے بھانجے نورالدین محمد بن عبداللہ بن علی شیرازی نے جمع کیا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶) طباشیر الصبح: یہ دیوان غزلیات ہے جو نو ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔

(۷) ایک اور دیوان بھی ہے جو فارسی کے قصاید اور ابیات پر مشتمل ہے جن کی تعداد پندرہ ہزار ہے۔

(۸) اس کی تفسیر کا نام سواطع الالہام ہے، جو غیر منقوط ہے۔ اسے اس نے دو سال کے عرصے میں ۱۰۰۲ھ میں مکمل کیا تھا۔

وہ سورۃ الکوثر کی تفسیر میں لکھتا ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم لما رحل ولد رسول اللہ ﷺ وادرکہ السام و سمعہ العاص و کلم هو عسور لاولد له، لو ادرک السام هلک وحسم اسمه ﷺ، ارسل الله: انا اعطینک محمد الکوثر العطاء الکامل علماء و عملاً او المراد الامراء ماء والاحمد هواء ووردما لمدام و هو مورد رسول الله ﷺ اعطاه الله ﷺ کرما او المراد الا ولاد، او علماء الاسلام، او کلام الله المرسل.

فصل دواما لربک الله لا لما سواه کما عمل امرء مراء عمداً لاسهواً و انحر وامدح الله واعطه اهل السؤال و هو عکس کلام الاول المصرح لاحول اهل السهود والصد و اعمالهم ان شانئک عدول هو الابتر المعدوم لا ولد له واسام الله اولادک و مرامم اوامرک و مکارم عصرک و محامد مواسمک. انتہی۔

یہاں "انحر" کی تشریح میں "الکلام الاول" سے سورۃ الماعون کی طرف اشارہ ہے۔

اس تفسیر اور اس کی دیگر تصانیف کے مطالعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسے عربی زبان میں کس قدر زیادہ مہارت حاصل تھی۔

ذیل کے اشعار مقدمہ تفسیر سے نقل کیے گئے ہیں جن میں وہ اپنی تفسیر پر اظہار فخر کر رہا ہے:

(۱) الواح سحر ام طلسم مکرم — لاسرار روح للسواطع ملهم

یہ تفسیر جادو کی تختی ہے یا کوئی قابل احترام جادو ہے

جو روح کے اسرار اور روشنی کے لئے اتارا گیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) لسحر حلال و السطوع طلسمه و ما هو سحر او طلسم محرم

یہ حلال جادو ہے اور روشنی اس کا طلسم ہے، نہ یہ حرام جادو ہے نہ ممنوع طلسم۔

آگے چل کر کہتا ہے:

سواطع الهام مکارم سودد مراحم ارسال هو الله ارحم

یہ تفسیر الہام کے پھیلنے والے انوارات ہیں جو بڑے عزت و مرتبہ والے ہیں بلکہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی رحمتوں کا مجموعہ ہے۔

آخری شعر یہ ہے:

لعمرک علم الکل مطموس علمه مآل امور السر الله اعلم

بخدا تمام دنیا کا علم اسکے علم کے سامنے بے حیثیت ہے اور مخفی امور کا انجام اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

بہر حال یہ تفسیر اس پایہ کی ہے کہ اہل ہند اس پر فخر کر سکتے ہیں اور الفاظ میں اسکی کوئی نظیر نہیں۔

فیضی ۱۰۰۴ھ(۱۵۰۵ء) میں فوت ہوا اور آگرہ میں دفن کیا گیا۔ایک روایت کے مطابق اسے لاہور میں اپنے باپ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

کسی نے اس کی تاریخ وفات کہی: قاعدہ الحاد شکست،

کسی نے کہا: فیضی ملحدی،

کسی نے کہا: خالد فی النار،

کسی نے کہا: سال تاریخ فیضئی مردار شد مقرر بچار مذہب نار۔

(۵۸۲/۵) بدر الدین محمد بن محمد کرخی

انہوں نے تفسیر مجمع البحرین لکھی، جو تفسیر جلالین کی شرح اور اس کا حاشیہ ہے۔وہ ۱۰۰۶ھ(۱۵۹۷ء) میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۸۳/۶) علی بن سلطان قاری

ہرات میں پیدا ہوئے۔ پھر مکے چلے گئے اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔ اور ابن حجر ہیثمی، ابوالحسن البکری، عبداللہ سندھی اور قطب الدین مکی جیسے محققین سے استفادہ کیا۔ چنانچہ ان کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ انہوں نے بڑی مفید کتابیں تصنیف کیں:

(۱) شرح مشکوٰۃ کئی جلدوں میں (۲) شرح الشفاء، (۳) شرح الشمائل (۴) شرح شاطبیہ (۵) شرح نخبہ (۶) شرح الجزریہ (۷) الاثمار الجنیہ فی اسماء الحنفیہ (۸) نزھۃ الخاطر الفاتر فی مناقب عبدالقادر (۹) شرح موطاء امام محمد (۱۰) سند الامام شرح مسند الامام (۱۱) تزیین العبارہ لتحسین الاشارۃ (۱۲) التدھین للتزیین، یہ دونوں رسالے تشہد میں انگلی اٹھانے کے بارے میں ہیں (۱۳) الحظ الاوفر فی الحج الاکبر (۱۴) رسالہ فی الامامہ (۱۵) رسالہ فی حب الھرۃ من الایمان (۱۶) رسالہ فی العصا (۱۷) رسالہ فی اربعین حدیثا فی النکاح (۱۸) اربعین حدیثا فی فضائل القرآن (۱۹) رسالہ فی ترکیب لا الہ الا اللہ (۲۰) قرأۃ بسملہ اول سورالبراءۃ (۲۱) فرائد القلائد فی تخریج احادیث شرح العقائد (۲۲) المصنوع فی معرفۃ الموضوع (۲۳) کشف الخدر عن امر الخضر (۲۴) ضوء المعالی۔ شرح بدء الامالی (۲۵) المعدن العدنی فی فضائل اویس القرنی (۲۶) رسالہ فی حکم ساب الشیخین وغیرھما من الصحابہؓ (۲۷) شرح الفقہ الاکبر (۲۸) فتح باب العنایۃ فی شرح النقایہ (۲۹) الاھتداء فی الاقتداء، (۳۰) رسالہ فی حج ابی بکرؓ (۳۰) رسالہ فی والدی المصطفیٰ ﷺ (۳۱) رسالہ فی صلوۃ الجنازۃ فی المسجد (۳۲) بہجۃ الانسان فی مہجۃ الحیوان (۳۳) شرح عین العلم۔

ان کے علاوہ بے شمار رسائل لکھے جو سب کے سب بڑے عمدہ اور بے مثال ہیں۔ وہ دس ہزار ہجری کی ابتداء میں مجددیت کے درجے کو پہنچ چکے تھے۔

ان کی تفسیر کا نام انوار القرآن و اسرار الفرقان ہے، جس کا عرفی نام تفسیر ملا علی قاری ہے۔ اس تفسیر کی دوسری جلد سورۃ یونس سے سورۃ قصص کے آخر تک ہے۔ ان کی ایک اور کتاب کا نام الجمالین علی

Maktaba Tul Ishaat.com

الجلالین ہے جس کی تالیف سے وہ ۱۰۰۴ھ (۱۵۰۵ء) میں فارغ ہوئے۔
مکہ مکرمہ میں ۱۰۱۰ھ (۱۶۰۱ء) یا ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) میں فوت ہوئے۔

(۵۸۴/۷) ابو الفضل بن مبارک

شیخ کبیر علامہ ابوالفضل دربار اکبری کا سب سے زیادہ صاحب علم وزیر تھا۔ اور زیرکی، فراست، اصابت رائے، سلامتی فکر، شیریں گفتاری اور کمال انشا پردازی میں سب پر فائق تھا۔ چھ محرم ۹۵۸ھ (۱۵۵۱ء) ہفتہ کی رات کو پیدا ہوا۔ کتابت، حساب، انشاپردازی اور تحصیل علم میں مشغول ہوگیا۔

تمام علوم اپنے بڑے بھائی ابوالفیض اور والد سے حاصل کئے اور پندرہ برس کی عمر میں علوم متعارفہ کی تحصیل سے فارغ ہوگیا۔ پھر وہ فلسفہ کی طرف متوجہ ہوا اور کچھ علوم حسن علی موصلی سے پڑھے۔ تقریباً دس برس درس وتدریس میں مصروف رہا اور اپنے تمام مقربین کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اس موقعہ پر اکبراعظم نے اُسے الہ آباد میں اپنے دربار میں طلب کیا۔ وہ اپنے والد سمیت ۹۸۱ھ میں وہاں پیش ہوا اور آیۃ الکرسی کی تفسیر بادشاہ کو بطور ہدیہ پیش کی۔ دوسری بار آسے ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں دربار میں حاضری کا موقعہ ملا تو سورۃ الفتح کی تفسیر تحفۃً پیش کی۔ بادشاہ نے اسے پسند کیا اور اُسے درباریوں میں شامل کرلیا۔ اور وہ ترقی کرتے کرتے نورتنوں میں شامل ہوگیا۔ اُس کے ساتھی عبدالقادر بن ملوک شاہ بدایونی نے اُسے زندیق اور ملحد شمار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ابوالفضل نے بادشاہ کے دل ودماغ میں ایسے لغو خیالات ٹھونس دیئے تھے کہ وہ اسلام کا منکر ہوگیا تھا۔

مشہور تصنیفات:

(۱) آئین اکبری: یہ عجیب وغریب کتاب ہے۔ تاریخ میں شاید ہی ایسی کوئی کتاب مل سکے۔ مصنف نے نظام حکومت، مالی اور ملکی امور کے طور طریقے، ہندوستان کے مختلف صوبوں کا ذکر، مختلف اقوام و قبائل، اناج اور غلے کی اقسام وغیرہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ تقسیم ازمنہ وساعات اور ضبط تواریخ واوقات کے بارے میں ہندوؤں اور خصوصاً برہمنوں کی عادات نیز ابتدائے آفرینش، فلکیات اور عناصر

Maktaba Tul Ishaat.com

کے بارے میں قدیم دور سے اپنے زمانہ تک کے ان کے معتقدات بیان کئے ہیں۔

(۲) دوسری کتاب اکبر نامہ ہے جس میں تیموری خاندان کے تاریخی واقعات بابر سے جلال الدین اکبر تک مذکور ہیں۔ کشف الظنون میں چلپی نے آئین اکبری اور اکبرنامہ کو خلط ملط کر دیا ہے۔ چنانچہ آئین اکبری کا ذکر کر کے اکبرنامہ کے مندرجات کو اس سے منسوب کر دیا ہے۔ یہ بھی ایک ضخیم کتاب ہے۔

(۳) ابوالفضل کے خطوط اور مکاتیب ان کے بھانجے عبدالصمد بن افضل محمد تیمی اکبرآبادی نے تین جلدوں میں جمع کئے تھے جو مدارس میں پڑھے پڑھائے جاتے ہیں۔

(۴) ابوالفضل نے دمیری کی کتاب حیاۃ الحیوان الکبری کا فارسی میں ترجمہ کیا جو بادشاہ کے حکم سے ۹۸۳ھ (۱۵۷۵ء) میں مکمل ہوا تھا۔ بدایونی لکھتے ہیں کہ یہ ترجمہ شیخ مبارک کی تخلیق ہے جسے انہوں نے اپنے بیٹے سے منسوب کر دیا تھا۔

(۵) فارسی میں انجیل کا ترجمہ بھی بادشاہ کے ارشاد کی تعمیل میں کیا جو ۹۸۶ھ (۱۵۷۸ء) میں مکمل ہوا۔ انہوں نے کتاب کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بجائے اس شعر سے کی:

اے نام وے ژژوکہ سو سبحانک لاسواک یاھو

بدایونی کی رائے ہے کہ پہلا مصرع ابوالفضل کا ہے اور دوسرا فیضی کا۔

(۶) بہار دانش، جو اس عہد کی مروجہ فارسی میں کلیلہ ودمنہ کا ترجمہ ہے، جو عربی سے قدیم فارسی میں دستیاب تھا۔ اسکے علاوہ بھی ان سے کچھ کتابیں اور رسالے منسوب ہیں۔

جب ابو الفضل دکن سے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے سلسلے میں دہلی آ رہا تھا تو راجہ نرسنگھ دیو نے جہانگیر کے کہنے پر اُسے قتل کرا دیا تھا۔ یہ واقعہ ا ربیع الاول ۱۰۱۱ھ (۱۶۰۲ء) کو پیش آیا۔ جب اکبر کو علم ہوا تو اسے اپنے اس فاضل رتن کی موت کا سخت دکھ پہنچا اور وہ روتا رہا۔ کئی لوگوں نے ان کی تاریخ وفات کہی اور امیر کبیر عزیز الدین محمد خان اعظم نے یہ مصرع کہا:

تیغ اعجاز نبی اللہ سر باغی برید

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۸۵/۸) شیخ علی بن محمود پانی پتی

ان کا عرف عبدالقادر تھا۔مشہور فاضل اور پارسا آدمی تھے۔انہوں نے اپنے عمزاد بھائی عبدالغفور پانی پتی اور عبدالرازق جھنجھانوی سے علم حاصل کیا۔پھر تین بار حرمین شریفین اور بیت المقدس گئے اور شیخ علی ابن حسام الدین متقی سے پڑھا۔کچھ عرصہ اجین میں رہے۔ پھر سارنگ پور کے قاضی بنادیئے گئے۔ وہاں ان کے چچا مقیم تھے۔ وہ عالم اور مفسر تھے اور ہر جمعہ کو وعظ کہتے تھے۔ان کے وعظ صرف تفسیر قرآن تک محدود تھے۔وہ قرآن کی مشکلات،متشابہات،ناسخ و منسوخ،اعراب قرآن،حقیقت ومجاز،تشبیہ واستعارہ اور دیگر تمام ضروری مباحث کی وضاحت کرتے تھے۔جس دن وہ فوت ہوئے تو سورۃ مزمل کی تفسیر بیان کررہے تھے۔ان کی وفات ۱۰۱۱ھ(۱۶۰۲ء) میں مالوہ کے شہر سارنگ پور میں ہوئی۔انکے کسی ساتھی نے انکی تاریخ وفات ''قاضی زندہ دل'' سے نکالی ہے۔

(۵۸۶/۹) مولی محمد تبرہ وی

ان کا سال وفات ۱۰۱۶ھ(۱۶۰۷ء) ہے۔ ان کی تالیف کردہ تفسیر تفسیر عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔

(۵۸۷/۱۰) مولانا عبد النبی اکبر آبادی

شیخ،فاضل کبیر،عبدالنبی بن شیخ عبداللہ شطاری عمادالدین محمد عارف عثمانی،سندیلوی،اکبرآبادی، جو معارف الہیہ کے زبردست علماء سے تھے۔انہوں نے کثیرالتعداد کتابیں تصنیف کی ہیں۔النزھہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالحی نے طرب الاماثل میں انکاذکر کیاہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے لوائح الاسرار کی شرح فواتح الانوار جو شیخ عبدالنبی کی خود نوشت تھی،۱۲۸۷ھ(۱۸۷۰ء) میں دیکھی ہے۔ انہوں نے اس کتاب کی تسوید سے ۸ ذوالحجہ ۱۱۲۰ھ کو جمعہ کے دن آگرہ میں اپنے والد کی قبر کے سامنے لکھ کر فراغت پائی۔ تاریخ اتمام ''افضال حق'' ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات:

(۱) روائح شرح لوائح، مختصر فوائح (۲) ذریعۃ النجاۃ شرح مشکوۃ (۳) شرح الفصوص (۴) شرح ترجمۃ الفصوص، ناتمام (۵) شوارق اللمعات، شرح اللمعات (۶) شرح خلاصۃ العشق (۷) شرح جام جہاں نما (۸) شرح شرح نخبۃ الفکر (۹) شرح معمائے میر حسین (۱۰) شرح الجواہر الخمسہ (۱۱) شرح کلید مخازن (۱۲) شرح تحفۃ الودود، نامکمل (۱۳) شرح حاشیہ سید علی عضد، اس کا نام فیض الخبیر ہے (۱۴) رسالہ فی تعریف الفقہ (۱۵) رسالہ کشف الجواہر (۱۶) رسالہ فی اسم الذات (۱۷) لطائف العشر فی حقیقۃ البشر (۱۸) رسالہ فی المعراج (۱۹) رسالہ فی شرح خیر الاسماء عبداللہ وعبدالرحمان (۲۰) کنوز الاسرار فی اشعار الشطار (۲۱) جوامع الکلم الصوفی (۲۲) مقامات العارفین، نامکمل (۲۳) فتوح المغیبہ، ناتمام (۲۴) حدائق الانشاء (۲۵) ناسخ ومنسوخ، دستور المفسرین (۲۶) بحر الکلام شرح عین العلم (۲۷) حاشیہ علی شرح جامی، مبحث الحال سے مجرورات تک (۲۸) سواطع الالہام شرح تہذیب الکلام (۲۹) شرح حدیث معراج المومنین (۳۰) شرح حدیث کنت کنزا مخفیا (۳۱) دستور السعادۃ فی بیان الولایہ (۳۲) فیض القدوس منتخب نقد النصوص (۳۳) لوامع الانوار فی مناقب سادۃ الاخیار (۳۴) مطالع الانوار الٰہی شرح اجوبۃ الولی (۳۵) جواہر الاسرار (۳۶) شرح فصوص الفارابی (۳۷) فیض الملک المبین شرح حق الیقین (۳۸) رسالہ فی السماع (۳۹) رسالہ فی جواب اسئلۃ الفاضل النارنولی (۴۰) شرح جواب ابن سینا لمکتوب ابی الخیر ابی سعید (۴۱) مواہب الٰہی شرح اصول ابراہیم شاہی (۴۲) شرح ارشاد النحو للقاضی شہاب الدین، ناتمام (۴۳) روح الارواح شرح حکمۃ الاشراقیہ (۴۴) رسالہ فی ایمان فرعون (۴۵) خلوات الوجود (۴۶) ناسخ التناسخ (۴۷) شرح حضرات الخمس (۴۸) علم دعوت پر فارسی میں ایک کتاب کشف الانوار شرح جواہر الاسرار (۴۹) جواہر خمسہ مولانا محمد غوث گوالیاری کے جوہر ثالث کی شرح۔ اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے: ملک العون فی الابتداء والانتہاء یا کریم الخ۔

ان کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی لیکن فواتح الانوار کے آخر میں لکھا ہے کہ وہ اس کی تصنیف سے

Maktaba Tul Ishaat.com

جمعہ کے دن ۸ ذی الحجہ ۱۰۲۰ھ (۱۶۱۱ء) کو فارغ ہوئے۔

(۵۸۸/۱۱) مولانا عثمان سندھی

شیخ فاضل علامہ عثمان بن عیسیٰ بن ابراہیم صدیقی بوبکانی، سندھی، حکیم برھان پوری، جو منطق، فلسفہ اور طب میں بلند پایہ عالم شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے بوبکان جو سیستان کا ایک شہر ہے، میں پرورش پائی، پھر گجرات چلے گئے جہاں فقہ، اصول اور عربیت قاضی محمود مورپی اور علامہ وجیہ الدین گجراتی سے جبکہ منطق اور حکمت شیخ حسین بغدادی سے پڑھی۔ پھر وہ ۹۸۳ھ (۱۵۷۵ء) میں برہان پور گئے تو انہیں محمد شاہ بن مبارک نے جو اس علاقے کے حاکم تھے، اپنی پناہ میں لے لیا اور درس و تدریس اور افتاء کا منصب عطا کر دیا۔ چنانچہ وہ ستائیس برس اس خدمت میں مصروف رہے۔

مولانا عثمان سے قاضی نصیر الدین بن سراج الدین محمد البنانی، قاضی عبدالسلام سندھی، شیخ صالح سندھی اور شیخ سکہ جی جو شیخ یوسف کے داماد تھے، کے علاوہ بھی کافی لوگوں نے علم حاصل کیا۔ مولانا عالم فاضل، منطق اور فلسفہ میں کامل، طب میں حاذق اور علم شرعیہ کے ماہر کامل تھے۔ علاوہ ازیں متقی، پارسا، زاہد اور عوام کی نظروں میں نیک کرداری اور پاکیزگی اخلاق کا نمونہ تھے۔ وہ بڑے وقار اور سکون کے ساتھ عبادت کرتے اور مشتبہ چیزوں سے احتراز کرتے تھے۔ چنانچہ چالیس برس کے عرصے میں کسی کے یہاں کھانا کھانے کو نہیں گئے۔

صحیح بخاری کی شرح اور بیضاوی پر حاشیے کے علاوہ بھی ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ آخری عمر میں وہ برہان پور کے ایک قصبے میں چلے گئے اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔ وہیں چوروں کے ہاتھوں اپنے ۱۷ افراد خانہ کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ یہ واقعہ شعبان ۱۰۰۸ھ (۱۵۹۹ء) میں پیش آیا۔ گلزار ابرار میں اسی طرح مذکور ہے (نزھۃ النظر)۔

(۵۸۹/۱۲) شیخ صبغۃ اللہ حسینی بروجی

شیخ، عالم کبیر، عارف، حسینی، کاظمی، جو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے۔ وہ فرقہ عشقیہ شطاریہ کے

Maktaba Tul Ishaat.com

شیخ اور اپنے عہد کے ان افراد سے تھے جنہیں معارف الہیہ میں کامل درک اور انواع فنون میں ید طولی حاصل تھا۔ وہ اصفہانی الاصل تھے۔ ان کے دادا ہجرت کر کے گجرات کے ایک قصبے بروج میں آ گئے تھے۔یہیں شیخ صبغۃ اللہ پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔یہیں علامہ وجیہ الدین بن نصر اللہ علوی سے علم حاصل کیا۔تکمیل علوم کے بعد ان کی صحبت میں رہ کر طریقت کے امور و رموز سیکھے اور اجازت کے بعد مرجع خلائق بن گئے۔امراء کے ہاں ان کی بہت قدرو منزلت تھی کیونکہ وہ علم وتقویٰ کا پہاڑ تھے اور کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ بعدازاں وہ حج کے لئے حجاز گئے۔اور بعدازحج واپس بروج آ گئے۔پھر مالوہ چلے گئے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد انہیں حضور اکرم ﷺ کی مسجد کا اشتیاق کشاں کشاں احمد نگر لے گیا جہاں انہیں احمد نگر کے امیر برھان شاہ کے پاس ایک سال تک قیام کا موقعہ ملا۔وہاں سے حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ سے بیجاپور گئے۔وہاں پانچ برس ٹھہرے رہے۔آخر عادل شاہ سلطان بیجاپور نے زادراہ دے کر ایک خاص کشتی میں جو بیجاپور کے بندر گاہ میں موجود تھی،شیخ کو ان کے ساتھیوں اور مریدوں سمیت سوار کر کے مکہ روانہ کر دیا۔۱۰۰۵ھ(۱۵۹۷ء) میں ادائے حج کے بعد شیخ مدینہ کی زیارت کو گئے اور جبل احد میں قیام کیا۔ وہاں طلبہ کو درس دیتے اور مریدوں کی طریقت میں رہنمائی کرتے۔کثیر التعداد افراد ان سے مستفید ہوئے جن میں بالخصوص قابل ذکر سید امجد مرزا تھے جو ۱۰۳۷ھ(۱۶۲۷ء) میں مدینہ میں فوت ہوئے اور جنۃ البقیع میں دفن کئے گئے۔شیخ صاحب احوال تھے اور ان سے خوارق سرزد ہوئے۔نیز کشادہ دست اور کریم النفس تھے۔پانچویں نمازیں باقاعدگی سے مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرتے تھے۔

تصنیفات:

(۱)تفسیر بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے،جو ترکی میں بہت زیادہ مقبول ہوا۔(۲)ان کی دوسری تصنیف کتاب الوحدت ہے(۳)اراء الدقائق فی شرح مرآۃ الحقائق (۴)رسالہ فی الصنعۃ الجابریۃ (۵)رسالہ فی الجفر (۶)مالابدّ للمرید ترک کل یوم من سنن القوم (۷) جواہر خمسہ از شیخ محمد غوث گوالیاری کا عربی میں ترجمہ (تعریب الجواہر الخمسۃ)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی وفات ۲۶ جمادی الاولی ۱۰۱۶ھ میں بقیع الغرقد میں واقع ہوئی۔

(۵۹۰/۱۳) نواب مرتضی بن احمد بخاری

امیر کبیر، نہایت ہی سخی انسان تھے۔ ان کے معاصرین میں سیاست، حسن تدبیر، سخاوت و کرم، اہل فضل و کمال سے حسن سلوک، سادگی اور تعلیمی کاموں کی طرف رغبت میں کوئی انکا ثانی نہ تھا۔ بچپن ہی میں انہیں بادشاہ جلال الدین اکبر سے تقرب حاصل ہوگیا تھا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ وہ امارت کے درجے تک پہنچ گئے۔ جہانگیر نے ان کے منصب میں اضافہ کرکے صاحب السیف والقلم کے لقب سے نوازا۔ پھر مرتضی خان کا لقب عطا کیا اور گجرات کی حکومت عطا کی۔ وہ چالیس برس وہاں رہے۔ پھر پنجاب کا صوبہ ان کی تحویل میں دے دیا اور انہوں نے باقی عمر وہیں گزار دی۔

وہ اپنے دور کے تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور کبھی کسی سائل کو مایوس نہیں کیا تھا۔ ایک دفعہ ایک فقیر سات دفعہ مانگنے آیا مگر خان کی جوانمردی نے اسے مایوس کرنا گوارہ نہ کیا۔ نواب نے یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں کے روزانہ اور سالانہ وظیفے مقرر کر رکھے تھے اور اس کے خوان کرم پر ڈیڑھ ہزار نفوس موجود ہوتے تھے۔

اسماعیل بن شاہ عالم عبدالعزیز نے ان کے لئے فارسی میں ایک رسالہ قلم بند کیا جس کا نام معارج الکمال و مناقب الکمل فی مقامات الولایۃ لکھا۔ شیخ زین الدین شیرازی نے ۱۰۱۶ھ میں فارسی میں تفسیر مرتضوی تحریر کی جس میں ان کی بہت تعریف کی۔

نواب ۱۰۲۵ھ (۱۶۱۶ء) میں پٹھان کے مقام پر فوت ہوئے۔ انہیں دہلی لایا گیا جہاں وہ اپنے اسلاف کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

(۵۹۱/۱۴) شیخ نظام الدین تھا نیسری

شیخ، عالم، فقیہ، زاہد، نظام الدین عبدالشکور عمری بلخی، تھانیسری جن کا شمار چشتی مشائخ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی ذات میں علم و عمل اور ریاضت و مجاہدہ کو جمع کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے چچا اور

Maktaba Tul Ishaat.com

خسر جلال الدین تھانیسری سے علم حاصل کیا اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہوئے ۔ حج اور زیارت کے لئے ۱۰۰۷ھ (۱۵۹۹ء) میں حجاز گئے تھے اور تیرہ برس کے بعد واپس ہوئے تو ابراہیم عادل شاہ سلطان بیجاپور نے انہیں اپنی سرپرستی میں لے لیا تھا۔ وہ ان کا بڑا احترام کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ تھانیسر میں درس وتدریس اور افادہ کے لئے آ گئے۔

جب خسرو (شاہ جہان) اپنے والد کے خلاف بغاوت کے دوران میں تھانیسر سے گزرا تو شیخ سے ملا۔ اس پر جہانگیر نے غضب ناک ہو کر حکم دیا کہ شیخ کو اس کی قلمرو سے نکال دیا جائے۔ شیخ بلخ چلے گئے اور وہاں کافی عرصہ تک عبادت، خلق خدا کی بہبود اور افادہ میں مصروف رہے۔ کافی مشائخ اور علماء ان سے مستفیض ہوتے رہے۔ بلخ کا سلطان امام قلی ازبک تھا جو ہفتے میں ایک بار ضرور ان کی خدمت میں حصول برکت کے لئے حاضر ہوتا تھا۔

ان کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور عراقی کی لمعات کی شرح ہے۔ دوسری تصنیف سوانح غزالی کی شرح ہے۔ نیز رسالہ الحقیقۃ، الرسالۃ البلخیہ اور تفسیر نظامی بھی اُن سے یادگار ہیں۔

ان کی وفات بلخ میں ۲۶ شوال ۱۰۳۴ھ (۱۴۱۵ء) کو ہوئی۔ ایک قول ۱۰۳۰ھ کا بھی ہے۔

(۵۹۲/۱۵) شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی

شیخ، عالم کبیر، علامہ ابوالبرکت عیسی بن قاسم بن یوسف شطاری سندھی خدا پرست علماء میں سے تھے جو برار کے صوبے میں بابر جیپور میں ۹۶۲ھ (۱۵۵۵ء) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے طریقت کے اسرار و رموز شیخ شکر محمد عارف شطاری برہانپوری سے سیکھے اور کثیر التعداد مفید کتابیں تصنیف کیں:

(۱) روضۃ الحسنٰی فی شرح اسماء اللہ الحسنٰی (۲) عین المعانی فی شرح الاسماء الحسنٰی (۳) الحواس الخمسہ فی تطبیق الحواس الخمسہ علی الحضرات الخمس (۴) حاشیہ علی ارشاد غریبۃ من الانسان الکامل للشیخ عبدالکریم الجیلی (۵) قصیدہ بردہ کی فارسی شرح (۶) قبلۃ المذاہب الاربعۃ مع الاشارات من اہل التصوف (۷) حاشیۃ علی الفواید الضیائیۃ للشیخ عبدالرحمن الجامی، جسے انہوں نے اپنے بیٹے عبدالستار کیلئے لکھا تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۸) الفتح المحمدی، اس کا تعلق علم تفسیر سے ہے جسے انہوں نے اپنے بیٹے فتح محمد کے لئے تصنیف کیا تھا۔
(۹) التتمیم شرح المائۃ العاملۃ، جسے انہوں نے قاضی نوراللہ کے عمزاد بھائی سید علی کے لئے مرتب کیا تھا (۱۰) رسالہ فی عقد الانامل (۱۱) دو رباعیوں کی شرح (۱۲) اسرار الوحی کا ترجمہ (۱۳) انوار الاسرار فی حقائق القرآن ومعارفھا ۴ جلد، ایک مشہور اور ضخیم کتاب ہے، جس کی ابتداء بایں انداز کی ہے:

لک الحمد یا من دعوته لطا لبیه الی جمال عزته فاتحة الابواب۔

اس تفسیر کے ابتدائیہ میں وہ لکھتے ہیں:

هذه مشاعل انوار الاسرار فی المشاهید الابکار، لتنویر عیون الفحول الاحرار عن رقبة التقلید والا کدار قدلاحت من حضرة القدیر علی مذهب الفقیر من غیر تامل و کسب بل الهمه الله بعین عنا یته عند الکتا بة و مرارا یقول لنفسه: ایها الفضول! الیٰ این تذهب؟ أتدری ما الکتا ب وما الا یما ن بظا هره و باطنه؟ فتقف عنده و تقول: (ما ادری ما یفعل بی)، فالهمنی الله تعالیٰ فنو دیت من سری: ماکنت تدری ماالکتا ب ولا الا یما ن ولکن جعلنه نوراً نهدی به من نشاء من عبادنا وانک لتهدی الی صراط مستقیم، صراط الله الذی له ما فی السموات وما فی الار ض الا الی الله تصیر الا مورO

ترجمہ: یہ اہل سبقت کے مقامات حضور کے بارے میں اسرار الٰہیہ کے انوار کے شعلوں کی چھلنی ہے جوان جواں ہمت لوگوں کی آنکھوں کو روشن کرتی ہے جو کورانہ تقلید اور آرائش نفسانی سے آزاد ہیں۔ یہ فوائد کسی غور وتامل اور محنت وکسب کے بغیر رب قدیر کی طرف سے اس فقیر پر ظاہر ہوئے بلکہ کتابت کے دوران میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی عنایت سے الہام فرمائے۔ میں نے اس دوران میں کئی بار اپنے نفس سے مخاطب ہوکر کہا: اے فضول! کہاں جاتا ہے؟ کچھ خبر بھی ہے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان اپنے ظاہر وباطن کے ساتھ کیا ہے؟ وہ اس پر رک جاتا اور کہتا: میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا اور مجھے سرگوشی میں پکارا گیا کہ: بے شک تجھے کچھ خبر نہیں تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے اسے نور بنا دیا جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور بے شک تو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ یہ اس اللہ کا راستہ ہے جس کی ملکیت ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمینوں میں ہیں۔ خبردار رہو! تمام اُمور اسی کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں۔

نمونہ تفسیر

بسم اللہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اللہ کے اسم سے متعلق ہو کر، جو اسماء وصفات سے تجلی فرماتا ہے، جس کا تقاضا علم یقین کے ساتھ اسماء کونیہ کے حقائق کو جاننا ہے۔ یعنی میں اپنے علم کو ذوق اور وجدان کے ذریعہ اسماء الہیہ سے ملحق کر کے شروع کرتا ہوں۔

یا تو کہہ: اللہ تعالیٰ کے اسم سے عین یقین کے ذریعہ متحقق ہو کر، جو اسماء الوہیت اور صفات ربانیہ سے تجلی فرماتا ہے، یعنی میں اسماء وصفات کے ساتھ اپنے تحقق کے حال میں شروع کرتا ہوں جو ان کے ساتھ میرے عین یقین سے ہے۔

یا اللہ کے اسم سے حق الیقین کے ذریعہ متعلق ہو کر، جو نسب وجوبیت اور اوصاف فعلیہ سے تجلی فرماتا ہے۔ یعنی میں حقائق کونیہ انفعالیہ پر اسماء الہیہ فعلیہ کے ساتھ متحقق اور غالب ہونے کے حال میں شروع کرتا ہوں لیکن یہ تحقق واظہار خلافت کے طور پر ہے نہ کہ اصالۃً۔ کیونکہ کسی ممکن الوجود کے لئے قدم محال ہے، ثابت ہو چکا جو وجوب ذاتی کے حق میں ثابت ہے اور یہ مقام صرف اہل کمال اور ان سے اونچے مرتبہ والوں کے لئے ہے جو ملک عرفان میں احدیت ذاتیت سے وصل کی لذت سے بہرہ یاب ہو کر اپنی سیر کو شروع کر چکے ہیں۔

ان کی وفات ۱۴ شوال ۱۰۳۱ھ ۱۶۲۲ء میں برہانپور میں ہوئی (نزہۃ الخواطر)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵۹۳/۱۶) مطہر بن علی بن محمد بن علی

ابن حسن بن ابراہیم (یمانی المعروف بہ ضمدی)، مفسر، نحوی، جو المقنع علی شرح الخبیصی للکافیہ اور تفسیر القرات المنیر فی تفسیر القرآن المنیر کے مصنف ہیں۔ یہ تفسیر مختصر ہونے کے باوجود حددرجہ مفید ہے جس سے علوم وفنون میں مصنف کی قابلیت اور غیر معمولی استعداد کا اندازلگایا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں جلاء الہموم مختصر ضیاء الحلوم بھی ان کی تصنیف ہے جوایک جلد میں ہے۔ نیز انہوں نے الازہار کی شرح لکھنا شروع کی تھی جس میں وہ مجتہدین کی طرح دلائل پیش کر تے ہیں، آخر کتاب الحج تک لکھ سکے تھے۔

وہ ذکاوت، تیزی فہم اور قوت حافظہ میں مشہور تھے۔ مزید برآں وہ پرلطف شعر کہتے تھے۔

ان کا سال وفات ۱۰۴۹ھ (۱۶۳۹ء) ہے۔

(۵۹۴/۱۷) مفتی عبد السلام لاھوری

شیخ فاضل، علامہ، حنفی، لاہوری، جو کبار علماء سے تھے اور ان کے معاصرین میں کثرت درس وتدریس، افادہ اور طلبہ کی ظاہری و باطنی اصلاح میں کوئی ان کی نظیر نہ تھا۔ انہوں نے درسی کتابیں شیخ اسحاق بن کاکو، شیخ سعداللہ اور قاضی صدرالدین سے جبکہ علوم فلسفیہ علامہ فتح اللہ شیرازی سے پڑھے۔ پھر لاہور میں ایک علمی درسگاہ کے صدر بنا دیئے گئے اور پچاس برس اس شغل میں منہمک رہے۔

ان سے شیخ محب اللہ الہ آبادی، مفتی عبدالسلام دیوی، شیخ محمد میر بن قاضی سائیں سوستانی لاہوری کے علاوہ کثیر التعداد طلبہ کے ساتھ ساتھ مشائخ اور علماء نے بھی فائدہ اٹھایا۔

تفسیر بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے۔

اسی (۸۰) یا نوے (۹۰) برس کی عمر میں ۱۰۳۷ھ (۱۶۲۷ء) میں فوت ہوئے۔

(۵۹۵/۱۸) مفتی عبدالسلام دیوی

ابن ابوسعید بن محب اللہ بن احمد بن عبدالرحیم بن احمد الفیاض بن محمد اعظم حسینی کرمانی دیوی،

Maktaba Tul Ishaat.com

جو حد درجہ ذکی اور فطین علماء سے تھے اور معقول ومنقول کے جامع ۔لکھنو کے مضافاتی قصبے دیوہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پھلے پھولے اور تعلیم پائی۔ پھر لاہور آئے اور مولانا عبدالسلام لاہوری کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے ۔اور معاصر طلبہ سے فقہ، اصول اور کلام میں آگے نکل گئے۔ وہ طویل عرصے تک اسی شہر میں درس دیتے رہے ۔اس کے بعد شاہ جہاں کے لشکر میں مفتی مقرر ہوگئے۔ کافی عرصہ تک اس منصب پر فائز رہے۔ پھر ملازمت ترک کر دی اور لاہور ہی میں سکونت اختیار کر لی ۔ان کے فتاوی عام فقہاء کے فتاوی کے خلاف ہوتے کیونکہ ان علماء کے فتاوی خلاف اصول ہوتے تھے۔

تصنیفات:

(۱) خیالی پر حاشیہ (۲) منار الاصول کی شرح (۳) بیضاوی پر حاشیہ (۴) شرح الصحائف پر حاشیہ، کلام (۵) ہدایۃ الفقہ پر حاشیہ (۶) شرح تہذیب المنطق (۷) تحقیق پر حاشیہ۔

ان کا سال وفات ۱۰۳۹ھ (۱۶۲۹ء) بیان کیا گیا ہے ۔مگر بادشاہ نامہ کے مطابق وہ ۱۰۴۴ھ (۱۶۳۴ء) میں زندہ تھے (نزھۃ الخواطر)۔

(۵۹۶/۱۹) علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی

علامہ کبیر ،کافی تصانیف اور تالیفات ان کے گوہر بار قلم کی ممنون ہیں ۔ان کے والد کا نام شمس الدین تھا ۔علامہ ہندوستان کے مشاہیر سے تھے اور اس عہد کے تمام علماء ان کے فضل وکمال کے معترف تھے ۔ان کی تصانیف کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔

کشمیر میں پیدا ہوئے اور سیالکوٹ میں پرورش پائی۔ شیخ کمال الدین کشمیری کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور کافی عرصے تک وہیں رہے تا آنکہ تمام علوم وفنون میں ماہر ہوگئے ۔مسائل کی یاداشت، قوت استدلال، کثرت درس وتدریس اور افادہ میں اپنے عہد کا اعجوبہ تھے۔

شاہ جہاں نے انہیں دو دفعہ چاندی سے وزن کیا تھا اور دونوں باران کا وزن چھے ہزار رائج سکوں کے برابر تھا ۔دونوں دفعہ یہ نقدی انہیں دی گئی تھی ۔علاوہ ازیں کئی بستیاں جاگیر میں دے دی تھیں جن کی

Maktaba Tul Ishaat.com

آمدنی سے انہیں زندگی کی تمام آسائشیں میسر تھیں۔ان کی مصروفیت پڑھانا تھی اور تالیف وتصنیف۔ان کی تمام تصنیفات علماء اور بالخصوص علمائے ترکی کے ہاں بہت پسند کی جاتی تھیں۔وہ ان پر رشک کرتے اور انہیں ایسے باغ سے تشبیہ دیتے جو کتابوں کی چاردیواری سے گھرا ہو۔

خلاصۃ الاثر میں ہے کہ وہ کبار برگزیدہ علماء کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے، وہ صحیح العقیدہ، مستقیم الطریقہ، راستی اور سچائی کے حمایتی اور امراء واعیان سلطنت سے راستی اور حق کے لئے مقابلے میں ڈٹ جانے والے تھے۔بادشاہ انہیں رئیس العلماء گردانتا اور احکام شرع ان کی رائے کے مطابق صادر ہوتے تھے۔شاہی دربار میں جو عزت ووقار انہیں عطا ہوا ،اس دور میں اور کسی کو وہ مقام نہیں ملا۔ اور جس حد تک وہ پہنچے اور کسی کو وہاں تک رسائی میسر نہ آسکی۔ انہوں نے اخلاق فضائل اور علم وفضل کی تمام منزلیں طے کرلیں اور جوانی کے علاوہ کہولت اور پیری کا زمانہ بھی علمی انہماک میں گزار دیا۔ مشکل مسائل کو حل کیا، جلی وخفی مباحث کی حقیقت نمایاں کی اور کثیر التعداد کتابیں تصنیف کیں۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں: (۱) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۲) تلویح فی الاصول کے مقدمات اربعہ پر حاشیہ (۳) حاشیہ مطول (۴) حاشیہ شرح مواقف (۵) حاشیہ شرح عقائد للتفتازانی (۶) حاشیہ خیالی (۷) حاشیہ شرح العقائد از دوانی درباره علم کلام (۸) حاشیہ شرح شمسیہ (۹) سید شریف کے حاشیہ پر حاشیہ (۱۰) منطق میں شرح مطالع پر حاشیہ (۱۱) شرح جامی پر حاشیہ (۱۲) عبدالغفور پر حاشیہ (۱۳) مراح الارواح پر حاشیہ (۱۴) الدرر الثمینہ فی اثبات علم الواجب (۱۵) حاشیہ شرح حکمۃ العین (۱۶) حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمہ وغیرہ۔

ان کی وفات ۱۸ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ (۱۶۵۶ء) کو ہوئی اور سیالکوٹ میں دفن ہوئے۔

(۵۹۷/۲۰) خفاجی

احمد بن محمد خفاجی مصری، حنفی۔اپنے ماموں ابوبکر سنوانی سے علوم پڑھے۔نیز شیخ الاسلام محمد رملی، نورالدین علی زیادی، خاتمۃ الحفاظ ابراہیم علقمی اور علی بن غانم مقدسی کے فیوض سے بھی مستفید ہوئے۔پھر والد کے ساتھ حرمین کی زیارت کو گئے اور وہاں ابن جار اللہ سے بھی پڑھا۔ وہاں سے قسطنطنیہ چلے گئے کیونکہ

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ اس وقت علماء وفضلاء کا مرکز تھا۔

ان کی تصنیفات یہ ہیں: (۱) بیضاوی پر حاشیہ، ۸ جلدوں میں (۲) شرح الشفاء چار جلد، یہ دونوں کتابیں ان کی نکتہ سنجی اور وسعت علم کی آئینہ دار ہیں۔ (۳) حریری کی درۃ الغواص کا حاشیہ (۴) الریحانہ (۵) رسائل اربعین (۶) حاشیہ شرح الفرائض (۷) حواشی رضی۔ (۸) شفاء العلیل فیما فی کلام العرب من الدخیل۔ (۹) دیوان الادب۔ (۱۰) طراز المجالس وغیرہ۔

خلاصۃ الاثر میں ان کے حالات تفصیل سے مذکور ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ خفاجی ان افراد میں سے ہیں جن کی عظمت اور کمال پر سب کا اتفاق تھا۔ وہ اپنے زمانے میں علوم وفنون کے آسمان پر چودھویں کا چاند اور نظم ونثر کے افق پر روشن سورج تھے۔

ان کی وفات رمضان ۱۰۶۹ھ (۱۶۵۹ء) میں ہوئی۔

(۵۹۸/۲۱) فخر الدین محمد طریح

ابن علی نجفی، شیعی، انکی تفسیر کا نام مجمع البحرین ومطلع النیرین فی غریب الحدیث والقرآن ہے۔

ان کا سال وفات ۱۰۸۵ھ (۱۶۷۴ء) ہے۔

(۵۹۹/۲۲) محمد بن مرتضی عرف ملا محسن

فیض الکاشی۔ ان کی تفسیر کا نام صافی فی تفسیر کلام اللہ الوافی ہے۔

ان کا سال وفات ۱۰۹۰ھ (۱۶۷۹ء) ہے۔

(۶۰۰/۲۳) شیخ عبدالحق محدث

علامہ، فقیہ، صوفی دہلوی، وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے تصنیفات اور تدریس کے ذریعے سے ہندوستان میں علم حدیث کی اشاعت کی۔ وہ محرم ۹۵۸ھ (۱۵۵۱ء) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ قرآن حکیم دو یا تین مہینوں میں اپنے والد سیف الدین سے پڑھ لیا۔ انشاء اور کتابت ایک مہینے میں سیکھ لی، دیگر علوم اپنے

Maktaba Tul Ishaat.com

والد کے علاوہ استاد محمد مقیم شاگرد امیر محمد مرتضیٰ شریفی وغیرہ سے دہلی کے مدرسے میں پڑھے۔ان کا قیام مدرسے سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔جہاں وہ روزانہ صبح وشام آتے جاتے تھے۔وہ رات کو دیئے پر جھک کر مطالعے میں اتنے منہمک ہوتے کہ کئی دفعہ ان کی پگڑی کو آگ لگ گئی تھی۔انہوں نے ایک سال کے عرصے میں قرآن شریف یاد کرلیا۔

انہوں نے ۹۸۵ھ(۱۵۸۷ء) میں شیخ موسیٰ بن حامداُچی سے بیعت کی۔پھر سفر حج پر روانہ ہوگئے لیکن اجین کے مقام پر پہنچے تو ۹۹۵ھ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ اس دوران میں شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ گجراتی سے اذکار حاصل کئے۔۹۹۵ھ میں مرزا عزیز الدین نے سواری اور زادراہ کا انتظام کیا تو شیخ اجین سے احمد آباد اور وہاں سے مکہ مکرمہ کو چلے گئے۔۹۹۶ھ(۱۵۸۸ء) میں حج کیا اور دس مہینے مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے۔پھر ۲۳ ربیع الثانی ۹۹۷ھ (۱۵۸۹ء) کو مدینہ منورہ گئے۔ اواخر رجب ۹۹۸ھ میں واپس مکہ آئے اور دوبارہ حج ادا کیا۔مکہ میں شیخ عبدالوہاب بن ولی اللہ متقی سے جو شیخ علی متقی کے خلیفہ تھے،حدیث پڑھی۔ مدینہ میں انہوں نے یہ سعادت شیخ احمد بن محمد بن محمد ابوالحزم مدنی اور شیخ حمید الدین عبداللہ سندھی سے حاصل کی تھی۔ دوسرے حج کے بعد شیخ شعبان ۹۹۹ھ میں طائف چلے گئے۔ وہاں سے واپس مکہ مکرمہ آئے تو مختصر سے قیام کے بعد واپس ہندوستان آگئے۔

انہوں نے مشکوۃ شیخ عبدالوہاب سے پڑھی تھی اور آداب ذکر سیکھے تھے۔وہ دہلی میں باون (۵۲) برس مقیم رہے اور اس دوران میں ہندوستان کے طول وعرض میں حدیث کی اشاعت میں مصروف رہے۔ انکے بعد یہ منصب ان کے بیٹے نورالحق نے سنبھال لیا۔

ان کا سال وفات ۱۰۵۲ھ(۱۶۴۲ء) ہے۔ان کی قبر قطب مینار کے قریب حوض شمسی کے نزدیک ہے۔انہوں نے کثرت سے تصانیف لکھیں۔

تصانیف:

(۱) تفسیر میں تحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورۃ العادیات اور (۲) شرح الصدور بتفسیر

Maktaba Tul Ishaat.com

آیۃ النور ان سے یادگار ہیں۔دیگر تصانیف کاذکر مندرجہ ذیل ہے :

(۱)اللمعات شرح مشکوۃ عربی میں (۲) اشعۃ اللمعات فارسی میں(۳)مدارج النبوۃ (۴)شرح فتوح الغیب (۵) جذب القلوب (۶) اخبار الاخیار (۷) زبدۃ الآثار (۸) جامع البرکات (۹)مرج البحرین (۱۰)زادالمتقین (۱۱)فتح المنان فی مناقب النعمان (۱۲)ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ (۱۳)حلیۃ سید المرسلین (۱۴) چہل حدیث (۱۵) شرح اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی المشکوۃ (۱۶)اہل فضل وکمال کے نام بھیجے گئے مکاتیب ورسائل جن کی تعداد ساٹھ سے زیادہ ہے (۱۷)تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان (۱۸)تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ فی اثبات البشارۃ بالجنۃ الی غیر الاصحاب العشرۃ المبشرۃ وتخصیصھم وجہ (۱۹)الاجوبۃ الاثناعشر فی توجیہ الصلوۃ علی سید البشر (۲۰)توجیہات التشبیہ (۲۱) آداب الصالحین (۲۲)مختصر احیاء العلوم (۲۳)المطلب الاعلیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ وصفاتہ العلیٰ (۲۴)رسالۃ النوریہ فی قواعد السلطنۃ،جونورالدین جہانگیر کے لئے لکھا گیا تھا۔ (۲۵)الانوار الجلیہ فی المشائخ الشاذلیہ، اس میں ان کے آٹھ سربرآوردہ بزرگوں کا ذکر ہے (۲۶)تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (۲۷)الدرالفرید فی قواعد التجوید (۲۸)البناء المرفوع فی ترصیص مباحث الموضوع،منطق (۲۹)شرح الشمسیہ۔

سبحۃ المرجان میں ان کی کتابوں کی تعداد ایک سو لکھی ہے۔

شیخ عبدالحق نے مجدد الف ثانی کے بعض اقوال کے خلاف ایک رسالے میں انکی تردید کی تھی۔مگر آخری عمر میں نادم ہو گئے تھے اور توبہ کر لی تھی۔جس رسالے میں شیخ نے حضرت مجدد الف ثانی پر اعتراضات کئے تھے خود ان کے فرزند شیخ نورالحق نے اس کی تردید کی تھی۔اسی طرح شاہ عبدالعزیز فرزند شاہ ولی اللہ اور شیخ غلام علی دہلوی کے علاوہ کثیر التعداد علماء اور مشائخ نے بھی ان کے خلاف لکھا۔ شیخ عبدالحق نے حضرت مجدد کے فرزند محمد معصومؒ اور محمد سعیدؒ سے استفادہ کیا تھا۔

شیخ کی ولادت کی تاریخ شیخ اولیاء اور تاریخ وفات فخر العلماء ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

ان مفسرین کا ذکر جنہوں نے اس صدی کے دوران میں بعض سور اور آیات کی تفاسیر رقم کیں:

(۱) خیر الکلام علی البسملة والحمد له

یہ تحریر شیخ الاسلام ابو یحیٰ زکریا بن محمد انصاری کے اس رسالے کی شرح اور تعلیق ہے جو بسمله اور الحمد لله کی تفسیر کے بارے میں ہے۔ اسے نور الدین ابو الفرج علی بن برھان الدین ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر حلبی، قاہری، شافعی، احمدی صاحب سیرت حلبیہ نے تحریر کیا تھا۔ سال تالیف ۹۹۹ھ (۱۵۹۰ء) اور سال نظر ثانی ۱۰۱۸ھ (۱۶۰۹ء) ہے۔

(۲) حاشیه غنیمی

انوار التنزیل للبیضاوی، ارشاد العقل السلیم لابی سعود اور کشاف للزمخشری میں سے مسائل بسملہ اور بعض دیگر مسائل پر ایک حاشیہ جسے مؤلف نے قاہرہ کی جامع ابن طولون میں درس تفسیر کے دوران میں بیان کیا تھا۔ مؤلف کا نام شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن شمس الدین غنیمی، انصاری، خزرجی تھا۔ ان کا سال وفات ۱۰۴۴ھ (۱۶۳۴ء) ہے۔

(۳) تفسیر فاتحه از شیخ اسماعیل بن احمد

انقروی، ترکی۔ اس کا نام الفاتحۃ العینیہ ہے۔ ان کا سال وفات ۱۰۳۸ھ (۱۶۲۸ء) ہے۔

تفسير سورة الفاتحه

بقلم الشیخ الکبیر علامہ عبداللہ سیالکوٹی فرزند علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی۔ انہوں نے حدیث مفتی نور الحق فرزند محدث عبدالحق سے پڑھی۔ پھر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے اور انکے فضل و کمال

Maktaba Tul Ishaat.com

کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ سلطان عالم گیر اور ان کے بیٹے ان سے اکرام واحترام سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ اجمیر کی صدارت عظمی پر انہیں مقرر کیا۔ تعمیل حکم میں انہوں نے یہ منصب قبول کرلیا مگر جلدی ہی علحدگی اختیار کرلی اور کہنے لگے کہ میں زندگی کی اس منزل پر ہوں کہ اب دنیا میں شہرت ڈھونڈنے کا نہیں بلکہ اس سے علحدگی اختیار کرنے کا وقت ہے۔ انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی۔

ان کی تصنیفات میں التصریح علی التلویح ہے جو ابتدا سے مقدمات اربعہ تک ہے اور ایک رسالہ حقائق التوجیہ ہے جو بادشاہ کے حکم سے لکھا تھا۔

ان کی وفات رجب ۱۰۹۳ھ (۱۶۸۲ء) ہوئی۔

(۴) تحفۃ الاکیاس

(ان اول بیت وضع للناس (۳:۹۳) کی تفسیر)

اس کے مؤلف سید شہاب الدین احمد بن سید شمس الدین محمد حسنی حموی حنفی ہیں۔

وہ ۱۰۹۸ھ (۱۶۸۷ء) میں زندہ تھے۔

(۵) السر القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی

از شیخ زین الدین بن منصور طبلاوی، جو ناصر الدین محمد بن سالم شافعی مصری کے نواسے تھے۔

وہ اس رسالے کی تحریر سے ۹۹۷ھ (۱۵۸۹ء) میں فارغ ہوئے تھے۔

ان کا سال وفات ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) ہے۔

(۶) نزھۃ العماد

اس کے مصنف شہاب بن عماد ہیں اور یہ قاضی بیضاوی کی تفسیر سورۃ یونس پر حاشیہ ہے۔ مصنف کا مکمل نام شہاب الدین ابو الفلاح عبدالحی بن احمد بن محمد بن عماد عکری صالحی حنبلی ہے، جو شذرات الذہب کے مصنف ہیں۔ کتاب ۱۰۶۵ھ (۱۶۵۵ء) میں مکمل ہوئی۔

مصنف کا سال وفات ۱۰۸۹ھ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۷) آیۂ قرآنی کان عرشه علی الماء (۱۱:۷) کی تفسیر میں ایک رسالہ

عمر بن عبدالوہاب عروضی، قادری، شافعی، مفتی حلب نے اسے تفسیر بیضاوی سے اخذ کیا۔
ان کا سال وفات ۱۰۲۴ھ (۱۶۱۵ء) ہے۔

(۸) انوار التنزیل واسرار التاویل پر حاشیہ (تفسیر قاضی)

یہ تفسیر بیضاوی میں سورۃ یونس کے ابتدائی حصہ سے آخر سورۃ تک ہے۔ مؤلف کا نام محمد صادق ہے۔
اسے انہوں نے ۱۰۲۳ھ (۱۶۱۴ء) میں لکھا۔ یہ حاشیہ تفسیر قاضی کے نام سے معروف ہے۔

(۹) تفسیر سورۃ یوسف

اس کے مرتب شیخ عالم کبیر محمد بن ابوسعید بن بہاؤالدین ہیں۔ جو احمد زاہد حسینی ترمذی سداوی کالپوری کی نسل سے ہیں۔ وہ علماء ربانیین سے تھے۔ ۱۰۰۶ھ ((۱۵۹۷ء) میں بہ مقام کالپی (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ امیر ابوالعلا حسینی اکبرآبادی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے اور طریقہ احراریہ کے طور اطوار ان سے سیکھے۔ پھر دس برس تک درس و تدریس کے شغل میں مصروف رہے۔ پھر شیخ کی خدمت میں چار مہینے برائے تربیت حاضر رہے۔ بعدہ گوشہ نشینی اختیار کر لی اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اب ان کا ٹھکانا گھر تھا یا مسجد۔

تفسیر کے علاوہ ان کی کئی اور تصنیفات بھی ہیں:

(۱) کتاب الروائح عربی میں ہے۔ اسے بایں انداز شروع کیا ہے: ''اللہ کی حمد کرتے ہوئے جبکہ حامد اور محمود وہی ہے، رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے جبکہ رسول رسالت اور مرسل وہی ہے، یہ کہتا ہوں کہ محمد بن ابوسعید پر ان عالیشان معانی کا ورود ہوا اور اس نے انہیں لکھوا دینے کا ارادہ کیا جبکہ قائل، قول اور مقول وہی ہے۔ (۲) تحقیق روح پر ایک رسالہ۔ اس کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے:
''بر ضمائر ارباب بصائر پوشیدہ نماند الخ''۔ (۳) ایک رسالہ وحدت وجود پر ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴) ارشاد السالکین فی السلوک ، فارسی میں ہے (۵) ایک رسالہ مبحث الفنا فارسی میں ہے ۔ (۶) ایک رسالہ عقائد صوفیہ میں ہے۔(۷) رسالہ الواردات،عربی میں ہے(۸) سلوک میں ایک رسالہ العمل والمعمول ، یہ تصوف پر بڑا عمدہ رسالہ ہے ۔ (۹) شکل کوزہ کے متعلق جام خدانما نامی ایک رسالہ (۱۰) رسالہ فی الحقائق (۱۱) رسالہ فی مراتب الفناء والوصول الی اللہ۔ فارسی میں ہے اور بایں انداز شروع ہوتا ہے: بعداز حمد واجب الوجود الخ۔

انکی وفات ۲۶ شعبان ۱۰۷۱ھ (۱۶۶۱ء) کو بروز ہفتہ ۶۵ برس کی عمر میں ہوئی اور کالپی میں دفن ہوئے۔

(۱۰) قرآن حکیم کی دس آیات کی تفسیر

یا یھا الر سل کلو ا من الطیبا ت ......وھم لھا سا بقون (المومنون:۵۱۔ ۶۱) کی تفسیر۔

اس کے مؤلف محمد بن حسن بن احمد کوکی حلبی مفتی حلب ہیں۔

ان کا سال وفات ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۵ء) ہے۔

(۱۱) آیۂ قرآنی ولقد اتینا دائود و سلیما ن علماً (۲۷:۱۵) کی تفسیر

اس کے مؤلف عبدالرحمان ہے جو احمد کے پوتے تھے، اوراُن کا عرف قاضی زادہ تھا۔ انہوں نے اسے ۱۰۴۳ھ (۱۶۳۳ء) میں قسطنطنیہ میں مرتب کیا تھا۔

(۱۲) تعلیق علی قولہ تعالیٰ : فلا یظھر علی غیبہ احد ا الا من ارتضی من رسول (۷۲:۲۶)

اسکے مصنف جاراللہ زمخشری ہیں جو ۵۳۸ھ (۱۱۴۳ء) میں فوت ہوئے۔

نیز ابوالعرفان برھان الدین ابراہیم بن حسن کورانی شہرزوری صوفی مقیم مدینہ منورہ متوفی ۱۱۰۱ھ (۱۶۹۰ء) اور شیخ یحیٰی ابن محمد بن محمد بن عبداللہ ابوزکریا مغربی شادی متوفی ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۵ء) نے بھی اس آیت کی تفسیر لکھی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۳) ترتیب آیات القرآن العظیم

یہ کتاب حروف تہجی کے مطابق ترتیب دی گئی ہے تاکہ آیات کی تلاش میں آسانی ہو۔ یہ بے مثال کوشش ہے، جسے ترکی زبان میں حافظ الورداری حنفی نے مرتب کیا۔

ان کا سال وفات ۱۰۶۱ھ (۱۶۵۱ء) ہے۔

(۱۴) قلائد المرجان فی الناسخ والمنسوخ فی القرآن

اس کی تکمیل جامع ازھر میں ہفتہ کو عاشورا ۱۰۲۲ھ (۱۶۱۳ء) کو ہوئی۔

(۱۵) اقاویل الثقات فی تاویل الاسماء والصفات والآیات المحکمات والمشتبھات

مرعی بن یوسف بن ابوبکر بن احمد کرمی، مقدسی، حنبلی کی تالیف ہے جسے انہوں نے مصر میں ۱۰۳۲ھ (۱۶۲۲ء) میں مرتب کیا۔ قلائد المرجان بھی انہی کا رسالہ ہے جس کا تذکرہ آئندہ سطروں میں کیا جارہا ہے۔ ان کا سال وفات ۱۰۳۳ھ (۱۶۲۳ء) ہے۔

(۱۶) الخلاف والتشھیر والاحسان وما اغفلہ موارد الظمان وما سکت عنہ التنزیل والبرھان وماجری العمل بہ من الخلافات الرسمیۃ فی القرآن

اس کے مؤلف ابوزید عبدالرحمان بن عبدالقادر بن علی بن ابوالمحاسن یوسف بن محمد فاسی مالکی متوفی ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۵ء) ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن یازدہم کی خصوصیات

اس صدی میں ہندوستان کے طول وعرض میں مسلم الثبوت مفسرین ،محدثین، قضاۃ اور فقہاء کی کثیر تعداد پائی جاتی تھی۔ چنانچہ اطراف وجوانب سے طالبان علم جن میں امراء صوفی، مشائخ بھی شامل تھے،گروہ درگروہ اُن کی خدمت میں امڈے چلے آتے تھے۔

(۱) ائمہ صوفیہ:

صاحب الوجد سید مرتضیٰ بن محی الدین گجراتی،متوفی ۱۰۰۲ھ(۱۵۰۳ء)۔

شیخ عبداللہ سندیلوی،متوفی ۱۰۱۰ھ(۱۶۰۱ء)۔شیخ عبدالاحد سرہندی والد حضرت مجدد الف ثانی ، متوفی ۱۰۰۷ھ(۱۵۹۸ء)۔شیخ اللہ بخش شطاروی،متوفی ۱۰۰۲ھ(۱۵۹۳ء)۔

طریقہ نقشبندیہ کے امام عبدالباقی بدخشی، جو باقی باللہ کے نام سے مشہور تھے،انکی ولادت ۹۷۲ھ (۱۵۶۴ء) میں کابل میں ہوئی۔وہ اپنے مریدوں کو تعظیما کھڑا ہونے سے روکتے تھے۔۱۰۱۴ھ(۱۶۰۵ء) میں فوت ہوئے۔شیخ محمد بن عبدالشکور سہوانی، متوفی ۱۰۳۳ھ(۱۶۲۳ء)۔

الشیخ الامام، بحرالحقائق والاسرار،محی السنن النبویہ، ناصرالشریعہ، برھان العارفین، سلطان الاولیاء الکاملین، امام المتقین شیخ مجدد الف ثانی احمد سرہندی، جوشوال ۹۷۱ھ (۱۵۶۳ء) میں سرہند میں پیدا ہوئے۔ اُن کے متعدد رسائل اور مکتوبات ہیں۔صفر ۱۰۳۴ھ (۱۶۲۴ء) کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ سرہند کے مدرسہ میں فوت ہوئے ۔

ان کے ملفوظات ومعارف قدسیہ :

(۱) صوفیہ کے معارف اور علوم، خواہ وہ طریقت کے کسی انتہائی مقام پر ہی پہنچ چکے ہوں، شریعت ہی کے علوم اور معارف ہیں نہ کہ شرعی علوم سے الگ کوئی چیز۔طریقت کے اس سفر میں انہیں علوم ومعارف بکثرت منکشف ہوتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) شریعت ہر طرح کی دنیوی اور اخروی سعادتوں کی کفیل ہے اور کوئی ایسا امر نہیں جس کے حصول کے لئے غیر شرعی وسائل کا استعمال ضروری ہو۔ بلکہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں جن کا حصول شریعت کی تکمیل کے لئے کیا جاتا ہے۔

شیخ تاج الدین سنبھلی: وہ پہلے بزرگ ہیں جنہیں شیخ عبدالباقی نے اجازت دی تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ اکابر طریقہ نقشبندیہ کے عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ہی ہیں۔ وہ بدھ کے دن ۱۸ جمادی الاولی ۱۰۵۰ھ کو فوت ہوئے اور اس قبر میں دفن ہوئے جو انہوں نے اپنے لئے قعیقعان مکہ میں تیار کرائی تھی۔

الشیخ العارف آدم بن اسماعیل بنوری جو نقشبندیوں کے کبار مشائخ سے تھے، بنور میں جو سرہند کا مضافاتی قصبہ ہے، پیدا ہوئے اور ۲۳ شوال ۱۰۵۳ھ (۱۶۴۳ء) کو مدینہ میں فوت ہوئے۔

شیخ عبداللطیف برہانپوری متوفی ۱۰۶۰ھ (۱۶۵۰ء)۔ شیخ برھان الدین برھان پوری، متوفی ۱۰۸۳ھ۔ شیخ ابوالقاسم اکبر آبادی، متوفی ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۲ء)۔ شیخ امام سیف الدین بن محمد معصوم اور ان کے والد امام اور عالم کبیر محمد معصوم بن امام مجدد الف ثانی، جن کی وفات ۱۰۷۹ھ (۱۶۶۸ء) میں ہوئی۔ ان کے مکاتیب بھی اپنے والد گرامی کی طرح تین جلدوں میں ہیں۔ شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد، جن کا لقب خازن الرحمت تھا، وفات ۱۰۷۰ھ (۱۶۵۹ء) میں ہوئی۔

(۲) علمائے محدثین:

شیخ ابراہیم محدث اکبر آبادی، متوفی ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۲ء)۔ الشیخ العالم عبدالوھاب متقی، استاد شیخ عبدالحق، متوفی ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۲ء)۔ وہ اپنے استاد علی متقی اور شیخ احمد بن رضا شیعی حیدر آبادی کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ انہیں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) احادیث کے متن یاد تھے۔ شیخ ضیاء اللہ محدث، متوفی ۱۰۰۵ھ (۱۵۹۶ء)۔ شیخ عبدالقادر بدایونی، صاحب منتخب التواریخ، متوفی ۱۰۰۴ھ (۱۵۹۵ء)۔ شیخ عبداللہ سندیلوی، متوفی ۱۰۱۰ھ (۱۶۰۱ء) میں ہوئی۔ قاضی محمد زاہد کابلی، متوفی ۱۰۳۹ھ (۱۶۲۹ء)۔ شیخ عبدالقادر حضرمی، جو النور السافر فی اخبار القرن العاشر کے مصنف ہیں۔ ان کی وفات ۱۰۳۸ھ (۱۶۲۸ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مولانا فریدالدین دہلوی، زیج شاہ جہانی کے مصنف ہیں ،ان کی وفات ۱۰۳۸ھ(۱۶۲۸ء) میں ہوئی۔
اخون درویزہ پشاوری، متوفی ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء)۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی مصنف رسائل وشرح فصوص الحکم ، ان کی وفات ۱۰۵۸ھ(۱۶۴۸ء) میں ہوئی۔

قاضی محمد اسلم ہروی، متوفی ۱۰۶۱ھ(۱۶۵۱ء)۔شیخ محمد افضل جونپوری ،متوفی ۱۰۶۲ھ(۱۶۵۲ء)۔
شیخ نورالحق ،متوفی ۱۰۷۲ھ(۱۶۶۲ء)۔وہ شیخ عبدالحق محدث کے بیٹے تھے۔شیخ محمد رشید عثمانی جونپوری، متوفی ۱۰۸۴ھ (۱۶۷۳ء)۔وہ رشیدیہ کے مصنف تھے۔شیخ پیر محمد لکھنوی، متوفی ۱۰۸۵ھ (۱۶۷۴ء)، مصنف سراج الحکمۃ شرح ہدایت الحکمۃ۔قاضی علی اکبر الہ آبادی مصنف فصول اکبری، فتاوی عالمگیر کی تدوین کی نگرانی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔انہیں ۱۰۹۰ھ(۱۶۷۹ء) میں قتل کردیا گیا تھا۔

شیخ علم اللہ نقشبندی بریلوی ،متوفی ۱۰۹۷ھ(۱۶۸۶ء)۔

(۳) امراء وسلاطین :

(۱) اکبر: جب ہمایوں ملکہ حمیدہ بیگم کو ساتھ لیے شیر شاہ کے ڈر سے ایران بھاگا جارہا تھا تو اکبر ۹۴۹ھ(۱۵۴۲ء) میں بمقام قلعہ امرکوٹ (سندھ) میں پیدا ہوا۔ اس کی وفات مقام اسکندر آباد میں جو آگرہ کے قریب ہے ۱۰۱۴ھ(۱۶۰۵ء) میں ہوئی۔ملا مبارک ناگوری نے ایک فتویٰ تحریر کیا تھا کہ ملک کے بادشاہ کا مقام مجتہد سے بلند تر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے اور اسکے بیٹوں نے بادشاہ کے دل میں اس خیال کو ٹھونس دیا۔ بادشاہ نے علماء کو طلب کیا اور انہوں نے اس محضر پر دستخط کردیے۔ان میں مخدوم الملک شیخ عبداللہ سلطان پوری، شیخ عبدالنبی صدر الصدور، مفتی ممالک صدر جہاں، قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین ملتانی اور شیخ نظام الدین بدخشی وغیرہ شامل تھے، حتیٰ کہ متعہ، مشرکہ کا مسلمان مرد سے نکاح، سلف صالحین کے متعلق دشنام طرازی، بتوں کی عبادت، سورج اور آگ کی تعظیم خلق قرآن کا عقیدہ ،وحی کا عدم امکان ، شراب اور جوئے کی حلت وغیرہ درست قرار دے دی گئیں۔ نیز گائے کا ذبیحہ حرام ہوگیا۔اور کلمہ توحید کو لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ سے تبدیل کردیا گیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲)نواب امیر کبیر مرتضی بن احمد: متوفی ۱۰۲۵ھ(۱۶۱۶ء)۔

(۳)نواب مہابت خان، متوفی ۱۰۴۳ھ (۱۶۳۴ء)۔

(۴)نواب وزیر خان: جنہوں نے لاہور کی مسجد اور وزیر آباد کا قصبہ تعمیر کرایا، وفات ۱۰۵۰ھ (۱۶۴۰ء) میں ہوئی۔

(۵) سلطان نورالدین محمد جہانگیر: ولادت ۹۷۷ھ (۱۵۶۹ء) میں ہوئی اور وفات ۱۰۳۶ھ (۱۶۲۷ء) میں ہوئی۔

(۶) سلطان شاہ جہاں: ولادت ۱۰۰۰ھ(۱۵۹۱ء) میں ہوئی اور وفات ۱۰۹۸ھ (۱۶۸۷ء) میں اکبر آباد میں ہوئی۔ ان کا عہد حکومت بہت عمدہ تھا۔ وہ ہر سال علامہ عبدالحکیم کو ایک لاکھ درہم دیتے تھے۔

(۷) آصف خان خاناں، متوفی ۱۰۵۱ھ(۱۶۴۱ء)۔

(۸) امیر کبیر سپہ سالار، صاحب السیف والقلم عبدالرحیم خان خاناں بن بیرام خان: ولادت ۹۶۴ھ(۱۵۵۶ء) میں ہوئی۔ انہوں نے تزک بابری کو ترکی سے فارسی میں منتقل کیا۔ وفات ۹۹۷ھ (۱۵۸۹ء) میں ہوئی۔

(۹) ملک قطب شاہ حیدری، متوفی ۱۰۸۳ھ(۱۶۷۳ء)۔

(۱۰) وزیر کبیر سعداللہ خان لاہوری: ولادت چنیوٹ میں ہوئی اور وفات ۱۰۶۲ھ(۱۶۵۲ء) میں ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن دو از دہم

(۱) احمد بن محمد بن عبدالرحمان
(۲) محمد حسین بیجاپوری
(۳) صالح بن مہدی بن علی
(۴) شیخ محمد بن جعفر بن جلال
(۵) نواب زیب النساء
(۶) احمد بن محمد بن حسن بن احمد
(۷) شیخ جمال الدین
(۸) مولانا غلام نقشبند لکھنوی
(۹) ملاجیون
(۱۰) مفتی شرف الدین لکھنوی
(۱۱) امان اللہ بنارسی
(۱۲) شیخ علی اصغر قنوجی
(۱۳) شیخ کلیم اللہ
(۱۴) محمد طاہر الہ آبادی
(۱۵) شیخ فتح محمد سیدانوی
(۱۶) شیخ علامہ شمس الدین
(۱۷) محمد حکم بریلوی
(۱۸) شیخ مصطفیٰ بن عبدالرحمان
(۱۹) شیخ نورالدین گجراتی
(۲۰) قاضی محمد معظم نابھوی
(۲۱) شیخ محمد عابد
(۲۲) شیخ محمد وارث حسینی
(۲۳) امام ولی اللہ دہلوی
(۲۴) مولانا رستم علی قنوجی
(۲۵) شیخ اہل اللہ پھلتی
(۲۶) نواب کرم اللہ خواقی

فصل

(۱) تعلیقات بر آیۂ قرآنی فلایظھر علیٰ غیبہ احداً الا
(۲) بیان نبذۃ من سورۃ الفاتحہ ومناسبات السورۃ
(۳) انہار الجنان
(۴) تفسیر آیات الاحکام
(۵) حل اللغات القرآنیہ
(۶) جنۃ النعیم
(۷) درء التعسف
(۸) کشف اللثام
(۹) تعلیق علی البیضاوی
(۱۰) نجوم الفرقان

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن دوازدہم کے مفسرین

(۶۰۱/۱) احمد بن محمد بن عبدالرحمان بن محمد

فرقاوی ، فیومی ، جو کشف النقاب والران عن وجہ مخدرات اسئلۃ تقع فی بعض سور القرآن (قرآن کریم کی بعض سورتوں میں پیدا شدہ دقیق سوالات کی بے نقابی) کے مصنف ہیں۔ یہ رسالہ تجوید اور تفسیر قرآن کے سلسلہ میں منعقد ہونے والی مجالس میں پیش آمدہ مباحث پر مشتمل ہے جنہیں مختلف تفاسیر سے جمع کیا گیا۔ یہ مباحث سورۃ الکوثر سے آخر قرآن تک اور سورۃ بقرہ کی بعض ابتدائی آیات کی تفسیر سے متعلق ہیں۔

ان کا سال وفات ۱۱۰۱ھ (۱۶۸۹ء) ہے۔

(۶۰۲/۲) شیخ محمد حسین بیجا پوری

شیخ، عالم کبیر، محمد حسین خلیل اللہ بن قاضی احمد بن ابو محمد فقیہ، نائطی بیجاپوری، جو فقیہ اسماعیل السکری کی اولاد سے تھے وہ پہلے آدمی تھے جو ہندوستان میں وارد ہوئے اور بلاد دکن میں سمندر کے ساحل پر سکونت اختیار کر لی۔ محمد حسین بیجاپور میں پیدا ہوئے۔ علم شیخ محمد زبیر بیجاپوری سے حاصل کیا۔ پھر گلبرگہ گئے اور عالم گیر نے انہیں بیدر میں محمود گاواں کے مدرسے میں تدریس کی خدمت سپرد کر دی۔ یہ ۱۰۹۸ھ (۱۶۸۷ء) کا واقعہ ہے۔ چنانچہ شیخ مذکور نے ساری زندگی اس درس گاہ میں گزار دی۔

تصنیفات:

(۱) الازھار الفائحۃ فی تفسیر سورۃ الفاتحۃ (۲) تحبیب الطیب والنساء الی سید الانبیاء (۳) تلخیص فنون الریاضیہ (۴) ملخص شرح المواقف (۵) ملخص شرح المقاصد (۶) ملخص شرح العقائد از تفتازانی (۷) ملخص شرح العقائد از دوانی مع حاشیہ (۸) رسالہ فی وحدۃ الوجود (۹) رسالہ فی رسم الخط (۱۰) الکافی خلاصہ کافیہ ابن حاجب۔

شیخ کی وفات آسمانی بجلی کے گرنے سے ہوئی تھی۔ وہ مدرسہ کی مسجد میں تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ مدرسہ کے قریب ایک سٹور پر بجلی گری۔ اسے آگ لگ گئی اور قریب کا سارا علاقہ اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ چنانچہ شیخ مع نمازیوں کے جل کر راکھ ہو گئے۔ یہ حادثہ ۱۱۰۸ھ (۱۶۹۶ء) میں پیش آیا جیسا کہ تاریخ النوائط میں ہے (نزهۃ الخواطر)۔

(۶۰۳/۳) صالح بن مهدی بن علی

مقبلی، صنعانی، مکی، جو ۱۰۴۷ھ (۱۶۳۷ء) میں کوکبان کی ایک مضافاتی بستی مقبل میں پیدا ہوئے۔ یمن کے کبار علماء سے علم حاصل کیا۔ پھر ان کے اور صنعانی علماء کے درمیان مناظرے چھڑ گئے جن کے نتیجہ میں باہمی نفرت اور دوری پیدا ہو گئی۔ کیونکہ ان کے مزاج میں گرمی تھی، وہ اپنے دلائل پر سختی سے ڈٹ جاتے تھے اور تقلید کی طرف ان کا رجحان نہیں تھا۔ چنانچہ وہ مکہ چلے گئے۔ وہاں بھی ان کے مخالف رہے، حتیٰ کہ وہ ۱۱۰۸ھ (۱۶۹۶ء) میں فوت ہو گئے۔

شیخ ان افراد سے تھے جو تمام علوم قرآن وسنت کے ماہر، اصولین، عربیت، معانی، بیان حدیث اور تفسیر میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ ان کے معاصر علماء، ان کی تالیفات کے دلدادہ تھے۔ ان کی غیر معمولی قابلیت پر رشک کرتے تھے اور ان کے اقوال کو بطور دلیل پیش کرتے تھے۔

بعض کلامی مسائل میں معتزلہ ان کے اعتراضات کا ہدف تھے۔ اسی طرح اشاعرہ کے بعض کلامی اقوال ان کی تنقید کا نشانہ بنتے۔ صوفیاء کے اکثر مسائل ان کی تنقیص کی زد میں رہتے۔ اسی طرح فقہی موشگافیاں انہیں ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں۔ رہ گئے محدثین، ان کا غلو شیخ کے لئے سوہان روح تھا۔

تصنیفات:

(۱) بحر زخار پر انکے حاشیے کا نام المنار ہے۔ (۲) العلم الشامخ: علمائے کلام اور صوفیہ پر اعتراضات کا مجموعہ (۳) مختصر ابن حاجب پر نجاح الطالب، یہ درباره اصول ہے (۴) الاتحاف لطلبۃ الکشاف، اس کتاب میں زمخشری کی تفسیر کے اکثر مباحث پر اعتراضات ہیں (۵) الارواح النوافخ والابحاث المسددہ، اس میں بعض تفسیری، حدیثی، فقہی اور اصولی مباحث جمع کر دیئے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۰۴/۴) شیخ محمد بن جعفر بن جلال

ابن محمد حسینی بخاری، ابو محمد محبوب عالم گجراتی، جو شیخ جلال الدین حسین بخاری اچی کی اولاد سے تھے۔ گجرات میں ۳ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ (۱۶۳۷ء) کو پیدا ہوئے۔ احمد آباد میں اپنے والد اور ان کے معاصرین سے علم حاصل کیا۔ پھر انہیں تدریس کی خدمت سپرد ہوئی۔ ان سے شیخ نورالدین ابن محمد صالح احمد آبادی نے پڑھا۔

تصنیفات:

(۱) تفسیر القرآن (فارسی) بروایت اہل بیت (۲) تفسیر القرآن عربی بہ انداز جلالین (۳) زینۃ النکات شرح مشکوۃ وغیرہ۔

وہ ۱۳ جمادی الاخری ۱۱۱۱ھ کو احمد آباد میں فوت ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

(۶۰۵/۵) نواب زیب النساء

دختر عالمگیر، فاضلہ شہزادی، جو ۱۰ شوال ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء) کو ملکہ دلرس بانو کے بطن سے جو شاہنواز خان صفوی کی دختر تھیں، پیدا ہوئیں اور اپنے والد کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ انہوں نے قرآن حکیم مریم، عنایت اللہ کشمیری کی والدہ، کے زیر تربیت حفظ کیا جس پر بادشاہ نے انہیں تیس ہزار طلائی سکے (دینار) انعام میں دیئے۔ پھر شہزادی نے کتابت سیکھی اور خط نسخ، نستعلیق اور شفیعہ وغیرہ میں مہارت حاصل کی۔ درسی کتابیں شیخ احمد بن ابوسعید حنفی وغیرہ سے پڑھیں۔ شعر اور انشاء وغیرہ میں شیخ محمد سعید مازندرانی سے استفادہ کیا۔ اور اعلیٰ درجے کی کتابیں اپنے کتب خانے میں جمع کر لیں۔ چونکہ وہ خود شاعرہ تھیں اور نہایت دل پذیر شعر کہتی تھیں، اس لئے شعراء اور علماء کی اچھی خاصی تعداد ان کے ہاں جمع تھی۔ ہندوستان بھر میں کوئی خاتون بھی جودت ذہن، سلامت فکر اور لطافت طبع میں ان کی ہم پلہ نہ تھی۔ شہزادی نے گوارا نہ کیا کہ وہ کسی مرد کے پہلو میں لیٹے۔ اس لئے انہوں نے اپنے گلے میں شادی کا پھندا ڈالنا گوارا نہ کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات:

اس وقت دنیا میں سوائے زیب المنشآت کے، جو ان کے خطوط کا مجموعہ ہے، ان کی کوئی اور تصنیف دستیاب نہیں ہے۔ اور جو دیوان ان سے منسوب ہے، وہ کسی ایرانی شاعر کا ہے۔ ان کا اپنا دیوان، ان کی زندگی ہی میں ضائع ہو گیا تھا۔ رہا سوال زیب التفاسیر کا، وہ دراصل علامہ رازی کی تفسیر کبیر کا فارسی ترجمہ ہے، جسے شیخ صفی الدین اردبیلی نے شہزادی کے حکم سے مکمل کر کے شہزادی کے نام پر اس کا نام رکھا تھا۔

شہزادی کا سال وفات ۱۱۱۳ھ (۱۷۰۱ء) ہے۔ وہ عالم گیر کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں اور لاہور میں اپنے ہی باغ میں دفن ہوئیں۔ ذیل کے دو شعر ان کی یادگار ہیں:

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد　　کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نشد

صد بہار آخر شد و ہر گل بر فرقے جا گرفت　　غنچہ باغ دل ما زیب دستارے نشد

(۶/۲۰۶) احمد بن محمد بن حسن بن احمد

کواکبی، حلب میں احناف کے مفتی تھے۔ علم تفسیر میں التحریر ان سے یادگار ہے۔ آستانہ میں ۱۱۲۴ھ (۱۷۱۲ء) میں فوت ہوئے۔

(۷/۲۰۷) شیخ جمال الدین

عمری، چشتی، گجراتی، مشہور مشائخ سے تھے۔ وہ بمقام احمد آباد ۱۰۸۸ھ (۱۶۷۷ء) میں پیدا ہوئے۔ علم اپنے والد سے اخذ کیا۔ کافی مدت ان کے حلقہ تربیت میں رہے۔ اور طریقت کے طور طریقے ان سے سیکھے۔ اس کے بعد درس و تدریس اور افادہ میں مصروف ہو گئے اور کافی تعداد میں کتابیں تصنیف کیں۔ شیخ نیکوکار، کریم النفس، نہایت سخی، بلند ہمت، وسیع الظرف، طلبہ اور مسافروں سے حسن سلوک سے پیش آنے والے اور اعلیٰ درجے کے عبادت گزار تھے۔ ساری عمر تدریس و تصنیف میں منہمک رہے۔

تصنیفات:

(۱) شرح جامی پر حاشیہ (۲) منہل الصافی پر حاشیہ (۳) حاشیہ علی الزبدہ (۴) قطب رازی کی شرح

Maktaba Tul Ishaat.com

شمسیہ پر حاشیہ (۵) حاشیہ علی المطول (۶) شرح عقائد تفتازانی پر حاشیہ (۷) حاشیہ خیالی پر حاشیہ (۸) مختصر معانی پر حاشیہ (۹) تلویح پر حاشیہ (۱۰) تفسیر مدارک پر حاشیہ (۱۱) تفسیر بیضاوی پر حاشیہ (۱۲) تفسیر محمدی پر حاشیہ (۱۳) تفسیر حسینی پر حاشیہ (۱۴) تفسیر مختصر (۱۵) تفسیر نصیری (۱۶) تفسیر فتح الجمال (۱۷) مثنوی معنوی کی شرح (۱۸) سوانح جامی کی شرح (۱۹) جام جہاں نما کی شرح (۲۰) فصوص الحکم کی شرح (۲۱) شرح اسماء الاسرار از محمد بن یوسف حسینی (۲۲) شرح مرأۃ العارفین (۲۳) شرح التعرف (۲۴) شرح علی عوارف المعارف (۲۵) شرح علی آداب المریدین (۲۶) شرح اسرار الخلوۃ (۲۷) شرح بحر الاسرار (۲۸) درۃ التاج (۲۹) شرقات السلوک (۳۰) قرۃ العین (۳۱) نور الاولیاء (۳۲) رکن الطریقۃ (۳۳) مشہد الجمال (۳۴) آثار الصلوۃ (۳۵) مراصد الکمال (۳۶) کنہ وحدت (۳۷) شرح التقسیم۔

فی الجملہ ۱۴۲ کتابیں ان کے قلم کا کرشمہ ہیں۔ ان کے علاوہ فارسی کے دو دیوان بھی ہیں۔

وہ ۶ ربیع الثانی ۱۱۲۴ھ کو فوت ہوئے۔

(۶۰۸/۸) مولانا غلام نقشبند لکھنوی

شیخ، امام، عالم کبیر، علامہ، غلام نقشبند بن عطاء اللہ بن حبیب اللہ بن احمد بن ضیاء الدین بن یحییٰ بن شرف الدین بن نصیر الدین بن حسین بن عثمانی اصفہانی گھوسوی، لکھنوی۔ کہتے ہیں کہ ان کا سلسلہ نسب ابان ابن عثمان یا عمر بن عثمانؓ تک جاتا ہے، انکے دادا حبیب اللہ گھوسی کے قاضی تھے۔۹ ذوالحجہ ۱۰۵۱ھ (۱۶۴۲ء) کو گھوسی میں پیدا ہوئے۔ میر محمد شفیع بن محمد مقیم دہلوی سے علوم پڑھے۔ اور اخذ و قرأت سے اٹھارہ برس کی عمر میں فارغ ہو گئے۔ علامہ غلام نقشبند کبار اساتذہ سے تھے۔ ان کے معاصرین میں نحو، لغت، اشعار، ایام العرب اور انکے متعلقات میں کوئی ان کا مثیل نہ تھا اور علوم فلسفہ میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔

تصنیفات:

(۱) شیخ نے قرآن کے چوتھے حصے کی تفسیر بنام الانوار قلمبندکی (۲) نیز انہوں نے تفسیر سورۃ الاعراف،

Maktaba Tul Ishaat.com

مریم، طٰہٰ، محمد، یوسف، الرحمان، نبا، الکوثر، الاخلاص، آیۃ النور، آیۃ اما نۃ، آیۃ افحسبتم، آیۃ لا تقولن لشیءٍ انی فاعل ذالک غدا، آیۃ الاستواء اور آیۃ کلو ا و اشر بو ا کی تقاسیر اوران پر اعلیٰ درجے کی تعلیقات لکھیں۔ (۳) فرقان الانوار (۴) اللامعۃ العرشیہ فی مسئلہ وحدت الوجود (۵) شرح قصیدہ خزرجیہ فی العروض۔

وہ آخر رجب یا ایک قول کے مطابق جمادی الاولیٰ ۱۱۲۶ھ میں لکھنو میں فوت ہوئے اور دریائے گومتی کے کنارے شیخ پیر محمد کے ٹیلے پر دفن کیے گئے۔

(۹/۶۰۹) ملا جیونؒ

شیخ علامہ احمد بن ابوسعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق بن خاصہ خدا، حنفی امیٹھوی، جن کا عرف ملا جیون تھا۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت صالحؑ تک پہنچتا ہے۔ ۲۵ شعبان ۱۰۴۷ھ (۱۶۳۷ء) کو بروز منگل صبح کے وقت امیٹھی میں پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں قرآن شریف یاد کرلیا اور بائیس برس کے تھے کہ علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوگئے اور درس دینا شروع کردیا۔ جب چالیس برس کے ہوئے تو اجمیر گئے اور پھر دہلی چلے گئے۔ کافی لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ پچپن برس کی عمر میں وہ حج و زیارت کے لئے حرمین شریفین کو گئے۔ وہاں ایک عرصہ گزارنے کے بعد واپس ہندوستان آئے اور دکن میں عالم گیرؒ کی چھاؤنی میں مقیم ہوگئے۔ چھ برس یہاں گزارنے کے بعد بار دگر حج اور زیارت کے لئے ۱۱۱۲ھ (۱۷۰۰ء) میں حجاز چلے گئے۔ وہاں صحیحین کا درس پورے اتقان، سوچ سمجھ اور حواشی وشروح سے استفادے کے بعد دیتے رہے اور چار برس کے بعد واپس اپنے شہر کو لوٹ آئے۔ اس دوران میں انہیں خرقہ خلافت شیخ یٰسین بن عبدالرزاق قادری نے عنایت فرمایا اور دو برس امیٹھی ہی میں ٹھہرے رہے۔ پھر وہ طلبہ کی ایک جماعت کے ساتھ دہلی گئے اور وہاں کافی عرصہ قیام پذیر رہے۔ جب شاہ عالم بن عالمگیر دکن سے واپس آئے تو شیخ نے اجمیر کے مقام پر شاہ عالم کا استقبال کیا اور ان کی رفاقت میں لاہور چلے گئے جہاں ایک عرصہ تک قیام کیا اور جب شاہ عالم فوت ہوگئے تو شیخ واپس دہلی آگئے اور تاوفات یہیں جمے رہے۔ شاہ عالم

Maktaba Tul Ishaat.com

کی وفات کے بعد شیخ کو فرخ سیر کے دربار میں تقرب حاصل ہو گیا تھا۔ شیخ نے بڑھاپے کے باوجود درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا تا آنکہ جس دن وہ فوت ہوئے اس دن بھی انہوں نے طلبہ کو اپنے فیض سے محروم رکھنا مناسب نہ جانا تھا۔ کثیر التعداد لوگوں نے ان سے فائدہ حاصل کیا۔

تصنیفات:

(۱) تفسیر احمدی فی آیات الاحکام: انہوں نے اس کی تصنیف ۱۰۶۴ھ (۱۶۵۴ء) میں شروع کی جب ان کی عمر ۱۶ برس تھی اور وہ اصول کی کتاب حسامی پڑھتے تھے۔ اور وہ اس کی تصنیف سے ۱۰۶۹ھ (۱۶۵۸ء) میں فارغ ہوئے جب وہ شرح مطالع پڑھتے تھے۔ یہ امیٹھی کا واقعہ ہے۔ پھر جب وہ تحصیل علوم سے ۱۰۷۵ھ (۱۶۶۵ء) میں فارغ ہوئے اور ان کی عمر ۲۷ برس تھی تو انہوں نے اس کتاب کی تصحیح کی کیونکہ اس میں کافی غلطیاں رہ گئی تھی۔

(۲) نور الانوار جو منار کی شرح ہے۔ اسے انہوں نے مدینہ منورہ میں دو ماہ میں تصنیف کیا۔ ابتداء کیم ربیع الاول ۱۱۰۵ھ (۱۶۹۳ء) کو ہوئی اور ۷ جمادی الاولی کو ختم کر دی۔

(۳) سوانح، مولانا جامی کی لوائح کے انداز میں۔ اسے انہوں نے حجاز میں تصنیف کیا تھا جب وہ دوبارہ حج کے لئے ۱۱۱۲ھ (۱۶۹۸ء) میں وہاں گئے تھے۔

(۴) مناقب الاولیاء فی اخبار المشائخ۔ اسے انہوں نے آخری عمر میں امیٹھی میں تصنیف کیا تھا۔ اس کا تتمہ ان کے فرزند عبد القادر نے لکھا ہے

(۵) آداب احمدی فی السیر والسلوک، جو ان کے ابتدائی ایام کی تصنیف ہے۔

(۶) مثنوی معنوی کے انداز میں ایک مثنوی جو پندرہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔

(۷) دیوان حافظ کی طرح کا ایک دیوان جس میں پانچ ہزار اشعار ہیں۔

(۸) قصیدہ بردہ کے انداز میں ایک عربی قصیدہ، جس میں دو سو بیس اشعار ہیں، مرتب کیا۔

وہ ۹ ذوالقعدہ ۱۱۳۰ھ منگل کی رات کو دہلی میں فوت ہوئے اور انہیں خانقاہ میر محمد شفیع دھلوی میں

Maktaba Tul Ishaat.com

دفن کیا گیا۔ پچاس دن کے بعد ان کا جسد خاکی یہاں سے نکال کر امیٹھی لے گئے جہاں ان کے اپنے مدرسہ میں انہیں دفن کیا گیا۔

(۶۱۰/۱۰) مفتی شرف الدین لکھنوی

شیخ، عالم، فقیہ، لکھنو میں پیدا ہوئے اور وہیں پھولے پھلے۔ اپنے والد اور شیخ غلام نقشبند سے علم حاصل کیا اور ان ہی سے طریقت کے رموز و غوامض سیکھے۔ اس کے بعد بادشاہ ہند عالم گیر کے قریب ہوگئے اور بادشاہ نے چار سو روپے نقد بطور ذاتی وظیفہ اور بعض شرعی خدمات کی بجا آوری کے لئے منظور کیا۔ محمد شاہ کے عہد تک وہ اس منصب پر قائم رہے۔ محمد شاہ نے ان کے منصب میں اضافہ کردیا۔ تنخواہ بڑھ کر تین ہزار ماہوار ہوگئی اور بہار کے صوبے میں فدائی خان کے نائب حاکم مقرر کردیئے گئے۔ وہ چند برس اس منصب پر سرفراز رہے۔

تصنیفات:

(۱) جذر اصم (۲) حاشیہ شرح مواقف (۳) حاشیہ تفسیر بیضاوی۔

ان کی وفات ۲۷ ذوالحجہ ۱۱۳۳ھ کو ہوئی۔

(۶۱۱/۱۱) امان اللہ بنارسی

شیخ، عالم کبیر، علامہ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین حنفی بنارسی، جو فقہ، اصول اور کلام میں اپنے عہد کے مشاہیر سے تھے۔ وہ بنارس میں پیدا ہوئے اور وہیں بڑے ہوئے۔ وہاں کے مدرسے میں قرآن شریف حفظ کیا اور پھر تلاش علم کیلئے سفر کیا۔ درسی کتابیں شیخ محمد ماہ دیوکالی اور شیخ قطب الدین حسینی شمس آبادی وغیرہ سے بڑھیں۔ اسکے بعد عالم گیر کے زمانے میں لکھنو میں صدارت کا منصب انکے سپرد ہوا۔ ان دنوں محب اللہ بن عبدالشکور بہاری، جو سلّم اور مسلّم کے مصنف ہیں، وہاں قاضی تھے۔ دونوں میں اختلافات پیدا ہوگئے، مباحثات اور مناظرات کا بازار گرم رہا حتیٰ کہ ایک دوسرے کے خلاف اوراق بھی کالے کئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

منصفات:

الرشیقہ المحعہ ،المفسر اوراس کی شرح الحکم فی اصول الفقہ تفسیر بیضاوی پر حاشیہ، نیز عضدی،تلویح، حاشیہ قدیمہ،شرح مواقف،شرح عقاید از دوانی اور رشیدیہ از شیخ محمد رشید جونپوری پر حواشی اور شروح۔محمد باقر داماد مصنف افق مبین اور علامہ محمود بن محمد جونپوری مصنف شمس بازغہ کے مابین حدوث عالم کے مسئلہ میں محاکمہ، شیخ محب اللہ الہ آبادی کی التسویہ کی شرح۔

وہ بنارس میں ۱۱۳۳ھ (۱۷۲۰ء) میں فوت ہوئے۔

(۶۱۲/۱۲) شیخ علی اصغر قنوجی

شیخ،علامہ کبیر،علی اصغر بن عبدالصمد البکری قنوجی، جو شیخ عماد الدین کرمانی صاحب فصول عمادیہ کی نسل سے تھے۔اوران کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر الصدیق ؓ تک پہنچتا ہے۔وہ قنوج میں ۱۰۵۱ھ (۱۶۴۱ء) میں پیدا ہوئے۔ سید محمد حسینی قنوجی،مولانا عصمت اللہ سہارنپوری،مولانا محمد زمان کوروی اور نواب دیانت خان سے علم حاصل کیا۔ فاتحۃ الفراغ علامہ لطف اللہ کوروی سے پڑھی۔پھر شیخ پیر محمد بن اولیاء چشتی لکھنوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے،ان سے آداب طریقت سیکھے، چلہ کشی کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اور واپس قنوج آگئے۔ عوام سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور درس وتدرس کے لئے خانہ نشین ہوگئے۔متعدد کتابیں اور رسائل لکھے۔

تصنیفات:

(۱) اللطائف العلیہ فی المعارف الالھیہ، بہ انداز فصوص الحکم (۲) تبصرۃ المدارج فی السلوک، اس میں جو کچھ پیر طریقت سے سیکھا تھا، وہ بیان کردیا ہے۔(۳) قصیدہ مہیمنیہ (۴) تفسیر قرآن حکیم ثواقب التنزیل بہ انداز تفسیر جلالین، جو متانت اور بلاغت میں اس سے بہتر ہے۔(۵) فصوص الحکم کی عمدہ شرح (۶) مثنوی ریاض المعارف فی الحقائق والمعارف وغیرہ۔

علامہ تیس برس تک درس دیتے رہے اور کثیر التعداد لوگ ان سے فیض یاب ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انکی وفات ۱۵ شعبان ۱۱۴۰ھ کو ہوئی۔ آزاد نے ان کی تاریخ وفات میں ذیل کے دو شعر کہے ہیں:

مولوی زماں علی اصغر　　از وفاتش کمال شد معدوم

سال تاریخ او نوشت خرد　　شد نہاں آفتاب صبح علوم

(۶۱۳/۱۳) شیخ کلیم الله جهان آبادی

عالم کبیر، زاہد، کلیم اللہ بن نور اللہ بن محمد صالح مہندس صدیقی جندی، کبار مشائخ چشتیہ سے تھے۔ وہ ۲۴ جمادی الاخری ۱۰۶۰ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اس عہد کے فضلاء سے تحصیل علم کے بعد حج اور زیارت کے لئے حجاز گئے اور طویل عرصہ تک وہاں قیام پذیر رہے۔ طریقہ چشتیہ کے آداب شیخ یحیٰی بن محمود گجراتی سے سیکھے، جو مدینہ منورہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور ایک مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔ اس کے بعد طریقہ نقشبندیہ میر محترم سے، انہوں نے خواجہ نگین سے، انہوں نے خواجہ ہاشم سے، انہوں نے خواجہ کلاں، سے انہوں نے خواجہ جنگی دہ بیدی سے، انہوں نے قاضی محمد سے اور انہوں نے شیخ عبداللہ احرار سے حاصل کیا۔ اس کے بعد طریقہ قادریہ شیخ محمد غیاث سے، جن کا سلسلہ سند شیخ علی بن شہاب حسینی ہمدانی تک پہنچتا تھا، اخذ کیا۔ اس کے بعد واپس آئے اور دہلی میں درس وتدریس میں مصروف ہوگئے۔ شیخ کے اسلاف معمار پیشہ تھے جو تعمیر مکانات سے اپنی روزی کماتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیخ کو دلوں کی تعمیر کے لئے منتخب فرمایا کہ ان کے دادا محمد صالح نے دہلی کی جامع مسجد شاہ جہاں کے عہد میں تعمیر کی تھی۔

تصنیفات:

(۱) تفسیر قرآن حکیم (۲) کشکول (۳) المرقع فی الرقی والتکسیر (۴) سواء السبیل (۵) عشرہ کاملہ (۶) کتاب الرد علی الشیعہ (۷) مجموع المکاتیب (۸) شرح القانون از ابن سینا، جس کا ایک نسخہ رامپور کی حامدیہ لائبریری میں موجود ہے۔

انکی وفات ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۱ھ یا ۱۱۴۳ھ کو ہوئی۔ سوق خانم میں مدفون ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی تفسیر میرٹھ کے مطبع احباب میں ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں طبع ہوئی تھی۔

(۶۱۴/۱۴) محمد طاھر الہ آبادی

شیخ اور عالم کبیر، جو ۱۱۱۰ھ (۱۶۹۸ء) میں الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ علم جاراللہ حسینی الہ آبادی سے اخذ کیا۔ فقہ، تدریس، تصنیف اور افتاء میں مہارت پیدا کی۔ سرعت استحضار، قوت ذکاء، علوم نقلی وعقلی میں وسعت علم اور متقدمین ومتاخرین کے مذاہب کے جاننے میں اعجوبہ روز گار تھے۔ ان سے ان کے بھائیوں شیخ محمد ناصر، محمد فاخر اور محمد یٰسین عثمانی جونپوری کے علاوہ بھی کافی افراد نے فائدہ اٹھایا۔

تصنیفات:

(۱) مطہر حلی کی نہج الحق کے جواب میں شیخ روزبہان نے ابطال الباطل لکھی تھی جس کا رد قاضی نوراللہ شوستری نے احقاق الحق کے ذریعہ کیا۔ قاضی کے رد میں شیخ محمد طاہر نے تحقیق الحق لکھی۔ (۲) فصوص الحکم کی شرح (۳) رسالہ فی مبحث الفلک (۴) شجرۃ قادریہ کی شرح (۵) کتاب النورین کا ترجمہ (۶) رسالہ اثبات خلافۃ ابی بکر الصدیق"۔ (۷) تفسیر بیضاوی پر تعلیقات (۸) قصیدہ طمطراقیہ کی شرح (۹) رسالہ دربارہ آیت تطہیر۔

انہوں نے ۳۳ برس کی عمر میں منگل کے دن ۲ جمادی الاولیٰ ۱۱۴۳ھ کو وفات پائی۔

(۶۱۵/۱۵) شیخ فتح محمد سید انوی

کبار علماء میں سے تھے۔ ان کے بزرگوں میں سے ایک شخص سبزوار سے سیدانہ میں آکر مقیم ہوگئے تھے۔ یہ ایک بڑی بستی ہے جو الہ آباد سے بارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فتح محمد سیدانہ میں پیدا ہوئے اور اس زمانے کے جید علماء سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ ابراہیم ابن عبدالحق حسینی مانکپوری سے طریقت کے آداب سیکھے اور دنیا اور اس کی مصروفیتوں سے قطع تعلق کرلیا۔ اور خلق خدا کی رہنمائی کے لئے الہ آباد میں سکونت اختیار کرلی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات:

(۱) تفسیر محمدی، قرآن حکیم کی مفصل تفسیر ہے جس میں حقائق و معارف کی زبان برتی گئی ہے۔

(۲) مجمع الانوار (۳) مجمع الاسرار (۴) حل المشکلات: یہ رسائل معارف الہیہ کے بیان میں ہیں۔

وہ ۱۵ رجب ۱۱۴۳ھ کو بدھ کے دن فوت ہوئے۔ ان کی قبر سیدانہ میں ہے۔

(۶۱۶/۱۶) شیخ علامہ شمس الدین

ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن ابراہیم بن خلیل بن محمد ضریر مالکی اسکندری۔ انہوں نے قرآن حکیم کی منظوم تفسیر دس جلدوں میں مرتب کی۔

ان کا سال وفات ۱۱۴۹ھ (۱۷۳۶ء) ہے۔

(۶۱۷/۱۷) محمد حکم بریلوی

السید الشریف، علامہ، محمد حکم بن محمد علم اللہ حسنی، نقشبندی، بریلوی، جو احکام الٰہی پر عامل، علماء اور پرہیزگار بندوں میں سے تھے۔ بریلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے تعلیم پائی اور طویل عرصے تک ان کی تربیت سے مستفید ہوتے رہے۔ پھر وہ قرب و جوار کے شہروں میں اپنے علم میں اضافے کیلئے نکلے۔ چنانچہ محمد یحیٰی اتکی، شیخ سعدی بخاری، شیخ عبدالاحد بن محمد سعید سرہندی اور شیخ عبدالنبی سیام جواری سے پڑھتے رہے۔ آخر الذکر بزرگ کی صحبت میں پورا ایک سال بسر کیا۔ پھر اپنے شہر میں واپس آئے اور درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے بڑی قابل قدر کتابیں تصنیف کیں۔

تصنیفات:

(۱) قرآن حکیم کی تفسیر، فارسی میں، جس کا نام انہوں نے حسنیٰ رکھا (۲) اسماء حسنیٰ (۳) قرآن پاک کی تفسیر، عربی میں، جسکا نام محکم التنزیل ہے (۴) تلخیص الصراح، لغت (۵) ملخص البلاغۃ، معانی (۶) فقہ، مواریث اور حساب میں کئی رسائل (۹) لآلی النحو، جسے انہوں نے اپنے بھائی محمد عدل کے لئے لکھا تھا۔

وہ ۴۲ سال کی عمر میں ۲۲ شوال ۱۱۵۰ھ کو فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۷۱۸/۱۸) شیخ مصطفی بن عبدالرحمان بن محمد ازمیری

انکی تفسیر کا نام عمدة العرفان و بدائع البرھان ہے، جو عمدة العرفان فی وجوه القرآن کا مطول ایڈیشن ہے۔

ان کا سال وفات ۱۱۵۵ھ (۱۷۴۲ء) ہے۔

(۷۱۹/۱۹) شیخ نورالدین گجراتی

شیخ، عالم کبیر، علامہ، امام نورالدین بن محمد صالح احمد آبادی، ہندوستان کے مشہور اساتذہ میں سے تھے۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۰۶۳ھ کو پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی حصول علم کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ گلستاں سات دن میں اپنی والدہ سے پڑھ لی اور درسی کتب مولانا احمد بن سلیمان گجراتی اور فریدالدین احمد آبادی سے پڑھیں، حدیث شیخ محمد بن جعفر حسینی بخاری سے سماع کی اور طریقت کے آداب بھی ان سے اخذ کئے۔ وہ تمام فضائل میں اس مقام تک پہنچ گئے تھے کہ کثرت درس وافادہ میں بے مثل سمجھے جاتے تھے۔ ان کے لئے اکرم الدین گجراتی نے احمد آباد میں ایک عظیم درسگاہ تعمیر کرائی جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اس کی تعمیر ۱۱۰۹ھ میں شروع ہوئی اور عرصہ دو سال کے بعد ۱۱۱۱ھ (۱۶۹۹ء) میں تکمیل کو پہنچی۔ ابتدائے تعمیر کی تاریخ ھو المسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم ہے اور تکمیل کی مدرسہ فیھا الھدی للعالمین ہے۔ طلبہ کے رواتب کے لئے خراجی زمین کے کئی گاؤں مقرر تھے۔

شیخ نورالدین بہت بڑے زاہد اور بہت ہی زیادہ عبادت کرنے والے بزرگ تھے۔ وہ ہر رات کو بہ غرض عبادت دو دفعہ اٹھتے اور جب بھی بستر پر دراز ہوتے تو ایک ہزار بار کلمۂ توحید اور ایک ہزار بار درود شریف کا ورد کرتے۔ وہ امراء وسلاطین کا کوئی ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے ۱۱۴۳ھ (۱۷۳۰ء) میں حج کیا۔ ان کی بیش بہا اور گراں قدر تصنیفات سے ان کی جلالت علم اور متقدمین کی تصانیف میں ان کی وسعت نظر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات:

(۱) قرآن مجید کی مختصر تفسیر (۲) تفسیر النورانی فی السبع المثانی (۳) التفسیر الربانی علی سورۃ البقرۃ (۴) حاشیہ براوائل تفسیر بیضاوی (۵) نور القاری شرح صحیح بخاری (۶) حاشیہ قویمہ بر حاشیہ قدیمہ (۷) حاشیہ شرح مواقف (۸) حل المعاقد لحاشیۃ شرح القاصد (۹) حاشیہ شرح المطالع (۱۰) حاشیہ تلویح (۱۱) حاشیہ عضدی (۱۲) المعول حاشیہ مطول (۱۳) حاشیہ شرح وقایہ (۱۴) حاشیہ شرح جامی (۱۵) حاشیہ منہل (۱۶) حاشیہ شمسیہ (۱۷) شرح تہذیب المنطق۔ یہ ان کی دقیق ترین کتاب ہے (۱۸) طریق الاتم شرح فصوص الحکم۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی چھوٹی بڑی کتابیں ہیں جن کی تعداد ایک سو پچاس کے لگ بھگ ہے۔

وہ منگل کے دن ۹ شعبان ۱۱۵۵ھ کو فوت ہوئے۔ انکی قبر مدرسہ احمد آباد کے قریب ہے۔ انکی تاریخ وفات ''اعظم الاقطاب'' سے نکالی گئی ہے۔

(۶۲۰/۲۰) قاضی محمد معظم نابھوی

شیخ، فاضل، محمد معظم بن قاضی احمد حنفی، نابھوی، مشہور علماء سے تھے۔ وہ پنجاب کے قصبہ نابھ میں پیدا ہوئے۔ علم علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی سے پڑھا۔ کافی عرصہ اپنے مولد نابھ میں درس دیتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں کے قاضی بنا دیئے گئے اور شاہ عالم نے اس علاقے میں کئی گاؤں انہیں بطور جاگیر عطا کیے۔

تصنیفات: (۱) تفسیر قرآن کریم (۲) شرح مثنوی مولوی معنوی۔

ان کا سال وفات ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) ہے۔

(۶۲۱/۲۱) شیخ محمد عابد سنامی، لاہوری

شیخ اور عالم، محمد عابد حنفی، نقشبندی، جو حضرت ابوبکرؓ کی نسل سے تھے۔ لاہور میں پیدا ہوئے اور وہیں تربیت پائی۔ علم اور معرفت شیخ عبدالاحد بن محمد سعید سرہندی سے حاصل کی اور طویل عرصے تک ان کی صحبت میں رہے۔ پھر لاہور سے پاپیادہ حجاز کو روانہ ہوئے اور حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ وہ بہت

Maktaba Tul Ishaat.com

بڑے عبادت گزار تھے۔ان کی عبادت گزاری کا یہ عالم تھا کہ ہررات کوتہجد میں سورۃ یٰسین کی قرأت ساٹھ بار کرتے تھے اور دو رکعت کے بعد مراقبہ میں بیٹھ جاتے۔ یہ ان کا معمول تھا۔ جب بیمار ہوئے تو سورۃ یٰسین کی قرأت ساٹھ سے گھٹ کر ۳۵ بار ہوگئی۔ کلمہ طیبہ کا ورد تیس ہزار بار اور درود شریف ایک ہزار بار پڑھتے اور نفی واثبات کا ذکر حبس نفس کے ساتھ علاوہ ازیں ہر روز ایک ہزار بار کرتے تھے۔ قرآن حکیم کی تلاوت میں روزانہ انکے اوقات کا کافی حصہ صرف ہوجاتا۔ باوجود اس بھاری بھرکم معمول کے ہر روز درس وتدریس، اپنے احباب طریقت کی رہنمائی اور انہیں تلقین ذکر واذکار میں ہرگز تساہل نہ برتتے تھے۔ اور بہت کم ایسا ہوا ہوگا کہ ان کے مدرسے میں طالبان علم اور ہوا خواہان طریقت کی تعداد دوسوافراد سے کم ہوئی ہو۔

تصنیفات:

(۱) تعلیقات برتفسیر بیضاوی (۲) خلاصہ کیدانی پر ایک بسیط شرح (۳) شرح قصیدہ بانت سعاد (۴) رسالہ فی وجوہ اعجاز القرآن (۵) رسالہ فی الاربعۃ الاحتیاطیۃ بعد الجمعہ (۶) العشرۃ المبشرہ فی الامۃ المرحومۃ۔

ان کی وفات لاہور میں ۸ رمضان ۱۱۶۰ھ کو ہوئی۔

(۶۲۲/۲۲) شیخ محمد وارث حسینی بنارسی

ابن عنایت اللہ بن حبیب اللہ بن عبدالرقیب حسینی بنارسی، فقہ اور اصول کے سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ علم مولانا ابراہیم سے حاصل کیا جو ملا محمد علی کے شاگرد تھے، انہوں نے قاضی محمد زاہد ابن محمد اسلم ہروی سے پڑھا تھا جبکہ طریقت شیخ رفیع الدین بن زین العابدین اسماعیل پوری سے کیا تھا۔

تصنیفات:

(۱) حاشیہ شرح وقایہ (۲) حاشیہ میرزاہد ملاجلال (۳) روایت ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ بنارس میں ۸ ربیع الثانی ۱۱۶۶ھ (۱۷۰۴ء) کو فوت ہوئے۔

(۶۲۳/۲۳) شیخ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی

امام الائمہ، قدوۃ الامہ، وارث الانبیاء، آخر المجتہدین، علمائے دین سے ایک منفرد فرد، سنت رسول ﷺ کو زندہ کرنے والے، جن کی وجہ سے اللہ نے ہمیں بہت بڑے کرم اور احسان سے نوازا ہے۔

ان کا نام احمد ولی اللہ قطب الدین بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین عمری دہلوی، جن کے آباء و اجداد سید ناصرالدین شہید کے نواسوں میں تھے۔ ان کا مزار سونی پت میں ہے، جہاں لوگ ثواب اور حصول برکت کے لئے جاتے ہیں۔ ان کے دادا شیخ وجیہ الدین شہید، سید نور الجبار مشہدی کے نواسے تھے، جن کا سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظم علیہ وعلیٰ آباءہ السلام سے ملتا ہے۔ ان کے والد شیخ عبدالرحیم دہلی کے سربرآوردہ مشائخ میں سے تھے اور ان کا شمار نمایاں افراد میں ہوتا تھا۔ انہیں علوم ظاہریہ اور باطنیہ میں کامل درک حاصل تھا اور طریقہ صوفیہ میں بلند مقام کے حامل تھے۔ انہیں بذریعہ شیخ قطب الدین بختیار اُبی ایک خواب میں ایک فرزند کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی اور شیخ بختیار نے شیخ عبدالرحیم سے خواہش ظاہر کی تھی کہ فرزند کا نام قطب الدین رکھا جائے۔ خواہش کی تعمیل ہوئی۔ فرزند ارجمند ۱۴ شوال ۱۱۱۴ھ (۱۷۰۳ء) کو بدھ کے دن پیدا ہوئے۔ یہ عالمگیر کا زمانہ تھا۔ ہوش سنبھالا تو اپنے والد سے پڑھنا شروع کیا۔ چودہ برس کے تھے کہ ان کی شادی ہوگئی۔ انہوں نے اپنے والد سے مشکوۃ، صحیح بخاری، شمائل ترمذی اور مدارک کے بعض حصے، علم فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ مکمل، اصول فقہ میں حسامی، توضیح اور تلویح کا کچھ حصہ، منطق میں شرح شمسیہ، شرح مطالع کا کچھ حصہ، علم کلام میں شرح عقائد، خیالی، شرح مواقف، تصوف میں عوارف کا کچھ حصہ، طب میں موجز القانون، حکمت میں ہدایۃ الحکمہ، معانی میں مختصر اور مطول نیز ہیئت اور حساب کے بعض رسائل پڑھے۔ وہ اپنے والد سے بیعت ہوئے اور ان سے طریق نقشبندیہ کے اشغال سیکھے۔

حدیث میں انہوں نے شیخ محمد افضل سیالکوٹی سے سماع کیا۔

امام ولی اللہ ابھی بارہ برس کے تھے کہ مسند درس و تدریس پر متمکن ہوگئے۔ عالم طفولیت ہی

Maktaba Tul Ishaat.com

میں انہیں توحید میں فتح عظیم ملی اورسلوک میں انہیں حظ وسیع نصیب ہوا۔ان کے دل پر علوم وجدانیہ کا بکثرت القاء شروع ہوگیا،اوروہ مذاہب اربعہ کے اتھاہ سمندر اوراصول فقہ کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہوگئے اوران احادیث پر جن سے مسائل اخذ کئے گئے تھے اور جن احادیث کو فقہاء محدثین نے پسند کیا تھا، غورکرنا شروع کیا۔

امام نے اپنے احباب ،ماموں شیخ عبداللہ بارھوی اورعمزاد بھائی محمد عاشق کی معیت میں ۱۱۴۳ھ(۱۷۳۱ء) میں حج کیا۔وہاں مکمل دوسال قیام پذیر رہے اور۱۱۴۵ھ(۱۷۳۳ء) میں واپس آئے۔ اپنے قیام کے دوران میں ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی سے نسائی کے بغیر صحاح ستہ، مؤطا امام مالک، مسند امام احمد،رسالہ امام شافعی،الجامع الکبیر اورمسند دارمی سب کی سب مسجد نبویؐ میں محراب عثمانی کے قریب روضہ مبارک کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں۔ اسی طرح امام بخاری کی کتاب الادب المفرد کا کچھ حصہ اورقاضی عیاض کی شفاء کا کچھ حصہ بھی پڑھا اوراُن سے عام پروانہ اجازت حاصل کیا۔یہاں سے فراغت کے بعد امام مکہ میں آئے اور مؤطا امام مالک شیخ وفداللہ مالکی مکی سے پڑھی اورشیخ تاج الدین قلعی مکی کے درس میں حاضر ہوتے رہے۔چنانچہ ان سے صحاح ستہ کے اطراف،مؤطا امام مالک،مسند دارمی اور کتاب الآثار ازامام محمد کا سماع کیا اورساری کتابوں کے بارے میں ان سے اجازت حاصل کی۔ حدیث مسلسل بالاولیہ کی اجازت شیخ ابراہیم بن حسن المدنی کی سند کے ساتھ ان سے لی۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے مخصوص علوم سے نوازا تھا جواور کسی کو نہیں عطا ہوئے تھے۔علاوہ ازیں اللہ کے خاص کرم سے عربی زبان نہایت فصاحت سے بولتے تھے اورفنون ادبیہ کے ساتھ انہیں خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ نیز مذاہب اربعہ کے فقہی علوم، احادیث وآثار مع حفظ متون واسانید اوراحادیث کے مجموعوں اورمسانید سے واقفیت میں کوئی انکی مثال نہ تھا۔

اسی طرح قرآن کریم کی تفسیر اورتاویل کتاب اللہ میں انہیں حیرت انگیز درک اور وافر حصہ حاصل تھا اوران کے ذریعہ اس کی وسیع اشاعت ہوئی۔امام نے ان علوم کے اصول دریافت کئے اورمبادیات

Maktaba Tul Ishaat.com

کی چھان بین کی اور اس حد تک انہوں نے تنقید اور دقت نظر سے کام لیا کہ اگر انہیں ان علوم کا بانی اور موسس کہا جائے تو اس میں مبالغہ نہ ہوگا۔ چنانچہ اصول تفسیر میں ان کی کتاب الفوز الکبیر اس دعوے کا ناقابل انکار ثبوت ہے اور امام بلاشبہ اس فن کی تحقیق اور تدقیق کے تنہا دریافت کنندہ ہیں۔ اور اصول حدیث میں جیسا کہ ان کے بالغ نظر فرزند اکبر شاہ عبدالعزیز" کی رائے ہے، ان کی تحقیقات اس قدر ماہرانہ، نادر اور حیران کن ہیں کہ ان سے پہلے کسی کو یہ خیالات سوجھے ہی نہیں تھے۔

اصول فقہ میں امام نے مذاہب مختلفہ کے اصول کی وضاحت کی، انہیں جمع کیا اور امور جدلیہ اور اصول فقہیہ میں فرق بیان کیا، کثیر التعداد وجوہ استنباط کو دس اقسام میں جمع کر دیا۔ نیز مختلف دلائل کو جمع کرنے کے قواعد اور ترجیح کے قوانین بیان کیے۔

علم العقائد اور اصول دین میں معقول اور ماثور میں تطابق پیدا کرنے کے لئے امام اس عہد میں بڑے گہرے اسرار ڈھونڈنے میں کامیاب ہوئے جن تک رسائی بہ مشکل کسی کو نصیب ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ان علوم میں گفتگو کرنے والا آدمی ایسا ہونا چاہئے جو الفاظ کے ظاہری مفہوم کو بے اثر بنا دے، یا علم کلام کا ایسا ماہر ہو جو مفہوم کی تہ تک پہنچ سکے، یا فقیہ ہو جو فریقین کو باہم جوڑ دے یا ایسا باذوق آدمی ہو کہ اپنے انکشاف پر مطمئن ہو جائے۔ خدا نے یہ تمام خوبیاں جو مذکورہ بالا علوم کے ماہرین میں بکھری ہوئی تھیں، امام میں جمع کر دی تھیں۔

جہاں تک سلوک اور طریقت میں امام کے کمال کا تعلق ہے، انہوں نے میزاب معارف سے ان پر، جو اس مسلک میں انہماک رکھتے تھے، آداب وحقائق کے بھرے ڈول انڈیلے، کیونکہ وہ وسیع فکر اور ذوق کے اوصاف سے متصف تھے۔ بالجملہ خدا نے انہیں کثیر التعداد وھبی علوم سے نوازا تھا۔

اسی طرح علم تفسیر ہے، مثلاً پانچ قرآنی علوم کے علاوہ حروف مقطعات کی تاویل اور قصص انبیاء علیہم السلام کی توجیہات ہیں۔ اللہ نے ان کے دل میں نور ڈال کر جس طرح ان پر اسرار شریعت کا

Maktaba Tul Ishaat.com

انکشاف کیا تھا، اسے امام نے اپنے شاہ کار حجۃ اللہ البالغہ میں بیان کیا ہے۔ نیز اللہ نے انہیں کامیابی کی خلعت، فقہ اور حدیث کا اجتماع، اسرار سنت اور احکام شریعت کی مصلحتوں سے سرفراز کیا، اور ان پر حکمت عملیہ اور قرآن وسنت کے ساتھ ان کی استواری کی توفیق علم معقول کا محرف ومدخول سے امتیاز اور سنت وبدعت میں تفریق کی صلاحیت سے سرفراز فرمایا۔

جیسا کہ نزہۃ الخواطر میں مذکور ہے بڑے بڑے جلیل القدر فضلاء نے انکی مدح سرائی کی ہے۔ اللہ تعالی نے انہیں باصلاحیت اولاد عطا کی جنہوں نے والد ماجد کی وفات کے بعد علوم دین، حدیث اور قرآن کی نشر واشاعت میں کوئی کوتاہی نہ کی اور ان کا خاندان ہندوستان میں بیت العلم تسلیم کیا جانے لگا۔ ان کی تصنیفات بکثرت ہیں۔

تصنیفات:

علم تفسیر: (۱) فتح الرحمان فی ترجمۃ القرآن، فارسی (۲) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (۳) فتح الخبیر فی حل غریب القرآن (۴) الزھراوین فی تفسیر سورۃ البقرۃ وآل عمران (۵) تاویل الاحادیث فی توجیہ قصص الانبیاء علیہم السلام (۶) رسالۃ نفیسہ دربارۂ قواعد وترجمۃ قرآن و حل مشکلات، فارسی (۷) منہیات علی فتح الرحمان۔

علم حدیث: (۸) المصفی: شرح موطا (۹) المسوی: شرح موطا (۱۰) شرح تراجم الابواب للبخاری (۱۱) النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر (۱۲) الاربعین: چالیس احادیث، جنہیں وہ اپنے شیخ ابوطاہر سے بہ سند متصل حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں (۱۳) درالثمین فی مبشرات النبی الامین (۱۴) الارشاد فی مہمات الاسناد (۱۵) الانسان العین فی مشائخ الحرمین (۱۶) فارسی میں اسانید پر ایک مبسوط کتاب جو کئی تحقیقات پر مشتمل ہے۔

اصول دین: (۱۷) حجۃ اللہ البالغہ، اسرار شریعت کے علم میں ہے (۱۸) ازالۃ الخفاء فی خلافۃ الخلفاء: یہ بے مثال کتاب ہے۔ اس موضوع پر نہ اس سے پہلے ایسی کتاب لکھی گئی نہ اس کے بعد (۱۹) قرۃ العینین

Maktaba Tul Ishaat.com

فی تفضیل الشیخین، فارسی (۲۰) حسن العقیدہ، عربی میں ایک مختصر سا رسالہ ہے (۲۱) الانصاف فی سبب الاختلاف بین الفقہاء (۲۲) عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (۲۳) البدور البازغہ (۲۴) المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقۃ السنیہ۔

علم سلوک ومعارف: (۲۵) المکتوب المدنی، اسماعیل بن عبداللہ ترکی کو لکھا (۲۶) الطاف القدس فی لطائف النفس (۲۷) القول الجمیل فی بیان سواء السبیل: تصوف کے تین مشہور سلسلوں قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کا بیان (۲۸) الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (۲۹) الھمعات، نسبت الھیہ کا بیان (۳۰) اللمعات (۳۱) السطعات (۳۲) الھوامع فی شرح حزب البحر علی لسان الحقائق والمعارف (۳۳) شفاء القلوب فی الحقائق والمعارف (۳۴) الخیر الکثیر (۳۵) التفہیمات الالہیہ (۳۶) فیوض الحرمین (۳۷) رسالہ عربیہ در جواب مسائل شیخ عبداللہ بن عبدالباقی دہلوی (۳۸) البلاغ المبین (۳۹) تحفۃ الموحدین (۴۰) رسالہ دانش مندی۔

سیر و ادب: (۴۱) سرور المحزون، فارسی: تلخیص نور العیون فی سیر الامین المامون، جسے مرزا جان جاناں علوی دھلوی کی خواہش کی تعمیل میں لکھا (۴۲) انفاس العارفین در بیان اسلاف خود (۴۳) اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم (۴۴) رسالہ در شرح رباعیات، فارسی (۴۵) دیوان اشعار (عربی) جو شاہ عبدالعزیز نے جمع کیا اور شاہ رفیع الدین نے مرتب کیا (۴۶) مقالۃ مرضیہ فی النصیحۃ والوصیۃ (۴۷) الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف۔

امام محرم ۱۱۷۶ھ کے آخری دن ہفتہ کی دوپہر کو دہلی میں فوت ہوئے۔ اور شہر سے باہر اپنے والد کے قبر کے قریب ہی مدفون ہوئے۔ بوقت وفات ان کی عمر ۶۲ برس تھی۔ حضرت شیخ القرآن فرماتے ہیں کہ جب میں ۱۳۵۴ھ (۱۹۳۵ء) میں گھلاوٹھی میں مدرس تھا اور دہلی گیا تھا تو مجھے ان کی قبور کی زیارت کا موقعہ ملا تھا۔

انہیں خدا نے سیدہ ارادہ کے بطن سے جو سید ثناء اللہ کی صاحبزادی تھیں، چار فرزند عطا کیے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سب سے بڑے شاہ عبدالعزیز ، پھر شاہ رفیع الدین ، پھر شاہ عبدالقادر اور پھر شاہ عبدالغنی ۔ان میں سب سے پہلے شاہ عبدالغنی فوت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شیخ مجاہد شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسا فرزند عطا فرمایا۔ بعد میں شاہ رفیع الدین فوت ہوئے ، پھر شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ وہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور سب سے آخر میں فوت ہوئے رحمھم اللہ تعالیٰ۔

انہوں نے معقولات کا علم اپنے والد شاہ عبدالرحیم سے، انہوں نے میر زاہد سے، انہوں نے ملا محمد فاضل سے، انہوں نے مرزا جانؒ سے، انہوں نے ملا محمد یوسف شیرازی سے، انہوں نے ملا جلال الدین دوانی سے، انہوں نے اپنے والد ملا اسعد بن عبدالرحیم سے، انہوں نے ملا مظہر الدین گازرونی سے، انہوں نے سعد الدین تفتازانی اور سید جرجانی سے، انہوں نے قطب الدین رازی سے نیز تفتازانی نے علامہ عضد سے، انہوں نے زین الدین سے، انہوں نے قاضی بیضاوی سے حاصل کیا اور اسی طرح یہ سلسلہ ابوالحسن اشعری تک جاتا ہے۔

(۶۲۴/۲۴) مولانا رستم علی قنوجی

شیخ اور عالم کبیر مولانا علی اصغر صدیقی حنفی کے بیٹے، جو ۱۱۱۵ھ (۱۷۰۳ء) میں قنوج میں پیدا ہوئے اور وہیں تربیت پائی۔ اکثر درسی کتب اپنے والد سے پڑھیں ۔ان کی وفات کے بعد لکھنو چلے گئے اور بقیہ تمام کتب شیخ نظام الدین بن قطب الدین انصاری سہالوی سے اخذ کیں۔ ۱۱۴۲ھ (۱۷۲۹ء) میں سند تکمیل حاصل کر کے قنوج واپس آئے جہاں اپنے والد کے مدرسے میں درس دینے لگ گئے۔ انہوں نے رموز طریقت مولانا محمد کامل قنوجی متوفی ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) سے حاصل کئے۔

مولانا رستم علی کبار علماء سے تھے اور علم ، تدریس اور درس وافادہ میں امام وقت تھے۔ انہوں نے عمدہ کتابیں تصنیف کیں۔عمر کے آخری حصے میں جب مرہٹے قنوج پر مسلط ہو گئے تھے، وہ فرخ آباد اور وہاں سے بریلی منتقل ہو گئے، جہاں امیر رحمت خان ان کے ساتھ بہت زیادہ احترام سے پیش آیا اور مولانا تا وفات وہیں مقیم رہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات: (۱) قرآن حکیم کی تفسیر ،جس کا نام الصغیر تھا۔ یہ جلالین کے انداز پر تھی۔ چنانچہ وہی مختصر عبارت اور وہی لطیف اشارے تھے (۲) منتخب نور الانوار شرح منار، علم اصول میں ہے۔

انہوں نے ۱۱۷۸ھ (۱۷۶۴ء) میں بریلی میں وفات پائی اور بریلی ہی میں دفن ہوئے۔ مگر چھ ماہ کے بعد ان کی میت وہاں سے قنوج لائی گئی اور وہ والد کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

(۶۲۵/۲۵) شیخ اهل الله پهلتی

عالم کبیر ابن شاہ عبد الرحیم بن وجیہ الدین عمری دہلوی جو علمائے ربانیین اور نیکوکار بندوں میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ ولی اللہ سے علم حاصل کیا۔ وہ علوم دینیہ وطبیہ کے جامع تھے۔

تصنیفات:

(۱) مختصر ہدایہ از مرغینانی ، جسے بایں انداز شروع کیا ہے: الحمد للہ الذی فضل العالمین علی العالمین ۔مؤلف لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کے اختصار میں اس کے اصولی مسائل اور ان کے دلائل جن کی اشاعت وقوع پذیر ہوئی اور جن کی کثرت سے اشاعت ہوئی، نہ کم اور شاذ و نادر، کا انتخاب کیا اور ان کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کے قوی دلائل شامل کر دیئے ہیں جن سے طلبۂ ایقان واتقان فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(۲) ان کی تصنیفات میں قرآن حکیم کی مختصری تفسیر بھی ہے۔

(۳) نیز بزبان فارسی عقائد، فقہ اور سلوک میں ایک مختصر سا رسالہ لکھا جو مقبول اور متداول ہے۔

(۴) اسی طرح مختصر فی الطب بھی ان سے یادگار ہے۔

ان کا سال وفات ۱۱۸۷ھ (۱۷۷۳ء) ہے۔

(۶۲۶/۲۶) نواب کرم الله خواقی

امیر، فاضل، ابن شکر اللہ خواقی سرہندی، جو نواب امیر کبیر محمد عسکری خواقی کے نواسے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

(قرن ثانی عشر میں حواشیٔ تفاسیر اور بعض سورو آیات کی تفاسیر)

(۱) فلا یظهر علی غیبه احداً (۲۶:۷۲) کی تفسیر

(۱) اس آیت پر ابوالعرفان برھان الدین ابراہیم بن حسن کورانی، شہرزوری، صوفی نے تعلیق لکھی۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

ان کا سال وفات ۱۱۰۱ھ (۱۶۸۹ء) ہے۔ان کا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا ہے۔

(۲) اسی طرح اس آیت پر شیخ یحییٰ بن محمد بن محمد بن عبداللہ ابوزکریا مغربی شاوی، متوفی ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۵ء) نے حاشیہ تحریر کیا۔ان کا ذکر بھی اس سے پہلے گزر چکا۔

(۲) بیا ن نبذة من سورة الفاتحة و منا سبا ت السورة

از شیخ محمد مرعشی، ازمیری، جن کا عرف ساچقلی زادہ تھا، وہ ۱۱۵۰ھ (۱۷۳۷ء) میں فوت ہوئے۔

(۳) انهار الجنا ن من منا بیع آیات القرآن

یہ آیات قرآن کی تلاش کے لئے الف بائی ترتیب سے تیار کی گئی فہرست ہے، جے عبداللہ پاشا بن حسینی چرکی وزیر نے ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۱ء) میں مکمل کیا ۔ ان کا عرف چھتہ جی تھا۔

(۴) تفسیر آیات الاحکا م

اس کے مؤلف شیخ محمد ناصر بن محمد یحییٰ بن محمد امین عباسی الہ آبادی ہیں جو اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے۔۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) میں الہ آباد میں پیدا ہوئے۔اپنے بھائی محمد طاہر، اپنے والد اور ماموں کمال الدین بن محمد افضل الہ آبادی سے علم حاصل کیا۔انہوں نے عہد طفولیت ہی میں اپنے نانا محمد افضل سے بیعت کرلی تھی اور ایرانی شعراء کی طرح اپنا تخلص افضلی رکھ لیا تھا۔وہ اچھے لطیف گو شاعر تھے اور تین ضخیم

Maktaba Tul Ishaat.com

دیوان ان کی یادگار ہیں۔ان کی دیگر تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)منتخب الاعمال (۲)الجواہر النفیسہ فی اشغال القوم (۳)الافکار العشرہ (۴)تذکرۃ الخلفاء (۵)تفسیر آیات الاحکام (۶)رسالہ فی اثبات مذہب الحق (۷)انوار الحق (۸)تنبیہ الاعزہ بما کان لی عند الشیخ من العزہ۔

ان کی وفات جمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ کے ختم ہونے سے نودن قبل بدھ کو الہ آباد میں ہوئی۔

(۵) حل لغات قرآنیہ

یہ کتاب شیخ فاضل محمد شاکر بن عصمت اللہ بن عبدالقادر عمری لکھنوی کی ہے۔انہوں نے اپنے والد، پیر محمد لکھنوی اور وجیہ الدین گوپاموی سے علم حاصل کیا اور ۱۹ برس کی عمر میں ہی فارغ التحصیل ہوگئے۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)شرح تہذیب المنطق (۲)شرح قصیدۃ بردۂ بوصیری، جسے انہوں نے شاہ عالم بن عالمگیر کے حکم پر لکھا۔(۳)رسالہ اعتقادیہ (۴)رسالہ قاسمیہ درباره علم دعوت (۵)رسالہ المنتخب فی احوال الموتی (۶)خلاصۃ المناقب درباره آباء واجداد خویش (۷)حل لغات قرآنیہ (۸)رسالہ فی الوصایا وغیرہ۔

وہ ۸ اربیع الثانی ۱۱۳۳ھ کو لکھنؤ میں فوت ہوئے اور اپنے والد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

(۶) جنۃ النعیم فی فضائل القرآن الکریم

یہ کتاب شیخ فاضل مولانا محمد ہاشم سندھی بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن حنفی تتوی کی تصنیف ہے، جو فقہ، حدیث اور عربیت کے سربرآوردہ فاضل تھے۔ سندھ میں پیدا ہوئے، وہیں پرورش پائی اور مولانا ضیاء الدین سندھی سے علوم پڑھے۔ پھر حجاز چلے گئے اور وہاں شیخ عبدالقادر بن ابوبکر سے جو مکہ میں احناف کے مفتی تھے، مستفید ہوئے۔ اس کے بعد وہ فقہ اور حدیث کی طرف کامل انہماک سے متوجہ ہوگئے حتیٰ کہ ان دونوں علوم میں حد کمال کو پہنچ گئے اور معاصرین میں کرشمہ قدرت باور کئے جانے لگے۔ اس کے بعد درس، افتاء اور تصنیف میں لگ گئے اور اپنے شہر کے شیخ شمار ہونے لگے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کے شیخ محمد معین سندھی سے جو دراسات اللبیب کے مصنف تھے، کئی علمی مباحثے ہوئے۔

ان کی تصنیفات یہ ہیں:

(۱) بذل القوۃ فی سنی النبوۃ (۲) فاکہۃ البستان فی تنقیح الحلال والحرام (۳) حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب (۴) کشف الرین فی مسئلۃ رفع الیدین۔ اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ رفع الیدین کی ممانعت میں جو احادیث ملتی ہیں، وہ صحیح، ثابت اور مقبول ہیں (۱)۔ اس کا سال تصنیف ۱۱۴۹ھ (۱۷۳۶ء) ہے (۵) فرائض الاسلام پر ایک ضخیم کتاب جس کا سال تصنیف ۱۱۷۱ھ (۱۷۵۷ء) ہے، وغیرہ۔

ان کا سال وفات ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۰ء) ہے۔

(۷) درء التعسف عن ساحتہ عصمۃ یوسف (علیہ السلام)

اسکے مصنف عالم کبیر شیخ محمد صدیق حنفی لاہوری ہیں جو بلند پایہ فقیہ تھے۔ ان کی ولادت ۲۹ محرم ۱۱۲۸ھ (۱۷۱۵ء) میں سوموار کو ہوئی۔ ایک طویل مدت تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ پھر ۱۱۷۰ھ (۱۷۵۶ء) میں حجاز گئے اور حدیث کی سند شیخ یحییٰ بن صالح اکمل المدرس بہ حرم محترم اور شیخ محدث ابوالحسن سندھی سے حاصل کی۔ انہوں نے بکثرت کتابیں لکھیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) سلک الدرر فی السیر (۲) مدار الاسلام فی الکلام (۳) شروط الایمان (۴) القول الحق فی بیان ترک الشعر والحلق (۵) ھدم الطاغوت فی قصۃ ھاروت و ماروت (۶) نور حدقۃ الثقلین فی تمثال النعلین (۷) شرح النفحات الباھرہ فی جواز القول بالخمسۃ الطاھرہ (۸) ازالۃ الفساوات فی شرح مناقب السادات للدولۃ آبادی (۹) تمییض الرق فی تبیین الحق فی رد ما تساھل فیہ الشیخ عبدالحق (۱۰) جامع الوظائف (۱۱) لقطۃ الخطب (۱۲) الدیوان مزیل الاحزان (۱۳) زبدۃ الفرح (۱۴) جامع الطب الاحمدی وغیرہ۔

ان کا سال وفات ۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) ہے۔

---

(۱) فاضل مصنفؒ نے اس رسالہ میں نفی رفع الیدین کی بعض روایات کو صحیح علیٰ شرط الشیخین ثابت کیا ہے فجزاہ اللہ خیرا۔ (سید کفایت بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۸) کشف اللثا م عن مخدرات الافہا م

اس رسالہ کا تعلق بسملہ، شکر، مدح اور حمد سے ہے۔ اس کے مصنف احمد بن عبدالمنعم بن یوسف بن صیام دمنہوری ہیں، جو جامع ازھر کے شیخ تھے۔

سال وفات ۱۱۹۲ھ (۱۷۷۸ء) ہے۔

(۹) تعلیق علی البیضاوی

اس کے مؤلف عالم کبیر، شیخ مولانا جاراللہ حسینی الہ آبادی ہیں، جو اپنے عہد کے مشہور اساتذہ سے تھے۔ ان سے شیخ محمد طاہر بن محمد یحییٰ عباسی الہ آبادی اور بہت سے دیگر علماء نے علم حاصل کیا۔ انہوں نے منطق میں ایک رسالے کے علاوہ ایک رسالہ عام پیش آنے والے مغالطات کے بارے میں لکھا۔

(۱۰) نجو م الفر قا ن

اس کے مؤلف فاضل شیخ مولانا مصطفیٰ جونپوری بن محمد سعید جونپوری اورنگ آبادی تھے، جو علوم ادبیہ میں سر برآوردہ علماء میں سے تھے اور شاہزادہ محمد اعظم بن عالمگیر کے ندیم خاص تھے کہ شاہزادہ انہیں کبھی اپنے سے جدا نہ کرتے اور تمام معاملات میں ان سے مشورہ کر تے تھے۔ چنانچہ عالم گیر ان سے بدگمان ہوگئے اور انہیں معزول کر کے حجاز بھیج دیا جہاں وہ حج وزیارت سے شادکام ہوئے اور واپس لوٹے تو بادشاہ سے بلباس فقراء اورنگ آباد میں ملے۔ بادشاہ نے اُنہیں دیکھ کر یہ مصرع پڑھا:

بہر صورت کہ آئی می شناسم

اس کے بعد بادشاہ کے سامنے اپنا رسالہ امارات الکلم فی استخراج الآیات القرآنیہ پیش کیا، مگر بادشاہ نے شہزادہ کی سفارش کے باوجود کوئی توجہ نہ کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

خصوصیات قرن دوازدہم

اس صدی میں، ہندوستان میں محققین علماء کا ایک جم غفیر موجود تھا جیسے:

(۱) مرزا زاہد ہروی : کابل میں صدر مدرس کے منصب پر فائز تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں حاشیہ امور عامہ قابل ذکر ہے۔ ان کی وفات ۱۱۰۱ھ (۱۶۹۰ء) میں کابل میں ہوئی۔

(۲) شیخ قطب الدین شہید سہالوی: ۱۱۰۳ھ (۱۶۹۱ء)۔

(۳) سید محمد بن محمد قنوجی: ۱۱۰۱ھ (۱۶۹۰ء)، وہ حاشیہ علی المطول کے مصنف ہیں۔

(۴) شیخ الاسلام دہلوی: ۱۱۰۹ھ (۱۶۹۷ء)، جو شیخ عبدالحق کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے فارسی میں چھ جلدوں میں صحیح بخاری کی مفصل شرح لکھی۔ ان کی ایک اور تصنیف کشف الغطاء عما لزم علی الاحیاء للموتی ہے۔

(۵) شیخ محمد اعظم بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم سرہندی: ۱۱۱۴ھ (۱۷۰۲ء)، اُنہوں نے فیض الباری شرح صحیح بخاری تصنیف کی۔

(۶) شیخ عبدالجلیل الہ آبادی: ۱۱۱۴ھ (۱۷۰۲ء)، جو شیخ عبدالحق دہلویؒ کے شاگرد اور حقائق وسلوک میں کئی کتابوں کے مصنف تھے مثلاً چہاردہ علمی، ہدایۃ الصوفیہ، معدن الدقائق اور حل المشکلات وغیرہ۔

(۷) ملا محمد سعید مازندرانی، شیعہ شاعر: ۱۱۱۶ھ (۱۷۰۴ء)۔ اس نے زیب النساء کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے:

(۱)	یک بار از وطن نتواں بر گرفت دل	در غربتم اگرچہ فزون است اعتبار
(۲)	پیش تو قرب وبعد تفاوت نمے کند	گو خدمت حضور نباشد مرا شعار
(۳)	نسبت جو باطن است چہ دہلی چہ اصفہان	دل پیش تست تن چہ بکابل چہ قندھار

(۸) شیخ فقیہ محمد نعیم صدیقی جونپوری: ۱۱۲۰ھ (۱۷۰۸)، جنہوں نے چودہ جلدوں میں ہدایہ پر حاشیہ لکھا۔

(۹) علامہ محب اللہ بہاری: ۱۱۱۹ھ (۱۷۰۷ء)، صدیقی، سلم العلوم، مسلم الثبوت اور جوہر فرد کے مصنف تھے، شاہ عالم کے دور میں صدارت عظمیٰ کے منصب پر فائز تھے۔ وہ بہت بڑے ذکی انسان تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۰) حکیم محمد اکبر دھلوی: ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴)، انہوں نے قرابادین قادری لکھی۔

(۱۱) شیخ کبیر اور امام شاہ عبدالرحیم دہلوی: ۱۱۳۱ھ (۱۷۱۹ء)، جو شاہ ولی اللہ دہلوی کے والد تھے۔

(۱۲) سید عبدالجلیل حسینی بلگرامی: ۱۱۳۸ھ (۱۷۲۵ء)، وہ غلام علی آزاد کے دادا تھے۔

(۱۳) شیخ محمد افضل سیالکوٹی: ۱۱۴۶ھ (۱۷۳۳ء)، جو امام مجدد شاہ ولی اللہؒ کے والد محترم کی خدمت میں ۱۲ سال رہے، وہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے استاد تھے۔

(۱۴) خواجہ فیض الحسن سورتی: ۱۱۵۱ھ (۱۷۳۸ء)، فتاوی نقشبندیہ اور فرخ شاہی شرح خلاصہ کیدانی کے مصنف تھے۔

(۱۵) شیخ محمد معین سندھی: ۱۱۶۱ھ (۱۷۴۸ء)، صاحب دراسات اللبیب۔ وہ شاہ ولی اللہؒ کے شاگرد تھے۔

(۱۶) قاضی مبارک گوپاموی: ۱۱۶۲ھ (۱۷۴۸ء)، جو مشاہیر اذکیاء سے تھے۔ انہوں نے شرح سلم اور سیدزاہد کے پر حاشیہ پر حاشیہ جو رسالہ قطبیہ پر تھا، لکھا۔ نیز شرح تہذیب کے حاشیہ پر اور شرح مواقف کے حاشیہ پر حاشیہ لکھا۔

(۱۷) حمد اللہ بن شکر اللہ شیعی: ۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء، انہوں نے شرح سلم العلوم لکھی، نیز شمس بازغہ، شرح ہدایۃ الحکمہ اور عاملی کی زبدۃ الاصول پر تعلیقات قلمبند کیں۔

(۱۸) شیخ محدث محمد حیات سندھی: ۱۱۶۳ھ (۱۷۵۰ء)، انہوں نے (۱) ایک رسالہ فی ابطال الضرائح، (۲) رسالہ فی انتصار السنہ والعمل بالحدیث، (۳) رسالہ فی النہی عن عشق صور المرد والنسوان اور (۴) الاتقاف فی سبب الاختلاف وغیرہ لکھیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں حدیث کا سماع ابوطاہر کردی سے کیا۔

(۱۹) علامہ غلام یحییٰ: ۱۱۸۰ھ (۱۷۶۷ء)، طریقت کے آداب مرزا جان جاناں سے حاصل کئے اور اس کے بعد علوم عقلی کا پڑھنا پڑھانا ترک کر دیا۔ رسالہ قطبیہ پر میر زاہد کے حاشیہ پر حاشیہ لکھا۔ نیز حمد اللہ پر بھی ان کا حاشیہ ہے اور مبحث وجود پر ان کا ایک رسالہ حکمۃ الحق ہے، جس میں شاہ ولی اللہؒ کی تردید کی ہے۔ اس کا جواب شاہ رفیع الدین نے "دمغ الباطل" میں دیا جسے انہوں نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے شاگرد خاص

Maktaba Tul Ishaat.com

شیخ محمد عاشق پھلتیؒ (متوفی ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۴ء) کے کہنے پر لکھا۔

(۲۰) علامہ کبیر ملا محمد حسن: ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۴ء)، شرح سُلّم اور کئی دیگر تصانیف کے مصنف تھے۔

(۲۱) اسی قرن میں علامہ عبدالمومن تھے جو علوم عقلیہ ونقلیہ میں ماہر تھے اور ملا دو پیازہ کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے النامہ نامی ایک چند ورقی رسالہ لکھا تھا جس میں انہوں نے مختلف الفاظ پر (ال) تعریف داخل کر کے اپنی اصطلاح کے مطابق ان کی تفسیر کی ہے مثلاً:

(۱) المجاور: مگس بے حیا (۲) الزیارات: بہانہ گاہ فسق

(۳) القاضی: میخ در گل (۴) الرسول: خیرخواہ دشمنان وغیرہ

(۲۲) شیخ فاضل محمد شجاع اُچی، جنہوں نے عبدالکریم پشاوری صاحب مخزن پر طعن وتشنیع کی ہے۔

ائمہ صوفیاء کبار

(۱) شیخ ابوالرضاء محمد بن وجیہ الدین دہلوی: ۱۱۰۱ھ (۱۶۸۹ء)، جو شاہ ولی اللہ کے چچا تھے۔ انہوں نے الکلمات العفیہ فی الطریقۃ والفنا قلمبند کی۔

(۲) شیخ سعدی بلخاری لاہوری: ۱۱۰۸ھ (۱۶۹۶ء)، جنہوں نے طریقت شیخ آدم بنوری سے حاصل کی۔

(۳) شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید بن امام مجدد: ۱۱۲۷ھ (۱۷۱۵ء)، صاحب تصانیف تھے۔ انہوں نے (۱) شواہد التجدیدفی اثبات المجدد دیا اپنے دادا محترم کی مجددیت کے اثبات پر لکھی۔ نیز (۲) توبہ نامہ (۳) چار چمن وحدت اور (۴) دیوان شعر بھی اُن سے یادگار ہیں۔ یہ سب حقائق طریقت پر حاوی ہیں۔

(۴) شیخ اجل محمد ہدیٰ بریلوی نصیر آبادی: ۱۱۱۹ھ (۱۷۰۷ء)، جو قناعت اور پاکدامنی کا مجسمہ تھے۔

(۵) شیخ نور محمد نقشبندی بدایونی: ۱۱۳۵ھ (۱۷۲۲ء)، جنہوں نے شیخ محمد محسن دہلوی اور شیخ سیف الدین ابن محمد معصوم سرہندی سے فیض حاصل کیا۔ ان پر پندرہ برس استغراق کا غلبہ رہا لیکن جب نماز کا وقت آتا تو ہوش میں آجاتے۔ کچھ عرصے کے بعد اوسان بحال ہو گئے تھے۔ وہ کھانا خود پکا لیتے اور چند دن اسی پر گزارا کر لیتے تھے لیکن امراء کا کھانا قبول نہیں کرتے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶) شیخ کبیر محمد زبیر بن خواجہ محمد معصوم بن امام مجدد:۱۱۵۱ھ(۱۷۳۸ء) ،مصنف اوراد کثیرہ۔

(۷) سید محمد بن علم اللہ بریلوی حسنی:۱۱۵۶ھ(۱۷۴۳ء)،انہوں نے ایک بسیط کتاب شرح الکلمات الطیبات للخواجگان النقشبندیہ لکھی۔

(۹) شیخ محمد سعید لاہوری شطاری نقشبندی عمری:۱۱۶۶ھ(۱۷۵۳ء)۔

(۱۰) شیخ ابو سعید بریلوی:۱۱۹۳ھ(۱۷۷۹ء)،جو شاہ ولی اللہ کے مصاحب تھے۔پھر شیخ محمد عاشق کی خدمت میں رہے اور اپنے چچا سید محمد صابر ابن آیۃ اللہ نقشبندی سے بیعت کی۔

(۱۱) امام،شیخ ،محدث ،فقیہ ،زاہد،عالم ربانی،شمس الدین حبیب اللہ مرزا جانجاناں شہید دہلوی ۔ وہ پہلے نور محمد بدایونی کے حلقہ ارادت میں رہے۔ ان کی وفات کے بعد شیخ محمد افضل سیالکوٹی کی صحبت اختیار کرلی۔ان سے مطولات پڑھیں۔ انہیں سے حدیث سماع کی اور ایک عرصہ درس وتدریس میں بسر کیا۔ پھر بارہ برس شیخ سعد اللہ دہلوی کی صحبت میں رہے۔ بعدہ شیخ محمد عابد سنامی کے حلقہ ارادت میں گیارہ برس گزارے۔ فی الجملہ انہوں نے تیس برس مختلف مشائخ کے ساتھ بسر کیے۔پھر دعوت و ارشاد کی طرف متوجہ ہوئے اور ۳۵ برس مسند ارشاد کی زینت بنے رہے۔اتباع سنت اور بزرگان دین کے طور طریقوں کی پیروی میں حد درجہ سخت تھے۔ مگر اپنے معاصر مشائخ کے رسم ورواج کے پابند نہ تھے اور عوام کی دعوت قبول نہ کرتے تھے۔ اپنا گھر نہیں بنایا تھا۔کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ان کے پاس تھا۔ کسی کا ہدیہ مندرجہ ذیل چھ شرائط کے بغیر قبول نہ کرتے تھے:

(۱) ہدیہ اور نذر پیش کرنے والا شریف آدمی ہو۔

(۲) اہل دنیا سے ضرورت سے زیادہ گھلتا ملتا نہ ہو۔

(۳) صالح اور پرہیز گار ہو۔

(۴) حلال اور حرام کے مابین تمیز کرنے والا ہو۔

(۵) غصب یا چھینا جھپٹی کا مال نہ ہو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶) کامل اخلاص کے ساتھ پیش کریں}۔
کہتے تھے اگرچہ ہدیے کا رد کرنا ممنوع ہے۔ لیکن قبول کرنے کا بھی ہمیں حکم نہیں دیا گیا۔ کہا کرتے کہ پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرو اور خلوص سے حضور اکرم ﷺ کا اتباع کرو۔ اپنے احوال کو کتاب وسنت پر رکھو۔ جو بات کتاب وسنت کے موافق ہو، اُسے قبول کرلو اور جو بات قرآن وسنت کے خلاف ہو اُسے رد کردو۔
انہیں ۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۰ء) کو جمعہ کی رات کو بعد از نماز مغرب شہید کیا گیا۔ ان کی تاریخ وفات عاش حمیدا و مات شهیدا اور اولئک مع الذین انعم الله سے نکالی گئی ہے۔
شیوخ اور علماء نے مرزا جان جاناںؒ کی تعریف کی ہے۔

امراء وسلاطین

(۱) سلطان زاہد، مجاہد ومنصور اورنگ زیب عالمگیر، غازی، مؤید من اللہ: ۱۶ ذوالقعدہ ۱۰۲۸ھ (۱۶۱۹ء) کو اجین سے سو میل دور بہ مقام دوحد میں ملکہ ارجمند بانو دختر آصف جاہ ابوالحسن بن غیاث الدین طہرانی کے بطن سے اپنے دادا جہانگیر کے دور میں پیدا ہوئے۔ بعض علماء نے ''آفتاب عالمتاب'' سے اُن کی تاریخ ولادت نکالی۔ وہ عالم، دیندار اور متورع انسان تھے۔ انہوں نے ۱۰۶۸ھ میں تخت نشینی کے بعد قرآن کریم حفظ کیا اور پچاس برس حکمران رہے۔ بادشاہ نے ۱۰۶۹ھ میں تیس اقسام کے چنگی ٹیکس معاف کردیے جن سے ہر سال تیس لاکھ روپے وصول ہوتے تھے۔ بادشاہ نے مشائخ اور علماء کے وظیفے اس شرط پر مقرر کر رکھے تھے کہ وہ درس وتدریس کا شغل اپنائے رکھیں۔ عالمگیر نے ہی علماء کو مذہب امام ابوحنیفہؒ کے مطابق فتاویٰ مرتب کرنے پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے ایک مجموعہ مرتب کرکے اُسے فتاویٰ عالمگیری کا نام دیا۔
ان کی وفات ذوالقعدہ ۱۱۱۸ھ میں دکن میں ہوئی۔

(۲) ملکِ فاضل محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن عالمگیر جو ۱۰۵۳ھ (۱۶۴۳ء) میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم حفظ کیا۔ اور والد کی وفات کے بعد ۱۱۱۸ھ میں تخت نشین ہوئے۔ اپنے دونوں بھائیوں محمد اعظم اور کام بخش کو قتل کرادیا اور کابل سے دکن تک تمام اہل ملک نے ان کی بیعت کرلی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی تاریخ وفات ۱۹ محرم ۱۱۲۴ھ ہے۔

(۳) احمد شاہ دُرانی، جو ابدالی مشہور ہے، افغانستان کا بانی تھا۔ ۱۱۵۱ھ (۱۷۳۸ء) میں ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو فاش شکست دے کر ان کی فوجی برتری کو ختم کر دیا۔ (اس نے دہلی میں اس قدر لوگ قتل کیے کہ ان کی صحیح تعداد اللہ ہی جانتا ہے)، ایک اندازے کے مطابق اُس نے دہلی میں ایک لاکھ سے زیادہ کو قتل کیا (اور بائیس لاکھ کو قیدی بنایا)۔ بعد ازاں واپس چلا گیا۔

اس کا سال وفات ۱۱۸۷ھ (۱۷۷۳ء) ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن سیزدہم

(۱) سلیمان بن عمر بن منصور
(۲) سید ابراہیم بن محمد بن اسماعیل
(۳) سید علی بن ابراہیم بن محمد بن اسماعیل
(۴) عبدالباسط قنوجی
(۵) قاضی ثناء اللہ پانی پتی
(۶) مولانا سلام اللہ دہلوی
(۷) شاہ عبدالقادر محدث دہلوی
(۸) محمد بن محمد بن احمد
(۹) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی
(۱۰) شاہ عبدالعزیز محدث، حجۃ اللہ، سراج الھند
(۱۱) شیخ احمد صاوی
(۱۲) مولانا عبدالعزیز ملتانی
(۱۳) مولانا محمد اشرف لکھنوی
(۱۴) مفتی ولی اللہ فرخ آبادی
(۱۵) شیخ رؤف احمد
(۱۶) امام شوکانی
(۱۷) حافظ دراز پشاوری
(۱۸) مولانا جان محمد لاہوری
(۱۹) ولی اللہ لکھنوی
(۲۰) مولانا محمد سعید مدراسی
(۲۱) قاضی عبدالسلام بدایونی
(۲۲) مولانا ظہور علی لکھنوی
(۲۳) شہاب الدین سید محمود بن سید عبداللہ
(۲۴) مولانا تراب علی بن شجاعت علی
(۲۵) مولانا عبدالحکیم لکھنوی
(۲۶) مولانا قطب الدین دہلوی
(۲۷) سید محمد نقی لکھنوی
(۲۸) راجہ امداد علی خان
(۲۹) مولانا عبدالعلی بن پیر علی

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل (تعلیقات)

(۱) وحید الحق پھلواری
(۲) شیخ ذاکر علی حسینی
(۳) سید مرتضی بن محمد بلگرامی
(۴) شیخ صفدر علی فیض آبادی
(۵) شیخ امین اللہ عظیم آبادی
(۶) شیخ محمد غوث مدارسی
(۷) مولانا محمد معین لکھنوی
(۸) سید یاد علی حسینی
(۹) مولانا محمد ظاہر بریلوی
(۱۰) مولانا سخاوت علی جونپوری
(۱۱) سید نور الحسن کاکوروی
(۱۲) شیخ غلام مرتضی الہ آبادی
(۱۳) قاضی نور محمد پلندری

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن سیزدہم کے مفسرین

(۱/ ۶۲۷) سلیما ن بن عمر بن منصور

عجیلی ،شافعی،ازھری،جن کا عرف جمل تھا۔انہوں نے چار ضخیم جلدوں میں الفتوحات الا لھیہ بتو ضیح تفسیر الجلا لین للدقا ئق الخفیہ لکھی۔

ان کا سال وفات ۱۲۰۴ھ (۱۷۸۹ء) ہے۔

(۲/ ۶۲۸) سید ابراھیم بن محمد بن اسما عیل (مشھور بہ ابن صلاح صنعانی)

کبار فضلاء میں سے تھے اور جامع شریعت وطریقت تھے۔ علاوہ ازیں دیگر علوم وفنون میں بالخصوص تفسیر وحدیث میں بھی ماہر تھے۔ نیز تصوف وسلوک میں ید طولی حاصل تھا اور بلند پایہ واعظ تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمۃ کا سفر اختیار کیا اور وہاں انہیں بعض امتحانات سے بھی سابقہ پڑا۔

تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الفلک المشحون فی شرح اسماء من یقول للشی کن فیکون (۲) شرح الاربعین الجوھریہ

(۳) تفسیر مفاتیح الرضوان فی تفسیر القرآن بالقرآن: اس کا اسلوب نہایت نادر ہے۔

ان کی ولادت ۱۱۴۱ھ (۱۷۲۸ء) میں ہوئی جبکہ وفات ۱۲ شوال ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۹ء) کو ہوئی۔

(۳/ ۶۲۹) سید علی بن ابراھیم بن محمد بن اسما عیل

وہ بڑے ذکی اور تیز فہم، قوی الادراک، جید الفطرت، فصیح وبلیغ نظم ونثر پر قادر الکلام اور کئی کتا بوں کے مصنف تھے (ابن صلاح صنعانی کے بیٹے ہیں اور ابن صلاح الامیر کے نام سے مشہور ہوئے ۔زیدی ادیب تھے)۔اُن کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) السر المصون فی نکتۃ الاظھار والاضمار فی اکثر الناس واکثرھم لا یعلمون (۲) رسالہ فی منع الملاھی (۳) رسالہ فی تشریح الفاظ الاذان۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۱۷۱ھ/۵۸-۱۷۵۷ء میں پیدا ہوئے اور) وفات ذوالحجہ ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۵ء) میں ہوئی۔

(۴/۶۳۰) عبد الباسط قنوجی

شیخ اور عالم کبیر۔ شیخ عماد الدین کرمانی کی نسل سے تھے جنہوں نے فصول عمادیہ لکھی۔ یہ رستم علی اصغر (قنوجی، ہندی، حنفی) کے گھر قنوج میں ۱۱۵۹ھ (۱۷۴۶ء) میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا اور فقہ، اصول اور عربیت وغیرہ میں مہارت حاصل کی۔ وہ اپنے عہد میں استاذ الاساتذہ اور شیخ المشائخ شمار ہوتے تھے۔ لوگ حصول علم کے لئے دور دراز سے اور طلبہ دشوار گزار راستے طے کرتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ علم الفرائض میں روشن ستارہ تھے۔ انہوں نے درس وتدریس اور تالیف وتصنیف میں عمر بسر کردی۔ ان کی تصنیفات بڑی جیدتھی، جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) زبدۃ الفرائض (۲) نظم اللآلی فی شرح ثلاثیات البخاری (۳) انتخاب الحسنات فی ترجمۃ احادیث دلائل الخیرات (۴) حبل المتین فی شرح الاربعین: ۴۰ ثنائی روایات کا مجموعہ اور اُن کی شرح (۵) عجیب البیان فی اسرار القرآن (۶) شفاء الشافیہ (۷) شرح تہذیب المنطق (۸) شرح خلاصۃ الحساب (۹) شرح سلم العلوم (۱۰) المنازل الاثناعشریہ فی طبقات الاولیاء الی آخر القرن الثانی عشر {(۱۱) انہوں نے فارسی میں ذوالفقار کے نام سے تفسیر قرآن لکھی}۔

ان کا سال وفات ۱۲۲۳ھ (۱۸۸۹ء) ہے۔

(۵/۶۳۱) قاضی ثناء اللہ عثمانی، پانی پتی

عثمانی النسل ہیں اور شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد میں سے۔ سلسلہ نسب ۱۲ واسطوں سے شیخ جلال الدین تک پہنچتا ہے اور اُن کا نسب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ پانی پت میں پیدا ہوئے اور اپنے شہر کے فضلاء سے علم حاصل کیا۔ پھر دہلی گئے اور شاہ ولی اللہ سے فقہ اور حدیث کا علم حاصل کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حصول علم سے فارغ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد شیخ محمد عابد کی

Maktaba Tul Ishaat.com

خدمت میں حاضر ہوکر اسرار طریقت سیکھے اور فنائے قلب کے درجے تک پہنچ گئے۔ پھر مرزا جانجاناں کے حلقہ طریقت میں شامل ہوگئے اور طریقہ مجددیہ کے آخری مقام تک ترقی کر گئے۔ چونکہ شیخ ان سے بہت محبت کرتے تھے، اس لئے وہ اُنہیں علم الھدیٰ کے لقب سے بلاتے اور کہا کرتے تھے کہ ان کی نیکی، تقویٰ اور دیانت کی وجہ سے ان کی ہیبت میرے دل پر چھائی ہوئی ہے۔ وہ شریعت کو رواج دینے والے، راہ طریقت کو منور کرنے والے اور صفات ملکوتیہ سے متصف ہیں اور فرشتے ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر جناب باری نے کوئی ہدیہ طلب کیا تو میں انہیں اس کی جناب میں پیش کروںگا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ انہیں فقہ اور حدیث میں تبحر کی وجہ سے بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ شیخ غلام علی دھلوی مقامات میں لکھتے ہیں کہ وہ معاصرین میں بوجہ تقویٰ و دیانت منفرد تھے اور بہت بڑے عبادت گزار تھے۔ وہ روزانہ ایک سو رکعت نفل اور ایک منزل قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ ذکر و اذکار، مراقبہ، درس و تدریس، تالیف و تصنیف اور عوام کے مقدمات کے فیصلے روزمرہ کا معمول تھا۔

شیخ اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ صفائی ذہن، جودت فطرت، قوت فکر اور سلامتی طبع کے ساتھ ساتھ وہ فقہ اور اصول میں اجتہاد کے درجے پر فائز تھے۔ انہوں نے فقہ میں ایک مبسوط کتاب کی تصنیف کی جس میں ہر مسئلے کو مع ماخذ اور دلائل کے بیان کیا ہے اور ہر مسئلہ میں چاروں اماموں کی آراء کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے دربارہ اقوی المذاہب ایک منفرد رسالہ الا خذ بالقوی لکھا ہے۔ ان کی تفسیر قرآن سات ضخیم جلدوں میں ہے۔

الیانع الجنی میں مذکور ہے کہ وہ فقیہ، اصولی، زاہد اور مجتہد تھے اور کئی مسائل میں تفردات رکھتے تھے۔ ان کی فقہ، تفسیر اور زہد میں اعلیٰ درجے کی تصنیفات بھی ہیں۔ ان کے شیخ ان پر ناز کرتے تھے۔

تصنیفات:

(۱) تفسیر مظہری سات جلدوں میں (۲) حدیث میں ایک مبسوط کتاب، دو جلد (۳) مالا بدمنہ، فقہ حنفی میں

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴) السیف المسلول،رد شیعہ میں (۵) ارشاد الطالبین ،سلوک میں (۶) تذکرۃ الموتی والقبور (۷) تذکرۂ معاد (۸) حقیقۃ الاسلام (۹) رسالہ فی حکم الغنا (۱۰) رسالہ فی حرمۃ المتعہ (۱۱)رسالہ فی العشر والخراج وغیرہ۔

وہ یکم رجب ۱۲۲۵ھ(۱۸۱۱ء)کو پانی پت میں فوت ہوئے۔

(۶۳۲/۶) مولانا سلام اللہ دھلوی

شیخ،عالم، محدث،سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن فخرالدین دہلوی جو کبار علماء سے تھے اور شیخ عبدالحق بن سیف الدین بخاری کی نسل سے تھے۔ وہ نواب فیض اللہ خان کے عہد میں رامپور گئے اور ان کی نوازشات سے مستفید ہوتے رہے۔ انہوں نے کئی مفید کتابیں تصنیف کیں۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الکمالین علی الجلالین ،تفسیر (۲) المحلی شرح موطا:سال تصنیف ۱۲۱۵ھ ہے (۳) شرح شمائل ترمذی (۴) خلاصۃ المناقب فی فضائل اہل بیت (۵) رسالہ فی الاشارۃ بالسبابۃ عند التشہد فی الصلوۃ ۔

وہ جمادی الاخری ۱۲۲۹ھ یا ایک قول کے مطابق ۱۲۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

(۶۳۳/۷) شاہ عبدالقادر محدث دھلوی

امام،عالم کبیر،عارف،عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی ان سربرآوردہ علماء سے تھے جنہیں علوم الہیہ میں بڑا درک حاصل تھا۔ تمام معاصرین ان کی ولایت اور جلالت کے معترف تھے۔ والدان کے زمانہ طفولیت میں فوت ہوگئے تھے۔ اس لئے ان کی تربیت ان کے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز کی نگرانی میں ہوئی اور طریقت کے رموز شیخ عبدالعدل دہلوی سے حاصل کئے۔انہوں نے علم وعمل ،زہد، تواضع اور حسن سلوک کو اپنی ذات میں جمع کرلیا تھا۔چونکہ اُنہوں نے تمام اعلی اخلاق کے زیور سے خود کو سجا لیا تھا،اللہ نے لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی تھی اور شہر کے لوگ ان کے گرویدہ تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علاوہ ازیں ان کے علم روایت ودرایت، تہذیب نفس اور دولت رشد وہدایت نے انہیں علماء وفضلاء کا مرجع بنادیا تھا۔ اکبرآبادی مسجد دہلی میں ان کی سکونت تھی اور درس وتدریس ان کا مشغلہ حیات تھا۔ ان سے شیخ عبدالحی بن ھبۃ اللہ بڈھانوی، شیخ اسماعیل بن عبدالغنی جوان کے بھتیجے تھے، فضل حق بن فضل امام خیر آبادی، مرزا حسن علی شافعی لکھنوی، شیخ اسحاق بن افضل عمری دہلوی (مدفون مکہ مبارکہ)، سید محبوب علی جعفری اور سید اسحاق ابن عرفان کے علاوہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے فیض حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ان پر یہ ہے کہ اس نے انہیں اردو زبان میں ترجمہ قرآن اور تفسیر کی توفیق عطا فرمائی جس کی طرف علماء کا خوب التفات ہوا اور ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ ترجمہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ انہوں نے اس ترجمہ کی توفیق ارزانی ہونے سے پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ اُن پر نزول قرآن ہوا ہے۔ اپنے بھائی شیخ عبدالعزیز سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: بے شک رؤیا حق ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا۔ اس لئے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ کریم تجھ سے قرآن کریم کی کوئی ایسی خدمت لیں گے جس کی اس سے پہلے کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ یہی بشارت موضح القرآن کی صورت میں سامنے آئی۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایسے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جو عموم وخصوص اور اطلاق وتقید میں اصل کے بہت قریب ہیں حتیٰ کہ مواقع استعمال میں بھی وہ ان سے تجاوز نہیں کرتے۔ یہ خاص عطیہ الٰہیہ اور کرامت ربانیہ ہے، وہ جسے چاہے اس سے مختص فرمادے۔

شاہ صاحب بدھ کے دن ۱۹ رجب ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۴ء) کو دھلی میں فوت ہوئے اور اپنے والد کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔ ان کا سال ولادت ۱۱۶۷ھ (۱۷۵۳ء) تھا۔ جس دن شاہ صاحب فوت ہوئے، دونوں بڑے بھائی زندہ تھے۔ ان کے لئے یہ منحوس ترین دن تھا۔ وہ کہتے تھے ہم ایک انسان کو دفن نہیں کر رہے بلکہ علم وعرفان کو دفن کر رہے ہیں۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کے چار بیٹے تھے جو اراد ہ بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان میں سب سے بڑے شاہ عبدالعزیز تھے، پھر شاہ رفیع الدین تھے، پھر شاہ عبدالقادر اور سب سے چھوٹے شاہ عبدالغنی تھے، جو شاہ اسماعیل شہید کے والد تھے۔ان بھائیوں کی وفات اس کے برعکس ترتیب کے ساتھ ہوئی۔سب سے چھوٹے شاہ عبدالغنی سب سے پہلے فوت ہوئے، پھر اُن سے بڑے شاہ عبدالقادر، پھر ان سے بڑے شاہ رفیع الدین اور سب سے آخر میں سب سے بڑے یعنی شاہ عبدالعزیز فوت ہوئے۔ رحمة الله علیهم اجمعین۔چاروں کے چاروں علم وفضل اور زہد و اتقامیں زمانے بھر کیلئے باعث صد افتخار واحترام تھے۔ اگرچہ شاہ عبدالغنی جوانی ہی میں فوت ہوگئے اور ان کی ذہنی صلاحیتیں کھلنے نہیں پائی تھیں مگران کے صاحبزادے شاہ اسماعیل شہید نے اس کی کی تلافی کردی۔

(۶۳۴/۸) محمد بن محمد بن احمد

ابن عبدالقادر بن عبدالعزیز سنباوی، ازہری، جن کا عرف امیر تھا۔جب وہ علم عربیت میں المقدمة الازہریہ ختم کرچکے تو معوذتین کی تفسیر لکھی۔ ازہریہ خالد بن عبداللہ ازھری کی تصنیف ہے۔

ان کا سال وفات ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۷ء) ہے۔

(۶۳۵/۹) شاہ رفیع الدین محدث دهلوی

امام، شیخ کبیر، رفیع الدین عبدالوہاب شاہ ولی اللہ دھلویؒ کے صاحبزادے تھے۔ وہ محدث، متکلم، اصولی اور اپنے عہد کے منفرد اور عدیم المثال آدمی تھے۔دہلی میں ۱۱۶۳ھ (۱۷۴۹ء) میں پیدا ہوئے اور اپنے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز کے زیر تربیت پلے بڑھے اور علم حاصل کیا۔طویل مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔طریقت اور سلوک کے آداب شیخ محمد عاشق پھلتی سے سیکھے۔تقریباً بیس برس کی عمر میں وہ علمی کمال کو پہنچ کر افتاء، درس وتدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے۔اور اپنے بڑے بھائی کی زندگی ہی میں ان کا شمار کبار علماء میں ہونے لگ گیا۔جب شاہ عبدالعزیز کی نظر چلی گئی تو انہوں نے ان کی مسند تدریس بھی سنبھال لی اور اہل ذوق کا اجتماع ان کے اردگرد رہنے لگا۔ اور یہ حیرت انگیز حالات اس لئے وقوع پذیر ہوئے کہ ان کی خداداد استعداد بلاشبہ ان اعزازات کی مستحق تھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کے معاصرین ان کے فضل وکمال کے معترف تھے۔خود شاہ عبدالعزیز ان کی قابلیت کے قائل تھے۔ اپنے ایک مکتوب میں جو انہوں نے شیخ احمد بن محمد شروانی کو لکھا تھا، اپنے برادر خرد کی مدح کی ہے۔

الیانع الجنی میں شیخ ترہتی لکھتے ہیں کہ اپنے عہد کے علوم کے علاوہ بھی انہیں علوم پیشین کی واقفیت حاصل تھی اور ایسا وصف تھا کہ اہل علم میں بھی بہت کم افراد کو یہ اہلیت عطا ہو تی ہے۔ میں نے ان کی بعض جید اور محقق کتابیں دیکھی ہیں جن میں وہ فنون نفیسہ کے بنیادی اور پختہ مسائل کو خفیہ رموز کے پردے میں بکثرت بیان کر جاتے ہیں اور معدودے چند الفاظ میں بہت سے مسائل جمع کردیتے ہیں۔ یہ مختلف علوم میں ان کی گہری مہارت اور دقت فہم پر دلالت کرتے ہیں۔علم حقائق کے بعض نہایت دقیق بلکہ مبہم مسائل کے بیان میں ان کی کتاب ''دمغ الباطل'' مشہور ومعروف ہے اور اہل فن نے اس کی تعریف کی ہے۔انہوں نے ایک مختصر جامع میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ تمام اشیائے عالم میں ایک جذبہ محبت جاری وساری ہے۔اس کا نام'' اسرار المحبة'' ہے اور یہ ایسی دریافت ہے جو ابونصر فارابی اور ابوعلی سینا کے علاوہ اور کسی کو نہیں سوجھی ،جیسا کہ نصیرالدین طوسی نے اپنی بعض کتابوں میں تحریر کیا ہے۔مؤلف کتاب میں لکھتے ہیں کہ علامہ ابن قیم کے یہاں بھی اس موضوع پر ایک عمدہ کتاب ہے جس کی شاید صاحب الیانع الجنی کو اطلاع نہیں۔

دیگر تصنیفات:

(۱)رسالہ در عروض (۲)رسالہ در مقدمہ علم (۳)رسالہ در تاریخ (۴)رسالہ در شق قمر:اس میں شق قمر کے خلاف فلسفیانہ دلائل کا خود اصول فلسفہ سے ہی ابطال کیا ہے۔(۵)رسالہ در تحقیق الوان (۶)رسالہ در آثار قیامت (۷)رسالہ در حجاب (۸)رسالہ در برھان التمانع (۹)رسالہ در عقد انامل (۱۰)رسالہ در شرح اربعین کافات (۱۱)رسالہ فی المنطق (۱۲)رسالہ امور عامہ (۱۳)حاشیہ بر میر زاہد (۱۴)تکمیل الصناعہ : بڑی عمدہ کتاب ہے۔مشکل ہے کہ کسی نے ایسی کتاب لکھی ہوگی۔(۱۵)اپنے والد کے بعض قصائد پر تخمیس (۱۶)ایک بلیغ قصیدہ جس میں بعض فلسفیانہ مسائل بیان کئے ہیں۔یہ قصیدہ فلسفہ میں ان کی انتہائی

Maktaba Tul Ishaat.com

درجہ کی مہارت پر دلالت کرتا ہے اور بو علی سینا کے قصیدہ عینیہ کا جواب ہے جو قصیدہ الروح کے نام سے مشہور ہے (یہ دونوں قصیدے شیخ آلوسی کی جلاء العینین میں دیکھے جا سکتے ہیں)۔ ان کے اکثر رسائل کے مخطوطے رامپور میں محفوظ ہیں۔

وہ اپنے بڑے بھائی کی زندگی میں ۶ شوال ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۷ء) کو دہلی میں فوت ہوئے اور شہر سے باہر اپنے والد اور دادا کے پہلو میں دفن ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲۳۶/۱۰) سراج الهند، حجة الله، شاه عبدالعزيز محدث دهلوی

امام، عالم کبیر، علامہ، محدث، مفسر اور فقیہ جو امام ولی اللہ دھلوی کے صاحبزادے تھے۔ وہ جمعرات کی رات ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ (۱۷۴۶ء) کو پیدا ہوئے، تاریخی نام غلام حلیم ہے۔ انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا اور اپنے والد مکرم سے اخذ علوم کا سلسلہ شروع کیا۔ جب سولہ برس کے ہوئے تو انکے والد فوت ہو گئے۔ اس کے بعد وہ شیخ نور اللہ بڈھانوی اور محمد امین کشمیری کے حلقہ ہائے درس میں شامل ہو گئے اور شیخ محمد عاشق پھلتی نے انہیں اجازت سے نوازا۔ یہ تینوں حضرات شاہ ولی اللہ کے معزز تلامذہ سے تھے۔ شاہ عبدالعزیز نے ایک رسالے میں جو کچھ اپنے والد اور دوسرے حضرات سے پڑھا تھا، اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

شاہ صاحب دراز قامت، ہلکے پھلکے بدن، گندمی رنگ، چمکیلی آنکھوں والے اور گھنی داڑھی والے تھے۔ وہ تیر اندازی، شاہسواری اور موسیقی میں مہارت رکھتے تھے۔ ان سے انکے بھائیوں شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالغنی کے علاوہ انکے داماد عبدالحی بن ھبۃ اللہ، مفتی الٰہی بخش کاندھلوی، سید قمر الدین سونی پتی، شیخ غلام علی بن عبداللطیف دہلوی اور ان کے نواسے مسند الآفاق اسحاق بن افضل عمری نے علم حاصل کیا۔ آخر الذکر ہر روز قرآن کا ایک رکوع تلاوت کرتے اور شاہ صاحب اس کی تفسیر بیان کرتے۔ یہ طریقہ شاہ ولی اللہ سے چلا آ رہا تھا۔ چنانچہ ان کا آخری درس ”اعدلو ھو اقرب للتقویٰ“ پر بند ہوا تھا۔ اور شاہ عبدالعزیز کا آخری درس ”ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم“ تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس سے آگے ان کے نواسے اسحاق بن افضل نے اپنے درس کی ابتداء کی تھی۔ بفضلہ تعالیٰ شاہ عبدالعزیزؒ ان لوگوں سے تھے جنہوں نے اپنے علم وفضل، قابلیت، ذکاء وفہم، سرعت حفظ اور خصوصی استعداد کی وجہ سے ۲۵ برس کی عمر میں مسند علم سنبھالی تھی۔

آخری عمر میں شاہ صاحب حددرجہ تکلیف دہ امراض مثلاً مراق، جذام، برص، اندھاپن اور اسی طرح کی دیگر چودہ بیماریوں کے چنگل میں پھنس گئے تھے۔ چنانچہ درس وتدریس کا کام انہوں نے شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے سپرد کردیا تھا۔ تاہم درس وتدریس، افتاء اور تصنیف کا کام خود بھی جاری رکھا ہوا تھا۔ کثرت امراض کی وجہ سے اشتہاء بالکل ختم ہوگئی تھی اور کئی کئی دن غذا کا ایک لقمہ بھی ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا تھا، جیسا کہ شاہ صاحب نے اپنے مکتوب میں امیر حیدر بن نور حسین بلگرامی کو مطلع کیا تھا۔ بایں ہمہ عوارض شاہ صاحب خوش مزاج، خوش گفتار، فصیح وبلیغ، شیریں کلام اور صاحب تصانیف تھے۔ انہوں نے مسائل کلامیہ میں شیعہ پر بکثرت رد کیا اور ان کے خلاف ٹھوس دلائل سے بات کی۔ چنانچہ ان کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کا جواب شیعہ کے بس میں ہی نہیں۔

تصنیفات:

(۱) ان کی سب سے مشہور کتاب تفسیر القرآن ہے جس کا نام فتح العزیز ہے، جو انہوں نے شدت امراض کے دوران میں املاء کرائی۔ یہ کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی، جو ایام غدر میں سوائے پہلی اور آخری جلد کے ضائع ہوگئی۔

(۲) فتاویٰ درمسائل مشکلہ: اگر وہ تمام فتاویٰ جمع کیے جائیں تو اچھا خاصا ذخیرہ فراہم ہوجائے۔ جو کچھ میسر ہے وہ دو جلدیں ہیں۔

(۳) تحفہ اثنا عشریہ: آج تک ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔

(۴) بستان المحدثین: جو کتب حدیث کی فہرست ہے اور مؤلفین کے تراجم میں مفصل اور بسیط کتاب ہے، مگر نا تمام ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۵) رسالہ العجالۃ النافعہ: فارسی میں ہے۔اس میں اصول حدیث بیان ہوئے ہیں۔

(۶) رسالہ طالبان حدیث کو کن باتوں کا حفظ ضروری ہے۔

(۷) میزان البلاغہ: متن متین در علم بلاغت۔ (۸) میزان الکلام: متن متین در علم کلام۔

(۹) السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل: یہ رسالہ مسئلہ تفضیل خلفاءؓ پر ہیں۔

(۱۰) سر الشہادتین: شہادت حسنین ؓ کے موضوع پر ایک نفیس رسالہ ہے۔

(۱۱) رسالہ در انساب (۱۲) علم رؤیا میں ایک نہایت عجیب رسالہ۔

تصنیفات در حکمت و منطق:

(۱۳) حاشیہ بر رسالہ میر زاہد (۱۴) حاشیہ بر میر زاہد ملا جلال

(۱۵) حاشیہ بر میر زاہد شرح مواقف (۱۶) حاشیہ بر حاشیہ ملا کوسج المعروف بہ عزیزیہ

(۱۷) حاشیہ بر ہدایت الحکمۃ از صدر شیرازی (۱۸) شرح ارجوزہ اصمعی

(۱۹) علماء اور فضلاء کو خطوط (۲۰) اپنے والد کے قصیدہ بائیہ اور ہمزیہ کی تخمیس۔

نظم و نثر میں انکے الفاظ کا دروبست بہت عمدہ تھا۔ان کا زور بیان، املاء کی سیرابی اور تعبیر کی برجستگی، گفتگو کی دل فریبی، طبع کا فیضان قلم کی روانی اور ہاتھ کی مسابقت ان کے خداداد اوصاف تھے۔

وہ سات شوال ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۴ء) کو اتوار کے دن نماز فجر کے بعد فوت ہوئے اور دہلی میں اپنے والد کے پہلو میں دفن کیے گئے ۔

(۱۱/۶۳۷) شیخ احمد صاوی

تفسیر جلالین پر ان کا حاشیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔اس میں کئی ناپسندیدہ اقوال اور موضوع روایات ہیں۔ان کا سال وفات ۱۲۴۱ھ (۱۸۲۵ء) ہے۔

(۱۲/۶۳۸) مولانا عبدالعزیز ملتانی

النبر اس کے مصنف، شیخ، عالم، محدث، عبدالعزیز احمد بن حامد قرشی فریھاری، ملتانی، ابو عبدالرحمان

Maktaba Tul Ishaat.com

کبار علماء سے تھے۔انہوں نے علوم عقلی اور نقلی میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الصمصام فی ذم التاویل (۲) البحر المحیط (۳) السلسبیل: یہ تینوں کتابیں تفسیر قرآن اور اس سے متعلقہ مباحث پر مشتمل ہیں (۴) کوثر النبی، درباره اصطلاحات حدیث وموضوعات (۵) رسالہ درباره اثبات رفع سبابہ در تشہد (۶) اسی موضوع پر عربی میں ایک مختصر منظوم۔

کتب علم کلام: (۷) النبراس فی شرح شرح عقائد، عربی ۔ سال تالیف: ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۳ء) (۸) سدرۃ المنتہیٰ (۹) مرام الکلام فی عقائد الاسلام (۱۰) الایمان الکامل، فارسی (۱۱) رسالہ در رد روافض (۱۲) الناھیۃ عن ذم معاویہؓ۔

(۱۳) الحاشیۃ العزیزیۃ علیٰ متن الایساغوجی۔

کتب علم طب: (۱۴) الاکسیر ۳ جلد (۱۵) الزمرد الاخضر، عربی (۱۶) التریاق، عربی۔ سال تصنیف: ۱۲۳۷ھ (۱۷) العنبر الاشہب، عربی (۱۸) فرہنگ مصطلحات طب، فارسی۔

(۱۹) الیاقوت، عربی ۔رسالہ در ذم تقلید (۲۰) العتیق (۲۱) معجون الجواہر (۲۲) الدر المکنون (۲۳) البطاسیا والاوقیانوس (۲۴) الیواقیت فی علم المواقیت (۲۵) رسالہ فی الجفر الجامع (۲۶) رسالہ فی سیر السماء (۲۷) تسہیل السیاسات (۲۸) رسالہ در کسوف (۲۹) لوح محفوظ (۳۰) منتہی الکمال وغیرہ۔

مولانا بڑے زاہد اور کم آمیز تھے۔مطالعہ کتب میں مصروف رہتے۔امراء کے یہاں آنے جانے سے احتراز کرتے اور ان کے تحفے تحائف قبول نہیں کرتے تھے۔ اتباع سنت کے گرویدہ تھے اور تقلید سے گریزاں۔ اپنی تصنیف الیاقوت میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس امر میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے کہ خدا نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور ہمیں شک کی بناء پر یقین کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ جو آدمی ہمیں اس بات پر ملامت کرے وہ خود اس کا مورد بنے گا۔

کوثر النبی میں لکھتے ہیں: میں جناب باری میں اپنے معاصرین اور ان کے متعصب اور کم فہم علماء

Maktaba Tul Ishaat.com

کے خلاف یہ شکایت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حدیث کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے اور تخریج کو بالکل بھول گئے ہیں۔ ان کے واعظ اور علماء ترغیب وترھیب میں اباطیل اور اکاذیب کے ڈھول ہیں۔ اسلام میں یہ پہلا حادثہ فاجعہ نہیں ہے بلکہ یہ مصیبت ابتدائے اسلام ہی سے ہمارے ساتھ ساتھ چلی آ رہی ہے۔ بداندیشوں نے موضوع روایات اور مکروفریب سے عوام کو دھوکا دیا، وعظ اور تفسیر کی جھوٹی سچی کتابیں مدون کیں اور ان کی ترتیب وتدوین میں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ محدثین کا موید اور مددگار ہو اور دین اسلام کو کذب وافتراء کی آمیزش سے محفوظ رکھے۔

رفع انگشت در تشہد کے بارے میں لکھتے ہیں:

(۱) حمدالک اللهم حمدا سر مدا وعلی محمدک السلام مؤ بداً

اے خدا میں تیری دائمی حمد ادا کرتا ہوں اور تیرے رسول محمد ﷺ پر تیرا اسلام ہمیشہ کے لئے ہو۔

(۲) وعلی صحابته الکرام جمیعهم والعترة الاطهار دام مخلدا

نیز حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ اور پاک اولاد پر دائمی سلام ہو۔

(۳) عبدالعزیز یقول نظما فابتغوا حکما صحیحاً با لنصوص مؤ یدا

عبدالعزیز نظم میں کہتا ہے کہ تم ایسا صحیح حکم تلاش کرو جو مؤید بالنص ہو۔

(۴) ان الاشارة سنة ما ثورة قد جاء من جمع الصحا بة مسند ا

انگلی سے اشارہ کرنا مسنون سنت ہے کیونکہ تمام صحابہؓ سے باسند مروی ہے۔

کہتے ہیں کہ مولانا جوانی ہی میں جب وہ ۳۰ برس سے کچھ زائد عمر کے تھے، فوت ہو گئے۔

(۶۳۹/۱۳) مولانا محمد اشرف لکھنوی

شیخ، عالم، ابن نعمت اللہ بن معظم بن احمد صدیقی کشمیری لکھنوی، مشہور علماء سے تھے۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ کچھ درسی کتابیں شیخ مخدوم حسینی لکھنوی سے پڑھیں اور زیادہ تر مولانا نور الحق انصاری سے۔ اس کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہو گئے۔ ان سے شیخ ولایت علی عظیم آبادی اور علماء کی ایک بڑی جماعت

Maktaba Tul Ishaat.com

نے علم حاصل کیا۔ ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الاصول الراسخہ (۲) اس کی شرح الدوحۃ الشامخہ (۳) قسطاس الصرف (۴) تفسیر القرآن الکریم

(۵) تذکرہ علماء ہند، ناتمام: عربی۔

وہ ۱۷ صفر ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء) کو فوت ہوئے۔

(۶۴۰/۱۴) مفتی ولی اللہ فرخ آبادی

شیخ، عالم، فقیہ اور مفتی ولی اللہ بن احمد علی حسینی فرخ آبادی، مشہور علماء سے تھے۔ خیرآباد کی ایک نواحی بستی سانڈی میں گیارہ شوال ۱۱۴۵ھ (۱۷۵۷ء) کو جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کے ساتھ فرخ آباد آگئے اور وہاں کے علماء سے پڑھنا شروع کردیا۔ پھر قنوج گئے جہاں شیخ عبدالباسط بن رستم علی کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے اور باقی ماندہ درسی کتب ان سے پڑھیں۔ اسکے بعد ۱۱۸۹ھ (۱۷۷۵ء) میں حج اور زیارت کے لئے حجاز گئے اور وہاں قرأت اور حدیث شیخ احمد بن محمد سعید صفر اور ان کے والد محمد سعید، مفتی مکہ شیخ عبدالملک حنفی، اور شیخ ابراہیم شافعی زبیری سے پڑھی۔ اور ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء) میں ہندوستان لوٹ آئے۔ فرخ آباد میں ایک عظیم مدرسہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) میں تعمیر کیا اور فخر المرابع نام رکھا جو تاریخی ہے۔ وہ درس و تدریس میں مصروف رہے اور بے شمار لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شرح ورد التقریب (۲) حزب التوسل الی سید الانبیاء والرسل (۳) نظم الجواہر: سال تصنیف ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۰ء) ہے (۴) نهد الفرید، ۳ جلد (۵) تفسیر قرآن حکیم، فارسی (۶) تاریخ فرخ آباد، فارسی (۷) المطر الثجاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج۔

وہ سوموار کے دن ۵ رجب ۱۲۴۹ھ (۱۸ نومبر ۱۸۳۲ء) کو فوت ہوئے۔

(۶۴۱/۱۵) شیخ رؤف احمد

ابن شعور احمد بن محمد شرف بن رضی الدین عمری رامپوری، جو اس عہد کے صالحین میں سے تھے اور

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے تھے۔ رامپور میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ مفتی شرف الدین وغیرہ سے علم حاصل کیا اور اسرار طریقت شیخ درگاہی سے سیکھے۔ وہ طویل عرصے تک مسند ارشاد پر قائم رہے اور لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے۔ پھر اس مشیخت سے دل بھر گیا تو دہلی چلے گئے اور شیخ غلام علی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ وہاں سے فراغت پائی تو بھوپال چلے گئے اور وہاں کی فضا میں انہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تفسیر قرآن، دو جلدوں میں، اردو۔ ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۳ء) میں شروع کی اور ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) میں ختم کی۔ (۲) درر المعارف: شیخ غلام علی کے ملفوظات (۳) رسالہ دراذ کار و اشغال (۴) دیوان اشعار رافت، رافت ان کا تخلص تھا۔

ان کا سال وفات ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) ہے۔ حج کو جا رہے تھے کہ راستے میں فوت ہو گئے۔

(۶۴۲/۱۶) امام شوکانی

محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ شوکانی، صنعانی۔ انہوں نے کتاب البدر الطالع میں اپنے والد کے حالات بیان کرتے ہوئے اپنے سلسلہ نسب کو آدم علیہ السلام تک پہنچایا ہے۔ وہ ۲۸ ذوالقعدہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۶۰ء) بروز سوموار دوپہر کو پیدا ہوئے۔ جب پڑھنا شروع کیا تو درج ذیل کتابیں حفظ کر لیں: الازھار از امام مہدی، مختصر الفرائض از عصیفری، الملحہ از حریری، کافیہ اور شافیہ از ابن حاجب، تہذیب از تفتازانی، تلخیص از قزوینی، غایۃ از ابن امام، مختصر المنتہی از ابن حاجب کا کچھ حصہ، منظومہ جزری، منظومہ جزاز در عروض، آداب البحث از عضد، رسالہ وضع از عضد۔ ان مختصرات کو انہوں نے باقاعدہ پڑھائی شروع کرنے سے پہلے ازبر کر لیا تھا۔ انہوں نے درسی کتابیں اپنے والد اور معاصر علماء سے پڑھیں۔ اور شیخ احمد بن محمد حرازی سے فراغت حاصل کی۔ وہ تقریباً تیرہ برس ان کی خدمت میں رہے اور بیس برس فتویٰ نویسی کرتے رہے، اور کسی سے کوئی اجرت طلب نہ کی۔ جب ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو کہنے لگے میں نے علم مفت حاصل کیا ہے، اسے مفت ہی بانٹنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے مطول اور مختصر کئی کتابیں لکھیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ۸ جلد، جسے انہوں نے اپنے شیوخ کے کہنے پر تحریر کیا (۲) حاشیہ شفاء السقام (۳) الدرر البهیہ (۴) اس کی شرح الدراری المضیہ (۵) الفوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ، ایک جلد، مختصرات میں: (۶) الاعلام بالمشائخ الاعلام والتلامذة الکرام (۷) بغیۃ الاریب من المغنی اللبیب: اس نظم میں وہ امور بیان کئے ہیں جنکی ضرورت پڑتی ہے، نیز اس کی شرح (۸) کفایۃ المتحفظ، نظم (۹) المختصر البدیع فی الخلق الوسیع: اس لطیف کتاب میں زمین، آسمان، ملائکہ، جن اور انسانوں کی تخلیق کا ذکر ہے اور وہ آیات اور احادیث بیان کی ہیں جن کا تعلق ان اشیاء سے ہے مگر یہ کتاب مسودے کی صورت میں ہی رہ گئی اور اس کا مبیضہ تیار نہیں ہو سکا (۱۰) المختصر الکافی من الجواب الشافی (۱۱) اطیب النشر بجواب مسائل عشر (۱۲) عقود الزبرجد فی جید مسائل علامہ ضمد (۱۳) الصوارم الهندیہ المسلوک علی الریاض الندیہ (۱۴) رسالہ فی احکام النفاس (۱۵) رسالہ فی احکام الاستجمار (۱۶) رسالہ فی کون الثیاب والبدن من شرائط الصلوة ام لا (۱۷) رسالہ فی الکلام علی وجوب الصلوة علی النبی ﷺ فی الصلوة (۱۸) رسالہ فی الصلوة التحیہ (۱۹) القول الصادق فی امامۃ الفاسق (۲۰) رسالہ فی اسباب سجود السہو (۲۱) تشنیف السمع بابطال ادلۃ الجمع (۲۲) رسالہ فی حکم الطلاق ثلاثا (۲۳) رسالہ فی الطلاق البدعی (۲۴) رسالہ تنبیہ ذوی الحجی حکم بیع الرجی (۲۵) شفاء العلل فی حکم زیادۃ الثمن لاجل الاجل (۲۶) القول المحرر فی حکم لبس المعصفر وسائر انواع الاحمر (۲۷) البحث المسفر عن تحریم کل مسکر ومفتر (۲۸) رسالہ فی القیام للواصل لمجرد التعظیم (۲۹) اتحاف المهرة فی الکلام علی حدیث لاعدوی ولا طیرة (۳۰) رسالہ فی صبیان الذمیین اذا مات ابوهم (۳۱) رسالہ فی حکم طلاق المکره (۳۲) رسالہ فی حکم الجہر بالذکر (۳۳) رسالہ فی لحوق ثواب القراءة المهداة من الاحیاء الی الاموات (۳۴) رسالہ ف فی حکم المولد (۳۵) القول المقبول فی رد خبر المجہول من غیر صحابۃ الرسول (۳۶) امنیۃ المتشوق فی تحقیق حکم المنطق (۳۷) وبل الغمامہ فی تفسیر ’’وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ‘‘

Maktaba Tul Ishaat.com

(۳۸) اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر (۳۹) الدر النضید فی اخلاص التوحید (۴۰) التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر و الدجال والمسیح (۴۱) القول المفید فی حکم التقلید (۴۲) ارشاد الفحول، اصول فقہ (۴۳) فتح القدیر، تفسیر (۴۴) الفتح الربانی فی فتاوی الشوکانی، ۴ ضخیم جلدیں (۴۵) السیل الجرار المتدفق علی حدائق الازاھار فی فقہ اہل البیت المختار۔

ان کا سارا وقت یا تو درس و تدریس میں صرف ہوتا، یا تالیف و تصنیف میں۔ زندگی بھر کسی امیر کے دروازے پر نہیں گئے۔ حسب ضرورت شعر بھی کہہ لیتے تھے۔

ان کا سال وفات ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) ہے۔

(۶۴۳/۱۷) حافظ دراز پشاوری

شیخ، فاضل کبیر، محمد احسن بن محمد صادق بن محمد اشرف خوشابی پشاوری جن کا عرف حافظ دراز تھا۔ منطق اور فلسفہ میں سربرآوردہ علماء سے تھے۔ انہوں نے علم اپنی والدہ سے پڑھا تھا جو عالمہ اور فاضلہ خاتون تھیں۔ انہوں نے بکثرت تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) منح الباری شرح صحیح بخاری، فارسی (۲) سلم کی شرح (۳) قاضی مبارک پر حاشیہ (۴) اخوند یوسف کے تتمہ پر حاشیہ (۵) سورۃ یوسف اور سورۃ الضحیٰ کی تفسیر (۶) معراج نامہ (۷) وفات نامہ وغیرہ۔

ان کا سال وفات ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء) ہے، اکسٹھ سال کی عمر پائی۔

(۶۴۴/۱۸) مولانا جان محمد لاہوری

شیخ عالم، فقیہ حنفی، مشہور فضلاء سے تھے۔ ۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) میں پیدا ہوئے۔ علمائے عصر سے علم حاصل کیا۔ پھر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ انہیں جھاڑ پھونک اور تعویذ نویسی میں کمال حاصل تھا۔ تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱) زبدۃ التفاسیر، ۸۰ اجزاء (۲) اثبات الخلافۃ لمعاویہ رضی اللہ عنہ (۳) رسالہ فی العقائد (۴) رسالہ دررد شیعہ (۵) شرح قصیدہ بردہ (۶) شرح بدء الامالی (۷) رسالہ در معراج (۸) رسالہ در حرمت تمباکو (۹) رسالہ درعدم فرضیت جمعہ دریں بلاد۔

ان کا سال وفات ۱۲۶۸ھ (۱۸۵۱ء) ہے۔

(۶۴۵/۱۹) ولی اللہ لکھنوی

شیخ، فاضل، ابن حبیب اللہ بن محب اللہ انصاری، جو مشہور اساتذہ سے تھے۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ علم اپنے چچا ملا مبین سے پڑھا اور کافی عرصے تک ان کے درس میں حاضر ہوتے رہے۔ پھر قدماء کے اسفار اور علماء کی کتب کے مطالعے میں کافی وقت صرف کیا۔ انہوں نے تدریس میں بڑی محنت کی حتی کہ لکھنؤ کی علمی ریاست کے امیر تسلیم کرلے گئے۔ ان کے درس سے کثیر التعداد افراد مستفید ہوئے۔

تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) معدن الجواہر: قرآن کریم کی تفسیر (۲) نفائس الملکوت شرح مسلم الثبوت، اصول فقہ میں ہے (۳) حاشیہ ہدایۃ الفقہ (۴) حاشیہ برعروۃ الوثقی از کمال الدین، علم کلام میں ہے (۵) حاشیہ بر شرح ہدایۃ الحکمۃ از شیرازی (۶) شرح سلم از ملا حسن (۷) شرح بسیط علی غایۃ العلوم ومعارج الفہوم (۸) شرح تذکرۃ المیزان (۹) تکملہ شرح سلم از جد او مولانا عبدالحق (۱۰-۱۲) میر زاہد پر تین حاشیے لکھے: (۱) حاشیہ بر رسالہ میر زاہد (۲) حاشیہ بر میر زاہد ملا جلال (۳) حاشیہ بر میر زاہد شرح مواقف (۱۳-۱۴) دو رسالے در مبحث تشکیک (۱۵) کشف الاسرار فی خصاص سید الابرار (۱۶) مراۃ المومنین وتنبیہ الغافلین فی مناقب آل سید المرسلین (۱۷) آداب السلاطین (۱۸) عمدۃ الوسائل (۱۹) الاغصان الاربعہ وغیرہ۔

وہ (اٹھاسی سال کی عمر میں) ۱۰ صفر ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۳ء) کو فوت ہوئے۔

(۶۴۶/۲۰) (سراج العلماء) مولانا محمد سعید مدراسی

شیخ، عالم، فقیہ، اسلمی، مدراسی، اپنے عہد کے مشاہیر سے تھے۔ مدراس میں ۱۱۹۴ھ (۱۷۸۰ء)

Maktaba Tul Ishaat.com

میں پیدا ہوئے۔ علوم وفنون ملک العلماء سے پڑھے اور انہی سے فراغت حاصل کی۔ کافی عرصہ تک درس وتدریس میں مصروف رہے اور پھر اہل الحرمین کے وظائف اور اداروں کے مہتم مقرر کیے گئے۔

امیر نے ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۷ء) میں انہیں سراج العلماء، حافظ محمد اسلم خان بہادر کا خطاب دیا۔ اسی وجہ سے انہیں اسلمی کہتے تھے۔ پھر حجاز گئے اور کافی عرصہ وہاں ٹھہرے رہے۔ وہیں شاہ عبدالعزیز کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کا اہل مکہ کے لئے عربی میں ترجمہ کیا۔ وہاں سے مدراس واپس آئے تو ایک مکان، باغ اور مقبرہ نواح سعید آباد میں بنوایا پھر حیدر آباد گئے۔ وہاں سے اورنگ آباد گئے۔ ایک مدت کے بعد واپس مدراس آئے تو وہیں فوت ہو گئے۔

تصنیفات: (۱) سفینۂ نجات در بارہ اختلافی مسائل، ایک ضخیم جلد (۲) تفسیر قرآن حکیم: یہ آخری ایام کی تصنیف ہے اور فارسی میں ۴ جلدوں میں ہے۔

وہ ۸ ربیع الاول، یا ایک قول کے مطابق ۱۱ المحرم، ۱۲۷۱ھ یا (۱۲۷۳ھ) کو فوت ہوئے۔

(۲۱/ ۶۴۷) قاضی عبدالسلام بدایونی

ابن عطاء الحق عباسی، جو فقہ، اصول اور عربیت میں فاضل علماء سے تھے۔ وہ بدایوں میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ اپنے چچا عطاء الحق عباسی سے، جو ملک العلماء عبدالعلی بن نظام الدین کے شاگرد تھے، علم حاصل کیا۔ اور طریقت کے آداب سید آل احمد بن حمزہ حسنی مارہروی سے سیکھے۔ اس کے بعد رامپور میں قاضی مقرر کر دیے گئے۔

تصنیفات: (۱) اخبار الابرار، فارسی۔ تصوف کی کتاب ہے (۲) شرح دلائل الخیرات (۳) علم الفرائض، فارسی (۴) طوفان عشق، فارسی مثنوی (۵) تفسیر القرآن الکریم منظوم اردو، جس کا نام زاد الآخرۃ ہے اور اس میں ابیات کی تعداد دو لاکھ ہے جب کہ اس کا سال تصنیف ۱۲۴۴ھ ہے۔

وہ ۵ ذوالقعدہ ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۳ء) کو فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۴۸/۲۲) مولانا ظہور علی لکھنوی

ابن حیدر بن مبین انصاری، جو فقہ اور اصول میں بلند مرتبہ عالم تھے۔ لکھنو میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ علم اپنے والد اور مفتی ظہور اللہ لکھنوی وغیرہ سے حاصل کیا۔ قرآن جوانی میں حفظ کیا۔ لکھنو ہی میں عرصہ دراز تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۲۵۴ھ میں حیدر آباد چلے گئے۔ وہاں ان کا بڑے تپاک سے استقبال کیا گیا اور ہدایا و تحائف سے نوازا گیا۔

تصنیفات: (۱) تفسیر قرآن کریم (۲) الطریقۃ الوسطی فی سماع الموتی (۳) المعراجیہ (۴) شرح سلم از قاضی مبارک کے خطبہ کی شرح۔

وہ حیدر آباد میں رمضان ۱۲۷۵ھ کے آخری روز فوت ہوئے۔

(۶۴۹/۲۳) شہاب الدین سید محمود بن سید عبداللہ مصنف روح المعانی

امام، مفسر، اہل عراق کے برگزیدہ عالم اور بغداد کے مفتی، ابوالفضل شہاب الدین سید محمد آلوسی بغدادی۔

ان کی تفسیر کا شمار ضخیم ترین اور بلند پایہ تفاسیر میں ہوتا ہے۔ مصنف سُور کی تفسیر میں ان کے مناسبات کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح آیات کے تحت یا آیات کے بعد ان اقوال کا ذکر کرتے ہیں جو صوفیاء کے مذاق کے مطابق ہوتے ہیں۔ نیز فقہاء کے اقوال، روایات، قرأت، تحقیق لغت اور نکات اعراب وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ فی الجملہ اس کے مطالعہ کے بعد قاری کو دیگر بہت سی تفاسیر کی حاجت نہیں رہتی۔ مصنف اس کی تحریر سے منگل کی رات ۴ ربیع الآخر ۱۲۶۷ھ کو فارغ ہوئے۔

ان کا سال وفات ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۴ء) ہے۔

(۶۵۰/۲۴) مولانا تراب علی بن شجاعت علی

ابن فقیہ الدین بن محمد دولہ بن مفتی ابوالبرکات دہلوی، امروہوی، لکھنوی، ابوالبرکات، رکن الدین، جو عقلی اور نقلی علوم میں بلند پایہ عالم تھے۔ وہ ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ء) میں لکھنو میں پیدا ہوئے، تاریخ ولادت برخوردار ہے۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت مصعب پر منتہی ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنے عہد کے علماء

Maktaba Tul Ishaat.com

اور مفتی ظہور اللہ لکھنوی سے پڑھا۔ اس کے بعد ذوق وشوق سے درس وتدریس میں منہمک ہوگئے۔ کچھ عرصے کے بعد ۱۲۵۹ھ میں حج وزیارت کے لئے حجاز چلے گئے۔ اور مفتی سراج المکی عبداللہ سے حدیث کی سماعت کی۔ وہاں سے لوٹے تو پھر درس وتدریس میں مصروف ہوگئے۔ ان سے شیخ معین الدین کردی، قاضی انوار علی مراد آبادی اور سید غنی نقی زیدپوری کے علاوہ بے شمار افراد نے فائدہ اٹھایا۔ ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) التعلیق الرضی علی شرح القاضی (۲) شرح الشرح علی القاضی (۳) التعلیق الاحسن علی ملاحسن (۴) حاشیہ علی شرح السلم لحمداللہ (۵) حاشیہ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ للشیرازی (۶) شمس الضحیٰ لازالۃ الدجیٰ (۷) حاشیہ علی حاشیہ غلام یحییٰ بہاری (۸) تکملۃ العلی للواء الھدیٰ (۹) القراضۃ الغالیہ (۱۰) ازالۃ الفصل عن اشعار المطول (۱۱) مصفاۃ الاذھان فی تحقیق السبحان (۱۲) العشرۃ الکاملہ (۱۳) منہیۃ مصفاۃ الاذھان (۱۴) التحقیقات البدیعۃ الشوکیہ فی توہین الھفوات السعدیہ (۱۵) التحقیقات الزکیہ فی التوھمات السعدیہ (۱۶) حاشیہ شرح ملاجامی (۱۷) الترشح المعجلی فی مسائل المرء امام المصلی (۱۸) القول الصواب فی مسائل الخضاب (۱۹) العجالۃ الدقیقہ (۲۰) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح (۲۱) شوکۃ الحواشی لازالۃ الغواشی (۲۲) حاشیہ صدرا (۲۳) لجۃ الروایات فی اجوبۃ الواقعات (۲۴) تفسیر الھلالین علی جلالین، ناتمام (۲۵) شرح قصیدہ بردہ، فارسی (۲۶) شرح قصیدہ تتراتی، فارسی (۲۷) تحصیل الخیرہ بآداب العمرہ (۲۸) اس کی شرح فارسی (۲۹) مسالک السداد فی مسائل الافراد (۳۰) ہدایۃ الانام فی آداب الاحرام (۳۱) تحصیل التخضع بآداب التمتع (۳۲) الفوز المبین بآداب البلد الامین (۳۳) فوائد الضرب بآداب الاکل والشرب (۳۴) درک المآرب فی آداب اللحی والشوارب (۳۵) شرح شمس بازغہ، ناتمام (۳۶) التحقیقات الکمالیہ فی ابطال ارتدادات الکلالیہ (۳۷) العجالۃ البکیہ (۳۸) سواء الطریق لابطال اقوال الزندیق (۳۹) ہدایۃ النجدین الی مسائل العیدین (۴۰) قرۃ العین فی ابطال مسح الرجلین (۴۱) رسالہ فضائل الصدیقؓ (۴۲) رسالہ فضائل عثمانؓ وغیرہ۔

وہ ۱۲ صفر ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) کو اعظم گڑھ کی مضافاتی بستی محمد آباد میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۵۱/۲۵) مولانا عبدالحکیم لکھنوی

ابن عبدالرب بن عبدالعلی بن نظام الدین انصاری، علماء مشاہیر سے تھے۔ لکھنو میں پیدا ہوئے۔ کچھ درسی کتب مولانا محمد دائم سے پڑھیں۔ پھر شیخ نورالحق بن انوارالحق کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور باقی ماندہ کتابیں ان سے پڑھیں تا آنکہ فتوی نویسی اور درس کیلئے موزوں ہو گئے اور پورے انہماک سے اس خدمت میں لگ گئے۔ جو وقت بچتا اس میں عبادت الٰہی میں منہمک رہتے اور اپنے طلبہ کے آرام و آسائش میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ ان کی تصنیفات بکثرت ہیں۔

تصنیفات: (۱) شرح سلم لحمداللہ پر حاشیہ (۲) میرزاہد ملا جلال پر حاشیہ (۳) فتح پوری کی العروۃ الوثقی پر حاشیہ (۴) تفسیر بیضاوی پر تعلیقات (۵) ہدایۃ الفقہ پر حاشیہ (۶) میرالدائر جوائز الاصول کی شرح ہے۔

وہ صفر ۱۲۸۶ھ کے ختم ہونے سے چھ دن قبل فوت ہوئے۔

(۶۵۲/۲۶) مولانا قطب الدین دھلوی

ابن محی الدین حنفی، دہلوی۔ جو اس زمانے کے کبار قضاۃ سے تھے۔ انہیں فقہی مسائل ازبر تھے اور فقہاء کے باہمی اختلاف خوب متحضر تھے۔ انہی اوصاف کی وجہ سے وہ معاصرین سے فقہ اور حدیث میں بلند تر شمار ہوتے تھے۔ اس عہد کے لوگوں نے ان کے درس اور فتاوی سے کافی فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے خود حدیث اور فقہ کو شیخ اسحاق بن افضل عمری سے جو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے نواسے تھے، اخذ کی اور طویل عرصے تک ان کی خدمت میں رہے۔ مولانا پرہیزگار، قانع، پاکیزہ سیرت اور صالح تھے اور تدریس و تصنیف میں ہمہ تن مصروف رہے۔ انہیں مناظرے اور مباحثے کا بڑا لپکا تھا۔ مذہبی اختلافات میں شدید متعصب تھے اور مخالفین سے درگزر نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے سید نذیر حسین دہلوی کے خلاف حنفی مذہب کے ساتھ اختلاف کی وجہ سے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے فقہ اور حدیث میں کئی مفید کتابیں تصنیف کیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مظاہر حق، اردو میں مشکوۃ کی شرح، ۴ جلد (۲) الظفر الجلیل، حصن حصین کی شرح (۳) تفسیر قرآن کریم، اردو (۴) معدن الجواہر (۵) آداب الصالحین (۶) طب نبوی (۷) توفیر الحق (۸) تنویر الحق وغیرہ۔

آخری عمر میں حجاز گئے اور ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں مکہ میں فوت ہو گئے۔

(۶۵۳/۲۷) سید محمد نقی لکھنوی

ابن حسین بن دلدار علی حسینی، شیعی، لکھنوی، شیعہ کے مشہور علماء سے اور ان کے مجتہد تھے۔

لکھنو میں ۱۶ جمادی الاولی ۱۲۳۴ھ (۱۸۱۹ء) میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے اپنے والد سے علم اور تربیت حاصل کرنا شروع کی۔ اپنے والد اور چچا، سید محمد بن دلدار علی سے فراغت لی۔ امیر اودھ امجد علی نے انہیں ممتاز العلماء کے لقب سے نواز کر مدرسہ سلطانیہ کی تدریس ان کے سپرد کی۔

ان کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نخبۃ الدعوات فی الادعیۃ الماثورہ (۲) العباب فی النحو (۳) کتاب الارشاد فی الرد علی من ینکر تاثیر الدعاء (۴) حدیقۃ الواعظین۔ (۵) لمعۃ الواعظین (۶) نزھۃ الواعظین (۷) جواز امامۃ من یکون فاسقا فی نفسہ وعادلا عند المومنین (۸) رسالہ فی فضائل الدعاء وآدابہ (۹) شرح تبصرۃ الحلی فی الفقہ (۱۰) ینابیع الانوار فی تفسیر کلام اللہ الجبار۔

انہوں نے کتابیں جمع کیں اور خطبے منتخب کئے اور پھر ان کے لئے ایک مکان تعمیر کرایا، جس کے چاروں طرف ایک دل ربا باغ لگوایا، ایک مسجد اور امام بارہ بنوایا جس میں یکم محرم سے دسویں تک شیعہ جمع ہوتے، روتے پیٹتے اور ماتم کرتے۔

آخر میں ان کے اور ان کے چچا محمد بن دلدار علی کے درمیان ان کے دادا کی میراث کی حقیقت کے بارے میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا اور نوبت مقدمہ بازی تک جا پہنچی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا سال وفات ۱۲۸۹ھ ہے۔

(۶۵۴/۲۸) راجہ امداد علی خان کنتوری

امیر، فاضل، ابن رحمان بخش کنتوری، جو مشہور شیعہ علماء سے تھے، کنتور میں ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء) میں پیدا ہوئے۔ کچھ درسی کتابیں سید علی حسن حکیم کنتوری سے پڑھیں۔ پھر لکھنو گئے اور اکثر کتابیں شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ اور شیخ اعظم علی تلمیذ سید دلدار علی مجتہد سے پڑھیں۔

تصنیفات: (۱) منہج السداد، تفسیر قرآن شریف (۲) سورۃ یوسف کی تفسیر، برصغیہ اہمال (۳) شرح خطبہ شقشقیہ (۴) مقامات حریری کی شرح (۵) رسالہ فی المنطق۔

ان کا سال وفات ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۵ء) ہے۔

(۶۵۵/۲۹) مولانا عبدالعلی بن پیر علی

ابن غلام امام، ہندی، نگرامی، جو احناف کے فقیہ تھے۔ انہوں نے اپنے ماموں علیم اللہ، سید انوار علی مراد آبادی، شیخ اوحد الدین بلگرامی اور شیخ عبدالحکیم بن عبدالرب لکھنوی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ مولانا پرہیزگار، تقی، صالح، پاکیزہ سیرت اور متوکل انسان تھے۔ کثیر التعداد لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ہدایت سے نوازا۔

تصنیفات: (۱) تفسیر آیات احکام (۲) تحقیق الامور فی حدوث الفاتحہ والنذور (۳) رسالہ فی تحقیق المولد والقیام، عربی (۴) الیواقیت اللطیفہ فی تائید مذہب ابی حنیفہؒ (۵) التحریر فی حرمۃ المزامیر وغیرہ۔

ان کا سال ولادت ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۵ء) ہے اور شوال ۱۲۹۶ھ کے ختم ہونے سے دو راتیں قبل فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل

(بعض سُورو آیات پر تعلیقات)

(۶۵۶/۱) وحید الحق پھلواری

کبار اساتذہ سے تھے۔ صادق، خوش اخلاق، پرہیزگار اور متقی بزرگ تھے،۔ وہ شہادت سے احتراز کرتے اور انگریزی حکومت کے کارندوں کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اچھے کاموں کا حکم دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے تھے۔ اس دور میں اس علاقہ میں لوگ ایام محرم میں بچوں کے گلے میں طوق ڈالتے اور وہ گلیوں میں گھومتے۔ اسی طرح عاشورا کے دن بچوں کو زنار پہنائے جاتے۔ مولینا ان طوقوں کو توڑ ڈالتے اور زنار کو کاٹ دیتے۔ وہ فقیرانہ لباس پہنتے اور تصنع کو ناپسند کرتے، چٹائی پر بیٹھتے اور سیاہ رنگ کا کرتہ پہنتے تھے۔ وہ اول اول بہ انداز فقہاء احناف غناء سے پرہیز کرتے تھے۔ بعد میں جب حالت وجد طاری ہوئی تو مجالس سماع میں آنا جانا شروع کر دیا تھا۔

تصنیفات: (۱) ہدایۃ الفقہ پر تعلیقات (۲) شمائل ترمذی پر حواشی (۳) تفسیر بیضاوی پر تعلیقات (۴) فقہ میں متعدد رسائل۔

وہ صفر ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۷ء) کے ختم ہونے سے چھ دن قبل فوت ہوئے۔

(۶۵۷/۲) ذاکر علی حسینی

شیخ، فاضل، شیعی، جونپوری، جو مفتی ابو البقاء محمد درویش حسینی واسطی کے خاندان سے تھے۔ جونپور میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ بعض درسی کتابیں سید محمد عسکری جونپوری سے اور زیادہ تر عبدالعلی بن علی عظیم سے پڑھیں۔ اس کے بعد وہ مسٹرویلی کے جو لکھنو میں انگریزی سفیر تھے، ٹیوٹر مقرر ہو گئے اور طویل عرصے تک انہیں پڑھاتے رہے۔ وہاں سے واپس جونپور آ گئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تصنیفات: شرائع الاسلام کا فارسی ترجمہ(۲) ذریعۃ المغفرۃ، قرآن کریم کی بعض آیات کی فارسی تفسیر۔

وہ محرم ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۷ء) کے ختم ہونے سے سات روز قبل منگل کو جونپور میں فوت ہوئے۔

(۶۵۸/۳) سید مرتضی بن محمد بلگرامی

مصر میں اقامت اختیار کرلی تھی اور وہیں دفن ہوئے۔ زبیدی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے قاموس کی شرح تاج العروس لکھی۔ ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) میں بلگرام میں پیدا ہوئے۔ اپنے شہر کے علماء سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد سندیلہ اور خیرآباد گئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔ پھر دہلی گئے اور امام شاہ ولی اللہ کے حلقہ درس میں حاضر ہوئے۔ بعدہ سوات چلے گئے اور مولانا خیرالدین سواتی کی خدمت میں حاضر ہوئے، پورا ایک سال ان کی خدمت میں بسر کیا اور بعد از فراغت ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۱ء) میں حجاز گئے۔ یمن کے دارالعلوم زبید میں سکونت اختیار کی اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا اور کئی بار حج کیا۔ وہاں سید عبدالرحمان عیدروس سے ملاقات کا موقعہ ملا جنہوں نے انہیں سفر مصر کی رغبت دلائی۔ چنانچہ انہوں نے دمیاط، رشید، اسیوط اور مصر کے بالائی علاقوں کی سیاحت کی اور وہاں کے علماء سے حدیث پڑھی۔ پھر شادی کی اور عطفۃ العسال میں سکونت اختیار کرلی جہاں تاج العروس کی تالیف میں مصروف ہوگئے۔ اور چودہ سال کی جانکاہ محنت کے بعد کتاب مکمل کرلی۔ کتاب کی تکمیل پر ایک اعلیٰ پائے کی دعوت کا اہتمام کیا۔

اس کے بعد انہوں نے سلف کے طریقے پر زبانی اسناد، رواۃ اور مخرجین کے ذکر سے حدیث کی املاء شروع کی۔ وہ رجال کا تذکرہ کرتے اور بہ شرط ضرورت اشعار پڑھتے۔ اس سے ان کی شان بڑھ گئی اور بڑے بڑے لوگ انہیں اپنے گھروں میں بلاتے۔ چنانچہ انہیں شاندار دعوتوں سے نوازتے۔ سید مرتضی ان کے گھروں میں ذی استعداد طلبہ، قاریوں، کاتبوں اور املاء کرنے والوں کو ساتھ لے جاتے اور وہاں ان کے ساتھ صاحب خانہ، اس کے دوست احباب، اولاد اور خواتین کو پس پردہ بٹھاکر حدیث کے کچھ الفاظ پڑھتے اور کاتب کو حکم دیتے کہ سب حاضرین، مردوں، عورتوں اور بچوں کے نام

Maktaba Tul Ishaat.com

اور تاریخ لکھے تکمیل ہو چکتی تو نیچے "صــــح ذلک" لکھ کر دستخط کر دیتے۔ سلف میں حدیث کی اشاعت اور تدریس کا یہی طریقہ رائج تھا۔

انہیں سلاطین اس زمانے میں اپنے شہروں میں بلاتے اور ان سے اجازت روایت طلب کرتے تھے۔ چنانچہ غزہ، دمشق، حلب، آذربائجان، تونس، نادلا، حران، دیار بکر، سنار، دار فور اور مدراس وغیرہ کی طرف انہوں نے اجازت نامے روانہ کئے۔ علماء نے انہیں بکثرت اجازت نامے اور سندات سے نوازا۔ ان کی کتابوں کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔

تصنیفات: (۱) تاج العروس، لواء کے امیر نے اس کے حصول کے لئے ایک ہزار ریال صرف کئے تھے۔ (۲) اتحاف سادۃ المتقین، شرح احیاء العلوم، ۲۰ جلد (۳) کثیر التعداد اشعار عربیہ (۴) الفیوضات العلیہ بمانی سورۃ الرحمان من اسرار الصیغہ الالٰھیہ۔

وہ شعبان ۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰ء) میں بروز اتوار فوت ہوئے اور اپنے پیچھے کوئی بیٹی بیٹا نہیں چھوڑا۔

(۶۵۹/۴) شیخ صفدر علی فیض آبادی

ابن حیدر علی حسینی، دہلوی، فیض آبادی، شیعہ کے مشہور علماء سے تھے۔ انہوں نے سورۃ یوسف کی تفسیر لکھی جو چالیس اجزاء پر حاوی ہے اور اس کا نام احسن الحدائق ہے۔ اس کا سال تصنیف ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) ہے۔

(۶۶۰/۵) شیخ امین اللہ عظیم آبادی

وہ یو۔ پی کے مشہور فضلاء سے تھے۔ منطق، فلسفہ اور ادب میں غیر معمولی قابلیت کے مالک تھے۔ وہ نگر نہسہ میں پیدا ہوئے اور علم اپنے والد سے حاصل کیا۔ پھر الہ آباد گئے جہاں منطق اور فلسفہ شیخ محمد قاسم الہ آبادی سے پڑھا۔ پھر دہلی گئے اور شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ سے استفادہ کیا۔ پھر اپنے شہر واپس چلے گئے اور کلکتے میں مدرسہ عالیہ میں تاوفات پڑھاتے رہے۔ کافی لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔

تصنیفات: (۱) رسالہ در تفسیر آیت "ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب (۲:۱۷۹)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) قصیدہ عظمی درنعت حضور اکرم ﷺ (۳) حاشیہ میر زاہد (۴) حاشیہ بر میر زاہد شرح المواقف (۵) حاشیہ بر مسلم الثبوت (۶) دیوان اشعار، فارسی۔

وہ کلکتہ میں ربیع الاول ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) کے ختم ہونے سے تین روز قبل فوت ہوئے۔

(۲۶۱/۶) شیخ محمد غوث مدراسی

ابن ناصر الدین بن نظام الدین بن عبداللہ مدارسی شافعی، جو محمد پور میں جوارکاٹ کا مضافاتی شہر ہے، ۱۱۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے دادا نظام الدین اور ملک العلماء عبدالعلی بن نظام الدین سے علم حاصل کیا۔ان کی تصانیف بکثرت ہیں۔

تصنیفات: عربی: (۱) نثر المرجان فی رسم نظم القرآن: ۲ جلد (۲) الفوائد الصبغیہ فی شرح الفرائض السراجیہ (۳) سواطع الانوار فی معرفۃ اوقات الصلوۃ والاسحار (۴) بسط الیدین فی اکرام الابوین (۵) ارجوزہ فی القاب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (۶) کفایۃ المبتدی فی الفقہ الشافعی (۷) زواجر الارشاد الی اہل دار الجہاد (۸) تعلیقات بر مختصر ابی شجاع (۹) تعلیقات بر شرح قطر الندی (۱۰) مسائل فی فقہ الشافعی (۱۱) حواشی بر نصف آخر از کافی مختصر الکافیہ (۱۲) حواشی علی القاموس (۱۳) الشافی شرح الکافی فی النحو، ناتمام (۱۳) النجم الوقاء، شرح قصیدہ بانت سعاد (۱۴) مسائل البرکات شرح دلائل الخیرات، ناتمام۔ (۱۵) نحور الفوائد و بحور الفرائد، میراث

فارسی: (۱۶) انہار المفاخر فی مناقب السید عبدالقادر (۱۷) الیواقیت المنثورہ فی الاذکار الماثورہ (۱۸) بسائم الازھار فی الصلوۃ علی سید الابرار (۱۹) ہدایۃ الغوی الی منہج السوی، طب نبویؐ (۲۰) خواص الحیوان (۲۱) رشحات الاعجاز در تحقیق حقیقت و مجاز (۲۲) رسالہ در رد خواجہ کمال الدین (۲۳) برھان الحکمۃ ترجمہ ہدایۃ الحکمہ (۲۴) فتاویٰ ناصریہ درفقہ حنفیہ (۲۵) خلاصۃ البرھان درعقیدہ عبدالرحمان، جامی (۲۶) زبدۃ العقائد (۲۷) آمدن (۲۸) رسالہ درفقہ احناف، اردو۔

وہ ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۲ء) میں بروز اتوار فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲۶۲/۷) مولانا محمد معین لکھنوی

ابن معین انصاری، جنہوں نے اپنے شہر کے علماء سے علم حاصل کیا اور سند حدیث شیخ محدث عبدالحفیظ حنفی مکی سے حاصل کی۔ اس کے بعد درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ وہ ہر جمعہ کو مسجد میں اپنے مرحوم والد کی جگہ پر وعظ کہتے تھے۔ انہوں نے فقہ میں کئی رسائل لکھے۔

تصنیفات: (۱) غایۃ البیان فی ما یحل ویحرم من الحیوان (۲) غایۃ الکلام فی القرائۃ خلف الامام (۳) ابراز الکنوز فی احوال ارباب الرموز المذکورۃ فی الحصن الحصین (۴) المعینیہ فی تحریم المتعہ (۵) تفسیر آیات المواریث (۶) حاشیہ برشرح ہدایۃ الحکمۃ از شیرازی (۷) درسی کتابوں پر کئی حواشی۔

انہوں نے ۲ جمادی الاخری ۱۲۵۸ھ کو لکھنو میں وفات پائی۔

(۲۶۳/۸) سید یاد علی حسینی لکھنوی

شیعی، نصیر آبادی، فقیہ، محدث، اکابر علماء شیعہ سے تھے۔ وہ نصیر آباد میں جو رائے بریلی کا مضافاتی قصبہ ہے، پیدا ہوئے۔ علم سید دلدار علی بن محمد معین حسینی مجتہد سے حاصل کیا۔ انہی سے فقہ پڑھا اور طویل عرصہ تک ان کے حلقہ درس میں رہے۔ وہ ان کی شاگردی پر فخر کرتے تھے لیکن پھر ان سے علیحدہ ہو گئے۔

انہوں نے فارسی میں تفسیر قرآن لکھی۔

وہ ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) میں سوموار کے دن فوت ہوئے۔

(۲۶۴/۹) مولانا محمد ظاہر بریلوی

شیخ، عالم کبیر، ابن غلام جیلانی بن محمد واضح بن محمد صابر بن آیۃ اللہ بن علم اللہ حسینی بریلوی، جو اپنے عہد کے پاکباز علماء سے تھے۔ وہ رائے بریلی میں ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۴ء) میں اپنے دادا کے زاویے میں پیدا ہوئے اور معاصرین علماء سے علم حاصل کیا۔ انہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ سے بھی پڑھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسرار طریقت سید امام احمد بن عرفان شہید بریلوی سے سیکھے۔ پھر حج اور زیارت کے لئے حجاز گئے اور جب واپس آئے تو مسند ارشاد پر متمکن ہوگئے۔ مولانا پرہیز گار، متقی، باوقار، خوش خلق، متواضع، سلیم العقل اور فصیح البیان بزرگ تھے اور اہل شہر ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ کیونکہ وہ حسن صورت کے علاوہ شیریں گفتار اور بلند اخلاق تھے۔ ہر وقت وعظ، خطابت، تدریس اور فتوی نویسی میں مصروف رہتے۔ نیز عوام کے مقدمات اور مناقشات طے کرانے میں حصہ لیتے تھے اگرچہ حکومت کی طرف سے انہیں کوئی ایسے اختیارات نہیں دیئے گئے تھے۔ وہ فی ذاتہ عالم وفاضل، دین دار اور سنجیدہ تھے۔ شعر گوئی میں نہایت پختہ ملکہ رکھتے تھے اور اشعار نہایت دل آویز انداز میں پڑھتے تھے۔ نیز ان کے اشعار خالص بھاشا میں ہوتے، جن میں فارسی اور عربی کے الفاظ استعمال نہ کرتے تھے۔ ان کے کلام کو بہت پسند کیا جاتا تھا۔

تصنیفات: (۱) تحریم الحرام، جو ما اہل لغیر اللہ بہ کی تفسیر ہے (۲) قاطع البدعہ (۳) خیر المسالک فی السلوک (۴) رسالہ فی بحث الوجود (۵) دیوان شعر ہندی۔

مولانا ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۴ء) میں رائے بریلی میں بہ مرض فالج فوت ہوئے۔ ان کی قبر اپنے اسلاف کے مقبرے میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات "آہ سید محمد ظاہر" ہے۔

(۱۰/۲۶۵) مولانا سخاوت علی جونپوری

شیخ، عالم کبیر، محدث اور مشہور علماء سے تھے، ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) میں پیدا ہوئے اور معاصر علماء شیخ شاہ اسماعیل شہید اور شیخ عبدالحی بن ھبۃ اللہ سے علم حاصل کیا۔ طریقت کے اسرار سید امام احمد بن عرفان شہید بریلوی سے سیکھے اور طویل عرصے تک ان کی خدمت میں رہے۔ پھر وہ جونپور واپس آئے اور شہر کی جامع کبیر کو شیعوں کے قبضے سے چھڑا کر جمعہ اور جماعت کا انتظام کیا اور اسے مدرسہ قرآنیہ سے آباد کیا۔ اس کے بعد باندا گئے اور وہاں دو سال ٹھہرے رہے۔ پھر جونپور واپس آئے اور کافی عرصہ یہاں ٹھہرے رہے۔ پھر اپنے ماموں مفتی محمد غوث جونپوری کے ساتھ ۱۲۶۴ھ میں حج اور زیارت کے لئے حجاز چلے گئے۔ وہاں سے لوٹے تو جونپور میں کافی عرصے تک درس وتدریس میں مصروف رہے۔ ۱۲۷۲ھ

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۸۵۵ء) میں اہل وعیال کے ساتھ مکہ مبارکہ کو ہجرت کر گئے اور وہیں ۶ شوال ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۸ء) کو فوت ہوئے۔

مولانا عالم، فقیہ، محدث، زاہد، جامع علم وعمل، پرہیزگار، شب زندہ دار، صادق الروایت اور کم گو بزرگ تھے۔ لایعنی باتوں میں دخل نہ دیتے اور احباب کے ساتھ اختلاف سے احتراز کرتے۔ ہندوستان میں ان سے اور ان کے دروس سے کثیر التعداد افراد نے استفادہ کیا۔

تصنیفات: (۱) القویم فی احادیث النبی الکریم ﷺ (۲) الاسلم فی المنطق (۳) الناسخ والمنسوخ (۴) رسالہ فی معرفۃ اوقات الصلوۃ (۵) رسالہ فی الھیئۃ (۶) فقہ اور سلوک میں متعدد رسائل۔

(۲۶۶/۱۱) سید نور الحسن کالپوی

ابن باقر علی بن خیرات علی حسینی، ترمذی، کالپوی، کالپی میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم کو حفظ کیا۔ پھر تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ بعد از فراغت بحث مباحثہ میں دلچسپی لیتے تھے حتیٰ کہ اس فن میں کمال کو پہنچ گئے اور لغت، انشاء، شعر گوئی اور دیگر تمام علوم عربیہ میں اپنے معاصرین سے ممتاز ہو گئے۔ پھر بھوپال گئے اور نواب صدیق حسن خان کے دربار میں پہنچ گئے جنہوں نے انہیں مدرسہ سیہور میں تدریس پر مامور کیا۔

تصنیفات: (۱) الاکسیر فی اصول التفسیر للقنوجی کا عربی میں ترجمہ (۲) تفسیر فتح البیان پر تقریظ۔

ان کا سال وفات ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء) ہے۔

(۲۶۷/۱۲) شیخ غلام مرتضی الہ آبادی

شیخ، فاضل، ابن شیخ تیمور حنفی الہ آبادی، شاعر تھے اور مجنون تخلص کرتے تھے۔ انہوں نے اردو نظم میں قرآن کی تفسیر لکھی جو بڑی مفید ہے۔

(۲۶۸/۱۳) قاضی نور محمد پلندری

انہوں نے تفسیر آیات احکام کا ترجمہ ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۵ء) میں کیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن سیزدہم کی خصوصیات

علماء وفضلاء

اس قرن میں کی ایک بڑی جماعت تھی:

(۱) علامہ اسلم بن یحییٰ کشمیری: ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷ء)، جنہوں نے جامع صغیر، جلالین، الاشباہ والنظائر اور حسامی پر تعلیقات قلم بند کیں۔

(۲) شیخ احمد بن محمد: ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء)، انہوں نے مشارق الانوار (فارسی)، نہج الرشاد اور کنہ المراد لکھیں۔

(۳) علامہ باقر بن مرتضی مدراسی: ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء)، جنہوں نے عربی، فارسی اور ہندی (اردو) میں کتابیں لکھیں۔ وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے مدراس میں دینی کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔

(۴) ملک العلماء، بحر العلوم علامہ عبدالعلی لکھنوی: ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء)، جنہوں نے شرح سلم، فواتح الرحموت اور شرح مثنوی لکھیں۔

(۵) شیخ رفیع الدین مراد آبادی: ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء)، صاحب تاریخ افاغنہ۔

(۶) شیخ سراج احمد رام پوری: ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۵ء) انہوں نے فارسی میں مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ کی شروح لکھیں۔ نیز انہوں نے سیر المرشدین فی انساب المجددین، برھان التاویل فی شرح الاکلیل اور حرمت غناء پر ایک رسالہ لکھا۔

(۹) شیخ حمید الدین کاکوری: ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۰ء)، صاحب المنشعب المنظوم۔

(۱۰) امام مجاہد عبدالحی بن ھبۃ اللہ بڈھانوی ؒ، جو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ کے داماد تھے اور ان کی پھوپھی شاہ صاحب کی زوجہ محترمہ تھیں۔ انہوں نے صراط مستقیم کے دو باب لکھے اور پھر صراط مستقیم کو عربی میں منتقل کیا۔ ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۸ء) میں جہاد کے دوران سرحد کے ایک گاؤں خار میں فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۱) امام مجاہد شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ ؒ، انہوں نے سلوک میں صراط مستقیم، سنت و بدعت کی وضاحت کے لئے ایضاح الحق، تنویر العینین، تقویۃ الایمان (اردو)، رسالہ فی التوحید اور ردالاشراک وغیرہ تصنیف کیں۔ وہ ۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) میں پیدا ہوئے اور معرکہ بالاکوٹ میں ۲۴ ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ (۶ مئی ۱۸۳۱ء) کو شہید ہوئے۔

(۱۲) علامہ رشید الدین بن امین الدین دہلوی: ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۷ء)، مصنف الشوکۃ العمریہ، الصولۃ الغضنفریہ، ایضاح لطافۃ المقال اور اعانۃ الموحدین لکھیں۔

(۱۳) شیخ رشید الدین گجراتی: ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۶ء)، مصنف شرح مثنوی معنوی۔

(۱۴) شیخ اوحدالدین بلگرامی: ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء)، مؤلف نفائس اللغات۔

(۱۵) شیخ امین اللہ لکھنوی: ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۶ء)، مؤلف شرح فصول اکبری۔

(۱۶) شیخ، امام، محدث، محمد اسحاق مسند آلافاق بن محمد افضل عمری، جو شاہ عبدالعزیز کے نواسے اور خلیفہ تھے۔ ۱۱۹۷ھ (۱۷۸۳ء) میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۲ھ (۱۸۴۶ء) میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

(۱۷) شیخ، امام، مولانا ولایت علی صادق پوری: ۱۲۶۹ھ (۱۸۵۲ء)، امام سید احمد شہیدؒ سے بیعت کی۔ اتباع سنت کے حد درجہ شائق تھے۔

(۱۸) شیخ یحییٰ علی: ۱۲۸۴ھ (۱۸۶۷ء)، جو مصائب پر صبر و استقامت میں اللہ کی نشانی تھے۔ انہیں انگریزوں نے جزائر انڈمان میں جلاوطن کر دیا تھا۔ وہیں فوت ہوئے۔

(۱۹) شیخ، امام، محدث، عبدالغنی بن ابوسعید عمری مجددی: ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء)، مصنف انجاح الحاجہ علی سنن ابن ماجہ۔

(۲۰) شیخ، عالم، مولانا مملوک علی نانوتوی بن احمد علی، استاذ العلماء: ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۱ء)۔

(۲۱) شیخ عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی: ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۸ء)۔

(۲۲) شیخ، عالم، محدث، فقیہ، احمد علی بن لطف اللہ حنفی سہارنپوری: ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء)، جنہوں نے صحیح

Maktaba Tul Ishaat.com

بخاری پر حاشیہ لکھا، سہارنپور میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

(۲۳) شیخ، فاضل، علامہ بشیرالدین بن کریم الدین قنوجی: ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء)، جنہوں نے منطق اور ریاضی میں کئی کتابیں لکھیں۔ نیز تفہیم المسائل، غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام اور بصارۃ العینین فی تقبیل الابہامین بھی ان کی تصنیفات ہیں۔ وہ بھوپال میں فوت ہوئے۔

(۲۴) شیخ، مجاہد، ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۱ء) جعفر علی بستوی، جنہوں نے منظورۃ السعداء فی اخبار الغزاۃ والشہداء لکھی۔

(۲۵) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بن اسد علیؒ مؤسس دارالعلوم دیوبند، ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء) میں دیوبند میں وفات پائی۔ وہ اپنے دور کے عظیم شیخ، امام، عالم کبیر، سب سے بڑے زاہد اور سب سے زیادہ عابد تھے۔

ائمہ صوفیاء

(۱) شیخ کبیر درگاہی نقشبندی ہزاروی، ۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء)، وہ تخت ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ان سے شیخ ابوسعید دہلوی اور شیخ رؤف احمد نے فیض حاصل کیا۔

(۲) شیخ، عالم صالح، ضیاء الدین برہان پوری: ۱۲۳۵ھ (۱۸۱۹ء)، جنہوں نے حدیث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے پڑھی۔

(۳) شیخ امام، زاہد غلام علی بن عبداللطیف علوی، دہلوی، نقشبندی، جن کی ولایت اور جلالت کے سب معترف تھے۔ صحیح بخاری حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے پڑھی۔ بعد میں مرزا مظہر جانجاناںؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے اور ان کی وفات کے بعد ان کی جانشینی کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ نہ تو شادی کی تھی اور نہ ہی گھر بنایا تھا۔ ان کی خانقاہ میں شاید ہی کبھی پانچ سو سے کم افراد موجود ہوتے ہوں۔ ان سب کا کھانا آپ کے مطبخ سے جاتا تھا۔ شیخ زہد میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں مقامات مظہریہ اور ایضاح الطریقہ وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۱۵۶ھ میں بٹالہ میں پیدا ہوئے اور صفر ۱۲۴۰ھ کے ختم ہونے سے آٹھ دن قبل فوت ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۴) شیخ، عالم، سید، امام ہمام، حجۃ اللہ بین الانام، نمونہ خلفائے راشدین احمد بن عرفان بریلوی شہید بالاکوٹؒ: ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۷ء) میں پیدا ہوئے اور ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ (۱۸۳۱ء) کو شہید ہوئے۔

(۵) شیخ نور محمد جھنجھانوی، عبدالرحیم افغانی اور سید احمد شہید سے اخذ طریقت کیا۔ پھر بلاد ثغور کی مسافرت اختیار کر لی اور ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۳ء) میں ہندوستان واپس آئے۔

(۶) شیخ ابوسعید بن صفی حنفی دہلوی، مجددی: ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء)۔

(۷) شیخ احمد سعید بن ابوسعید بن صفی دہلوی مجددیؒ: بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ صحاح ستہ کی اجازت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے حاصل تھی جبکہ شیخ غلام علی سے رسالہ قشیریہ وغیرہ اور اپنے دادا کے مکتوبات پڑھے۔ شیخ غلام علی کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے اور دور دور سے لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آئے۔ شیخ ۱۲۱۷ھ (۱۸۰۲ء) میں رامپور میں پیدا ہوئے اور ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ (ستمبر ۱۸۶۰ء) کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ انہیں جنت البقیع میں حضرت عثمانؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(۸) شیخ، مرشد کبیر، دوست محمد قندہاریؒ، سلسلہ نقشبندیہ کے کبار مشائخ میں سے ہیں۔ شیخ احمد سعید بن ابوسعیدؒ کی صحبت کو لازم پکڑا اور ان سے اخذ طریقت کیا تا آنکہ شیخ نے انہیں اپنی خلافت سے نوازا۔ پھر وہ اپنے وطن کو واپس آ گئے اور موسیٰ زئی میں رہائش اختیار کر لی۔ شیخ عثمان بن عبداللہ نقشبندیؒ نے ان سے اخذ طریقت کیا اور شیخ عثمانؒ سے ہمارے شیخ و مرشد اور مفسر و محدث امام حسین علی قدس سرہ نے فیض پایا۔

مؤلف کتاب حضرت شیخ القرآن فرماتے ہیں کہ میں ان سے بیعت ہوں (۱)۔

شیخ دوست محمدؒ ۲ شوال ۱۲۸۴ھ (۲۷ جنوری ۱۸۶۸ء) کو قریہ موسیٰ زئی میں فوت ہوئے۔

---

(۱) مؤلف کتاب حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ الرحمٰن اپنے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا حسین علی قدس سرہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں مجاز تھے اور طالبین سے اخذ بیعت اور ان کی تربیت سلوک کا سلسلہ بھی جاری کیا ہوا تھا۔

(سید کفایت بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست قرن چہاردہم

(۱) مولانا محمد نووی

(۲) نواب صدیق حسن خان

(۳) مولانا علامہ محمد احسن

(۴) مولانا رحمت اللہ کرانوی

(۵) علامہ عبدالحق حقانی

(۶) سید ناصر الدین محمد ابو منصور

(۷) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

(۸) علامہ طنطاوی جوہری

(۹) حضرت شیخ الہند

(۱۰) حضرت مولانا حسین احمد مدنی

(۱۱) عالم کبیر مولانا سید محمد انور شاہ محدث العصر

(۱۲) علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی

(۱۳) امام کبیر مولانا محمد اشرف علی تھانوی

(۱۴) علامہ ثناء اللہ امرتسری

(۱۵) مولانا احمد علی لاہوری

(۱۶) مولانا ابوالکلام آزاد

(۱۷) امام، مولانا عبید اللہ سندھی

(۱۸) مولانا و شیخنا حسین علی پنجابی

(۱۹) ترجمۃ المؤلف (حضرت شیخ القرآن)

Maktaba Tul Ishaat.com

قرن چہاردہم کے مفسرین

اس زمانے (صدی) میں بہت زیادہ تفاسیر لکھی گئیں، جن میں سے اکثر اردو میں ہیں اور ان کے لکھنے والے ہندوستانی علماء ہیں کثر اللہ سبحانہ امثالھم۔

(۶۶۹/۱) شیخ عالم مفسر محمد نووی

علمائے حجاز کے سردار تھے۔ انہوں نے تفسیر بہ انداز جلالین ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۷ء) میں مکمل کی، جس میں کافی نکات اور فوائد ہیں۔ اس کا نام انہوں نے مراح لبید رکھا۔

(۶۷۰/۲) نواب صدیق حسن خان

شیخ، علامہ اور کثیر تصانیف کے مصنف، علامہ آل حسن قنوجی کے بیٹے تھے۔ وہ ۱۳ جمادی الاولی ۱۲۴۸ھ (۱۴ اکتوبر ۱۸۳۲ء) کو بانس بریلی میں اپنے نانا کے گھر میں پیدا ہوئے۔ علامہ صدرالدین دھلوی سے تحصیل علوم حاصل کی جبکہ حدیث میں قاضی حسین بن محسن انصاری، شیخ عبدالحق بن فضل اللہ ہندی اور شیخ محدث محمد اسحاق کے بھائی شیخ محمد یعقوب دھلوی سے اخذ علم کیا۔

تصنیفات: (۱) ابجد العلوم (۲) اتحاف النبلاء (۳) الاستواء (۴) الادراک الاذاعۃ (۵) افادۃ الشیوخ فی الناسخ والمنسوخ (۶) الاکسیر فی اصول التفسیر (۷) فتح البیان فی مقاصد القرآن (۸) اکلیل الکرامہ فی تبیان مقاصد الامامہ (۹) بدور الاھلہ (۱۰) بغیۃ الرائد فی شرح العقائد (۱۱) البلغہ فی اصول اللغہ (۱۲) بلوغ السول فی اقضیۃ الرسول (۱۳) تمیمۃ الصبی (۱۴) شعار التنکیت شرح ابیات التثبیت (۱۵) الجنہ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ (۱۶) حجج الکرامہ فی آثار القیامہ (۱۷) الحرز المکنون من لفظ المعصوم (۱۸) حصول المامول من علم الاصول (۱۹) الحطہ بذکر الصحاح الستۃ (۱۹) حل الاسئلۃ المشکلہ (۲۰) حنیۃ الاکوان (۲۱) دلیل الطالب الی ارجح المطالب (۲۲) ذخر المحتی من آداب المفتی (۲۳) رحلۃ الصدیق

Maktaba Tul Ishaat.com

الی البیت العتیق (۲۴) الروضۃ الندیہ فی شرح الدرۃ البھیہ (۲۵) ریاض الجنۃ فی تراجم اہل السنۃ (۲۶) السحاب المرکوم (۲۷) سلسلۃ العسجد فی ذکر مشائخ السند (۲۸) شمع الخمیس (۲۹) صافیہ شرح شافیہ (۳۰) ضالۃ الناشدہ (۳۱) ظفر اللاضی فیما یجب علی اقضاء القاضی (۳۳) العبرہ ماجاء فی الغز والشہادۃ والہجرۃ (۳۴) العلم الحقاق من علم الاشتقاق (۳۵) عیون الباری بادلۃ البخاری (۳۶) غصن البان (۳۷) غنیۃ القاری (۳۸) فتح المغیث بفقہ الحدیث (۳۹) الفرح التامی من الاصل السامی (۴۰) قصد السبیل (۴۱) قضاء الارب (۴۲) قطف الثمر (۴۳) کشف الالتباس، ردشیعہ (۴۴) لف القماط (۴۵) لقطۃ العجلان (۴۶) مراقع الغزلان (۴۷) مسک الختام شرح بلوغ المرام (۴۸) بثر ساکن الغرم (۴۹) منہج الوصول (۵۰) المواعظ الحسنہ (۵۱) نشوۃ السکران (۵۲) نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام (۵۳) الوشی المرکوم (۵۴) ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل (۵۵) یقظۃ اولی الابصار (۵۶) ابقاء المنن بالقاء المحن۔

نزہۃ الخواطر میں ہے کہ اُن کی تالیفات کی تعداد دوسوبائیس (۲۲۲) ہے اور اگر چھوٹے چھوٹے رسائل بھی شمار کیے جائیں تو یہ تعداد تین سو تک جا پہنچتی ہے۔

وہ جمادی الاخری ۱۳۰۷ھ (۱۸۸۹ء) میں جمعرات کی رات کو فوت ہوئے۔

(۶۷۱/۳) مولانا علامہ محمد احسن

ابن حافظ لطف علی بن حافظ محمد حسین نانوتوی، انہوں نے علوم مولانا مملوک علی، شاہ عبدالغنی، شیخ احمد علی سہارنپوری اور مولانا سبحان بخش شکارپوری سے حاصل کیے۔ انہوں نے ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں حج کیا اور بنارس اور بریلی کے ایک انگریزی مدرسے میں مدرس ہوگئے۔ انہوں نے کئی عمدہ کتابیں طبع کرائیں۔ اس کے بعد انہوں نے بریلی میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی اور مصباح العلوم نام رکھا گیا۔

تصنیفات: (۱) تحفۃ الحسنین (۲) اصول جرثقیل (۳) نافعہ خریداراں (۴) القواعد فی اللسان الاردویہ (۵) رسالہ عروض (۶) زاد المخدرات (۷) مفید الطالبین (۸) مذاق العارفین (۹) تہذیب الایمان (۱۰) احسن المسائل (۱۱) حمایۃ الاسلام (۱۲) کشافہ (۱۳) سلک مروارید (۱۴) نکات نماز (۱۵) غایۃ الاوطار

Maktaba Tul Ishaat.com

(۱۶) خیر متین ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ (۱۷) ترجمہ ازالۃ الخفاء (۱۸) ترجمہ شفا از قاضی عیاض (۱۹) ترجمہ کنوز الحقائق (۲۰) ترجمہ نفحۃ الیمن (۲۱) ترجمہ خلاصۃ الحساب (۲۲) ترجمہ قرۃ العینین فی تفضیل شیخین (۲۳) ترجمہ فتاوی عزیزیہ (۲۴) ترجمہ جواہر القرآن ۔

ان کا سال وفات ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۷ء) ہے۔

(۶۷۲/۴) شیخ ، علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی

ابن خلیل اللہ عثمانی ،فقیہ ،اصولی ،ماہر مناظر اور متکلم۔انہوں نے پادری فنڈر سے مناظرہ کیا تھا اور اسے ایسی فاش شکست دی تھی کہ وہ ہندوستان چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ یہ واقعہ ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۴ء) میں پیش آیا ۔انہوں نے علوم مفتی سعید اللہ مرادآبادی ،محمد حیات اور امام بخش اصفہانی سے پڑھے تھے۔ جہاد آزادی (میں عملی شرکت) کے بعد ۱۲۷۴ھ (۱۸۵۸ء) میں مکہ مکرمہ کو ہجرت کر گئے اور انگریزی حکومت نے ان کی تمام جاگیر اور دیگر اموال ضبط کر لئے تھے۔ مولانا نے صولت النساء بیگم کی مالی اعانت سے مکہ مکرمہ میں ۱۲۹۰ھ میں مدرسہ صولتیہ قائم فرمایا تھا۔

مولانا نے ردعیسائیت میں ازالہ اوھام، اعجاز عیسوی اور اظہار الحق (۲ جلد) لکھیں۔آخر الذکر کتاب بہت مشہور ہوئی۔

مولانا ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۷ء) میں کیرانہ کے قصبے میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۸ھ (جون ۱۸۹۱ء میں مکہ مکرمہ) میں فوت ہوئے۔

(۶۷۳/۵) علامہ عبد الحق حقانی

صاحب تصانیف تھے۔انہوں نے قرآن حکیم کی تفسیر (مشہور بہ تفسیر حقانی) کئی جلدوں میں اردو میں ترتیب دی۔اس تفسیر کے بعض مقامات بہر حال کمزوری اور ضعف سے خالی نہیں۔انہوں نے آیات میں ربط کی کوشش کی ہے، نیز الفاظ کی تحقیق کی ہے، اقوام گذشتہ کی تاریخ کی تحقیق کی ہے، مقدمہ تفسیر میں باطل فرقوں کی تردید کی ہے اور ان کے مذاہب پر بحث کی ہے۔نیز ہندوؤں کے خرافات اور ان کے مذہبی لغویات کی تفصیل

Maktaba Tul Ishaat.com

بیان کی ہے۔

(۶۷۴/۶) سید ناصر الدین محمد ابو منصور دہلوی

ابن محمد علی بن سید فاروق، مناظرے میں سربرآوردہ علماء سے تھے۔ نیز انہیں علوم قدیمہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ انہوں نے علوم اپنے والد اور دادا سے حاصل کئے۔ توریت اور انجیل علمائے اہل کتاب سے پڑھیں اور ان کی تردید میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ نیز انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر فارسی میں تصنیف کی۔

تصنیفات: (۱) نوید جاوید: نصاری کے اعتراضات کے جواب میں ہے (۲) تاریخ بیت المقدس (۳) عقوبۃ الضالین فی جواب ہدایۃ المسلمین، جو عماد الدین نامی ایک پادری کے رد میں لکھی تھی۔ (۴) انعام عام در جواب آئینہ اسلام از یونس نصرانی (۵) افحام الخصام در جواب تفتیش اسلام از راجرز نصرانی (۶) تصحیح التاویل در جواب مکاشفات عماد الدین پادری (۷) اعزاز القرآن در جواب اعجاز القرآن از ماسٹر رام چندر (۸) میزان المیزان در جواب میزان الحق از پادری فنڈر (۹) مجموعہ وعظ و یادداشت (۱۰) شلاق در رد تہذیب الاخلاق (۱۱) حرز جان در جواب اصلیت قرآن از عبداللہ آتھم نصرانی (۱۲) تبیان رد اسئلہ الاثنا عشرہ من النصاریٰ (۱۳) مصباح الابرار رد مفتاح الاسرار، پادری فنڈر کے خلاف (۱۴) التادیب (۱۵) نمونہ تحریف (۱۶) تثلیث القسیسین (۱۷) عقوبۃ الضالین اور ہدایۃ المسلمین کا محاکمہ (۱۸) تنقیح البیان در جواب تفسیر القرآن از سید احمد خان (۱۹) رسالہ الحق مُر (۲۰) تبجیل التنزیل، تفسیر قرآن کریم (۲۱) تنزیہ الکاملین (۲۲) انکشاف (۲۳) تریاق۔

ان کا سال وفات ۱۳۲۰ھ (۱۹۰۲ء) ہے۔

(۶۷۵/۷) شیخ امام مرشد الانام مولانا رشید احمد گنگوہی

فقیہ، محدث، ابن شیخ ہدایت احمد۔ ۶ ذوالقعدہ ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۹ء) میں گنگوہ میں پیدا ہوئے۔ علمائے عصر سے علم حاصل کیا۔ پھر دہلی گئے اور مولانا مفتی صدر الدین، مولانا مملوک العلی، شاہ احمد سعید مجددی

Maktaba Tul Ishaat.com

اورشاہ عبدالغنی مجددی سے استفادہ کیااوراسرار طریقت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی سے سیکھے۔
جہاد آزادی ۱۸۵۷ء کے سلسلہ میں چھ ماہ جیل میں رہے۔

تصنیفات: تفسیر آیات مثلاً انک لاتسمع الموتی: اس کا نام لطائف رشیدیہ ہے (۲) تصفیۃ القلوب ترجمہ ضیاء القلوب از حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی (۳) امدادالسلوک (۴) ہدایۃ الشیعہ، اس میں ہادی علی شیعی کی تردید ہےاوراس کے اعتراضات کا جواب ہے (۵) زبدۃ المناسک فی مسائل الحج (۶) فتاویٰ میلادو عرس (۷) رسالہ فی التراویح، اس میں تراویح کی بیس رکعات ثابت کی ہیں۔ (۸) القطوف الدانیہ فی کراہۃ الجماعۃ الثانیہ (۹) اوثق القری فی تحقیق الجمعۃ فی القری، اس میں اہل حدیث کارد ہے، جوگاؤں میں جمعہ پڑھنے کا فتویٰ دیتے ہیں (۱۰) ردالطغیان فی اوقاف القرآن (۱۱) احتیاط الظہر (۱۲) الکوکب الدری فی شرح الترمذی (۱۳) ترمذی پر حضرت گنگوہیؒ کی تحقیقات ہمارے شیخ امام مولانا حسین علیؒ کے پاس بھی لکھی ہوئی تھیں {(۱۴) لامع الدراری (۱۵) مکتوبات}۔

مولانا ۸ یا ۹ جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ (۱۹۰۵ء) کو جمعہ کے دن بعداز آذان رحمت حق سے جاملے۔

(۶۷۶/۸) شیخ علامہ طنطاوی جوہری

ان کی تفسیر پچیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جو باندار فلسفیاں لکھی گئی ہے۔انہوں نے اس تفسیر میں معاصر فلسفیوں کے رنگ میں بکثرت تخلیق کائنات پر بحث کی ہے۔

ان کی وفات ۱۳۵۸ھ (۱۹۳۹ء) میں ہوئی۔

(۶۷۷/۹) حضرت شیخ الہندؒ

اس قرن میں ہندوستان کے فضلاء نے اردو میں کثیر التعداد چھوٹی بڑی تفاسیر قلمبند کیں۔اسی طرح قرآن مجید کے تراجم لکھے گئے اور فرضی قصوں اور ضعیف روایات سے احتراز کیا گیا۔ان میں شیخ مولانا شیخ الہند امام محمود حسن دیوبندی کا ترجمہ ایک مثالی ترجمہ ہے۔مولانا عظیم محدث، مفسر اور بہت بڑے مجاہد تھے۔وہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ المحدثین اور علمائے ہند کے امام تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کا سال وفات ۱۳۳۹ھ (۱۹۲۰ء) ہے(۱) رحمہ اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ ۱۲۶۸ھ (۱۸۵۱ء) میں قصبہ دیوبند میں پیدا ہوئے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم تھے۔ ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۱ء) میں تکمیل علوم کی۔ تصوف وسلوک میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے مجاز تھے۔ ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۱ء) تا ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) پینتالیس سال دارالعلوم میں تدریس فرمائی۔ تقریباً نصف صدی پر محیط اس دورِ تدریس کے آخری اٹھائیس سال صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی مسند پر جلوہ فرما رہے۔ جہادِ آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور اس کی پاداش میں مالٹا (جزائر انڈمان) کی جیل میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ جمادی الثانیہ ۱۳۳۸ھ (مارچ ۱۹۲۰ء) میں مالٹا سے رہا ہوئے۔ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ (۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء) میں فوت ہوئے اور قبرستان قاسمی میں دفن کئے گئے۔ قرآنی خدمات کے حوالے سے ممتاز مقام کے حامل تھے۔ آپ نے مسلمانوں کے زوال کا تنہا سبب کتاب اللہ سے دوری اور اُس کا ایک ہی علاج عوامی زبان میں درسِ قرآن کریم کے حلقوں کا قیام قرار دیا۔ دارالعلوم میں درس قرآن کریم کا اہتمام، ترجمۂ قرآن کریم اور آخر سورۃ النساء تک کے تفسیری حواشی آپ کے بے مثال کارنامے ہیں۔

(۱۰/۶۷۸) شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی

حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ میں آپ کے جانشین شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ مالٹا جیل میں حضرت شیخ الہندؒ کے تین رفقاء میں ایک اسم گرامی آپ کا ہے۔ ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ (ستمبر ۱۸۷۹ء) کو پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند سے اخذ علوم کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے خاص تلامذہ اور حضرت گنگوہیؒ کے ممتاز خلفاء میں سے تھے۔ جہاد آزادی کے ہراول دستے میں شریک تھے اور جمعیت علمائے ہند کی مسند صدارت کو بار بارونق بخشی۔ ۱۴ سال مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں درس حدیث دیا۔ مسلسل بتیس سال (۱۳۴۵ھ۔ ۱۳۷۷ھ) دارالعلوم دیوبند میں ناظم تعلیمات اور صدر مدرس کی حیثیت میں شیخ الحدیث کی مسند پر جلوہ افروز رہے۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ (۵ دسمبر ۱۹۵۷ء) کو فوت ہوئے اور قبرستان قاسمی میں اپنے استاد گرامی حضرت شیخ الہندؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیے گئے۔ آپ کے تفسیری آفادات "دروس القرآن" کے نام سے مولانا سید محمد میاںؒ نے مرتب فرمائے۔ آپ کے تلامذہ میں سے مؤلف کتاب حضرت شیخ القرآنؒ کی دینی مساعی اور خدمات قرآنی کا ایک زمانہ گواہ ہے۔ دیگر تلامذہ میں حضرت مولانا علامہ سید لعل شاہ بخاری رحمہ اللہ الباری بالخصوص قابل ذکر ہیں جنہوں نے اشاعت توحید وسنت، رد شرک وبدعت اور تردید رسومات باطلہ میں بڑی جان فشانی سے کام لیا۔ اُن کی تفسیری خدمات میں تفسیر اُم القرآن، الانصاف فی تفسیر آیۃ الاستخلاف، نفحات العنبر فی تفسیر سورۃ الکوثر اور مشکلات القرآن (غیر مطبوعہ) شامل ہیں۔ (سید کفایت بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۷۹/۱۱)شیخ عالم کبیر مولانا سید محمد انورشاہ محدث العصر

مولانا اپنے عہد کے عظیم محدث تھے۔ ذہانت اور قوت حفظ میں اعجوبہ روزگار تھے۔انہوں نے مشکلات القرآن تصنیف کی۔حدیث اور کلام میں ان کی کئی عمدہ کتابیں ہیں۔وہ نادر روزگار عالم تھے۔ ان کی وفات ۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء) میں ہوئی۔

(۶۸۰/۱۲) شیخ علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی

دارالعلوم ڈابھیل اور دیوبند میں شیخ الحدیث تھے۔ انہوں نے صحیح مسلم کی شرح فتح الملہم تحریر کی۔وہ فصیح وبلیغ مقرر اور اعلیٰ درجے کے محقق تھے۔ حضرت شیخ الہند" کے ترجمہ کی تکمیل انہوں نے ہی کی اور اس پر حواشی لکھے۔

(۶۸۱/۱۳) شیخ امام کبیر مولانا محمداشرف علی تھانوی

حکیم الامت وحجۃ الملت، جو اعلیٰ درجے کے واعظ تھے۔انہوں نے ہر فن میں بہترین اور کثیر التعداد کتابیں تصنیف کیں، جن کی تعداد ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔ان کی تفسیر کا نام بیان القرآن ہے۔ان کی وفات ۱۳۶۲ھ (۱۹۴۳ء) میں ہوئی۔

(۶۸۲/۱۴) شیخ علامہ ثناء اللہ امرتسری

ان کی تفسیر کا نام تفسیر القرآن بالقرآن (مشہور بہ تفسیر ثنائی) ہے۔(انہوں نے مرزا قادیانی اور ہندوؤں کے ایک فرقہ "آریہ" کے خلاف بہت سی کتابیں لکھیں اور مناظرے کیے۔قیام پاکستان کے بعد گجرانوالہ میں منتقل ہوگئے تھے۔ وفات ۱۳۶۷ھ (۱۹۴۹ء) میں ہوئی۔

(۶۸۳/۱۵) شیخ ،زاهد صوفی، مجاهد، مولانا احمد علی لاهوری

انہوں نے تفسیر کا علم ہمارے شیخ ،امام ،مولانا عبیداللہ سندھی سے اخذ کیا اور عمر بھر تفسیر پڑھاتے رہے۔کئی معاصر علماء نے ان سے پڑھا ۔ان کی تفسیر چھپ چکی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(۶۸۴/۱۶) امام، علامہ، مولانا ابو الکلام آزاد احمد

ان کی تفسیر کا نام ترجمان القرآن ہے(۱)۔

(۶۸۵/۱۷) شیخ، امام، مولانا عبید اللہ بن اسلام سندھی

حضرت شیخ ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں سیالکوٹ کے ایک گاؤں جیانوال میں پیدا ہوئے۔ وہ سکھ خاندان سے تھے۔ مؤلف کتاب حضرت شیخ القرآنؒ فرماتے ہیں کہ میں ۱۳۵۶ھ (۱۹۳۷ء) میں ان کے پاس گیا تو مسجد خیف میں ان سے قبول اسلام کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے اپنی طویل سرگزشت بیان کی کہ انہیں ایک برہمن اور مسلمان عالم کے درمیان ایک مناظرے میں شرکت کا موقعہ ملا جس میں برہمن کو شکست ہوئی۔ اس سے اسلام ان کے دل میں داخل ہوگیا۔ اس کے بعد انہوں نے نومسلم عبید اللہ کی کتاب تحفۃ الہند پڑھی، جو ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳ء) میں برہمنوں میں سے مسلمان ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے امام شاہ اسماعیل شہید کی تقویۃ الایمان کا مطالعہ کیا، یہ ان کے بچپن کا زمانہ تھا۔ وہ گھر سے چھپ کر نکلے اور سندھ میں جا کر مولانا محمد صدیق سندھی کے ہاتھ پر بیعت کی اور علمائے ملتان سے ابتدائی علوم پڑھے۔ ۱۳۰۶ھ (۱۸۸۹ء) میں دیوبند گئے اور وہاں سے کانپور گئے جہاں مولانا عبدالحق

---

(۱) مولانا محی الدین احمد ابوالکلام آزاد ذوالحجہ ۱۳۰۵ھ (اگست ۱۸۸۸ء) میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ گھر پر ہی مختلف اسلامی علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۰۳ء میں فراغت پائی۔ جہاد آزادی میں مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیے اور متعدد بار قید وبند کی صعوبتوں کو خوش آمدید کہا۔ ۱۹۴۷ء میں آزادی ہند کے بعد نئی انڈیا حکومت نے وزیر تعلیم کے طور پر خدمات سرانجام دینے لگے تا آنکہ ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور جامع مسجد دہلی کے جوار میں مدفون ہوئے۔ آپ حضرت شیخ الہندؒ کے نہایت قریبی افراد میں سے تھے اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات سے متاثر تھے اس لئے اسی نہج پر کام کیا۔ تین ضخیم جلدوں میں تفسیر ترجمان القرآن آپ کی بہترین یادگار ہے۔ تفسیر البیان اور امثال القرآن بھی آپ کے جذبہ خدمت قرآنی کی شاہد عدل ہے۔ آپ کی تصانیف، متفرق مضامین، یادداشتوں اور خطبات کا بہت بڑا علمی سرمایہ تھا مگر افسوس کہ اس کا اکثر حصہ جیل کی آشنائی اور برطانوی حکومت کی طرف سے بار بار کی ظالمانہ خانہ تلاشی میں تلف ہوگیا۔ (سید کفایت بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

خیرآبادی اوران کے شاگرد مفتی لطف اللہ سے منطق پڑھی۔پھر بعد دیوبند واپس آئے اور حدیث حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ سے پڑھی جبکہ حضرت امام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بھی استفادہ کیا۔ یوں اُنہیں حضرت شیخ الہندؒ اورامام گنگوہیؒ دونوں سے اجازت حدیث حاصل تھی۔اکابر علمائے دیوبند ان کے علومرتبہ کے زبردست قائل تھے۔وہ ذکاوت، تیزی فہم، دلیری، جرأت اور استواری دین میں ضرب المثل تھے۔ معاصر علماء سے کئی مسائل میں مناظرے ہوئے اوروہ ان کے خیالات کے قائل ہوگئے۔

انہوں نے آزادی ہند کے سلسلے میں جانکاہ مصائب اور سختیوں کا سامنا کیا۔ آزادی کیلئے مختلف علاقوں میں گھومے پھرے اور کئی ممالک میں آزادی کیلئے جماعتیں قائم کیں۔۱۳۲۷ھ(۱۹۰۹ء) میں اپنے شیخ حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر دیوبند میں جمعیۃ الانصار قائم کی۔انہی کے ارشاد پر ۱۳۳۳ھ(۱۹۱۵ء) میں کابل کی ہجرت کی۔وہاں سات سال قیام رہا جس کے دوران درس قرآن دیتے رہے۔ ۱۳۴۰ھ(۱۹۲۲ء) میں کابل سے نکلے اور مختلف ممالک میں پھرتے پھراتے بالآخرجیحوں کو عبورکرکے ماسکو چلے گئے جہاں لینن کو اسلام کی دعوت دی۔پھر ترکی گئے۔وہاں سے مختلف ممالک میں گھومتے پھرتے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ وہاں حجاز، مصراور شام وغیرہ مختلف امصار وبلاد کے علماء ان کے درس سے مستفید ہوتے رہے۔

حرم میں حضرت شیخ کا بہت بڑا حلقہ تھا جہاں وہ بعد از نماز مغرب پڑھاتے تھے۔میں نے اس حلقے میں دور ودراز کے علماء کوشریک ہوتے دیکھا۔وہ دل وجان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور درس وتدریس میں منہمک رہتے۔وہ ایسے پروقار اور بارعب تھے کہ بڑے بڑے ان کے سامنے چھوٹے نظر آتے۔ شیوخ دیوبند سے ان کے دل میں بے پناہ خلوص اورمحبت تھی۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ اورحضرت الامام محمد قاسم نانوتوی کی کتابوں کا انہیں حددرجہ اشتیاق اوراحترام تھا۔حضرت شیخ نے تقریباً دس برس تک سندھ میں درس دیااور پیرجھنڈ اسندھ میں مدرسہ دارالرشاد قائم فرمایا۔

حضرت شیخ نے بکثرت اور بڑی مفید کتابیں تصنیف کیں جو میں نے اس وقت پڑھی تھیں جب میں ۱۳۵۶ھ(۱۹۳۷ء) میں مکہ مکرمہ میں انکے ہاں حارۃ الباب میں ٹھہراہوا تھا۔یہیں میں نے امام شاہ ولی اللہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کی بعض کتب، امام شہید شاہ اسماعیل کی عقبات، امام عبدالعزیز، امام عبدالقادر اور امام رفیع الدین کی بعض کتب ان سے پڑھیں۔ نیز میں نے قرآن کریم کی تفسیر ان سے پڑھی۔ حضرت شیخ صبح سے لے کر ظہر تک میری تعلیم میں مصروف رہتے۔ انہوں نے مجھے نہایت عالی سند سے نوازا۔

وہ ۱۳۵۸ھ (۱۹۳۹ء) میں ہندوستان واپس لوٹے۔ ۱۳۶۳ھ (۱۹۴۴ء) میں وفات پائی اور بہاولپور میں دفن کیے گئے۔

(۱۸/۶۸۶) شیخ، امام، زاهد، صوفی مولانا و شیخنا حسین علی پنجابی

مفسر، محدث، فقیہ، حنفی، نقشبندی، جو عبقری اسلام اور شیخ انام تھے۔ انہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور نحو میں کئی لائق فخر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ وہ ہمارے شیخ، مقتدا اور سردار ہیں، جو اپنے معاصرین سے ورع و زہد، ذکاء و تحقیقات دقیقہ، دور رس بصیرت اور عدیم النظیر جرأت کی بدولت کہیں آگے بڑھ گئے تھے۔ ہندی اور افغانی علاقوں پر مسلط اہل شرک و بدعت کے مقابلہ میں حضرت شیخ تن تنہا ایک مضبوط لشکر کی طرح ڈٹ گئے جبکہ تمام بستیاں جہالت اور حیرت میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ لوگ قرآن و حدیث کو بالکلیہ سراسر بھلا چکے تھے۔ مشرکانہ رسوم و رواج، گمراہ کن بدعتوں اور نوایجاد غلط رویوں کے پھندے میں عرصے سے پھنسے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ نے ان کے کافرانہ اسرار کا پردہ فاش کیا، ان کی طاغوتی پناہ گاہیں گرائیں، عوام الناس، طلبہ اور علماء ہر ایک طبقہ کو کتاب اللہ کی طرف بلایا جسے انہوں نے پس پشت ڈال رکھا تھا۔ اور ان گمراہ مبلغوں کے قلعوں کو زمیں بوس کردیا جو علماء کے لباس میں تھے، اسلامی تصوف کو جاہل صوفیوں کی لغویات سے متمیز کیا، عالم اسلامی کو شرک کے بھنور اور بدعتوں کے اندھیرے سے نکالا اور تن تنہا شرک و ضلالت کے جیالوں کا مقابلہ کیا اور راہ حق میں ایک سچے مجاہد کی طرح جہاد کیا۔ پورے ساٹھ برس زبردست محنت اور شوق و انہماک سے قرآن حکیم کا درس دیتے رہے اور اس میں ذرا کمی نہ آنے دی۔

ہمارے شیخ رحمہ اللہ واں بھچراں کے گاؤں (میانوالی) میں ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۶ء) یا ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۸ء)

Maktaba Tul Ishaat.com

میں پیدا ہوئے۔ابتدائی علوم قرب وجوار کے علماء سے پڑھے۔اس کے بعد ۱۳۰۲ھ(۱۸۸۵ء) میں سماع حدیث کے لئے حضرت امام رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے فراغت کے بعد مولانا محمد مظہر نانوتوی سے تفسیر پڑھی۔منطق ،فلسفہ اور کلام مولانا احمد حسن کانپوری سے پڑھے اور علوم متداولہ میں کمال حاصل کر کے واپس واں بھچراں میں آگئے۔

ہمارے شیخ رحمہ اللہ کو قرآن حکیم اور مسئلہ توحید میں جو انتہا درجہ کا شغف تھا، وہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔وہ اپنا سارا وقت درس قرآن حکیم،مراقبہ اور ذکر وفکر میں گزارتے تھے۔زہد وقناعت میں اپنی مثال تھے۔طلبہ کو کھانا ان کے مطبخ سے ملتا تھا اور استاد اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک دستر خواں پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ وہ اپنے کھیتوں میں خود ہی ہل چلاتے اور خود ہی بیج بوتے تھے۔

ہمارے شیخ رحمہ اللہ اسماء الرجال،طرق حدیث اور استخراج میں نہایت گہری نظر کے مالک تھے، گویا تمام علوم ان کی نظروں کے سامنے تھے۔ تفسیر میں تو وہ اللہ کی خاص نشانی تھے۔ مفسرین کے مختلف اقوال میں تمیز کرنے والے تھے ،تفسیر، حدیث اور قرآن وحدیث سے استخراج مسائل میں اپنے زمانہ میں بے مثل وبے نظیر تھے۔

تصنیفات:ہمارے شیخؒ کی نہایت مفید تصانیف ہیں:

(۱)تفسیر بلغۃ الحیر ان فی ربط آیات القرآن:اس میں آیات کا باہمی ربط،سورۃ کا خلاصہ اور مشکل آیات کا حل بیان ہوا ہے۔یہ تفسیر تمام کتب تفاسیر سے بڑھ کر ہے۔(۲)تفسیر بے نظیر مختصر خلاصہ سور(۳)شرح معانی الآثار ازطحاوی (۴)خلاصۃ ابواب الطحاوی اور حل مشکلات (۵)تقریر الجحوھی علی البخاری:مولینا گنگوہیؒ کی تقریر صحیح بخاری (۶)تقریر الجحوھیؒ علی مسلم:حضرت گنگوہیؒ کی تقریر صحیح مسلم(۷)تحریرات حدیث:نہایت نادر اسلوب میں کتب احادیث کی شرح، جمع وتخریج احادیث اور اثبات بناء مذہب حنفی برحدیث(۸)رسالہ دربیان فسخ حج بہ عمرہ(۹) کیف یغیرون الرواۃ الحدیث ویبدلون الالفاظ (۱۰)رسالہ خمس اوسق (۱۱)رسالہ فی رفع السبابہ در تشہد(۱۲)رسالہ فی الذبح فوق القعدہ۔ اس رسالے کا

Maktaba Tul Ishaat.com

موضوع یہ ہے کہ عقدہ سے اوپر ذبح کی گئی چیز حرام ہوتی ہے۔(۱۳) رسالہ وضع الجریدتین علی القبر (۱۴) حواشی سنن ابی داؤد (۱۵) خلاصۃ فتح القدیر (۱۶) رسالہ در علم غیب (۱۷) حاشیہ بر رضی (۱۸) رسالہ فی نفی سماع الموتی (۱۹) رسالہ فی السلوک وآداب الذکر فی الطریقۃ النقشبندیہ: یہ رسالہ اور کئی دیگر رسائل حضرت شیخ نے مجھے سبقاً سبقاً پڑھائے۔

ہمارے شیخ رحمہ اللہ کے ذریعے علم تفسیر مختلف اطراف میں پھیل گیا۔ان کے شاگردوں نے ہندوستان ،پنجاب اور افغانوں میں قرآن حکیم کے مدارس آباد کئے اور آپ دیکھئے کہ جہاں کہیں بھی ایسے مدرسے پائے جاتے ہیں،اس کے قائم کرنے والے ہمارے شیخ ہی کے شاگرد ہوتے ہیں۔ مولانا الشیخ علم تفسیر اور حدیث میں معاصرین میں ممتاز تھے۔اُن کے شاگرد قرآن کریم کی تدریس اور اشاعت توحید وسنت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

حضرت شیخؒ رجب ۱۳۶۳ھ(۱۹۴۴ء) میں فوت ہوئے۔

(۱۹/ ۶۸۷) مؤلف کتاب (حضرت شیخ القرآنؒ)

حضرت شیخ القرآنؒ اپنے حالات میں فرماتے ہیں کہ احقر محمد طاہر پنج پیر میں پیدا ہوا۔مذہباً حنفی اور طریقتاً نقشبندی ہے۔ابتدائی علوم پنج پیر میں پڑھے۔اس کے بعد حضرت شیخ،فقیہ،محدث مفسر،ولی اور اپنے سید وسردار حضرت مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا،اٹھتی جوانی میں ان سے بیعت ہوا۔ بعلاوہ ازیں ہدایہ،مشکوۃ ،جلالین،صحیحین اور حدیث کی ضروری اور اہم کتابیں ان سے پڑھیں۔

انہوں نے مجھے سادات نقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم کے طریقہ اذکار کی تلقین فرمائی۔ میں نے حضرت شیخ سے مثنوی معنوی اور ان کی اپنی تصانیف کا معتدبہ حصہ پڑھا۔انہوں نے مجھے اذکار میں تحفہ ابراہیمیہ اور فوائد حسینیہ کی تعلیم دی۔ میں سات سال ان کی خدمت میں رہا۔بعدہ ۱۲۵۳ھ(۱۹۳۴ء) میں دارالعلوم دیو بند میں داخلہ لیا۔پھر مکہ مکرمہ گیا اور حضرت شیخ علامہ صاحب فنون بدیعہ شیخنا الامام عبیداللہ سندھیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اُن سے تفسیر قرآن کریم کے علاوہ مولانا امام ولی اللہ دھلوی کی

Maktaba Tul Ishaat.com

کتب اور شیخ محمد اسماعیل مجاہد شہید کی عقبات پڑھیں۔ انہوں نے مجھے اپنی تمام روایات کی عالی سند عطا کی۔ علاوہ ازیں شیخ عمر بن حمدان مہاجر فاسی سے جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے، صحیح بخاری کا کچھ حصہ ۱۳۵۶ھ (۱۹۳۷ء) میں سماع کیا۔

پھر میں اپنے وطن واپس آ گیا اور تدریس قرآن کریم شروع کر دی۔ تھوڑے ہی عرصے میں طلبہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ چنانچہ اس وقت ۱۳۸۶ھ (۱۹۶۶ء) تک بعض احباب کے شمار کے مطابق چالیس ہزار طلبہ علم کے اس سرچشمے سے سیراب ہو چکے ہیں۔

تصانیف: (۱) البصائر للمتوسلین باہل المقابر: یہ کتاب اہل قبور سے توسل پکڑنے والوں کے رد میں لکھی گئی ہے جس میں من گھڑت اقوال، ضعیف اور موضوع روایات نیز کمزور آراء سے ان کے استدلال کا جواب دیا گیا ہے۔ اور ائمہ احناف کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے سماع موتی کا رد کیا گیا ہے۔

(۲) الرسالۃ البیضاء فی مسئلۃ الدعاء بعد السنۃ بھیئۃ الجتمعۃ۔

(۳) الانتصار لسنۃ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۴) ضیاء النور لرد البدع والفجور۔

(۵) اصول السنۃ فی رد البدعۃ۔ (۶) سمط الدرر فی ربط الآیات والسور۔

(۷) نیل السائرین فی طبقات المفسرین۔ (۸) مرشد الحیران الی فہم القرآن۔

(۹) العرفان فی اصول القرآن۔ (۱۰) پشتو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر۔

جلدی میں مرتب کئے گئے اس رسالے کے لئے میسر آمدہ مواد یہاں ختم ہوتا ہے۔ فللہ الحمد والمنہ واللہ سبحانہ اسئل ان یوفقنا لاشاعۃ التوحید والسنۃ و توفنا علی التوحید والسنۃ، وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین۔

Maktaba Tul Ishaat.com

Maktaba Tul Ishaat.com

نیل السائرین میں مندرج اسمائے مفسرینؒ

(بہ ترتیب حروف تہجی)

مرتبہ

سید کفایت بخاری
فاضل دار القرآن پنج پیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نیل السائرین میں ہر مفسر کے نام کے ساتھ دو عدد لکھے ہوئے ہیں جن میں سے پہلا عدد متعلقہ قرن میں اور دوسرا کتاب میں مفسر کے تذکرہ کے حوالہ کے لئے ہے۔ اس فہرست میں مفسرین کے اسمائے گرامی کے ساتھ یہی دوسرا حوالہ نمبر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو تلاش میں آسانی رہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱)

الف

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
احمد بن ابراہیم عاصمی	(۴۷۵)	احمد بن عبدالحلیم، ابن تیمیہ، شیخ الاسلام	(۴۳۴)
احمد بن ابراہیم، ابوجعفر اندلسی	(۴۱۸)	احمد بن عبدالرحیم، ابن زین عراقی	(۵۰۳)
احمد بن احمد فرقاوی	(۶۰۱)	احمد بن عبدالصمد انصاری	(۳۵۲)
احمد بن اسماعیل شافعی	(۵۴۴)	احمد بن عبدالقادر، ابن مکتوم	(۴۵۴)
احمد بن اسماعیل غزنوی	(۳۲۱)	احمد بن علی، ابوجعفرک	(۳۲۵)
احمد بن جعفر، ابن المناوی	(۲۰۱)	احمد بن علی، اندلسی	(۲۳۵)
احمد بن حسن جاربردی، امام	(۴۵۰)	احمد بن علی، رازی، جصاص، امام	(۲۲۰)
احمد بن حسین بیہقی، امام	(۲۶۶)	احمد بن علی، ابن الاخشید	(۱۹۱)
احمد بن حسین رملی، مقدسی، شہاب الدین	(۵۱۴)	احمد بن علی، ابن حجر عسقلانی	(۵۱۹)
احمد بن حنبل، امام	(۱۲۸)	احمد بن علی انصاری	(۴۱۰)
احمد بن داؤد، ابوحنیفہ دینوری	(۱۵۹)	احمد بن عمر، نجم الدین، کبیری، شافعی	(۳۶۹)
احمد بن سعد اللہ عسکری	(۴۵۹)	احمد بن فارس لغوی	(۲۱۹)
احمد بن سلیمان رومی، ابن کمال پاشا	(۵۵۸)	احمد بن فرات	(۱۴۳)
احمد بن سہیل، ابوزید بلخی	(۱۸۶)	احمد بن فرج	(۱۶۴)
احمد بن شہبہ، تقی الدین	(۵۱۸)	احمد بن کامل	(۲۰۵)
احمد بن عبداللہ، ابن قتیبہ دینوری	(۱۹۰)	احمد بن محمد بن احمد	(۲۶۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر
احمد بن محمد بن شارک	(۲۰۹)
احمد بن محمد اردبیلی	(۵۷۳)
احمد بن محمد ازدی	(۴۲۹)
احمد بن محمد اصم	(۴۶۸)
احمد بن محمد انصاری اندلسی	(۳۳۶)
احمد بن محمد معافری اندلسی	(۲۵۲)
احمد بن محمد بغدادی، ابن عطا	(۱۶۸)
احمد بن محمد حنبلی، شہاب الدین	(۴۳۲)
احمد بن محمد خفاجی، شہاب الدین	(۵۹۷)
احمد بن محمد رازی، حنفی، بدرالدین	(۳۷۶)
احمد بن محمد سمنانی، علاء الدولہ	(۴۴۰)
احمد بن محمد شافعی، قاہری	(۵۲۵)
احمد بن محمد شمنی، مالکی	(۵۲۸)
احمد بن محمد طحاوی، امام	(۱۸۵)
احمد بن محمد عتابی حنفی	(۳۵۴)
احمد بن محمد، عصام الدین	(۵۵۹)
احمد بن محمد فارسی، ابوبکر	(۲۱۲)
احمد بن محمد قاشانی	(۲۳۶)
احمد بن محمد کواکبی	(۶۰۶)

نام	حوالہ نمبر
احمد بن محمد مقدسی، ابن الہائم	(۴۹۶)
احمد بن محمد مکی، قمولی	(۴۳۱)
احمد بن محمد نحوی، نحاس	(۱۹۸)
احمد بن محمد نیشاپوری، قدیم	(۲۱۰)
احمد بن محمد، ابن عرب شاہ	(۵۲۰)
احمد بن محمد، ابن منیر اسکندری	(۴۰۸)
احمد بن مسعود سیواسی، شہاب الدین	(۴۸۹)
احمد بن موسیٰ، ابن مردویہ	(۲۴۲)
احمد بن ناصر الدین، برہان الدین حنفی	(۴۱۲)
احمد بن یحییٰ شیبانی، ثعلب	(۱۵۶)
احمد بن یوسف حلبی، سمین	(۴۶۰)
احمد بن محمد کواشی	(۴۰۴)
احمد بن ابوبکر، احنف	(۴۲۵)
احمد بن ابوسعید، ملاجیون	(۶۰۹)
احمد، ابوالکلام آزاد	(۶۸۴)
احمد علی لاہوری، مولانا	(۶۸۳)
آدم بن ابوایاس	(۱۲۳)
ابراہیم بن احمد حنبلی	(۴۱۵)
ابراہیم بن احمد خزرجی	(۴۴۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
ابراہیم بن اسحاق انماطی	(۱۶۳)	اسحاق بن راہویہ	(۱۳۱)
ابراہیم بن سَرِی، زجاج	(۱۷۹)	اسماعیل بن احمد نیشاپوری	(۲۵۵)
ابراہیم بن علی سلمی، قطب مغربی	(۳۷۰)	اسماعیل بن اسحاق، قاضی	(۱۴۹)
ابراہیم بن علی، ابواسحاق شیبانی	(۳۱۰)	اسماعیل بن خلف، ابوطاہر	(۲۶۴)
ابراہیم بن عمر بقاعی	(۵۴۰)	اسماعیل بن عبدالرحمان، سدی کبیر	(۷۳)
ابراہیم بن عمر جعبری	(۴۳۸)	اسماعیل بن عبدالرحمٰن، صابونی	(۲۶۸)
ابراہیم بن فائد	(۵۲۲)	اسماعیل بن علیہ	(۸۵)
ابراہیم بن محمد ثقفی	(۱۵۰)	اسماعیل بن عمر، ابن کثیر، امام	(۴۷۳)
ابراہیم بن محمد قیسی	(۴۴۶)	اسماعیل بن محمد تیمی، شیخ الاسلام	(۳۱۵)
ابراہیم بن محمد، نفطویہ	(۱۷۶)	اسود بن یزید	(۲۴)
ابراہیم بن محمد، ابن جماعہ، قاضی	(۵۴۱)	اشرف جہانگیر سمنانی	(۴۹۳)
ابراہیم بن محمد، سید ابن صلاح صنعانی	(۶۲۸)	الہ داد جونپوری	(۵۵۶)
ابراہیم بن معقل	(۱۵۸)	امان اللہ بنارسی، علامہ	(۶۱۱)
ابراہیم نخعی	(۱۹)	امداد علی خان کنتوری، راجہ	(۶۵۴)
ابی بن کعبؓ	(۸۹)	امین اللہ عظیم آبادی	(۶۶۰)
احسن بن علی	(۲۸۴)	اہل اللہ پھلتی	(۶۲۵)
اسباط بن نصر	(۸۹)		

Maktaba Tul Ishaat.com

با ...... ثا

نام	حوالہ نمبر
باذام، ابوصالح	(۶۲)
بدرالدین بن محمد شافعی	(۵۶۵)
بشیر ہاشمی	(۳۸۷)
بقی بن مخلد	(۱۴۵)
بکر بن محمد، مازنی	(۱۳۴)
تاتارخان دہلوی، امیر	(۴۸۴)
تراب علی	(۶۵۰)
ثناء اللہ امرتسری	(۶۸۲)
ثناء اللہ پانی پتی، قاضی	(۶۳۱)

جیم

نام	حوالہ نمبر
جابر بن عبداللہؓ	(۱۴)
جان محمد لاہوری	(۶۴۴)
جعفر بن محمد رازی، زعفرانی	(۱۴۸)
جعفر بن محمد فریابی	(۱۶۲)
جعفر بن احمد مروزی	(۱۳۲)
جمال الدین گجراتی	(۶۰۷)
جویبر بن سعید	(۹۶)
جہم بن صفوان	(۱۰۷)

حا

نام	حوالہ نمبر
حبیب بن ربیعہ، ابوعبدالرحمٰن سلمی	(۳۴)
حجاج بن محمد مصیصی	(۱۳۳)
حسن بن احمد، ابوالعلاء ہمدانی، شیخ الاسلام	(۳۴۴)
حسن بن احمد نحوی، ابوعلی فارسی	(۲۱۶)
حسن بن احمد گجراتی	(۵۷۲)
حسن بن خطیر نعمانی	(۳۵۶)
حسن بن عبداللہ بن سہل بن سعد	(۲۳۱)
حسن بن عبداللہ بن سہل بن یحییٰ	(۲۳۴)
حسن بن فتح	(۲۹۴)
حسن بن محمد طیبی، شرف الدین	(۴۴۷)
حسن بن محمد قمی	(۴۳۵)
حسن بن محمد، ابوالقاسم نیشاپوری	(۲۴۱)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
حسن بصری	(۵۱)	حسین بن محمد زعفرانی	(۲۱۳)
حسین بن احمد، ابن خالویہ	(۲۱۱)	حسین بن مسعود بغوی، امام	(۳۰۵)
حسین بن خالد ناگوری	(۵۴۶)	حسین کاشفی، ملا	(۵۵۱)
حسین بن عبداللہ، ابن سینا	(۲۵۱)	حسین احمد مدنی، شیخ الاسلام	(۶۷۸)
حسین بن علی بن حسین	(۲۴۴)	حسین علی، شیخ المشائخ، مولانا	(۶۸۶)
حسین بن فضل	(۱۵۱)	حمزہ بن عبداللہ زبیدی	(۵۵۵)
حسین بن محمد دامغانی، ابوعبداللہ	(۲۸۲)		

خا

خارجہ بن مصعب	(۹۳)	خضر بیگ	(۵۲۳)
خضر بن عبدالرحمٰن ازدی	(۴۶۹)	خلف بن احمد	(۲۳۳)
خضر بن نصر	(۳۴۲)		

دال......ذال

دراز پشاوری، حافظ	(۶۴۳)	ذاکر علی حسینی	(۶۵۷)

را

ربعی بن حراش	(۱۰۰)	رستم علی قنوجی	(۶۲۴)
ربیع بن انس	(۶۹)	رشید احمد گنگوہی، شیخ المشائخ، مولانا	(۶۷۵)
ربیع بن خثیم	(۴۲)	رفیع الدین محدث دہلوی	(۶۳۵)
رحمت اللہ کیرانوی، مولانا	(۶۷۲)	روح بن عبادہ	(۱۰۹)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
روزبہان، ابومحمد	(۳۶۰)	رؤف احمد رام پوری	(۲۴۱)
		زا	
زائدہ بن قدامہ	(۸۴)	زیب النساء بیگم، نواب	(۲۰۵)
زر بن حبیش	(۲۵)	زید بن اسلم	(۵۶)
زکریا بن داؤد نیشاپوری، خفاف	(۱۵۴)	زید بن ثابتؓ	(۸)
زکریا بن محمد انصاری، شیخ الاسلام	(۵۵۴)	زید بن وہب	(۳۹)
		سین	
سالم بن عتبہؓ	(۱۶)	سلمان بن ناصر نیشاپوری	(۳۰۳)
سخاوت علی جونپوری	(۲۶۵)	سلیمان بن احمد، طبرانی، امام	(۲۰۸)
سعد اللہ، سعدی چلپی آفندی	(۵۶۰)	سلیمان بن اشعث، ابن ابی داؤد	(۱۸۱)
سعید بن جبیر	(۱۷)	سلیمان بن خلف، ابوولید، باجی	(۲۷۷)
سعید بن مبارک، ابن الدہان	(۳۴۵)	سلیمان بن عبداللہ حلوانی	(۲۹۲)
سعید بن مسعدہ، اخفش	(۱۲۱)	سلیمان بن عبداللہ، ابوربیع ہواری	(۳۶۴)
سعید بن مسیب	(۴۹)	سلیمان بن عمر عجیلی، جمل	(۲۴۷)
سفیان بن عیینہ	(۷۶)	سنید بن داؤد	(۱۲۵)
سفیان ثوری	(۷۵)	سہل بن محمد سجستانی	(۱۳۶)
سلام اللہ دہلوی	(۲۳۲)	سہل تستری	(۱۵۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
		شین	
شبل بن عباد	(۷۴)	شریح بن ہانی	(۳۶)
شبیر احمد عثمانی، مولانا	(۶۸۰)	شعبہ بن حجاج	(۷۷)
شجاع بن فارس، ابو غالب	(۳۰۱)	شہاب الدین دولت آبادی، قاضی	(۵۱۵)
شرف الدین لکھنوی، مفتی	(۶۱۰)	شہپور بن طاہر اسفرائینی، امام	(۲۷۴)
شریح بن حارث	(۳۵)	شیبان بن عبدالرحمٰن	(۹۴)
		صاد ...... ضاد	
صالح بن عمر عسقلانی	(۵۲۷)	صدیق حسن خان، نواب	(۶۷۰)
صالح بن مہدی مکی	(۶۰۳)	صفدر علی فیض آبادی	(۶۵۹)
صبغۃ اللہ حسینی	(۵۸۹)	ضحاک بن مزاحم	(۹۷)
		طا ...... ظا	
طاؤس بن کیسان	(۶۶)	ظالم بن عمرو، ابوالاسود دؤلی	(۴۷)
طاہر بن یوسف سندھی	(۵۸۰)	ظہور علی لکھنوی	(۶۴۸)
طنطاوی، جوہری	(۶۷۶)	ظہیر الدین، ابو جعفر	(۳۴۹)
		عین	
عالی بن ابراہیم غزنوی	(۳۱۶)	عبداللہ بن امام احمد	(۱۵۵)
عامر بن شراحیل، شعبی، امام	(۴۶)	عبداللہ بن احمد نسفی، صاحب المدارک	(۴۱۹)
عبداللہ، ابوبکرؓ	(۲)	عبداللہ بن حسین، ابوالبقاء	(۳۶۶)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر
عبداللہ بن حنین	(۱۸۲)
عبداللہ بن سعید ازدی، ابو جمرہ، امام	(۳۰۸)
عبداللہ بن سعید، اشج	(۱۳۷)
عبداللہ بن سعید کندی، شیخ الاسلام	(۱۴۲)
عبداللہ بن طلحہ	(۳۰۰)
عبداللہ بن عطیہ	(۲۲۲)
عبداللہ بن عباسؓ	(۹)
عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، شیخ الاسلام	(۱۳۸)
عبداللہ بن عبدالرحمٰن قرشی، ابن عقیل	(۴۶۷)
عبداللہ بن عبدالکریم قشیری	(۲۷۹)
عبداللہ بن عبداللہ بلخی، کعبی	(۱۷۸)
عبداللہ بن علی بغدادی	(۳۲۲)
عبداللہ بن عمرؓ	(۱۳)
عبداللہ بن عمر بیضاوی	(۴۰۷)
عبداللہ بن عمروؓ	(۱۵)
عبداللہ بن قیس، ابو موسیٰ اشعریؓ	(۱۰)
عبداللہ بن مبارک	(۸۶)
عبداللہ بن محمد بن مالک	(۲۷۳)
عبداللہ بن محمد اصبہانی، ابوالشیخ	(۲۱۸)

نام	حوالہ نمبر
عبداللہ بن محمد انصاری، اندلسی	(۳۸۱)
عبداللہ بن محمد انصاری، شیخ الاسلام	(۲۸۳)
عبداللہ بن محمد بغوی	(۱۸۰)
عبداللہ بن محمد، بندار	(۲۸۷)
عبداللہ بن محمد دینوری، ابن وہب	(۱۷۱)
عبداللہ بن محمد نحوی، ابوالحسن	(۱۲۶)
عبداللہ بن محمد نحوی، ابوالقاسم معتزلی	(۲۲۹)
عبداللہ بن مسعودؓ	(۶)
عبداللہ بن مسلم، ابن قتیبہ دینوری	(۱۴۷)
عبداللہ بن وہب	(۱۰۳)
عبداللہ بن یوسف، جوینی	(۲۵۸)
عبداللہ بن ابو شیبہ	(۱۲۹)
عبداللہ بن ابو نجیح	(۸۷)
عبدالباسط قنوجی	(۶۳۰)
عبدالجبار بغدادی، علامہ	(۴۰۵)
عبدالجبار معتزلی، قاضی	(۲۴۹)
عبدالجلیل انصاری	(۳۶۳)
عبدالحق بن غالب	(۳۲۹)
عبدالحق حقانی	(۶۷۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
عبدالحق دہلوی، محدث	(۶۰۰)	عبدالرحیم بن حسین عراقی، امام	(۴۹۱)
عبدالحکیم سیالکوٹی، علامہ	(۵۹۶)	عبدالرحیم قشیری	(۳۰۴)
عبدالحکیم لکھنوی	(۶۵۱)	عبدالرزاق بن رزق اللہ	(۳۹۷)
عبدالرحمٰن بن اسماعیل، ابوشامہ مقدسی	(۴۰۰)	عبدالرزاق، کمال الدین	(۵۳۸)
عبدالرحمٰن بن خطیب، ابوالقاسم سہیلی	(۳۵۱)	عبدالرزاق حمیری، ابوبکر	(۱۱۹)
عبدالرحمٰن بن زید	(۵۷)	عبدالسلام بن عبدالرحمٰن، ابن برجان	(۳۲۰)
عبدالرحمٰن بن علی، ابن جوزی، امام	(۳۵۵)	عبدالسلام بن عبدالرحمٰن، ابن برہان	(۳۷۵)
عبدالرحمٰن بن محمد انباری	(۳۵۰)	عبدالسلام بن محمد قزوینی	(۲۸۵)
عبدالرحمٰن بن محمد الجزائری	(۵۳۲)	عبدالسلام بدایونی، قاضی	(۶۴۷)
عبدالرحمٰن بن محمد رازی	(۸۲)	عبدالسلام دیوی، مفتی	(۵۹۵)
عبدالرحمٰن بن محمد قرطبی	(۲۴۸)	عبدالسلام لاہوری، مفتی	(۵۹۴)
عبدالرحمٰن بن محمد کرمانی	(۳۲۷)	عبدالصمد بن عبدالرحمٰن	(۴۲۶)
عبدالرحمٰن بن محمد، ابن فطیس	(۲۳۸)	عبدالصمد بغدادی	(۴۶۴)
عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی، امام	(۵۵۲)	عبدالعزیز بن ابراہیم قرشی	(۳۹۶)
عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی، امام	(۱۹۲)	عبدالعزیز بن احمد دمیری	(۴۱۴)
عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ	(۳۲)	عبدالعزیز بن عبدالسلام، عزالدین	(۳۹۵)
عبدالرحمٰن بصری	(۴۰۹)	عبدالعزیز محدث دہلوی، سراج الہند	(۶۳۶)
عبدالرحمٰن جامی	(۵۴۲)	عبدالعزیز ملتانی	(۶۳۸)
عبدالرحمٰن نخعی	(۳۸۶)	عبدالعلی	(۶۵۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
عبدالقادر محدث دہلوی	(۶۳۳)	عبد بن احمد مالکی، ابوذر	(۲۵۷)
عبدالقاہر جرجانی	(۲۷۵)	عبیداللہ سندھی، مولانا	(۶۸۵)
عبدالکبیر	(۳۶۷)	عبید بن عمرو	(۲۳)
عبدالکریم بن علی انصاری	(۳۱۶)	عثمانؓ	(۴)
عبدالکریم بن محمد قزوینی، رافعی، امام	(۳۷۳)	عثمان بن سعید، ابوعمرو دانی	(۲۶۳)
عبدالکریم بن ہوازن قشیری، امام	(۲۶۵)	عثمان، ابن ابوشیبہ	(۱۳۲)
عبدالکریم، ابومعشر مقری	(۲۷۸)	عثمان سندھی	(۵۸۸)
عبدالکریم، علم الدین	(۳۵۷)	عروہ بن زبیرؓ	(۲۶)
عبدالملک بن جریج	(۹۸)	عزیزی بن عبدالملک، شیذلہ	(۲۹۳)
عبدالملک بن حبیب، ابومروان سلمی	(۱۱۶)	عطاء بن دینار	(۷۲)
عبدالملک اصمعی	(۱۲۰)	عطاء بن سائب	(۶۰)
عبدالملک جوینی، امام الحرمین	(۲۸۰)	عطاء بن ابورباح	(۵۵)
عبدالنبی اکبرآبادی	(۵۸۷)	عطاء بن ابومسلم	(۵۹)
عبدالواحد بن محمد شیرازی	(۲۸۹)	عطاء خراسانی	(۶۸)
عبدالواحد زملکانی	(۳۸۹)	عطیہ بن حارث، ابوروق ہمدانی	(۸۸)
عبدالواحد مالکی، ابن منیر	(۳۳۷)	عطیہ عوفی	(۶۷)
عبدالوہاب بن عطاء	(۱۰۸)	عکرمہ بربری	(۶۱)
عبدالوہاب بن محمد شیرازی، ابومحمد	(۲۹۱)	علقمہ بن قیس	(۲۱)
عبدالوہاب بخاری	(۵۵۷)	علقمہ بن وقاص	(۳۱)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر
علیؓ	(۵)
علی بن ابراہیم حوفی	(۳۵۳)
علی بن ابراہیم، سید ابن صلاح الامیر	(۶۲۹)
علی بن احمد اموی	(۴۲۰)
علی بن احمد حرالی	(۳۸۳)
علی بن احمد دکنی	(۵۰۷)
علی بن احمد شیرازی	(۵۲۴)
علی بن احمد واحدی	(۲۷۶)
علی بن حجر سعدی	(۱۳۳)
علی بن حسین باقولی، نورالدین، جامع	(۳۲۴)
علی بن حسین نیشاپوری	(۲۸۶)
علی بن حسین، ابوالقاسم	(۲۵۹)
علی بن حمشاد	(۱۹۷)
علی بن سلطان، قاری، ملا	(۵۸۳)
علی بن سلیمان زہراوی	(۲۵۶)
علی بن شہاب ہمدانی	(۴۷۹)
علی بن عبداللہ انصاری	(۳۴۳)
علی بن عبداللہ جذامی، ابوالحسن	(۳۱۱)
علی بن عبداللہ تبریزی	(۴۵۱)

نام	حوالہ نمبر
علی بن عبداللہ نیشاپوری	(۲۶۹)
علی بن عبداللہ، ابوبکر نحوی	(۳۶۵)
علی بن عبدالکافی، سبکی	(۴۶۱)
علی بن عثمان ترکمانی	(۴۵۷)
علی بن عراق	(۳۱۷)
علی بن عیسیٰ، جراح، وزیر	(۱۹۵)
علی بن عیسیٰ نحوی، رمانی	(۲۲۳)
علی بن فضال	(۲۸۱)
علی بن مجدالدین، شیخ مصنفک رازی	(۵۳۰)
علی بن محمد بزدوی، امام	(۲۷۱)
علی بن محمد سخاوی، امام	(۳۸۵)
علی بن محمد، سید شریف جرجانی	(۴۹۷)
علی بن محمد، خازن	(۴۴۴)
علی بن محمد بن ابوالقاسم، سید	(۵۰۸)
علی بن محمد، علاؤالدین	(۵۳۳)
علی بن محمد، عبدالقادر پانی پتی	(۵۸۵)
علی بن محمد، الکیا الہراسی	(۲۹۸)
علی بن محمد مالقی	(۴۱۷)
علی بن محمد ماوردی	(۲۶۷)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
علی بن مسلم سلمی	(۳۱۲)	عمر بن علی حنبلی	(۵۳۵)
علی بن موسیٰ، ابوالحسن قمی	(۲۰۴)	عمر بن محمد، شیخ سنامی	(۴۸۰)
علی بن یعقوب	(۴۳۰)	عمر بن محمد، نجم الدین نسفی	(۳۱۸)
علی بن ابوطلحہ ہاشمی	(۹۱)	عمر بن محمد، ابوعلی	(۴۲۴)
علی اصغر قنوجی	(۶۱۲)	عمر بن یوسف نخمی	(۵۱۱)
عماد کندی	(۴۲۷)	عمران بن اسحاق غزنوی	(۴۷۲)
عمرؓ	(۳)	عمران، ابو رجاء عطاردی	(۵۳)
عمر بن احمد، ابن شاہین	(۲۲۴)	عمرو بن شرحبیل	(۴۱)
عمر بن ارسلان، بلقینی	(۴۹۲)	عمرو بن عبید	(۱۰۴)
عمر بن بجیر	(۱۷۳)	عمرو بن میمون	(۳۸)
عمر بن عثمان	(۳۳۲)	عیسیٰ بن عبدالعزیز	(۳۵۸)
عمر بن علی، ابن الملقن	(۴۹۰)	عیسیٰ بن قاسم سندھی	(۵۹۲)

غین

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
غالی بن ابراہیم	(۳۴۶)	غلام مرتضیٰ الہ آبادی	(۶۶۷)
غزوان غفاری، ابومالک کوفی	(۱۰۲)	غلام نقشبند لکھنوی	(۶۰۸)

فا

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
فتح اللہ شیرازی، امیر	(۵۷۴)	فضل اللہ بن ابوالخیر	(۴۲۳)
فتح محمد سیدانوی	(۶۱۵)	فضل اللہ بن حسین طبری، شیعی	(۳۳۱)
فخرالدین محمد طریح	(۵۹۸)	فیض کاشانی، ملاحسن، شیعی	(۵۹۹)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
		قاف	
قاسم بن اصبغ	(۱۹۹)	قتیبہ بن احمد	(۱۷۷)
قاسم بن سلام، ابوعبید	(۱۱۷)	قطب الدین دہلوی	(۲۵۴)
قاسم بن عمر دہلوی	(۳۸۵)	قطرب نحوی	(۱۱۳)
قاسم بن قطلو بغا	(۵۳۴)	قیس بن مسلم	(۷۸)
قتادہ بن دِعامہ	(۵۴)		
		کاف	
کرم اللہ خواتی، نواب	(۲۲۶)	کلیم اللہ جہان آبادی	(۶۱۳)
کعب احبار	(۳۰)		
		میم	
محمد بن ابراہیم نیشاپوری، ابن منظر	(۱۷۴)	محمد بن احمد محلی	(۵۲۶)
محمد بن ابراہیم، ابن کیسان	(۱۸۸)	محمد بن احمد مدنی	(۵۱۰)
محمد بن ابراہیم، ابن وزیر، سید	(۵۰۹)	محمد بن احمد مکی	(۵۱۹)
محمد بن احمد بن ابراہیم	(۲۲۷)	محمد بن احمد، ابن ضیاء	(۵۲۱)
محمد بن احمد اسعر دی	(۴۵۵)	محمد بن احمد، ابن عبدالہادی	(۴۵۲)
محمد بن احمد خوئی، شہاب الدین	(۴۱۳)	محمد بن اسحاق قونوی	(۴۰۳)
محمد بن احمد زہراوی	(۳۶۸)	محمد بن اسحاق مطلی	(۶۴)
محمد بن احمد قرطبی، امام	(۴۰۲)	محمد بن اسعد حکیمی	(۳۴۰)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
محمد بن اسماعیل بخاری، امام	(۱۴۰)	محمد بن سائب کلبی	(۹۰)
محمد بن بحر، ابو مسلم اصفہانی	(۱۸۹)	محمد بن سلامہ، شمس الدین سکندری	(۶۱۶)
محمد بن بدرالدین صاروخانی	(۵۷۶)	محمد بن سلیمان رومی	(۵۳۱)
محمد بن برکات	(۳۰۷)	محمد بن سیرین	(۵۲)
محمد بن بہادر، زرکشی، بدرالدین	(۴۸۳)	محمد بن شہاب حنفی	(۵۱۷)
محمد بن ثور	(۷۱)	محمد بن طیب، ابوبکر باقلانی	(۲۳۹)
محمد بن جریر طبری، امام	(۱۷۲)	محمد بن عبداللہ بن جعفر	(۲۲۵)
محمد بن جعفر بخاری	(۲۰۴)	محمد بن عبداللہ بن حکیم	(۱۴۴)
محمد بن حاتم، سمین	(۱۳۰)	محمد بن عبداللہ بن عمرو	(۲۲۶)
محمد بن حسن اصفہانی، ابوبکر	(۲۳۷)	محمد بن عبداللہ حضرمی، مطین	(۱۶۰)
محمد بن حسن موصلی، نقاش	(۲۰۲)	محمد بن عبداللہ، شرف الدین نحوی	(۳۹۱)
محمد بن حسن، ابن درید	(۱۸۴)	محمد بن عبداللہ، شمس الدین	(۴۷۰)
محمد بن حسن، ابن مقسم	(۲۰۶)	محمد بن عبداللہ، ابوسلیمان سغدی	(۱۶۶)
محمد بن حسین حموی، ابوعبداللہ	(۴۰۶)	محمد بن عبداللہ، ابن الزمنین	(۲۳۲)
محمد بن حسین زاغولی	(۳۳۵)	محمد بن عبداللہ، ابن العربی، قاضی	(۳۲۳)
محمد بن حسین، ابوعبدالرحمان سلمی	(۲۲۵)	محمد بن عبدالحمید، العلاء العالم	(۲۸۸)
محمد بن حسین، ابوغانم	(۳۱۳)	محمد بن عبدالرحمٰن، اقضی القضاۃ	(۲۶۱)
محمد بن حمزہ فناری، شمس الدین	(۴۵۶)	محمد بن عبدالرحمٰن بخاری	(۳۲۸)
محمد بن خلفہ تونسی	(۵۰۴)	محمد بن عبدالرحمان شاطبی	(۳۰۶)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
محمد بن عبدالرحمٰن، ابوبکر تیمی	(۲۱۴)	محمد بن علی، ابوبکر جزامی	(۴۲۸)
محمد بن عبدالرحمٰن، ابن الصائغ حنفی	(۴۷۴)	محمد بن علی، ابومسلم اصفہانی	(۴۷۲)
محمد بن عبدالغنی حجازی	(۳۴۷)	محمد بن علی، ابن زملکانی	(۴۳۳)
محمد بن عبدالکریم شہرستانی، علامہ	(۳۳۰)	محمد بن علی، ابن عربی، شیخ اکبر	(۳۷۸)
محمد بن عبدالکریم غیلی	(۵۵۰)	محمد بن علی، ابن ہبیرہ	(۳۰۲)
محمد بن عبدالملک، ابن ابوجمرہ	(۳۰۹)	محمد بن علی، ابن یونانیہ	(۴۷۶)
محمد بن عبدالوہاب، جبائی	(۱۶۵)	محمد بن عمار، ابویاسر	(۵۱۲)
محمد بن عثمان حنفی، حسام الدین سمرقندی	(۳۷۹)	محمد بن عمر رازی، امام	(۳۵۹)
محمد بن عثمان بن ابوشیبہ	(۱۶۱)	محمد بن عمر قرطبی	(۳۸۰)
محمد بن عزیز، ابوبکر بجستانی	(۲۰۰)	محمد بن عمر واقدی	(۱۱۴)
محمد بن علی ادفوی	(۲۲۸)	محمد بن فراموز، ملاخسرو	(۵۳۹)
محمد بن علی انصاری	(۳۹۸)	محمد بن فضل رواسی	(۲۴۶)
محمد بن علی بلنسی	(۴۸۷)	محمد بن قاسم حنبلی	(۳۷۲)
محمد بن علی دکالی	(۴۶۳)	محمد بن قاسم نحوی، ابن الانباری	(۱۹۴)
محمد بن علی شوکانی	(۶۴۲)	محمد بن کعب قرظی	(۹۲)
محمد بن علی، قفال شافعی	(۲۱۷)	محمد بن محمد بن احمد ازہری	(۶۳۴)
محمد بن علی مازندرانی، شیعی	(۳۵۳)	محمد بن محمد بن الازہری	(۲۲۱)
محمد بن علی مالکی، ابن عسکر	(۳۸۲)	محمد بن محمد بن ظفر، ادیب	(۳۴۱)
محمد بن علی، ابوبکر اصفہانی	(۲۴۷)	محمد بن محمد بن عبدالکریم	(۴۷۱)

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
محمد بن محمد آقسرائی	(۴۶۶)	محمد بن محمود شیرازی	(۴۸۱)
محمد بن محمد ازنیکی	(۵۰۰)	محمد بن مروان	(۶۳)
محمد بن محمد، بدرالدین کرخی	(۵۸۲)	محمد بن مسلم، امام زہری	(۳۳)
محمد بن محمد، برہان نسفی	(۴۱۱)	محمد بن مصلح الدین، شیخ زادہ	(۵۶۳)
محمد بن محمد جزری، امام	(۵۰۵)	محمد بن مفضل، ابوطیب	(۱۶۹)
محمد بن محمد حلبی، حنفی، ابن شحنہ کبیر	(۴۹۵)	محمد بن موسیٰ، ابوعلی واسطی	(۱۸۳)
محمد بن محمد، خطاب	(۵۶۴)	محمد بن وحید توقانی	(۴۰۱)
محمد بن محمد رازی، قطب الدین	(۴۶۵)	محمد بن یحییٰ، ابوبکر صولی	(۱۹۳)
محمد بن محمد شافعی، ابن صارم	(۵۶۲)	محمد بن یحییٰ طرابلسی	(۵۱۳)
محمد بن محمد شمس الدین، خطیب شربینی	(۵۶۹)	محمد بن یزید ازدی، مبرد	(۱۵۳)
محمد بن محمد غزالی، امام	(۲۹۹)	محمد بن یزید، ابن ماجہ	(۱۴۶)
محمد بن محمد، کمال قاہری	(۵۲۹)	محمد بن یعقوب فیروزآبادی	(۴۹۸)
محمد بن محمد ماتریدی	(۱۹۶)	محمد بن یوسف اندلسی، ابوحیان نحوی	(۴۴۸)
محمد بن محمد مالکی، ابن قولع	(۴۴۱)	محمد بن یوسف دہلوی	(۵۰۲)
محمد بن محمد مقدسی، ابن ابوشریف	(۵۴۹)	محمد بن یوسف سنوسی	(۵۴۵)
محمد بن محمد، ابوعبداللہ تونسی	(۴۸۸)	محمد بن یوسف فریابی	(۱۱۸)
محمد بن محمد، ابوعبداللہ ناصر الدین	(۵۳۷)	محمد بن یوسف کرمانی بغدادی	(۴۷۸)
محمد بن محمد، ابن امیر الحاج	(۵۳۶)	محمد بن یوسف، شمس الدین	(۵۶۱)
محمد بن محمد، خواجہ پارسا	(۵۰۱)	محمد بن ابوبکر رازی، زین الدین	(۳۹۹)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
محمد بن ابوبکر، ابن نقیب	(۴۴۹)	محمد عابد سنامی	(۶۲۱)
محمد بن ابوبکر، ابن قیم	(۴۵۶)	محمد عبدالرحمٰن، معین الدین، سید	(۵۴۸)
محمد بن ابوالقاسم خوارزمی	(۳۳۷)	محمد غوث مدراسی، سید	(۶۶۱)
محمد بن ابوالقاسم ربعی، شمس الدین	(۴۲۲)	محمد معظم نابھوی، قاضی	(۶۲۰)
محمد، اکمل الدین بابرتی	(۴۷۷)	محمد معین لکھنوی	(۶۶۲)
محمد ابراہیم، محی الدین نکیساری	(۵۴۷)	محمد تقی لکھنوی، سید	(۶۵۳)
محمد احسن نانوتوی	(۶۷۱)	محمد نووی	(۶۶۹)
محمد ادریس، سید	(۴۳۶)	محمد وارث حسینی	(۶۲۲)
محمد اسعد الدین، محقق دوانی	(۵۷۷)	مالک بن انس، امام	(۵۸)
محمد اشرف علی تھانوی، مولانا	(۶۸۱)	مبارک بن محمد جزری، ابن اثیر	(۳۶۲)
محمد اشرف لکھنوی	(۶۳۹)	مبارک ناگوری	(۵۷۸)
محمد انور شاہ کشمیری، مولانا	(۶۷۹)	مجاہد بن جبر	(۱۸)
محمد تبرہ وی	(۵۸۶)	محمود بن احمد بن فرج	(۴۰۷)
محمد حسین بیجاپوری	(۶۰۲)	محمود بن احمد بن محمود	(۳۹۴)
محمد حکم بریلوی	(۶۱۷)	محمود بن احمد اصفہانی	(۳۱۴)
محمد سعید مدراسی	(۶۴۶)	محمود بن احمد سمرقندی	(۱۳۹)
محمد طاہر، شیخ القرآن، مولانا	(۶۸۷)	محمود بن احمد قونوی	(۴۶۸)
محمد طاہر الہ آبادی	(۶۱۴)	محمود بن اسرئیل، ابن قاضی سیماوی	(۴۹۹)
محمد ظاہر بریلوی	(۶۶۴)	محمد بن حمزہ کرمانی	(۲۹۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
محمد بن مسعود شیرازی، قطب الدین	(۴۲۱)	مصلح الدین، نورالدین زادہ	(۵۷۱)
محمد بن عبداللہ آلوسی، سید	(۶۴۹)	مطہر بن علی یمانی	(۵۹۳)
محمد بن عبدالرحمٰن اصفہانی، شمس الدین	(۴۵۳)	معافی بن اسماعیل، ابن ابوسنان نہروانی	(۳۷۷)
محمود بن عمر زمخشری	(۳۱۹)	معافی بن زکریا نہروانی	(۲۳۰)
محمود بن یوسف مندعی	(۳۹۳)	معاویہ بن صالح	(۹۵)
محمود بن ابوالحسن نیشاپوری	(۳۳۴)	معبد جہنی	(۱۰۶)
محمود حسن، مولانا، شیخ الہند	(۶۷۷)	معمر بن راشد	(۶۵)
مخلص دہلوی	(۴۶۲)	معمر بن مثنیٰ	(۱۱۷)
مرۃ الطیب (مرۃ الخیر)	(۲۹)	مفضل بن محمد، راغب اصفہانی	(۲۹۷)
مرتضیٰ بخاری، نواب	(۵۹۰)	مقاتل بن حیان	(۸۱)
مرتضیٰ زبیدی، سید	(۶۵۸)	مقاتل بن سلیمان	(۷۹)
مسروق	(۴۸)	مکی بن ابو طالب	(۲۶۰)
مسعود بن علی بیہقی	(۳۲۶)	مؤرج بن عمر نحوی	(۱۷۰)
محمد بن عمر، تفتازانی، علامہ	(۴۸۲)	منتخب الدین	(۳۸۴)
مسعود بن محمود اصفہانی	(۳۴۸)	منذر بن سعید، قاضی	(۲۰۳)
مسلم بن جندب	(۱۰۱)	منصور بن احمد	(۲۹۰)
مصطفیٰ بن شعبان، مصلح الدین	(۵۶۶)	منصور بن حسن	(۱۸۷)
مصطفیٰ بن محمد، مصلح الدین، بستان آفندی	(۵۶۷)	منصور بن سرار	(۳۸۸)
مصطفیٰ ازمیری	(۶۱۸)	موسیٰ، ابوالاسود	(۱۶۷)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
		نون	
ناصرالدین محمد، سید ابو منصور	(۶۷۴)	نظام الدین تھانیسری	(۵۹۱)
نجم الدین رازی	(۳۹۲)	نعمت اللہ	(۵۵۳)
نصر بن عاصم	(۴۵)	نور الحسن کاپلوی، سید	(۶۶۶)
نصر بن علی، ابن ابو مریم	(۳۳۹)	نور الدین، سید معین	(۵۴۳)
نصر بن محمد، ابو اللیث سمرقندی	(۲۱۵)	نور الدین گجراتی	(۶۱۹)
نصر اللہ بن احمد تستری	(۴۹۴)	نور محمد، قاضی	(۶۶۸)
		واو	
واصل بن عطا بصری	(۱۰۵)	ولی اللہ دہلوی، شیخ الاسلام، امام	(۶۲۳)
وجیہ الدین گجراتی	(۵۷۵)	ولی اللہ فرخ آبادی، مفتی	(۶۴۰)
وحید الحق پھلواری	(۶۵۶)	ولی اللہ لکھنوی	(۶۴۵)
وکیع بن جراح	(۷۰)	وہب بن منبہ	(۴۳)
ولید بن أبان	(۱۷۵)		
		ھا	
ہبۃ اللہ بن سلامہ	(۲۴۳)	ہشام بن کلبی	(۱۱۱)
ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم حموی	(۴۳۹)		
		یا	
یاد علی حسینی، سید	(۶۶۳)	یعقوب بن حسن کشمیری	(۵۷۹)

Maktaba Tul Ishaat.com

نام	حوالہ نمبر	نام	حوالہ نمبر
یعقوب چری	(۵۱۶)	یحییٰ بن علی، خطیب تبریزی	(۲۹۶)
یحییٰ بن احمد، ابوبکر	(۳۷۳)	یحییٰ بن قاسم، شیخ عمادالدین	(۴۵۸)
یحییٰ بن ربیع، مجدالدین، علامہ	(۳۶۱)	یزید بن ہارون سلمی	(۱۱۰)
یحییٰ بن زیاد، فراء	(۱۱۵)	یوسف بن قزغلی، سبط ابن جوزی	(۳۹۰)

کنیّتیں

ابواحمد بن جزی، ابن جزی	(۳۷۱)	ابوصالح بن عبداللہ	(۱۲۴)
ابوادریس خولانی	(۵۰)	ابوالعالیہ ریاحی	(۲۰)
ابوبکر بن حسن، ابن فورک، امام	(۲۴۰)	ابوعثمان نہدی	(۹۹)
ابوبکر بن عبدالرحمٰن	(۲۸)	ابوالفضل	(۵۸۴)
ابوبکر بن علی، حدادی	(۴۸۶)	ابوالفیض، فیضی	(۵۸۱)
ابوجعفر رازی	(۸۳)	ابومسلم خولانی	(۲۲)
ابوالحسین اسکندری	(۴۴۳)	ابووائل اسدی	(۳۷)
ابو سعود عمادی	(۵۷۰)	ابو ہریرہؓ	(۱۲)
ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن	(۴۷)		

Maktaba Tul Ishaat.com

تالیفات شیخ القرآنؒ

۱۔	سمط الدرر فی ربط الآیات والسور	عربی
۲۔	العرفان فی اصول القرآن	عربی
۳۔	نیل السائرین فی طبقات المفسرین	عربی، اُردو
٤۔	اصول السنة لرد البدعة	عربی
٥۔	البصائر للمتوسلین باھل المقابر	عربی
٦۔	النشا ط عن حیلة الاسقاط	عربی
۷۔	ضیاء النور لدحض البدع واما تة الفجور	عربی
۸۔	الانتصار لسنة سیدالابرار	اردو
۹۔	حقیقت مودودی	اردو
۱۰۔	ارشاد الانا م فی ترک الفاتحة خلف الامام	اردو
۱۱۔	بقیة الآثار من الحیاة المستعار	اردو

Maktaba Tul Ishaat.com

التاليفات المطبوعة من مكتبة اليمان

	اسم الكتب		اسم المصنف
١)	سعط الدرر في ربط الايات والسور وخلاصتها المختصر	(عربي)	الشيخ محمد طاهر رحمه الله الغافر
٢)	اصول السنة لرد البدعة	=	= =
٣)	نيل السائرين في طبقات المفسرين	=	= =
٤)	البصائر للمتوسلين باهل المقابر	=	= =
٥)	النشاط عن حيلة الاسقاط	=	= =
٦)	العرفان في اصول القرآن	=	= =
٧)	ضياء النور من احياء السنة	=	= =
	لدحض الجور وماتة البدعة	=	= =
٨)	الانتصار لسنة سيد الابرار	(أردو)	= =
٩)	ارشاد الانام في ترك الفاتحة خلف الامام	(أردو)	= =
١٠)	بغية الآثار من الحيوة المستعار (او	(أردو)	= =
	(الابلاء والمحنه في اشاعة التوحيد والسنة	(أردو)	= =
	في بلاد الافاغنه)		
١١)	حقيقة مودودي	(أردو)	= =
١٢)	مسلك الاكابر في تحقيق الحيوة	(أردو)	الشيخ محمد طيب طاهري
	وعدم السماع لاهل المقابر		
١٣)	كتاب الجهاد	(أردو)	= =
١٤)	دمدمة القهريه على دندنة الدهريه	(أردو)	= =
١٥)	ازالة الاوهام	(پشتو)	= =

يطلب من

مكتبة اليمان دار القرآن بنج پير صوابي سرحد پاكستان

الهاتف: ٢٢١٨٠٣(٠٩٣٨)